

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

سیرت

مُصْطَفَىٰ جَانِ حَمِيمَتِ

صَلَّىٰ
عَلَيْهِ
وَالْآلِ
وَسَلَّمَ

أَلَا لَيْتَ بَعْضُكُمْ يَتَّبِعُ رَسُولَ اللَّهِ الَّذِي آتَىٰ بِحُجْرٍ لِّقَوْمِهِ لِيُقَوِّمَ
لَهُمْ مَعْنَفَةً وَّاجْرًا عَظِيمًا

مَآكُنَّ مُحَمَّدٍ أَلِيٍّ

جلد چہارم

افادات

شیخ الإسلام والمسلمين

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

رحمة الله عليه

تنبیر
برادرز
اردو بازار لاہور



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

تصانیف اعلیٰ حضرت سے ماخوذ سیرت الرسول ﷺ کا

عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
حاجی رحمت

جمع و ترتیب

افادات

محمد علی قادری ضوی

شیخ الاسلام والمسلمین
رحمۃ اللہ علیہ
امام احمد رضا خان محدث بریلوی

جلد چہارم



بیت سنٹرل سول ماڈل ہائی سکول، ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

شبیر برادرز

marfat.com

Marfat.com

الافتاء والفتاوى

جہلہ حقونہ سیرت الشریعہ منوطاً

مصطفیٰ جانِ رحمت

جلد 4

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

افادات

محمد علی قادری ضوی

جمع و ترتیب

ملک شبیر حسین

ناشر

مئی 2007ء، اربعہ الثانی 1428ھ

بن اشاعت

اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور

طابع

فیضی گرافکس دیار مارکیٹ لاہور

سرورق

1600 روپے کلیر

قیمت



marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

مشمولات

- شفاعت النبی • اختیارات مصطفیٰ • پناہ عالم وعالمیاں • شہنشاہ کون ومکان • تعظیم و تکریم
 درود و سلام • عصمت انبیاء • توسل و استمداد • ندائے یار رسول اللہ • بشریت انبیاء
 حدود شرعیہ • فضائل مکہ و مدینہ • صحابہ و خلفاء • رشتہ دارو متعلقین • حقیقت محمدیہ ﷺ

فہرست مضامین

جلد چہارم

صفحات	مضامین
45	شفاعت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ
47	مقام محمود
49	لواء الحمد
50	ذکر صراط
52	میزان کی کیفیت
54	حضور کی رضا
54	امت کے لیے حضور کا استغفار
55	منافقین کا انصراف
55	قیامت کی سختی اور شفاعت
57	انتباہ
58	شفاعت گنہ گاروں کے لیے ہے
60	بے حساب لوگوں کی شفاعت
60	مومنین مخلصین کی شفاعت
61	سونے کے منبر اور حضور کی شفاعت

- 62 حضور منصب شفاعت پر ●
- 62 دعائے شفاعت ●
- 64 شفاعت حضور کے ساتھ خاص ہے ●
- 64 روز قیامت کے خطیب و شفیع ●
- 65 شفاعت حق ہے ●
- 65 حضور کی شفاعت مقبول ہے ●
- 66 حضور صاحب شفاعت ہیں ●
- 66 زیارت و شفاعت ●
- 66 حضور کو اذن کلام ●
- 67 شفاعت کبریٰ ●
- 68 موحدین کی شفاعت ●
- 69 اہل کبار کے لیے حضور کی شفاعت ●
- 70 حضور کی شفقت ●
- 71 حضور کو شفاعت عطا کی گئی ●
- 72 مرجہ اور قدر یہ شفاعت کے مستحق نہیں ●
- 72 شفاعت مومنوں کو پہنچے گی ●
- 73 صاحب شفاعت کا معنی ●
- 73 اہل توحید کی شفاعت ●

74 ابو طالب کو حضور کی شفاعت کا فائدہ	●
80 والدین کریمین کی شفاعت	●
81 امت پر شفقت و رحمت	●
82 امت کے لیے حضور کا اضطراب	●
83 حضور کو تین سوال عطا ہوئے	●
83 فائدہ	●
83 احادیث شفاعت اور حضور کی عظمت	●
90 صراط پر حضور کا انتظار	●
91 صراط سے گزرنے میں سبقت	●
91 دروازہ جنت پر حضور کی آمد	●
92 باب جنت پر حضور کی دستک	●
93 بلند و نورانی منبر پر حضور کی جلوہ فرمائی	●
93 اذن شفاعت صرف حضور کو ملے گا	●
95 دخول جنت میں سبقت	●
95 حضور کے وسیلہ سے شفاعت حلال ہوگی	●
96 مقام محمود اور شفاعت	●
98 حضور کا عرش پر جلوس	●
98 منسوخہ آریں پر جلوس	●

- 99 دولت شفاعت صرف حضور کو دی گئی ●
- 99 روز قیامت سرور کونین کی سیادت ●
- 103 روز قیامت بلندی پر حضور کی جلوہ فرمائی ●
- 103 لواء الحمد حضور کے دست رحمت میں ہوگا ●
- 107 میرے حضور کے لب پر انا لہا ہوگا ●
- 108 انبیاء کی التجائے شفاعت ●
- 108 سواد بن قارب کی التجاء شفاعت ●
- 110 اشعار ●
- 119 **حوض کوثر** ■
- 121 حوض کی مسافت ●
- 122 کوثر کا پینے والا پیا سا نہ ہوگا ●
- 122 کوثر حضور کے ساتھ مخصوص ہے ●
- 123 حوض سے روکنے کی توضیح ●
- 123 کوثر کے چار کنارے ●
- 124 حوض کوثر کے اوصاف ●
- 125 کوثر افضل ہے یا زم زم ●
- 126 افضلیت کوثر کے دلائل ●
- 127 کوثر سے افضل پانی ●

128	● حضور کو کوثر عطا کیا گیا
128	● اشعار
129		■ <u>عالم کی کنجیاں حضور کے سپرد ہیں</u>
136	● نوریت میں حضور کا وصف
137	● انجیل میں حضور کا وصف
138	● زمین کی کنجیاں حضور کو دی گئیں
139	● ہر شے کی کنجیاں حضور کے حوالے کی گئیں
139	● وقت ولادت کنجیاں عطا ہوئیں
140	● حضور کا رعب و دبدبہ
141	● روز قیامت حضور کے دست اقدس میں کنجیاں
142	● جنت و دوزخ کی کنجیاں
144	● کونین کی بھلائی حضور کے دست رحمت میں
147		■ <u>پناہ عالم و عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم</u>
150	● توریت میں حضور کا ذکر جمیل
151	● حضرت اسود کی التجا
152	● ایک اعرابی کی فریاد اور بارش کے لیے حضور کی دعا
153	● حضور کی پناہ سچی ہوتی ہے
154	● حضور کی دہائی سے غلام آزاد ہو گیا

155 اللہ ورسول کافی ہیں	●
156 ایک پیر مرد کی التجا	●
157 حضور عالم کی جان و زندگی ہیں	●
159	اختیارات مصطفیٰ ﷺ	■
164 حضور کا اختیار	●
166 گیاه اذخر کا استثناء	●
167 نماز عشاء کو موخر فرمادینے کا اختیار	●
168 حج ہر سال فرض کر دینے کا اختیار	●
170 زید بن حارثہ کا نکاح	●
172 ششماہہ بکری کے بچہ کی قربانی	●
173 حضور نے نوحہ کی اجازت دی	●
175 سوگ معاف کر دیا گیا	●
175 تعلیم سورت کو مہر قرار دیا گیا	●
176 خزیمہ کی شہادت دو کے برابر کر دی گئی	●
177 کفارہ صوم صاحب کفارہ ہی کے لیے جائز فرما دیا	●
179 سالم کے لیے رضاعت ثابت فرمادی	●
180 ریشم پہننے کی اجازت دی	●
180 حالت جنابت میں دخول مسجد کی اجازت	●

- 181 سونے کی انگشتری جائز فرمادی ●
- 182 سراقہ کو کنگن پہننے کی بشارت ●
- 184 نام و کنیت کی اجازت ●
- 185 حضرت عثمان کو غنیمت بدر کا حصہ دار بنا دیا ●
- 186 ہدایا حلال و طیب فرمادیے ●
- 187 غبن کو باعث خیار ٹھہرایا ●
- 188 بعد عصر دو رکعت کی رخصت ●
- 189 حج میں شرط کی اجازت ●
- 190 تین نمازوں کی رخصت پر قبول اسلام ●
- 190 حضور نے مدینہ کو حرم بنا دیا ●
- 191 مدینہ کی حرمت اور پیمانوں کے لیے دعائے برکت ●
- 191 مدینہ طیبہ کا احترام ●
- 192 تحریم مدینہ منورہ ●
- 193 مدینہ اور اس کے اطراف کی حرمت ●
- 194 مدینہ کے جانور کا شکار منع ہے ●
- 195 مدینے کا درخت کا ٹٹا منع ہے ●
- 195 مدینے کا شکار حرام ہے ●
- 195 بقیع بھی حرم ہے ●

- 196 خاردار درخت کاٹنے کی ممانعت ●
- 196 مدینہ حضور کا حرم ہے ●
- 197 مسح موزہ کی مدت ●
- 199 اگر حضور چاہتے تو مسواک کرنا فرض کر دیتے ●
- 201 مسواک اور خوشبو ●
- 201 صبح کی مسواک ●
- 202 مسواک اور تاخیر عشاء ●
- 203 گھوڑے اور غلاموں کی زکاۃ ●
- 204 زنا کی حرمت ابدی ہے ●
- 204 یتیم و عورت کی حق تلفی ●
- 204 شراب و مردار وغیرہ کی بیع ●
- 205 منشیات کی حرمت ●
- 205 رسول کے حرام کردہ کی حیثیت ●
- 206 حضور شارع ہیں ●
- 207 زمین اور امتوں کے مالک ●
- 209 سورہ یسین کی تلاوت ●
- 209 ابن جمیل کو اللہ و رسول نے غنی کر دیا ●
- 209 اللہ و رسول کے مال ●

210	جان و مال کے مالک	●
212	اللہ و رسول کا فضل بڑا ہے	●
213	اللہ و رسول زمین کے مالک ہیں	●
214	حضور آدمیوں کے مالک ہیں	●
215	عامر بن اکوع کے اشعار	●
218	امت کے مال	●
219	فاروق اعظم کا فرمان	●
221	فاروقی اعتراف	●
221	رسول رزق دیتے ہیں	●
222	حضور کے بغیر کوئی نعمت نہیں ملتی	●
223	ربیعہ کو جنت کا مژدہ	●
225	اعرابی کا سوال	●
226	ایک پیرزن کو جنت میں موسیٰ کی رفاقت	●
228	ایک سائل اور زمانہ موسیٰ کی پیرزن	●
229	حضور جنت کے ضامن ہیں	●
229	حضور حاجت روا ہیں	●
230	ایک چور کے لیے حضور کا فرمان	●
230	خزانہ الہی کے مالک	●

231 اشعار	●
235	قاسم نعمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	■
237 اللہ ورسول نے دولت دی	●
238 حضور نے اسامہ کو نعمت دی	●
240 نعمت رزق	●
240 حضور نے برکت دی	●
240 دولت و نعمت	●
242 نعمت ایجاد و نعمت امداد	●
242 ازل سے ابد تک کی نعمتیں	●
244 دینی و دنیوی نعمتیں	●
246 اشعار	●
249	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دافع البلاء ہیں	■
253 آیات قرآنیہ سے دافع البلاء ہونے کا ثبوت	●
254 آفتاب عالم و پناہ عالم	●
254 حضور آگ سے بچاتے ہیں	●
255 تورات میں وصف دافع البلاء	●
256 حضرت شعبا کو حضور کی بشارت	●
257 تورات و انجیل میں وصف دافع البلاء	●

- 257 حضور کی دعادلوں کا چین ہے ●
- 258 حضور بلائیں دفع فرماتے ہیں ●
- 260 اشعار ●
- 261 شہنشاہ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ■
- 263 شہنشاہ کا معنی ●
- 263 غیر نبی کے لیے شہنشاہ کا استعمال ●
- 267 غیر نبی کو شہنشاہ کہنے پر مزید شہادتیں ●
- 271 شہنشاہ کہنے کا حکم ●
- 272 لفظ شہنشاہ کے ہم معنی الفاظ ●
- 273 متعدد الفاظ کی توضیح و اطلاق ●
- 275 سید و حکم وغیرہ کا اطلاق ممنوع ہونے کی وجہ ●
- 277 سید و حکم وغیرہ کہنے کا جواز ●
- 280 بنی قریظہ میں نماز کی نظیر ●
- 282 لفظ شہنشاہ کے ہم معنی الفاظ کا جواز ●
- 284 دلیل ممانعت کی تاویل ●
- 286 ممانعت کی وجہ ●
- 288 نام اور وصف میں فرق ہے ●
- 289 حاصل بحث ●

291	■ مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
295	● فاروق اعظم کا فرمان.....
296	● نبی مومنوں کے والی ہیں.....
298	● اللہ ورسول نگہبان ہیں.....
298	● حضور ولی و کارساز ہیں.....
299	● عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولی.....
299	● نبوت و ولایت.....
299	● حضور مالک جنت ہیں.....
300	● زمین کے مالک.....
300	● مسلمان اور ان کا مال حضور کی ملکیت ہیں.....
301	● خزانہ کرم حضور کے دست رحمت میں.....
303	■ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم
305	● حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے.....
307	● سر پر چڑیاں.....
307	● عمرو بن العاص کے تین دور.....
308	● کون بڑا.....
308	● حضرت براء کا ادب.....
308	● تعظیم رسول کے بغیر عبادت مقبول نہیں.....

- 309 عبدالمصطفیٰ ہی درحقیقت مومن ہے ●
- 311 ذکر اقدس کے وقت قیام ●
- 312 اصل ایمان ●
- 312 بارگاہ رسالت کا ادب ●
- 313 محبت رسول مدار ایمان ہے ●
- 313 تعظیم رسول مدار ایمان ہے ●
- 313 حکم تعظیم ●
- 314 ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا تعظیم ہے ●
- 324 ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب و مستحسن ہے ●
- 332 تعظیم ذکر تعظیم ذات ●
- 332 بتول زہرا کا قیام تعظیم ●
- 332 صحابہ کا قیام تعظیم ●
- 333 حکم تعظیم اور سجدہ تہیت کی تحریم ●
- 334 سجدہ خاص حق خدا ہے ●
- 337 نام اقدس معظم ہے ●
- 338 ذکر ولادت کے وقت قیام ●
- 338 سروں پر پرندے ●
- 339 ذکر رسول کے وقت وقار و خشوع ●

- 341 کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم ●
- 344 تعظیم کے سب طریقے مقبول ہیں ●
- 345 ایمان و عبادت اور تہ کی تعظیم ●
- 348 علی کی نماز اور تعظیم رسول ●
- 349 بارگاہ اقدس کا ادب ●
- 349 اشعار ●
- 351 درود و سلام کے فضائل و احکام ■
- 356 انتباہ ●
- 357 ایک درود، دس رحمتیں ●
- 359 درود پڑھنا فرض ہے یا واجب ●
- 360 نام اقدس کے بعد عم یا صلعم وغیرہ لکھنا ●
- 361 درود میں تخفیف سخت منع ہے ●
- 363 زیارت اقدس حاصل ہونے کا طریقہ ●
- 364 درود و سلام کا جواب ●
- 365 تشہد میں حضور پر سلام پیش کرنا ●
- 366 درود سے دعا قبول ہوتی ہے ●
- 366 کثرت درود کے فوائد ●
- 368 روضہ انور پر فرشتوں کا درود و سلام ●

- 369 زیارت جمال انور کی تعلیم ●
- 370 فرشتہ کے ذریعہ درود کی پیشی ●
- 371 دعا کے بدلے درود..... ●
- 372 کثرت درود اور گناہ کی معافی ●
- 373 نام پاک بار بار سننے سے درود پڑھنے کا حکم ●
- 374 نام پاک سن کر درود کا حکم ●
- 375 درود سے نفاق دور ہوتا ہے ●
- 376 خوشبو سونگھ کر درود پڑھنا..... ●
- 377 درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ ●
- 377 درود سے رسول کی قربت نصیب ہوتی ہے ●
- 379 اشعار..... ●
- 381 عصمت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام ■
- 389 ہر قسم کے گناہ سے انبیاء معصوم ہیں ●
- 391 فائدہ..... ●
- 392 یوسف علیہ السلام بری ہیں ●
- 392 ذنوب کا مطلب..... ●
- 393 ارادہ کی دو قسم..... ●
- 393 نبوت کے بارے میں اعتقاد..... ●

395

پناہ بے کساں ﷺ سے توسل و استمداد

397

..... ولادت سے قبل توسل ●

398

..... ظاہری حیات اقدس میں توسل ●

399

..... دعا نبوی میں وسیلہ ●

399

..... وفات اقدس کے بعد توسل ●

400

..... بارش کے لیے استغاثہ ●

400

..... فتح کے لیے آپ کا وسیلہ ●

401

..... حضرت عمر کا دعائیں وسیلہ ●

402

..... استعانت حقیقیہ و غیر حقیقیہ ●

403

..... حضور نے چند قبائل کی مدد فرمائی ●

404

..... وفد ہوازن کی استعانت ●

404

..... ایک نابینا نے دعا مانگی ●

405

..... ایک حاجت مند کی حاجت برآری ●

407

..... ماشاء اللہ کہنے کی بحث ●

411

..... مشیت ذاتیہ و عطائیہ ●

413

..... عام الرمادہ ●

414

..... محبوبان خدا کی مشکل کشائی ●

415

..... حضرت عمر کا توسل ●

- 415 حضور سے مسلمانوں کا توسل ●
- 417 حضور عالم کی مدد فرماتے ہیں ●
- 418 حضور کے توسل سے دشمن پر فتح ●
- 420 وسیلہ حضور سے آدم کی توبہ قبول ہوئی ●
- 422 حضور کے توسل سے معافی چاہنا ●
- 422 وسیلہ، جنت کی ایک منزل ہے ●
- 423 اشعار ●
- 429 ندائے یارسول اللہ ■
- 431 مقربین کو وسیلہ بنانا ●
- 432 نام پاک سے ندا کا حکم ●
- 433 یا، کے ذریعہ ندا کا ثبوت ●
- 434 عثمان غنی کی حاجت روائی ●
- 436 ابن عمر کا پاؤں کھل گیا ●
- 437 بلال بن حارث کو بشارت ●
- 437 عبدالرحمن ہزلی کی ٹوپی ●
- 438 تین اولیاء کی حکایت ●
- 439 یا کے ذریعہ استمداد ●
- 441 التحیات سے ندا کا ثبوت ●

- 444 عمر فاروق کی ندا..... ●
- 444 نام پاک لے کر خطاب کی ممانعت..... ●
- 445 اشعار..... ●

447 اللہ ورسول کی طرف توبہ ورجوع ■

- 449 حضرت عائشہ کی توبہ..... ●
- 450 صحابہ کی توبہ..... ●
- 451 کعب بن مالک کی توبہ..... ●
- 451 ابولبابہ وغیرہ کی توبہ..... ●
- 452 نبی التوبہ..... ●
- 452 اسم اقدس، نبی التوبہ کے خصائص..... ●
- 457 توبہ قبول کرنے والے نبی..... ●

459 بشریت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ■

- 461 مسئلہ فضل بشر بر ملک..... ●
- 461 فائدہ..... ●
- 462 عوارض بشری..... ●
- 464 حضور علیہ السلام ہماری طرح بشر نہ تھے..... ●
- 465 انبیاء کو بشر کہنا شیوہ کفار ہے..... ●
- 466 حضور کے بشری افعال..... ●

- 468 حضور، رسول بشر اور خدا کے بندے ہیں ●
- 469 حضور افضل البشر ہیں ●
- 470 بشریت، نورانیت کے منافی نہیں ●
- 471 **■** شان رسالت میں گستاخی کے احکام
- 474 الفاظ تنقیص ●
- 476 گستاخ کے لیے حکم ●
- 478 مرتد کا حکم ●
- 481 حضور، اللہ کے بندے ہیں ●
- 182 حضور کو غریب و مسکین کہنا حرام ہے ●
- 485 حضور کو بیچارہ کہنا قرآن کی تکذیب ہے ●
- 487 ایلچی کہنا حضور کی توہین ہے ●
- 487 گستاخی کے سبب منافقین کافر ہوئے ●
- 489 شان رسالت کی تنقیص کفر ہے ●
- 491 **■** حدود شرعیہ
- 493 حدود میں حیلہ ●
- 494 حضرت ماعز کو رجم کیا گیا ●
- 495 ایک عورت کو رجم کیا گیا ●
- 495 ایک مجرم کو رجم کیا گیا ●

- 497 ایک شخص کو قید کیا گیا ●
- 497 چور کو قتل کرنے کا حکم ●
- 499 امر بالمعروف ونہی عن المنکر ■
- 505 نصیحت کا بے مثل طریقہ ●
- 506 قبر پر چلنے کی ممانعت ●
- 506 قبر پر بیٹھنے کی ممانعت ●
- 507 حضور کا امر بالمعروف ●
- 508 حضور نے تصویر دار پردہ پھینک دیا ●
- 509 تصویر دار پردہ کاٹ دینے کا حکم ہوا ●
- 510 حضور دعوت سے واپس آئے ●
- 510 حضور تصویروں کو توڑ دیتے ●
- 510 کعبے کی تصاویر ●
- 513 تصویر کے باعث جبریل امین نہیں آئے ●
- 514 تصور دار گدا ●
- 515 حضور کا فیصلہ ●
- 516 ایک عورت کو مردے پر رونے سے منع فرمایا ●
- 516 فائدہ ●
- 517 امر بالمعروف سے حضور کی خصوصیت ●
- 517 زیور کی زکوٰۃ ●

519

فضائل مکہ مکرمہ

521

..... عزم گناہ پر مواخذہ

522

..... ساکنان مکہ اور حرم مکہ

522

..... مکہ کا گناہ

522

..... مکہ میں مجاورت مناسب نہیں

523

فضائل مدینہ طیبہ

527

..... مدینہ، مکہ سے افضل ہے

528

..... مدینہ کو شرب کہنا جائز نہیں

532

..... مدینہ پاک کرتا ہے

532

..... اہل مدینہ سے عداوت کی وعید

533

..... اہل عرب سے عداوت کی وعید

534

..... جزیرہ عرب سے شیطان کی مایوسی

535

..... دین و ایمان حجاز و مدینہ کی طرف

536

..... مدینہ میں موت

536

..... اشعار

541

صحابہ کرام اور ان کا تعظیم و توقیر بجالانا

545

..... صحابہ کا ادب و تکریم بجالانا

548

..... روایت حدیث میں ادب و احترام

551 اصحاب رسول و اہل بیت	●
554 عشرہ مبشرہ و خلفائے اربعہ	●
560 مشاجرات صحابہ کرام	●
562 صحابہ امت کے لیے امان ہیں	●
562 صحابہ کو برا کہنا باعث لعنت ہے	●
563 اسامہ بن زید کی محبوبیت رسول	●
564 اکرام انصار	●
564 روز احد حضرت طلحہ کا کارنامہ	●
565 مرضی خلفا سے لوگ جنت میں جائیں گے	●
565 ابو بکر و عمر اور عثمان کا ذکر جمیل	●
566 ایک صحابی کی کرامت	●
567 بلال کو جنت میں آگے دیکھا	●
567 سلمہ بن اکوع کی بیعت و شجاعت	●
568 گھوڑے نے جہاد کی خبر دی	●
569 صدیق و فاروق اور بلال کی قرأت	●
570 ابو موسیٰ کی خوش الحانی	●
570 ایک صحابی کا کشف	●
571 بلال کی آزادی	●

571 صحابہ کی تعداد	•
571 ابن عباس کے لیے حضور کی دعا	•
571 ابن عباس کا علم	•
572 حضرت اسید کی محبت رسول	•
573 ابو ذر پر حضور کا کرم	•
573 ثبوت صحابیت کے طریقے	•
575 حضرت انس کی خدمت رسول	•
575 صحابہ کی برائی کرنا گمراہی ہے	•
576 غمیصا بنت ملحان	•
576 حارثہ بن نعمان	•
577 نعیم بن عبداللہ	•
577 سجدوں کے نشان	•
579 صحابہ کی بیعت	•
579 ثعلبہ کا صدقہ قبول نہیں کیا گیا	•
582 حذیفہ بن الیمان	•
582 عبداللہ بن مسعود	•
584 عمرو بن عاص	•
585 صحابہ کے دو فریق	•

- 587 صحابہ کی تعظیم فرض ہے ●
- 587 حضرت امیر معاویہ ●
- 589 صحابہ کی لغزشیں معاف ہیں ●
- 589 صحابہ کرام کے مراتب ●
- 589 زید بن حارثہ سے معانقہ ●
- 590 جعفر بن ابی طالب کو حضور نے گلے لگایا ●
- 590 ایک صحابی کا حضور سے معانقہ ●
- 591 حضور نے حضرت ہالہ کو سینے سے لگایا ●
- 591 صحابہ کی بدگوئی سے احتراز کی تاکید ●
- 592 عمرو بن قرہ کو گانے کی ممانعت ●
- 594 بارگاہ رسالت میں صحابہ کا ادب ●
- 594 ڈاڑھی کی اہمیت ●
- 595 ابو بکر و عثمان اور علی کی ڈاڑھی ●
- 595 حضرت جعفر حضور کے ہم شکل تھے ●
- 596 اہل بدر کی مغفرت ●
- 596 ایک صحابی کا وثوق و اعتماد ●
- 597 حضرت سلمیٰ کا نکاح ثانی سے انکار ●
- 598 حضرت اسماء کی غیرت ●

- 600 صحابہ کو روایت حدیث میں احتیاط کی تاکید ●
- 602 حکیم بن حزام کی بیعت ●
- 603 حضرت عاتکہ کو مسجد نبوی سے عشق ●
- 603 ام سعد کا کنواں ●
- 603 سلمان فارسی اور عبداللہ بن سلام کا معاہدہ ●
- 604 عمرو بن عاص کی وصیت ●
- 605 عتبہ بن مانک کی امامت ●
- 606 ابن ام مکتوم کو نائب بنایا ●
- 606 معاذ بن جبل سے فرشتوں کی مباحثات ●
- 606 عبداللہ بن رواحہ کی مجالس خیر سے محبت ●
- 607 ابو ہریرہ کے دو برتن ●
- 608 ابن ام مکتوم کو جماعت میں آنے کی تاکید ●
- 608 صحابہ کا حضور سے قرآن سیکھنا ●
- 610 صحابہ ستارے کی مانند ہیں ●
- 612 صحابہ کی محبت ●
- 612 صحابہ کو ساتھ مل کر کھانے کی تاکید ●
- 614 صحابہ اہل زمین کے لیے گواہ ہیں ●
- 615 آداب بارگاہ ●

- 616 حلیہ اقدس کے راوی ●
- 616 تعظیم نبی اور ایمان ●
- 617 اشعار ●
- 619 **حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ■
- 621 حضرت صدیق ایمان لاتے ہیں ●
- 624 صدیق اکبر امیر الحج ●
- 625 ابوبکر کی آخری تمنا ●
- 625 صدیق پہلے رسول میں ●
- 626 تربت رسول سے آواز ●
- 626 امت میں سب سے افضل ●
- 627 صدیق سبقت لے گئے ●
- 628 امامت صدیق اکبر ●
- 628 خلفاء میں افضل ●
- 631 ابوبکر کی افضلیت پر علی کے ارشادات ●
- 633 امام زین العابدین کا ارشاد ●
- 634 ابوبکر کے حق میں اولادِ فاطمہ کا اجماع ●
- 634 محمد بن حنفیہ کا ارشاد ●
- 635 محمد بن عبداللہ کا ارشاد ●

- 635 کو فیوں سے زید بن علی کا ارشاد ●
- 636 ابو بکر کی افضلیت پر ائمہ و علماء کا اتفاق ●
- 639 ابو بکر صدیق کی عمر ●
- 640 صدیق نے کبھی بت پرستی نہ کی ●
- 641 معیت رسول ●
- 641 ابو بکر کو شک نہ ہوا ●
- 642 یوم بلی یاد ہے ●
- 642 حضور کے یار ●
- 643 حضور کے نزدیک ابو بکر کا مرتبہ ●
- 644 صدیق اکبر کا عشق رسول ●
- 645 تقدیم ابو بکر صدیق ●
- 645 صدیق کو برا کہنے کا حکم ●
- 646 ابو بکر صدیق کا وسیلہ ●
- 646 حضور کے بعد ●
- 647 بارہ خلفاء کی روایت ●
- 648 اولین و آخرین میں افضل و بہتر ●
- 649 جامع قرآن ●
- 655 خلافت صدیق کا منکر کا فر ہے ●

- 657 ابو بکر صدیق کا حسن سلوک ●
- 658 قریش سے ابو بکر کی شرط ●
- 659 صدیق کی قسم دینے کی ممانعت ●
- 659 عمر کو ابو بکر کی وصیت ●
- 660 ابو بکر و عمر، علی سے افضل ہیں ●
- 661 ابو بکر صدیق کا ازار ●
- 661 حضرت صدیق کا خواب ●
- 662 درخت نے صدیق کو خوش خبری دی ●
- 663 حضور، ابو بکر صدیق کے خواب میں ●
- 665 خلفاء میں صدیق کا مرتبہ ●
- 666 ابو بکر حضور کے سایہ داناں میں ●
- 667 صدیق کا فتانی الرسول ●
- 668 ابو بکر صدیق، صدیق اکبر ہیں ●
- 669 مقام صدیق ●
- 670 مولیٰ علی کی نگاہ میں صدیق اکبر کا مقام ●
- 671 صدیق کے بارے میں علی کی رائے ●
- 675 سبقت صدیق کی چار وجوہ ●
- 676 دختر کی خبر اور مال کی وصیت ●

- 677 غار ثور میں صدیق کی جاں نثاری ●
- 678 افضلیت صدیق کی وجہ خاص ●
- 683 حضور سے کمال تشبیہ ●
- 685 ایک آیت کی تفسیر اور غلاموں کو آزاد کرنا ●
- 692 آیت کی تفسیر میں امام احمد رضا کی تحقیق ●
- 694 ابو بکر کے مال کا فائدہ ●
- 697 حسان بن ثابت کے اشعار ●
- 698 شیخین کی فضیلت پر اقوال ائمہ ●
- 700 واللیل والضحیٰ ●
- 701 صدیق و علی کے رتبے میں فرق ●
- 703 اشعار ●
- 705 حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ■
- 709 اسلام عمر کے لیے دعائے نبوی ●
- 710 عمر سے اسلام کو عزت ملی ●
- 711 عمر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں ●
- 713 عمر زمین کے مالک ہیں ●
- 713 عدل فاروقی ●
- 714 تائید حق سے عمر کی درنگی ●

- 715 عمر کی شہادت اور مشورہ خلافت ●
- 717 اسلام عمر کا واقعہ ●
- 720 حضرت عمر کی ہجرت ●
- 720 بد مذہبوں پر سختی ●
- 721 چالیسواں مسلمان ●
- 721 امت کے محدث ●
- 721 عمر کی شان ●
- 722 عمر کی انکساری ●
- 722 حضور کا جلال اور عمر کا طرز ادب ●
- 723 حضرت عمر کی وصیت ●
- 724 معیقیب سے فاروق اعظم کا حسن سلوک ●
- 725 جذام کا علاج ●
- 726 عمر صالحین میں سے ہیں ●
- 726 ایک عورت کی خبر گیری ●
- 728 عمر فاروق کا ادب ●
- 728 عمر فاروق کی حق پسندی ●
- 729 حضرت ام کلثوم سے نکاح ●
- 730 عمر کے جنازہ پر صحابہ کی دعا ●
- 731 عبداللہ بن سلام کی دعا ●

- 731 مسجد میں فاروق اعظم کا دورہ ●
- 732 اویس قرنی سے دعا کی درخواست ●
- 733 عمر کو حضور کا سلام ●
- 733 اہل بقیع سے عمر کی ہم کلامی ●
- 734 ایک جوان سے گفتگو ●
- 735 جماعت سے غائب رہنے پر باز پرس ●
- 736 ایک شخص کو تنبیہ ●
- 737 صبیح کا عبرت ناک قصہ ●
- 741 ایک مسئلہ کی تلقین ●
- 741 سورہ بقرہ کی تعلیم ●
- 742 عمر فاروق کا صدقہ جاریہ ●
- 743 خلیفہ ہونے کے بعد عمر فاروق کا خطبہ ●
- 744 حضور کی نصیحت پر عمل ●
- 744 قرآن کریم کی عظمت ●
- 745 نماز و قرآن اسلام عمر کے معاون ہیں ●
- 746 عمر نے تراویح رائج کی ●
- 747 عمر کی خلافت اور کارنامے ●
- 749 اذان جمعہ کے لیے موذنوں کو حکم فاروقی ●
- 749 بعد خلافت فاروق اعظم کا فرمان ●

- 751 عمر فاروق کا اعتراف ●
- 752 اسلام عباس کی خوشی ●
- 752 وصال اقدس کے بعد فاروق اعظم کا خطاب وندا ●
- 753 قافلہ حجاج کو عمر کی تشبیہ ●
- 753 اشعار ●
- 755 حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ■
- 759 حضرت عثمان کی نگاہ بصیرت ●
- 759 عثمان کو شہادت کی بشارت ●
- 759 عثمان کی دل آزاری کا نتیجہ ●
- 759 قاتلان عثمان کا انجام ●
- 761 تدفین و جنازہ ●
- 761 ایک بدخواہ کا انجام ●
- 762 عثمان کو بشارت مغفرت ●
- 763 عثمان کے لیے جنت کی ضمانت ●
- 763 چشمہ کے بدلے جنت ●
- 764 عثمان نے دوبار جنت خریدی ●
- 765 حضرت عثمان کی مقبولیت رسول ●
- 766 بیعت رضوان اور حضرت عثمان ●

- 767 مسجد نبوی کی توسیع میں عثمان کا حصہ ●
- 768 اذان اول کی ایجاد..... ●
- 768 جمع قرآن اور حضرت عثمان..... ●
- 773 ابو بکر و عثمان کے جمع قرآن میں فرق.....: ●
- 776 حضرت عثمان کو جامع قرآن کیوں کہا جاتا ہے..... ●
- 779 اشعار..... ●
- 781 حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ■
- 784 حضرت علی کی کرامات..... ●
- 785 علی قسم دوزخ ہیں..... ●
- 786 علی کارساز ہیں..... ●
- 787 علی کی حاجت برآری..... ●
- 788 اسلام علی کی بحث..... ●
- 788 وقت اسلام حضرت علی کی عمر..... ●
- 789 قبل بلوغ اسلام کا حکم..... ●
- 790 علی بتوں کی آلودگی سے پاک رہے..... ●
- 790 ناسمجھ کا کفر اور تبعیت والدین کا مسئلہ..... ●
- 791 دو امر..... ●
- 794 حضرت علی ہمیشہ مسلمان رہے..... ●

797	• صدیق و علی کے اسلام میں فرق
801	• حضرت علی کی محبوبیت رسول
802	• حضرت امیر معاویہ کا فرمان
802	• حضرت طلحہ کی بیعت
803	• حضرت علی کی احتیاط
803	• تعظیم کی بات
804	• حضرت علی کا علم
804	• علی جنت کی طرف
805	• حضرت علی کا قاتل
806	• حضرت علی کا انصاف
806	• جنگ صفین میں حق پر کون؟
806	• حضرت فاطمہ سے نکاح اور مہر اقدس
813	• حضرت علی جنت البقیع میں
814	• مولیٰ علی کی نماز عصر
814	• اذان دافع غم ہے
815	• حضرت علی کو کھانا کھلانا محبوب ہے
815	• علم علی کی وسعت
816	• جعفر و جامعہ دو کتاب
818	• علی بمنزلہ ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

- 821 نبوت میں علی کا حصہ نہیں ●
- 821 حضرت علی کی شفا یابی ●
- 822 فائدہ ●
- 822 حضرت علی کو، کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہنے کی وجہ ●
- 823 دو شخص ہلاک ہوں گے ●
- 824 فاتح باب خیبر ●
- 824 حضرت علی کو اپنی شہادت کا علم ●
- 824 حضرت علی کی نماز عصر ●
- 826 حضرت علی حضور کی پرورش میں ●
- 826 اشعار ●
- 829 اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ■
- 832 ایک پیالہ دودھ اور ستر اصحاب ●
- 833 اصحاب صفہ کے لیے کھجور ●
- 834 بعض اصحاب صفہ کا ترکہ ●
- 835 اصحاب صفہ کا قیام ●
- 837 امت محمدیہ کے فضائل ■
- 840 حضرت موسیٰ کا امتی ہونے کی تمنا کرنا ●
- 841 امت محمدیہ کی افضلیت و اوصاف ●

- 843 امت کے بارے میں حضرت شعیا کی طرف وحی ●
- 845 امت کے بارے میں رب کا حضور سے مشورہ ●
- 846 امت کی عمر ●
- 847 یہ پچھلی امت ہے ●
- 848 حساب کا پتہ نہ چلے گا ●
- 848 امت کے تہتر فرقے ●
- 849 امت محمدیہ کی تین خصلتیں ●
- 850 امت کا اول و آخر ●
- 850 امت کا غلبہ ●
- 851 امتی کی عمر ●
- 851 امت کی آزمائش ●
- 852 امت کے لیے پیشین گوئی ●
- 853 امت کے لیے حضور کی دعا ●
- 854 طاعون امت کے لیے شہادت ●
- 855 امت گمراہ نہ ہوگی ●
- 855 قرض دار امتی ●
- 855 سحری اور افطار ●
- 856 امت اور عمامہ ●
- 856 امت اور نماز پنجگانہ ●

- 860 نماز عشاء امت مرحومہ کی خصوصیت ہے ●
- 862 امت بارش کی مانند ہے ●
- 862 امت کے لیے مجدد ●
- 862 اعضائے وضو روشن ہوں گے ●
- 863 اضاعت مال سے ممانعت ●
- 863 خطا و بھول پر مواخذہ نہیں ●
- 864 امت عافیت میں ہے ●
- 864 ستر امتوں میں بہتر ●
- 865 امت کا نور، نور انبیاء کے مثل ہوگا ●
- 865 دخول جنت میں امت کی سبقت ●
- 866 روز قیامت امت بلندی پر ہوگی ●
- 866 اللہ کے دوناموں پر امت کا نام ●
- 867 امت رسوائی سے محفوظ ہے ●
- 867 اولیائے کرام اور مردان غیب ●
- 870 فقراء کے مدارج و مراتب ●
- 870 افراد کسے کہتے ہیں ●
- 872 کیا غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے؟ ●
- 873 رجال الغیب ●
- 873 اشعار ●

875	حضور سرور کونین ﷺ کے رشتہ دار و متعلقین	■
877 چچاؤں کی تعداد.....	●
878 سید الشہداء حضرت حمزہ.....	●
879 حضرت حمزہ کی نماز جنازہ.....	●
879 حضرت حمزہ کا عرفان.....	●
880 حضرت حمزہ دافع البلاء ہیں.....	●
881 حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ.....	●
883 خاتم المہاجرین.....	●
885 رضاعی برادران.....	●
886 حلیمہ اور حارث بارگاہ رسالت میں.....	●
888 حضور کے موالی.....	●
892 محافظین بارگاہ رسالت ﷺ.....	●
896 بارگاہ رسالت کے سفر اور قاصد.....	●
898 بارگاہ رسالت کے خطیب.....	●
898 حضرت ثابت بن قیس.....	●
901	موزنین بارگاہ رسالت ﷺ	■
903 حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ.....	●
904 حضرت ابن ام مکتوم.....	●

905 حضرت ابو محذورہ	●
905 حضرت سعد قرظ	●
906 بلال کو جنت میں حضور نے آگے دیکھا	●
907 جنت میں بلال کی پہچل	●
908 حضرت بلال کا خواب	●
908 بلال کو توکل کی تاکید	●
909 اذان فجر کے لیے بلال کو تنبیہ	●
910 بلال کی پہلی اذان	●
911 ام نوار کے گھر کی چھت پر بلال کی اذان	●
911 ابو محذورہ کو مؤذن مقرر فرمایا	●
912 عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان	●
913 کاتبان بارگاہ رسالت ﷺ	■
915 کاتبان وحی	●
916 قرآن کے اعراب	●
917 خدام بارگاہ رسالت ﷺ	■
919 حضرت انس بن مالک	●
920 ربیعہ بن کعب اسلمی	●
920 ایمن بن ام ایمن	●

920	عقبہ بن عامر جہنی	●
920	حضرت افرح بن شریک	●
921	حضرت ابو ذر غفاری	●
921	مہاجر مولیٰ ام سلمہ	●
922	حضرت حنین مولیٰ عباس	●
922	نعیم بن ربیعہ اسلمی	●
922	حضرت عبداللہ بن مسعود	●
925	حضرت ابو الحمراء	●
925	حضرت ابو اسلمح	●
925	حضرت بلال حبشی	●
927		شعراء وحدایہ بارگاہ رسالت ﷺ	■
929	شعراء بارگاہ رسالت	●
932	حسان بن ثابت	●
931	کعب بن مالک	●
932	حضرت عبداللہ بن رواحہ	●
932	حسان نے شقادی	●
933	حسان کے لیے صدیقہ نے مسند بچھوائی	●
933	حضور نے حسان کے لیے مسند بچھوائی	●
934	کعب بن زبیر کو انعام	●

- 935 ایک شاعر کا سوال ●
- 936 حداۃ بارگاہ رسالت ●
- 937 عامر بن اکوع کی حدیث خوانی ●
- 938 براء بن مالک کی حدیث خوانی ●
- 941 انجشہ کی حدیث خوانی ●
- 942 عبداللہ بن رواحہ کی حدیث خوانی ●
- 945 حقیقت محمدیہ ﷺ ■
- 951 کمالات صوری ●
- 953 حقیقت محمدیہ کا ظہور ●
- 954 حضور ذات حق سے پیدا ہوئے ●
- 956 نور قدیم کی پہلی تجلی ●
- 957 مرتبہ ایجاد و تکوین ●
- 959 حضور کی حقیقت صرف اللہ جانتا ہے ●
- 960 حضور سب وجود و بقا ہیں ●
- 962 حضور کا وقت مخصوص ●
- 962 اشعار ●
- 965 ماخذ و مراجع ●



شفا عت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ

جس کے ماتھے شفا عت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ .
اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے۔

(الباقی/۲۳)

شفاعت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ شفاعت کے پانچ مقامات ہیں :

اول : یہ کہ اہل موقف کو شدت و قوت سے اور اس مقام میں رکے رہنے سے اور سورج کی گرمی اور پسینے سے اور انتظارِ حساب و کتاب سے راحت و نجات دلانے کے لیے ہے۔
دوسرا مقام : سوال و حساب سے معاف کرانے میں اور بے حساب جنت میں داخل کرانے میں ہے۔

تیسرا مقام : ان لوگوں کے لیے جن کا حساب کیا گیا ہو اور وہ مستحق عذاب قرار پائے ہوں انھیں اس عذاب سے نجات دلانے کے لیے ہے۔

چوتھا مقام : ان لوگوں کے لیے جو جہنم میں داخل ہو چکے ہوں پھر انھیں وہاں سے نکالا جائے۔

پانچواں مقام : ان لوگوں کے درجات کی بلندی کے لیے ہے جو جنت میں داخل ہو گئے ہیں۔

مقامِ محمود

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت اور مقامِ محمود سے فضیلت مرحمت فرمائی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔

عنقریب آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر کھڑا فرمائے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے مقامِ محمود کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا وہ مقامِ شفاعت ہے، اور عرش کی داہنی جانب اس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کھڑا ہونا ہے جہاں آپ

کے سوا کوئی نہیں کھڑا ہوگا آپ پر اولین و آخرین رشک و غبطہ کریں گے، اسی کی مانند کعب احبار اور حسن بصری سے مروی ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا اور فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ یا تو اپنی نصف امت کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کروں یا شفاعت کو اختیار کروں تو ان دونوں میں، میں نے شفاعت کو اختیار کیا اس لیے کہ یہ اعم و اشمل ہے۔ اور فرمایا کہ تم یہ گمان رکھتے ہو کہ شفاعت متقیوں کے لیے ہوگی؟ نہیں بلکہ گناہ گاروں اور خطا کاروں کے لیے بھی ہوگی اور یہ شفاعت عذاب کو دور کرنے کے لیے ہے لیکن متقیوں کے درجات کی بلندی کے لیے بھی شفاعت ہوگی۔

صاحب مواہب لدنیہ و احدی سے نقل کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ مقام محمود، مقام شفاعت ہے، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔

هو المقام الذی اشفع فیہ لامتی .

یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

اور ابن الخطیب امام فخر الدین رازی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ لفظ محمود اپنے معنی کی صرف مشعر ہے اس لیے کہ انسان اس وقت محمود ہوتا ہے جب کہ کوئی تعریف کرنے والا اس کی تعریف کرے اور تعریف نہیں ہوتی مگر انعام پر اور مقام شفاعت ایسا مقام ہے کہ جہاں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ مخلوق پر عظیم ترین نعمتیں پہنچیں گی تو ساری مخلوق آپ کی حمد کرے گی اور ثنا کرے گی۔ اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں تبلیغ احکام اور تعلیم شریعت کے سبب محمود ہیں لیکن اس نزالے مقام میں حمد کامل اور نافع عظیم حاصل ہوگا، اس لیے کہ عقاب و عذاب سے چھڑانا اور سعی فرمانا زیادتی اجر و ثواب میں سعی

کرنے سے اعظم ہے اور دفعِ ضرر میں ان کی حاجتوں کو پورا کرنا، حصولِ نفع میں ضرورتوں کو پورا کرنے سے زیادہ بلند و بالا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان فضل و کمال اور عظمت و جلال کے مقامات میں محمود اور ثقی علیہ ہیں جن کو حق تعالیٰ نے عطا فرمایا اور آپ کے لیے اس مخصوص فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ مجھے عرش کی دہنی جانب کھڑا فرمائے گا اور ایک روایت میں عرش پر اور ایک روایت میں کرسی پر ہے اور جنت کی کنجی آپ کے سپرد فرمائے گا اور آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد دے گا اور شفاقت ان کمالات میں ایک کا جز ہے جس سے ساری مخلوق کو عظیم نفع پہنچے گا لہذا اگر مقام محمود سے، روز قیامت حضور کا کھڑا ہونا اور آپ کا علو درجہ اور مخلوق کو فائدہ اور نفع پہنچانا جو کہ شفاقت وغیرہ میں شامل ہے مراد لیا جائے تب بھی درست ہوگا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ مقام عطا فرمائے گا جو کسی کو آپ کے سوا حاصل نہیں ہے۔ اور روز قیامت حکمِ خدا ہی کا ہوگا اور اس کی نیابت و خلافت خاص حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوگی۔

لواء الحمد

الطبی فرماتے ہیں کہ لواء الحمد سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد اور مقام محمود میں انفرادیت اور شہرت اور اہل عرب شہرت کے مواقع پر لواء کو وضع کرتے ہیں جیسا کہ مروی ہے لکل غادر لسواء (ہر غدار کے لیے جھنڈا ہے) اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں جھنڈا ہی ہو اور اس کا نام لواء الحمد ہو۔

صاحب مواہب لدنیہ طبرانی سے ریاض النضرۃ میں ایک حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا اے علی! تم نہیں جانتے کہ میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو روز

قیامت خطبہ دے گا تو میں عرش کی داہنی جانب اس کے سایہ میں کھڑا ہوں گا اور مجھے جنتی حلو پہنایا جائے گا آگاہ اور خبردار ہو کہ میری امت سب سے پہلی امت ہوگی جس کا روز قیامت حساب کیا جائے گا اس کے بعد میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم وہ پہلے شخص ہو کہ تمہیں بلایا جائے گا اور تمہیں لوگوں کا جھنڈا سپرد کیا جائے گا جس کا نام لواء الحمد ہے۔ کیوں کہ آدم اور تمام خلق کسی سایہ کی متلاشی ہوگی وہاں میرے جھنڈے کا سایہ ہوگا اور میرے لواء مبارک کی درازی ایک ہزار چھ سو سال کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس کا شان یا قوت احمر کا اور اس کا قبضہ سفید چاندی کا اور اس کا ڈنڈا سبز مروارید کا ہوگا اس کی زلفیں تین نور کی ہوں گی، ایک زلف مشرق میں، دوسری مغرب میں، تیسری دنیا کے درمیان میں، اور ان میں تین سطرین تحریر ہوں گی، ایک پر بسم اللہ الرحمن الرحیم، دوسری پر الحمد لله رب العالمین، تیسری پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ہر سطر کی درازی ہزار سال کے برابر، اور اس کی پنہائی بھی ہزار سال کے برابر، تو اے علی میں اسے تمہارے سپرد کروں گا اور امام حسن تمہاری داہنی جانب اور امام حسین تمہاری بائیں طرف کھڑے ہوں گے، یہاں تک کہ تم میرے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان عرش کے سایہ میں کھڑے ہو گے، اور تمہیں جنت کا جوڑا پہنایا جائے گا۔

ابن سبع نے خصائص میں روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لواء الحمد کی توصیف میں دریافت کیا کہ وہ کیسا ہوگا؟ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی درازی ایک ہزار چھ سو برس کی مسافت ہے۔ (آخر حدیث تک)

ذکر صراط

صراط کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کی پشت پر صراط بچھائی جائے گی اور اس پر سے گزرنے والوں میں سب سے پہلے

میں اور میری امت ہوگی۔

اس پر سے گزرتے وقت رسولوں کی دعا یہ ہے اللھم سلم سلم اے رب سلامت رکھ سلامت رکھ۔

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تمھارا نبی صراط پر کھڑا رب سلم سلم کہہ رہا ہوگا، اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ دعا امت کی سلامتی کے لیے ہوگی، اور دوسرے رسولوں کی بھی اسی طرح اور ممکن ہے کہ مقربان بارگاہ بھی حق تعالیٰ کی شان بے نیازی کے ڈر اور خوف سے سلامتی کی دعائیں کر رہے ہوں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے بھی صراط کے دونوں جانب کھڑے یا رب سلم سلم کی دعائیں مانگ رہے ہوں گے، اور یہ ان کی عادت کے بموجب ہے کہ وہ ہمیشہ ہی مسلمانوں کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔

فضیل بن عیاض کی حدیث میں ہے کہ صراط کی مسافت پندرہ ہزار سال کے برابر ہے پانچ ہزار چڑھائی میں، پانچ ہزار اتار میں اور پانچ ہزار برابر و ہموار، اور کوئی گزرنے والا ایسا نہ ہوگا جو خوف خدا سے لرزتا کا پتلا نہ ہو۔

اور مشہور ہے کہ صراط تلوار سے تیز اور بال سے زیادہ باریک ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ صراط بعضوں کے لیے، تلوار سے تیز اور بال سے باریک ہوگی، اور بعضوں کے لیے ہموار و کشادہ میدان کی مانند ہوگی، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ وقوف محشر کی طوالت بعضوں پر تو پچاس ہزار سال کے برابر ہوگی اور بعض پر نماز کی دو رکعتوں کے برابر اور یہ تفاوت اعمال اور انوار ایمان کی بناء پر ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جب میرے امتی صراط پر لڑنے لگیں گے اور تھک کر رہ جائیں گے تو

فریاد کریں گے و اما محمد اہ ، یا رسول اللہ مد فرمائیے ، اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہائی شفقت میں بلند آواز سے پکاریں گے اور بارگاہ الہی میں عرض کریں گے رب امتی امتی اے رب میری امت کو بچا میری امت کو بچا ، آج کے دن میں نہ اپنے لیے کچھ مانگتا ہوں اور نہ اپنی بیٹی فاطمہ کے لیے ، یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امت کے بارے میں اور ان کے چھڑانے کے سلسلے میں حد درجہ اہتمام اور مبالغہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس حدیث سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے ساتھ اتحاد اور کمال محبت کا علم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ جو بہت صدقہ دے گا وہ صراط پر سے گزر جائے گا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جس کا گھر مسجد ہے حق تعالیٰ اس کا ضامن ہے وہ اسے صراط پر سے رحمت و کرم کے ساتھ گزارے گا۔

میزان کی کیفیت

میزان پر ہی سوال و حساب کا مدار ہے ، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنت عرش کی داہنی جانب اور جہنم اس کی بائیں جانب رکھی جائے گی اس کے بعد میزان لائی جائے گی اور نیکیوں کے پلڑے کو جنت کے مقابل اور بدیوں کے پلڑے کو جہنم کے مقابل رکھا جائے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت میں صاحب میزان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں گے اور وہی اس دن اعمال کا وزن کریں گے اور یہ میزان اور ہر احوال حساب و سوال سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہوگا۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ آخرت کی ترازو کے پلڑے کا وزن ہونا دنیا کی ترازو کے برعکس ہے ،

کیوں کہ دنیا کی ترازو کا وزنی پلڑا نیچے ہوتا ہے اور آخرت کی ترازو کا وزنی پلڑا اونچا ہوتا ہے، یہ بات ندرت سے خالی نہیں۔

وہ علماء آئیہ کریمہ الیہ یصعد الکلم الطیب سے استدلال و استشہاد کرتے ہیں کہ نبی کی باتیں حق تعالیٰ یا اوپر کی جانب چڑھتی ہیں اور نیک عمل کو اٹھایا جاتا ہے۔

اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ اس دعویٰ کا اثبات محض آئیہ کریمہ سے اس باب میں کسی چیز کے واقع ہونے بغیر مشکل ہے ہاں اگر اس آیت کریمہ کی تائید میں کوئی چیز اشارہ کرنے والی ہو تو ممکن ہے۔

اور بعض جو یہ کہتے ہیں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیۃ راضیۃ (لیکن وہ جن کے ترازو بھاری ہیں تو وہ رضا کی زندگی میں ہیں) کے متضاد اور منافی ہے تو یہ بھی محل بحث ہے اس لیے کہ ممکن ہے کہ ثقلت سے مراد ترجیح ہو اور ترجیح اس جگہ صعود سے ہے۔ ہاں مقصود یہ ہے کہ ثقیل مائل بہ سفل ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ مقتضائے ثقل و خفت وہاں اس جہان کے برعکس ہو۔ مؤلف (مدارج النبوة جلد دوم)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شفیق ہونا کس حدیث سے ثابت ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

سبحان اللہ! ایسے سوال سن کر کتنا تعجب آتا ہے کہ مسلمان و مدعیانِ سنت اور ایسے واضح عقائد میں تشکیک کی آفت، یہ بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے، انا لله و انا الیہ راجعون۔

احادیثِ شفاعت بھی ایسی چیز ہیں جو کسی طرح چھپ سکیں؟ بیسوں صحابہ، صد ہا تابعین ہزار ہا محدثین ان کے راوی، حدیث کی ہر گونہ کتابیں صحاح، سنن، مسانید، معاجم، جوامع، مصنفات ان سے

مالا مال، اہل سنت کا ہر تنفس، یہاں تک کہ زمان و اطفال بلکہ دہقانی جہاں بھی اس عقیدے سے آگاہ، خدا کا دیدار، محمد کی شفاقت ایک ایک بچے کی زبان پر جاری۔

حضور کی رضا

قال الله تعالى و لسوف يعطيك ربك فترضى .

اور قریب تر ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

دیلمی مسند الفردوس میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، جب یہ آیت اتری حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذن لا ارضی و واحد من امتی فی النار .

یعنی جب اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی کر دینے کا وعدہ فرماتا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہا۔

طبرانی معجم اوسط اور بزار مسند الفردوس میں جناب مولیٰ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اشفع لامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت .

میں اپنی امت کی شفاقت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد تو راضی ہوا میں عرض کروں گا اے رب میرے میں راضی ہوا۔

امت کے لیے حضور کا استغفار

قال الله تعالى ، و استغفر لذنوبک و للمؤمنین و للمؤمنات

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم دیتا ہے کہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشاؤ، اور شفاعت کا ہے کا نام ہے؟

قال الله تعالى، و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما.

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہوں، پھر خدا سے استغفار کریں اور رسول ان کی بخشش مانگے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس آیت میں مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ گناہ کر کے اس نبی کی سرکار میں حاضر ہو، اس سے درخواست شفاعت کرو، محبوب تمہاری شفاعت فرمائے گا تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔

منافقین کا انصراف

قال الله تعالى، و اذا قيل لهم تعالوا يستغفروا لكم رسول الله لو و اذ نسبهم جب ان منافقوں سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہاری مغفرت مانگیں تو اپنے سر پیچھے دیتے ہیں۔ اس آیت میں منافقوں کا حال بدآمال ارشاد ہوا کہ وہ حضور شفیق الامد نہیں سالی اللہ تعالیٰ عیب و عمت شفاعت نہیں چاہتے پھر جو آج نہیں چاہتے وہ کل نہ پائیں گے اور جو کل نہ پائیں گے وہ کل نہ پائیں گے۔ اللہ دنیا و آخرت میں ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرمائے۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے

منکر آج ان سے التجا نہ کرے

قیامت کی سختی اور شفاعت

شفاعت کبریٰ کی حدیثیں جن میں صاف صریح ارشاد ہوا کہ عرصات محشر میں وہ طویل دن ہو گا کہ

کاٹے نہ کٹے اور سروں پر آفتاب اور دوزخ نزدیک، اس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کریں گے اور سروں سے کچھ ہی فاصلہ پر لا کر رکھیں گے، پیاس کی وہ شدت کہ خدا نہ دکھائے، گرمی وہ قیامت کہ اللہ بچائے، بانسوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہوگا، جہاز چھوڑیں تو بننے لگیں، لوگ اس میں غوطے کھائیں گے گھبرا گھبرا کر دل حلق تک آ جائیں گے۔

لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آ کر شفیع کی تلاش میں جا بجا پھریں گے، آدم و نوح خلیل و کلیم و مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے، سب انبیاء فرمائیں گے ہمارا یہ مرتبہ نہیں، ہم اس لائق نہیں، ہم سے یہ کام نہ نکلے گا، نفسی نفسی! تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک کہ سب کے بعد حضور پر نور سید الاولین والآخرین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لہا، انا لہا فرمائیں گے، یعنی میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے، پھر اپنے رب کریم جل جلالہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے ان کا رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔

یا محمد ارفع رأسک و قل تسمع و سل تعطہ و اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

یہی مقام محمود ہوگا جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف و حمد و ثنا کا غل پڑ جائے گا اور موافق و مخالف سب پر کھل جائے گا۔

بارگاہ الہی میں جو جاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں اور ملک عظیم جل جلالہ کے یہاں جو عظمت ہمارے مولیٰ کے لیے کسی کے لیے نہیں و الحمد لله رب العالمین اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنی

حکمتِ کاملہ کے مطابق لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ پہلے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں اور وہاں سے محروم پھر کر ان کی خدمت میں حاضر آئیں تاکہ سب جان لیں کہ منصبِ شفاعت اسی سرکار کا خاصہ ہے دوسرے کی مجال نہیں کہ اس کا دروازہ کھول سکے، و الحمد للہ رب العالمین۔

انتباہ

یہ حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم تمام کتابوں میں مذکور اور اہل اسلام میں معروف و مشہور ہیں ذکر کی حاجت نہیں کہ بہت طویل ہیں، شک لانے والا اگر دو طرف بھی پڑھا ہو تو مشکوٰۃ شریف کا اردو میں ترجمہ منگا کر دیکھ لے یا کسی مسلمان سے کہے کہ پڑھ کر سنادے، اور انھیں حدیثوں کے آخر میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ شفاعت کرنے کے بعد حضور شفیق المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخشش گنہ گاراں کے لیے بار بار شفاعت فرمائیں گے اور ہر دفعہ اللہ تعالیٰ وہی کلمات فرمائے گا اور حضور ہر مرتبہ بے شمار بندگانِ خدا کو نجات بخشیں گے۔

میں ان مشہور حدیثوں کے سوا ایک اربعین یعنی چالیس حدیثیں اور لکھتا ہوں جو گوشِ عوام تک کم پہنچی ہوں جن سے مسلمانوں کا ایمان ترقی پائے، منکر کا دل آتشِ غیظ میں جل جائے بالخصوص جن سے اس ناپاک تحریف کا رد شریف ہو، جو بعض بددینوں، خداناموں، ناحق کوشوں، باطل کیشوں نے معنی شفاعت میں کیں اور انکار شفاعت کے چہرہ نجس چھپانے کو ایک جھوٹی صورت نام کی شفاعتِ دل سے گزرتی۔

ان حدیثوں سے واضح ہوگا کہ ہمارے آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کے لیے متعین ہیں، انھیں کی سرکار بے کس پناہ ہے، انھیں کے در سے بے یاروں کا نباہ ہے، نہ جس طرح ایک بد مذہب کہتا ہے کہ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے شفیق بنا دے گا، یہ حدیثیں ظاہر کریں گی کہ ہمیں خدا اور رسول نے کان کھول کر شفیق کا پیارا نام بتا دیا اور صاف فرمایا کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ نہ یہ کہ

بات گول رکھی ہو جیسے ایک بد بخت کہتا ہے کہ اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے، یہ حدیثیں مژدہ جاں فزادیں گی کہ حضور کی شفاعت نہ اس کے لیے ہے جس سے اتفاقاً گناہ ہو گیا ہو اور وہ اس پر ہر وقت نادم و پریشاں و ترساں و لرزاں ہے، جس طرح ایک دزد باطن کہتا ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے، نہیں نہیں ان کے رب کی قسم جس نے انھیں شفیع المذنبین کیا، ان کی شفاعت ہم جیسے روسیاء ہوں، پرگناہوں، سیہ کاروں، ستم گاروں کے لیے ہے جن کا بال بال گناہ میں بندھا ہے جن کے نام سے گناہ بھی ننگ و عار رکھتا ہے۔ ع

ترسم آلودہ شود دامن عصیاں از من

شفاعت گناہ گاروں کے لیے ہے

امام احمد بسند صحیح اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن ماجہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

خیرت بین الشفاعة و بین ان یدخل نصف امتی الجنة فاخترت الشفاعة لانھا اعم و اکفی ترونها للمتقین لا و لكنها للمذنبین الخطائین المتلوثین۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدمی امت جنت میں جائے میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور زیادہ کام آنے والی ہے، کیا تم یہ سمجھ لیے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کے لیے ہے؟ نہیں بلکہ وہ ان گناہ گاروں کے واسطے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت خطا کار ہیں۔

ابن عدی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

شفاعتی للہا لکین من امتی .

میری شفاعت میرے ان امتیوں کے لیے جنہیں گناہوں نے ہلاک کر ڈالا۔

حق ہے اے شفیع میرے، میں قربان تیرے، صلی اللہ علیک۔

حضرت ابوداؤد و ترمذی و ابن حبان و حاکم و بیہقی بافادہ تصحیح حضرت انس بن مالک اور ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان و حاکم حضرت جابر بن عبد اللہ، اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور خطیب بغدادی حضرت عبد اللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القیمة لاهل الكبائر من امتی

میری شفاعت میری امت میں ان کے لیے ہے جو کبیرہ گناہ والے ہیں۔

ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی لاهل الذنوب من امتی .

میری شفاعت میرے گناہگار امتیوں کے لیے ہے۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

و ان زنی و ان سرق

اگر چہ زانی اگر چہ چور ہو۔

فرمایا: و ان زنی و ان سرق علی رغم انہ ابی الدرداء .

اگر چہ زانی ہو اگر چہ چور ہو بر خلاف خواہش ابو درداء کے۔

بے حساب لوگوں کی شفاعت

طبرانی و بیہقی حضرت بریدہ اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اشفع یوم القیامة لا کثر مما علی وجه الارض من شجر و حجر و مدر
یعنی روئے زمین پر جتنے پیڑ پتھر ڈھیلے ہیں میں قیامت میں ان سب سے زیادہ آدمیوں کی
شفاعت فرماؤں گا۔

مومنین مخلصین کی شفاعت

بخاری مسلم حاکم بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور شفیع المذنبین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

شفاعتی لمن شهد ان لا اله الا الله مخلصا یردق قلبه لسانه .

میری شفاعت ہر کلمہ گو کے لیے جو سچے دل سے کلمہ پڑھے کہ زبان کی تصدیق دل کرتا ہو۔

احمد طبرانی و بزار حضرت معاذ بن جبل و حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور
شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انها اوسع لهم و هي لمن مات و لا یشرک بالله شیئا .

شفاعت میں امت کے لیے زیادہ وسعت ہے وہ ہر شخص کے واسطے جس کا خاتمہ ایمان پر ہو۔

طبرانی معجم اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اتی جہنم فاضرب بابہا فیفتح لی فادخلہا فاحمد اللہ محامد ما حمدہ احد
قبلی مثلہا و لا یحمدہ احد بعدی ثم اخرج منها من قال لا الہ الا اللہ مخلصا۔

میں جہنم کا دروازہ کھلوا کر تشریف لے جاؤں گا وہاں خدا کی تعریفیں کروں گا ایسی نہ مجھ سے پہلے
کسی نے کیں نہ میرے بعد کوئی کرے پھر دوزخ سے ہر اس شخص کو نکال لوں گا جس نے خالص دل سے لا
الہ الا اللہ کہا۔

سونے کے منبر اور حضور کی شفاعت

حاکم بافادۃ تصحیح اور طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور شفیع
المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یوضع للانبیاء منابر من ذهب فیجلسون علیہا و یقی منبری لا اجلس علیہ
اولا اقعہ علیہ قائما بین یدی ربی مخافة ان یبعث بی الی الجنة و یقی امتی من بعدی
فاقول یا رب امتی امتی فیقول اللہ عزوجل یا محمد ما ترید ان اصنع بامتک فاقول یا
رب عجل حسابہم فما ازال اشفع حتی اعطی صکا کا برجال قد بعث بہم الی النار
حتی ان مالکا خازن النار ليقول یا محمد ما ترکت۔

انبیاء کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر باقی رہے گا کہ
میں اس پر جلوس نہ فرماؤں گا بلکہ اپنے رب کے حضور سر و قد کھڑا رہوں گا، اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو مجھے
جنت میں بھیج دے اور میری امت میرے بعد رہ جائے، پھر عرض کروں گا اے رب میرے، میری امت

میری امت، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد تیری کیا مرضی ہے میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کروں گا اے رب میرے ان کا حساب جلد فرمادے پس میں شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کی چٹھیاں ملیں گی جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے یہاں تک کہ مالک داروغہ دوزخ عرض کرے گا اے محمد آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کونہ چھوڑا۔

حضور منصب شفاعت پر

بخاری و مسلم و نسائی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد بسند حسن اور بخاری تاریخ میں اور بزار اور طبرانی و بیہقی و ابونعیم حضرت عبد اللہ بن عباس اور احمد بسند حسن و بزار بسند جید و دارمی و ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و ابونعیم و بیہقی حضرت ابو ذر اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حضرت ابوسعید خدری اور کبیر میں حضرت سائب بن یزید اور احمد باسناد حسن اور ابن ابی شیبہ و طبرانی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

و اللفظ لجابر قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و اعطيت مالم يعط احد قبلى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم و اعطيت الشفاعة .

ان چھنوں حدیثوں میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں شفیع مقرر کر دیا گیا اور شفاعت خاص مجھ ہی کو عطا ہوگی میرے سوا کسی نبی کو یہ منصب نہ ملا۔

دعائے شفاعت

ابن عباس و ابوسعید و ابوموسیٰ سے انہیں حدیثوں میں وہ مضمون بھی ہے۔ جو احمد و بخاری و مسلم نے انس اور شیخین نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان لكل نبى دعوة و قد دعا بها فى امته و استجيب له و هذا اللفظ لانس و

لفظ ابی سعید ، لیس من نبی الا وقد اعطی دعوة فتعجلها (و لفظ ابن عباس) لم یبق نبی الا اعطی له ، رجعنا الی لفظ انس و الفاظ الباقین کمثلہ معنی ، قال و انی اختباءت دعوتی شفاعۃ لامتی یوم القیامۃ (زاد ابو موسیٰ) جعلتها لمن مات من امتی لا یشرک باللہ شیئا .

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اگرچہ ہزاروں دعائیں قبول ہوتی ہیں مگر ایک دعا انھیں خاص جناب باری تبارک و تعالیٰ سے ملتی ہے کہ جو چاہو مانگ لو، بیشک دیا جائے گا، تمام انبیاء آدم سے عیسیٰ تک (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سب اپنی اپنی وہ دعا دنیا میں کر چکے اور میں نے آخرت کے لیے اٹھا رکھی ، وہ میری شفاعت ہے ، میری امت کے لیے قیامت کے دن میں نے اسے اپنی ساری امت کے لیے رکھا ہے جو ایمان پر دنیا سے اٹھی۔

اللہ اکبر! اے گنہگار ان امت! کیا تم نے اپنے مالک و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ تمام رافت و رحمت اپنے حال پر نہ دیکھی کہ بارگاہ الہی عز جلالہ سے تین سوال حضور کو ملے کہ جو چاہو، گنگ و نعت ہوگا، حضور نے ان میں کوئی سوال اپنی ذات پاک کے لیے نہ رکھا سب تمہارے ہی کام میں صرف فرمادے۔ دو سوال دنیا میں کیے وہ بھی تمہارے ہی واسطے، تیسرا آخرت کو اٹھا رکھا، وہ تمہاری اس عظیم حاجت کے واسطے جب اس مہربان مولیٰ روف و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی کام آنے والا، بڑی بنانے والا نہ ہوگا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حق فرمایا حضرت حق عزوجل! نے، عزیز علیہ ما عتتم حویص علیکم بالمومنین روف رحیم .

واللہ العظیم! قسم اس کی جس نے انھیں آپ مہربان کیا ہرگز ہرگز کوئی ماں اپنے عزیز پیارے اکلوتے بیٹے پر زہار اتی مہربان نہیں جس قدر وہ اپنے ایک امتی پر مہربان ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) الہی تو ہمارا عجز و ضعف اور ان کے حقوق عظیمہ کی عظمت جانتا ہے اے قادر! اے واجد! اے ماجد! ہماری طرف

سے ان پر اور ان کی آل پر وہ برکت والی درودیں نازل فرما جو ان کے حقوق کو وافی ہوں اور ان کی رحمتوں کو مکافی۔

سبحان اللہ! امتیوں نے ان کی رحمتوں کا یہ معاوضہ رکھا کہ کوئی افضلیت میں تشکیکیں نکالتا ہے، کوئی ان کی شفاعت میں شبہ ڈالتا ہے، کوئی ان کی تعریف اپنی ہی جانتا ہے، کوئی ان کی تعظیم پر بگڑ کر آتا ہے، افعالِ محبت کا بدعت نام، اجلالِ وادب پر شرک کے احکام انا للہ و انا الیہ راجعون۔

شفاعت حضور کے ساتھ خاص ہے

بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسری اپنے رب سے عرض کی تو نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو یہ یہ فضائل بخشے رب عز مجدہ نے فرمایا۔

اعطیتک خیرا من ذلک (الی قولہ) خبات شفاعتک و لم اخبھا لنبی غیرک۔

میں نے تجھے عطا فرمایا وہ ان سب سے بہتر ہے، میں نے تیرے لیے شفاعت چھپا رکھی اور تیرے سوا دوسرے کو نہ دی۔

روز قیامت کے خطیب و شفیع

ابن ابی شیبہ و ترمذی باقائدہ تمسین و صحیح اور ابن ماجہ و حاکم بحکم تصحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین و خطیبہم و صاحب شفاعتہم غیر فخر۔

قیامت کے دن میں انبیاء کا پیشوا اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا اور یہ کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا۔

شفاعت حق ہے

ابن منیع حضرت زید بن ارقم وغیرہ چودہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور شفیح المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شفاعتی یوم القيامة حق فمن لم یؤمن بھا لم یکن من اهلھا.

میری شفاعت روز قیامت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے گا اس کے قابل نہ ہوگا۔

منکر مسکین اس حدیث متواتر کو دیکھے اور اپنی جان پر رحم کر کے شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ (اسماع الاربعین فی شفاعت سید المحبوبین)

حضور کی شفاعت مقبول ہے

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک بالیقین میں روز قیامت میں تمام جہان کا سید ہوں میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو کشتائش کا انتظار کرتا ہوا۔ میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما ہو کر دروازہ کھلو اور گا سوال ہوگا کون ہے، میں فرماؤں گا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا جائے گا مرحبا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لیے سجدہ شکر میں گروں گا اس پر کہا جائے گا۔

ارفع راسک و قل تطاع و اشفع تشفع.

اپنا سراٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی پس جو لوگ جل چکے تھے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

اسے حاکم نے مستدرک میں اور ابن عساکر نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامین والعلیٰ)

حضور صاحب شفاعت ہیں

روز قیامت تمام انبیاء، اولیاء، علماء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ شفاعت فرمائیں گے ان کی شفاعت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہوگی، بارگاہ عزت میں شفاعت فرمانے والے صرف حضور ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ولہذا جامع ترمذی کی حدیث میں ارشاد ہوا انا صاحب شفاعتہم و لا فخر۔

شفاعت انبیاء کا صاحب میں ہوں اور یہ کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔

زیارت و شفاعت

حدیث میں ارشاد ہوا من زار قبری وجبت له شفاعتی۔

جو میرے مزار کریم کی زیارت کو حاضر ہو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

دوسری حدیث میں من حج و لم یزرنی فقد جفانی۔

جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا بیشک اس نے مجھ پر جفا کی۔ (المفلووظ حصہ اول)

حضور کو اذن کلام

تفسیر مقام محمد میں حدیث حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نسائی نے بسند صحیح اور حاکم نے بافادۃ تصحیح اور

طبرانی و ابن مندہ نے روایت کی یوں آئی۔

يجمع الله الناس في صعيد واحد فلا تكلم نفس فاول مدعو محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فيقول ليك وسعديك و الخير في يدك. الحديث.

اللہ تعالیٰ روز قیامت لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا تو کوئی کلام نہ کرے گا، سب سے پہلے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا ہوگی حضور عرض کریں گے ابی میں حاضر ہوں، خدمتی ہوں، تیرے دونوں ہاتھوں میں بھلائی ہے، ابن مندہ نے کہا حدیث مجمع علیہ صحیح اسنادہ و ثقہ رجالہ۔

اس حدیث کی صحت اسناد و عدالت رواۃ پر اجماع ہے۔

(مشائخ اللخبین فی کون التصانح بکشی الیدین)

صحیح بخاری حدیث شفاعت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

فاستاذن علی ربی فی دارہ فیؤذن لی علیہ

میں اپنے رب پر اذن طلب کروں گا اس کی توفیق میں تو اس کے پاس حاضر ہونے کا اذن ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۱، ص ۲۵۴۔ قوارخ القہار)

شفاعت کبریٰ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل محشر اور انبیاء سے مایوس پھر کر میرے حضور حاضر ہوں گے میں فرماؤں گا انا لہا میں ہوں شفاعت کے لیے، پھر اپنے رب سے اذن چاہوں گا وہ مجھے اذن دے گا میں سجدے میں کروں گا ارشاد ہوگا یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطہ و اشفع تشفع.

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، فرمایا جائے گا جاؤ جس کے دل میں جو بھرا ایمان ہو اسے دوزخ سے نکال لو، انہیں نکال کر میں دوبارہ حاضر ہوں گا سجدہ کروں گا وہی ارشاد ہوگا کہ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنا جائے گا، مانگو کہ دیا جائے گا، شفاعت کرو کہ قبول ہے۔

میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت ارشاد ہوگا جاؤ جس کے دل میں رائی بھر ایمان ہو نکال لو، میں انہیں نکال کر سہ بارہ حاضر ہو کر سجدہ کروں گا فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہو منظور ہے، جو مانگو عطا ہے، شفاعت کرو مقبول ہے، میں عرض کروں گا اے میرے رب میری امت میری امت، ارشاد ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم سے کم کترا ایمان ہو اسے نکال لو، میں انہیں نکال کر چوتھی بار حاضر و ساجد ہوں گا ارشاد ہوگا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو کہ سنیں گے، مانگو کہ دیں گے، شفاعت کرو کہ قبول کریں گے، میں عرض کروں گا الہی مجھے ان کے نکالنے کی اجازت دے جنہوں نے تجھے ایک جانا ہے ارشاد ہوگا یہ تمہارے سبب نہیں بلکہ مجھے اپنے عزت و جلال و کبریا و عظمت کی قسم ہر موحد کو اس سے نکال لوں گا۔

اقول، یہ ان (موحدین) کے بارے میں رد شفاعت حضور نہیں بلکہ عین قبول ہے کہ حضور کے عرض کرنے ہی پر تو جہنم سے نکالے گئے، فقط یہ فرمایا گیا ہے کہ ان کو رسالت سے تو سل کا موقع نہ ملا مجرد عقل جتنے ایمان کے لیے کافی تھی یعنی تو حید اسی قدر رکھتے تھے۔

موحدین کی شفاعت

ثم اقول، معنی حدیث کی یہ تقریر کہ ہم نے کی اس سے ظاہر ہوا کہ یہ اس حدیث صحیح کے معارض نہیں کہ فرمایا: ما انزلت اتردد علی ربي فلا اقوم فيه مقاما الا شفعت حتى اعطاني الله من ذلك ان قال ادخل من امتك من خلق الله من شهد ان لا اله الا الله يوم واحد

مخلصا و مات علی ذلک .

میں اپنے رب کے حضور آتا جا تا رہوں گا، جس شفاعت کے لیے کھڑا ہوں گا قبول ہوں یہاں تک کہ میرا رب فرمانے گا کہ تمام مخلوق میں جتنی تمہاری امت ہے ان میں جو توحید پر مابواست جنت میں داخل کرو، اسے امام احمد نے سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کہ یہاں کلام امت میں ہے تو یہاں لا الہ الا اللہ سے پورا کلمہ طیبہ مراد ہے جیسا کہ انھیں امام احمد صحیح ابن حبان کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شفاعتی لمن شہد ان لا الہ الا اللہ مخلصا و ان محمد رسول اللہ یصدق لسانہ قلبہ و قلبہ لسانہ .

میری شفاعت ہر اس شخص کے لیے جو اللہ کی توحید اور میری رسالت پر اخلص سے وہی دین ہو کہ زبان دل کے موافق ہو اور دل زبان کے۔

اہل کبار کے لیے حضور کی شفاعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے بے گنتی اہل کبار فلاح پائیں گے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں شفاعتی لاهل الکبار من امتی .

میری شفاعت میری امت سے کبیر و کتاہوں والوں کے لیے ہے۔ اسے احمد ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان اور حاکم و بیہقی نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، بیہقی نے اس کی تصحیح کی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرت بین الشفاعۃ و بین ان یدخل شطر امتی الجنة فاخترت الشفاعۃ لانہا اعم و اکفی اترونها للمؤمنین المتینین لا و لکنیا للمدینین المتلوئین الخطائین .

مجھ سے میرے رب نے فرمایا تم کو اختیار ہے چاہے شفاعت لے لو چاہے یہ کہ تمہاری آدھی امت بلا عذاب داخل جنت ہو میں نے شفاعت اختیار فرمائی کہ وہ زیادہ عام اور زیادہ کافی ہے کیا اسے سترے مومنوں کے لیے سمجھتے ہو؟ نہیں بلکہ وہ گناہ گاروں آلودہ روزگاروں سخت خطا کاروں کے لیے ہے۔ اسے احمد نے سند صحیح سے اور طبرانی نے کبیر میں سند جید سے حضرت ابن عمر سے اور ابن ماجہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

بلکہ وہ بھی ہوں گے جن کے گناہ نیکوں سے بدلے جائیں گے قال اللہ تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات و کان اللہ غفوراً رحیماً۔

اللہ ان کے گناہوں کو نیکوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث میں ہے ایک شخص روز قیامت حاضر لایا جائے گا ارشاد ہوگا اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے بڑے ظاہر نہ کرو اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں دن یہ یہ کام کیے وہ مقرر ہوگا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا کہ ارشاد ہوگا، اعطوہ مکان بکل سعینۃ حسنة۔

اسے ہر گناہ کی جگہ ایک نیکی دو، اب کہہ اٹھے گا کہ الہی میرے اور بہت سے گناہ ہیں وہ تو سننے میں آئے ہی نہیں، یہ فرما کر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آس پاس کے دندان مبارک ظاہر ہوئے، اسے ترمذی نے ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ افریقہ)

حضور کی شفقت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بھیجے گئے اور مومنین پر بالخصوص کمال مہربان ہیں روف رحیم ہیں ان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں ہے، ان کی بھلائیوں پر حریص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناطق لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم

بالمومنین روف رحیم .

تمام عاصیوں کی شفاعت کے لیے تو وہ مقرر فرمائے گئے واستغفر لذنبک وللمومنین و

المومنات

کیا وہ ان میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے؟، کیا مسلمان کا مشقت میں پڑنا ان پر گراں نہ ہوگا؟

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۸۴)

حضور کو شفاعت عطا کی گئی

مالک شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور جو کوئی شفاعت کرے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعطیت شفاعة .

شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی ہے۔ اسے بخاری و مسلم و نسائی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سے روایت کیا۔

فی حدیث اعطیت خمساً لم یعطهن احد من الانبیاء قبلی .

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے پانچ چیزیں وہ دی گئیں جو مجھ سے

پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ (مولف)

حضور شافع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کان یوم القیامة کنت امام

النبین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم غیر فخر .

روز قیامت تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ بات کچھ براہ

فخر نہیں فرماتا۔ اسے احمد و ترمذی و ابن ماجہ اور حاکم نے اسانید صحیحہ سے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴، انہی الحاجز)

مرجہ اور قدریہ شفاعت کے مستحق نہیں

ابونعیم انس سے اور طبرانی اوسط میں حضرت وائلہ و حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی

صنفان من امتی لاتنالہم شفاعتی یوم القیامۃ المرجنۃ و القدریۃ.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے دو قسم، کے لوگوں کو میری شفاعت قیامت کے دن نہیں پہنچے گی یعنی مرجہ اور قدریہ کو۔
(مولف)

مرجہ وہ فرقہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ ایمان کے بعد معصیت ضرر نہ دے گی، جس طرح کفر کے ساتھ طاعت و بندگی فائدہ نہ دے گی۔

قدریہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔
(مولف)

شفاعت مومنوں کو پہنچے گی

قد صحت الاحادیث ان المومنین یخرجون ، فیخرجون بشفاعة الشفیع الرفیع الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، ثم ینخرج اللہ برحمته کل من قال لا الہ الا اللہ ، و اولئک یسمون عتقاء اللہ عزوجل ، کما عند احمد و النسائی و غیرہما.

صحیح حدیثیں اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت کریمہ سے مومنین نکالے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہر اس شخص کو جہنم سے نکالے گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا، انھیں لوگوں کو عتقاء اللہ کہا جائے گا۔ (مولف)
(المستمد المستند ۸۶)

صاحب شفاعت کا معنی

قوله صلى الله تعالى عليه وسلم ، انا صاحب شفاعتكم ، والمعنى الآخر الا لطف الاشراف ان لا شفاعاة لاحد بلا واسطة عند ذى العرش جل جلاله الا للقران العظيم و لهذا الحبيب المرتجى الكريم صلى الله تعالى عليه وسلم و اما سائر الشفعاء من الملائكة ، و الانبياء ، و الاولياء ، و العلماء ، و الحفاظ ، و الشهداء ، و الحجاج ، و الصالحاء فعند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ينتهون اليه و يشفعون لديه و هو صلى الله تعالى عليه وسلم يشفع لمن ذكره و لمن لم يذكره و عند ربه عز و جل و قد تاكد عندنا هذا المعنى باحاديث .

حضور اقدس صلى الله تعالى عليه وسلم کا فرمان کہ میں شفاعت انبیاء کا نائب ہوں ، اس کا ایک عین معنی یہ ہے کہ بارگاہ رب کریم میں قرآن عظیم اور حبیب اکرم صلى الله تعالى عليه وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے شفاعت کا حق نہیں ہے اور جو ملائکہ ، انبیاء ، اولیاء ، علماء ، حفاظ ، شهداء ، حجج اور سب سے شفاعت کریں گے تو یہ لوگ حضور کی بارگاہ میں شفاعت طلب کریں گے اور ان لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچایا جائے گا اور یہ لوگ حضور کے پاس شفاعت کی درخواست کریں گے ، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عز و جل کی بارگاہ میں ان کی شفاعت فرمائیں گے جن کا ذکر یہ ہے اور ان کی بھی فرمائیں گے جن کا ذکر نہیں کیا گیا ، اور اس معنی کی احادیث سے تاکید و تائید ہوتی ہے۔ (مولف)

(المستدرک ج ۲)

اہل توحید کی شفاعت

حدیث میں ہے ، جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ شفاعت فرمائیں گے اور

اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جنان فرماتے جائیں گے اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنه نہیں، شفیع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے حکم ہوگا۔

یا محمد ارفع راسک و قل یسمع لک و سل تعطہ و اشفع تشفع.

اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

سید الشافعیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے۔

یا رب ائذن لی فیمن قال لا الہ الا اللہ.

اے میرے رب مجھے ان کی بھی پروا نہ دے دے جنہوں نے صرف لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

رب العزت عز جلالہ ارشاد فرمائے گا۔

لیس ذاک الیک لکن و عزتی و کبریائی و عظمتی و جبرائی لا یرجن منها

من قال لا الہ الا اللہ.

یہ تمہارے لیے نہیں مگر مجھے عزت و جلال و کبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا

جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ (شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام)

ابوطالب کو حضور کی شفاعت کا فائدہ

ابوطالب کی وفات اگرچہ کفر پر ہوئی مگر انہوں نے چوں کہ زندگی بھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کی نصرت و حمایت کی اور کافروں کو حضور کی ایذا سے باز رکھا یہی وجہ ہے کہ ابوطالب کو شفیع المذنبین صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پہنچے گی یعنی ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی ورنہ کافر شفاعت کے مستحق نہیں

اور ان کے لیے استغفار ناجائز و حرام۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ابوطالب پر تخفیف عذاب کے سلسلے میں چند روایتیں پیش فرمائی ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

صحیحین و مسند امام احمد میں حضرت سیدنا عباس عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

انہ قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما اغنیت عن عمک فواللہ کان یحوطک و یغضب لک قال ہو فی ضحضاح من نار و لو لانا لکان فی الدرک الاسفل من النار.

و فی روایة وجدته فی غمرات من النار فاخرجته الی ضحضاح.

یعنی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کی حضور نے اپنے چچا ابوطالب کو کیا نفع دیا؟ خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا اور حضور کے لیے لوگوں سے لڑتا، جھگڑتا تھا، فرمایا میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر پاؤں تک آگ میں کر دیا اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

امام ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

یوند الخصوصیة له بعد ان امتنع شفع له حتی خفف له العذاب بالنسبة لغيره .

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت سے ہوا کہ ابوطالب نے باں کہ ایمان لانے سے انکار کیا پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نے اتنا کام دیا کہ بہ نسبت باقی کافروں کے عذاب ہلکا ہو گیا۔

صحیحین و مسند میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر عندہ عمدہ ابو طالب فقال لعلہ
تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح فی النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ابو طالب کا ذکر آیا فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ
روز قیامت میری شفاعت اسے یہ نفع دے گی کہ جہنم میں پاؤں تک کی آگ میں کر دیا جائے گا جو اس کے
ٹخنوں تک ہوگی جس سے اس کا دماغ جوش مارے گا۔

یونس بن بکیر نے حدیث محمد بن اسحاق سے یوں روایت کیا۔

یغلی منہ دماغہ حتی یسبل علی قدمیہ .

اس کا بھیجہ ابل کر پاؤں پر گرے گا۔

عمدۃ القاری وارشاد الساری شروح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وغیرہا میں امام سہیل سے منقول۔

الحکمة فیہ ان ابا طالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لجملتہ الا انه استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتبیتہ
ایاہما علی دین قومہ .

یعنی ابو طالب کے پاؤں تک آگ رہنے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ عزوجل جزا ہم شکل عمل دیتا ہے،
ابو طالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں صرف رہا، ملت کفر پر ثابت قدمی نے
پاؤں پر عذاب مسلط کیا، اسی طرح تیسیر شرح جامع صغیر وغیرہ میں ہے۔

بزار و ابو یعلیٰ و ابن عدی و تمام حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قیل للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل نفعت ابا طالب قال اخرجته من

غمرۃ جہنم الی ضحضاح منها.

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا، فرمایا میں نے اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں کھینچ لیا۔

امام عینی عمدہ میں فرماتے ہیں :

فان قلت ، اعمال الکفر ہباء منثورا لا فائدة فیہا ، قلت هذا النفع من بركة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و خصائصه .

اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ہے ورنہ کافروں کے اعمال تو غبار ہیں ہوا پر اڑانے ہوئے۔

طبرانی حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

ان الحارث بن هشام اتى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يوم حجة الوداع فقال يا رسول الله انك تحت على صلة الرحم و الاحسان الى الجار و ايواء اليتيم و اطعام الضيف و اطعام المسكين ذلك كان يفعله هشام بن المغيرة فما ظنك به يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كل قبر لا يشهد صاحبه ان لا اله الا الله فهو جذوة من النار و قد وجدت عنى ابا طالب فى طمطام من النار فاخرجه الله لمكانه منى و احسانه الى فجعله فى ضحضاح من النار .

یعنی حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور ان باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک، ہمسایہ سے اچھا برتاؤ، یتیم کو جگہ دینا، مہمان کو مہمانی دینا محتاج کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور

کا اس کی نسبت کیا گمان ہے فرمایا جو قبر بنے جس کا مردہ لا الہ الا اللہ نہ مانتا ہو وہ دوزخ کا انکارا ہے میں نے خود اپنے چچا ابوطالب کو سر سے اونچی آگ میں پایا، میری قرابت و خدمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے اسے وہاں سے نکال کر پاؤں تک آگ میں کر دیا۔

مجمع بحار الانوار میں بعلا مت کاف امام کرمانی شارح بخاری سے منقول۔

نفع ابا طالب اعمالہ ببرکتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ان کان اعمال

الکفرة هباء منثورا.

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دے گئے ورنہ کافروں کے

کام تو نرے برباد ہوتے ہیں۔

امام احمد مسند اور بخاری و مسلم اپنی صحاح میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اهون اهل النار عذابا ابو طالب و هو منتعل بنعلین من نار یغلی منہما دماغہ .

بیشک دوزخیوں میں سب سے کم عذاب ابوطالب پر ہے وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہے

جس سے اس کا دماغ کھولتا ہے۔

نیز صحیحین میں نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا :

ان اھون اھل النار عذابا من لہ نعلان و شراکان من نار یغلی منہما دماغہ کما

یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منه عذابا و انه لا ہونہم عذابا.

دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہے جسے آگ کے دو جوتے اور دو تسمے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ دیگ کی طرح جوش مارے گا وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب اسی پر ہے حالاں کہ اس پر سب سے ہلکا عذاب ہوگا۔

اسی حدیث میں امام احمد کی روایت یوں ہے۔

يوضع في اخصص قدميه جمرتان يغلي منهما دماغه.

اس کے تلووں میں انکارے رکھے جائیں گے جس سے بھیجہ ابلے گا۔

اور صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يقول الله لاهون اهل النار عذابا يوم القيامة لو ان لك ما في الارض من شئ

اكنت تفتدي به فيقول نعم فيقول اردت منك اهون من هذا وانت في صلب آدم ان لا تشرک بي شيئا فابيت الا ان تشرک بي .

دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عزوجل فرمائے گا تمام زمین میں جو کچھ ہے

اگر تیری ملک ہوتا تو کیا اسے اپنے فدیہ میں دے کر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کرے گا

ہاں فرمائے گا میں نے تو تجھ سے روز میثاق اس سے بھی ہلکی اور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نہ

کرنا مگر تو نے نہ مانا بغیر میرا شریک ٹھہرائے ہوئے۔

کتاب النجیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔

قيل ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مسح ابا طالب بعد موته و انسى

تحت قدميه و لذا ينتعل بنعلين من النار.

یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد مرگ ابوطالب کے بدن پر دست اقدس پھیر دیا تھا مگر تلووں پر ہاتھ پھیرنا یاد نہ رہا، اس لیے ابوطالب کو روز قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے باقی جسم بہ برکت دست اقدس محفوظ رہے گا۔ (شرح المطالب فی مبحث ابی طالب)

والدین کریمین کی شفاعت

امام جلال الدین سیوطی مسالک الخفائی والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

اخرج تمام الرازی فی فوائدہ بسند ضعیف عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامة شفعت لابی و امی و ابی طالب و اخ لی کان فی الجاہلیة .

اورد المحب الطبری و هو من الحفاظ و الفقهاء فی کتابہ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی و قال ان ثبت فهو مؤول فی ابی طالب علی ما ورد فی الصحیح من تخفیف العذاب عنه بشفاعتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، و انما احتاج الی تاویلہ فی ابی طالب دون الثلثة ابیہ و امہ و اخیه یعنی من الرضاة لان ابا طالب ادرك البعثة و لم یسلم و الثلثة ماتوا فی الفترة .

یعنی ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ میں روز قیامت اپنے والدین اور ابوطالب اور اپنے ایک رضاعی بھائی کے زمانہ جاہلیت میں گزرا شفاعت فرماؤں گا۔

امام محبت طبری نے کہ حافظان حدیث و علمائے فقہ سے ہیں ذخائر العقبیٰ میں فرمایا یہ حدیث اگر ثابت بھی ہو تو ابوطالب کے بارے میں اس کی تاویل وہ ہے جو صحیح حدیث میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب ہلکا ہو جائے گا، امام سیوطی فرماتے ہیں، خاص ابوطالب کے باب میں

تاویل کی حاجت یہ ہوئی کہ ابوطالب نے زمانہ اسلام پایا اور کفر پر اصرار رکھا بخلاف والدین کریمین و برادر رضائی کہ زمانہ فترت میں گزرے۔
(شرح المطالب)

امت پر شفقت و رحمت

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

جب وہ جانِ رحمت و کانِ رافت پیدا ہوا، بارگاہِ الہی میں سجدہ کیا اور ربِ ہب لی امتی، فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے، قیامت میں بھی انھیں کے دامن میں پناہ ملے گی، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نفسی نفسی اذہبوا الی غیر ی سنو گے اور اس غم خوار امت کے لب پر رب امتی کا شور ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں، جب انتقال کروں گا، صور پھونکنے تک قبر میں امتی امتی پکاروں گا، کان بجنے کا یہی سبب ہے کہ وہ آواز جاں گداز اس معصوم عاصی نواز کی جو ہر وقت بلند ہے، گاہے ہم سے غافل و مدہوش کے گوش تک پہنچتی ہے، روح سے ادراک کرتی ہے، اسی باعث اس وقت درود پڑھنا مستحب ہوا کہ جو محبوب برآن ہماری یاد میں ہے کچھ دیر ہم بجز ان نصیب بھی اس کی یاد میں صرف کریں۔
(نفی الفی عمن استنار بنورہ کل شی)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

جب وہ جانِ رحمت کانِ رافت پیدا ہوا، بارگاہِ الہی میں سجدہ کیا اور ربِ ہب لی امتی، فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا، لبِ جاں بخش کو جنبش تھی، بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا، آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے، قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبانیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، ملک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، بحرمان بے یار

دام آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سو ان نفسی نفسی اذہبوا الی غیر ی کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت یہی محبوب غم گسار کام آئے گا، قفل شفاقت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، عمامہ سراقس سے اتاریں گے اور سر بسجود ہو کر امتی فرمائیں گے۔
(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

امت کے لیے حضور کا اضطراب

امام احمد رضا بریلوی نے درد بھرے انداز میں امت عاصی کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اضطراب و بے چینی کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

پھر محبوب بھی کیسا جان ایمان و کان احسان، جس کے جمال جہاں آراء کا نظیر کہیں نہ ملے گا اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب! جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا، کیسا محبوب! جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا، کیسا محبوب! جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا، رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور بہو و لعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لیے شب و روز گریاں و طول۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیم کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کھلی میں دراز، ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ خواب و آرام سے منھ موڑ، جبین نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الہی! میری امت سیاہ کار ہے درگزر فرما اور ان کے تمام جسموں کو آتش دوزخ سے بچا۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

حضور کو تین سوال عطا ہوئے

صحیح مسلم شریف میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیے ہیں دو بار عرض کی :

اللهم اغفر لامتی ، اللهم اغفر لامتی .

الہی میری امت بخش دے، الہی میری امت بخش دے۔

و اخرت الثالثة لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراہیم .

اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ

ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام۔

فائدہ

حدیث، ان لكل نبی دعوة کہ مسند احمد و صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی اور اس کے اخیر میں یہ زیادت فرمائی۔

و ان ابراہیم لیرغب فی دعائی ذلک الیوم .

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت کے دن ابراہیم بھی میری دعا کے

خواہش مند ہوں گے۔

احادیث شفاقت اور حضور کی عظمت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

شفاعت کی حدیثیں خود متواتر ہیں اور یہ بھی ہر مسلمان صحیح الایمان کو معلوم کہ یہ قبائے کرامت اس مبارک قامت، شایانِ امامت، سزاوارِ زعامت کے سوا کسی قد و بالا پر راست نہ آئی نہ کسی نے بارگاہِ الہی میں ان کے سوا یہ وجاہتِ عظمیٰ و محبوبیتِ کبریٰ و اذنِ سفارش و اختیارِ گزارش کی دولت پائی تو وہ سب حدیثیں تفضیلِ جمیل محبوبِ جلیل صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلامہ پر دلیل، مگر میں صرف وہ چند احادیث نقل کرتا ہوں جن میں تصریحاً سب انبیاء علیہم الصلاہ و السلام کا عجز اور حضور کی قدرت بیان فرمائی۔

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے انس اور ترمذی و ابن خزیمہ نے ابوسعید خدری اور احمد و بزار و ابن حبان و ابویعلیٰ نے صدیق اکبر اور احمد و ابویعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً اور عبد اللہ بن مبارک و ابن ابی شیبہ و ابن ابی عاصم و طبرانی نے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی۔

ان سب کے الفاظ جدا جدا نقل کرنے میں طول کثیر ہے لہذا ان میں کے متفرق لفظوں کو ایک منتظم سلسلہ میں یکجا کر کے اس جاں فزا قصہ کی تلخیص کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

ارشاد ہوتا ہے روز قیامت اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع کرے گا کہ سب دیکھنے والے کے پیش نظر ہوں اور پکارنے والے کی آوازیں سنیں، دن طویل ہوگا اور آفتاب کو اس روز دس برس کی گرمی دیں گے پھر لوگوں کے سروں سے نزدیک کریں گے یہاں تک کہ بقدر دو کمانوں کے فرق رہ جائے گا پسینے آنا شروع ہوں گے قد آدم پسینہ تو زمین میں جذب ہو جائے گا پھر اوپر چڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ آدمی غوطے کھانے لگیں، غزپ غزپ کریں گے جیسے کوئی ڈبکیاں لیتا ہے، قرب آفتاب سے غم و کرب اس درجہ کو پہنچے گا کہ طاقتِ حاق ہوگی تاب تحمل باقی نہ رہے گی، رہ رہ کر تین گھبراہٹیں لوگوں کو اٹھیں گی آپس میں نہیں گے دیکھتے نہیں تم کس آفت میں ہو کس حال کو پہنچے کوئی ایسا کیوں نہیں ڈھونڈتے جو رب کے پاس شفاعت کرے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے، پھر خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ الصلاۃ والسلام

ہمارے باپ ہیں ان کے پاس چلا چاہیے پس آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور اپنے کی وہی حالت ہے کہ منہ میں لگام کی طرح ہوا چاہتا ہے عرض کریں گے اے باپ ہمارے، اے آدم آپ ابو البشر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح آپ میں ڈالی اور اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کرایا اور اپنی جنت میں آپ کو رکھا اور سب چیزوں کے نام آپ کو سکھائے اور آپ کو اپنا صنفی کیا آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اس مکان سے نجات دے؟ آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس آفت میں ہیں اور کس حال کو پہنچے؟ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے۔

لست هناکم انه لا یهمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبله مثله و لن یغضب بعده مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری .

میں اس قابل نہیں مجھے آج اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ ایسا پہلے کبھی کیا نہ آئندہ کبھی کرے مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کا خوف ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے اپنے پدر ثانی نوح کے پاس جاؤ کہ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا، وہ خدا کے شاگردے ہیں، لوگ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے نوح اے نبی اللہ، آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ نے عبد شکور آپ کا نام رکھا اور آپ کو برگزیدہ کیا اور آپ کی دعا قبول فرمائی کہ زمین پر کسی کافر کا نشان نہ رکھا، آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس بلا میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے، آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیوں نہیں کرتے کہ ہمارا فیصلہ کر دے، نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے:

لست هناکم لیس ذاکم عندی انه لا یهمنی الیوم الا نفسی ان ربی غضب

اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله و لن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبوا الي
غیری .

میں اس قابل نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کی فکر نہیں میرے رب
نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے کیا اور نہ اس کے بعد کرے مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی
جان کا کھٹکا ہے، مجھے اپنی جان کا ڈر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے خلیل الرحمن ابراہیم کے پاس
جاؤ کہ اللہ نے انھیں اپنا دوست کیا ہے، لوگ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے عرض کریں
گے اے خلیل الرحمن، اے ابراہیم آپ اللہ کے نبی اور اہل زمین میں اس کے خلیل ہیں اپنے رب کے حضور
ہماری شفاعت کیجیے کہ ہمارا فیصلہ کر دے آپ دیکھتے نہیں ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں، آپ دیکھتے نہیں
ہم کس حال کو پہنچے، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے:

لست هناکم لیس ذاکم عندی انه لا یھمنی الیوم الا نفسي ان ربی قد غضب
اليوم غضبا لم يغضب قبله مثله و لن يغضب بعده مثله نفسي نفسي نفسي اذهبوا الي
غیری .

میں اس قابل نہیں یہ کام میرے کرنے کا نہیں آج مجھے بس اپنی جان کی فکر ہے میرے رب نے
آج وہ غضب کیا ہے کہ نہ اس سے پہلے ایسا ہوا نہ اس کے بعد ہو مجھے اپنی جان کا خدشہ ہے مجھے اپنی جان کا
اندیشہ ہے، مجھے اپنی جان کا تردد ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ بندہ
جسے خدا نے توریت دی اور اس سے کلام فرمایا اور اپنا راز دار بنا کر قرب بخشا اور اپنی رسالت دے کر برگزیدہ

کیا، لوگ علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت اور اپنے کلام سے لوگوں پر فضیلت بخشی اپنے رب کے پاس ہماری شفاقت کیجیے آپ دیکھتے نہیں ہم کس صدمہ میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے :

لست هناکم لیس ذاکم عندی انه لا یهمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله و لن یغضب بعده مثله نفسی نفسی اذہبوا الی غیری .

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہوگا مجھے آج اپنے سوا دوسرے کی فکر نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ ایسا نہ کبھی کیا تھا اور نہ کبھی کرے مجھے اپنی جان کی فکر ہے، مجھے اپنی جان کا خیال ہے، مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں فرمائیں گے تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور اس کی روح، کہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتے اور مردے جلاتے تھے، لوگ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول اور اس کے وہ کلمہ ہیں کہ اس نے مریم کی طرف القا فرمایا اور اس کی طرف کی روح ہیں، آپ نے گہوارے میں لوگوں سے کلام کیا اپنے رب کے حضور ہماری شفاقت کیجیے کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے آپ دیکھتے نہیں ہم کس اندوہ میں ہیں، آپ دیکھتے نہیں ہم کس حال کو پہنچے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے :

لست هناکم لیس ذاکم عندی انه لا یهمنی الیوم الا نفسی ان ربی قد غضب الیوم غضبا لم یغضب قبله مثله و لن یغضب بعده مثله نفسی نفسی

اذہبوا الی غیر ی .

میں اس لائق نہیں یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا آج مجھے اپنی جان کے سوا کسی کا غم نہیں میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے کہ نہ کبھی ایسا کیا نہ کبھی کرے مجھے اپنی جان کا ڈر ہے، مجھے اپنی جان کا غم ہے، مجھے اپنی جان کی سوچ ہے تم اور کسی کے پاس جاؤ۔

عرض کریں گے پھر آپ ہمیں کس کے پاس بھیجتے ہیں، فرمائیں گے:

ایتوا عبدا فتح اللہ علی یدیه و یجئ فی ہذا الیوم امنا انطلقوا الی سید ولد آدم فانہ اول من تنشق عنا الارض یوم القیامۃ ایتوا محمدا ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفض الخاتم .

تم اس بندے کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے فتح رکھی ہے اور آج کے دن بے خوف و مطمئن ہے اس کی طرف چلو جو تمام بنی آدم کا سردار اور سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لانے والا ہے تم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاؤ بھلا کسی سر بھمبر ظرف میں کوئی متاع ہو اس کے اندر کی چیز بے مہر اٹھائے مل سکتی ہے۔

لوگ عرض کریں گے یہ فرمائیں گے:

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین و قد حضر الیوم اذہبوا الی محمد فلیشفع لکم الی ربکم .

یعنی اس طرح محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں تو جب تک وہ باب فتح نہ فرمائیں کوئی نبی کچھ نہیں کر سکتا اور وہ آج یہاں تشریف فرما ہیں تم انھیں کے پاس جاؤ چاہئے کہ وہ تمہارے رب کے حضور تمہاری شفاقت کریں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب وہ وقت آیا کہ لوگ تھکے بارے مصیبت کے مارے ہاتھ پاؤں چھوڑے چار طرف سے امیدیں توڑے بارگاہِ عرش جاہ بے کس پناہ، خاتمِ دورہ رسالت، فاتحِ بابِ شفاعت، محبوبِ باوجاہت مطلوبِ بلند عزت، طہاءِ عاجزاں، ماوائے بے کساں، مولائے دو جہاں حضور پر نور محمد رسول اللہ شفیع یوم النشور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیمات اللہ وازکی تحیات اللہ وانمی برکات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وعلیالہ میں حاضر آئے اور بہزاراں ہزارنا لہائے زار و دل بے قرار و چشم اشکبار یوں عرض کرتے ہیں :

یا محمد و یا نبی اللہ انت الذی فتح اللہ بک و جنت فی هذا الیوم امانت رسول اللہ و خاتم الانبیاء اشفع لنا الی ربک فلیقض بیننا الا تری الی ما نحن فیہ الا تری ما قد بلغنا.

اے محمد اے اللہ کے نبی آپ وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتحِ باب کیا اور آج آپ آمن و مطمئن تشریف لائے حضور اللہ کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے کہ ہمارا فیصلہ فرمادے حضور نگاہ تو کریں ہم کس درد میں ہیں، حضور ملاحظہ تو فرمائیں، ہم کس حال کو پہنچے ہیں۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے :

انہا لہا و انا صاحبکم .

میں شفاعت کے لیے ہوں میں تمہارا وہ مطلوب ہوں جسے تمام موقف میں ڈھونڈ پھرے۔

اس کے بعد حضور نے اپنی شفاعت کی کیفیت ارشاد فرمائی۔

یہ نصف حدیث کا خلاصہ ہے مسلمان اسی قدر کو بنگاہ ایمان دیکھے اور اولاً حق جل و علا کی یہ حکمت جلیلہ خیال کرے کہ کیوں کراہل محشر کے دلوں میں ترتیب وار انبیائے عظام علیہم الصلاۃ والسلام کی خدمت میں جانا الہام فرمائے گا اور دفعۃً بارگاہ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر نہ لائے گا کہ حضور تو

یقیناً شفیع مشنح ہیں ابتدا یہیں آتے تو شفاعت تو پاتے مگر اولین و آخرین، موافقین و مخالفین خلق اللہ جمعین پر کیوں کر کھلتا کہ منصب اہم اسی سید اکرم مولائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ خاصہ ہے جس کا دامن رفیع جلیل و منبع تمام انبیاء و مرسلین کی دست ہمت سے بلند و بالا ہے۔ پھر خیال کیجیے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں کان اس حدیث سے آشنا اور بے شمار بندے اس حال کے شناسا عرصات محشر میں صحابہ و تابعین و ائمہ محدثین و اولیائے کاملین و علمائے عالمین بھی موجود ہوں گے پھر کیوں کر یہ جانی پہچانی بات دلوں سے ایسے بھلا دی جائے گی کہ اتنی کثیر جماعتوں میں ان طویل مدتوں تک کسی کو اصلاً یاد نہ آئے گی پھر نوبت بہ نوبت حضرات انبیاء سے جواب سنتے جائیں جب بھی مطلق دھیان نہ آئے گا کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سچے مخبر نے پہلے ہی بتایا ہے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھئے وہ بھی یکے بعد دیگرے انبیائے مابعد کے پاس بھیجتے جائیں گے یہ کوئی نہ فرمائے گا کہ کیوں بے کار ہلاک ہوتے ہو تمہارا مطلوب اس پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہے، یہ سارے سامان اسی اظہار عظمت و اشتہار و جاہت محبوب باشوکت کی خاطر ہیں، لیقضى الله امرا كان مفعولا . صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

ثانیا : سوال شفاعت حضرات انبیاء کے جواب اور ہمارے حضور کا مبارک ارشاد ملا دیکھئے یہیں مقام محمود کا مزہ آتا اور ابھی کا شمس کھلا جاتا ہے کہ سب نجوم رسالت و مصابیح نبوت میں افضل و اعلیٰ و اجل و اجلی و اعظم و ادلی و بلند و بالا وہی عرب کا سورج حرم کا چاند ہے جس کے نور کے حضور ہر روشنی ماند ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صراط پر حضور کا انتظار

امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انى لقائم انتظر امتى تعبر الصراط اذ جاء عيسى عليه الصلاة والسلام فقال هذه

الانبياء قد جاء تك يا محمد يسألون تدعو الله ان يفرق بين جميع الامم الى حيث يشاء
لعظم ما هم فيه فالخلق يلجمون في العرق فاما المؤمن فهو عليه كالزر كمة و اما الكافر
فتغشاه الموت قال يا عيسى انتظر حتى ارجع اليك فذهب نبي الله صلى الله تعالى عليه
وسلم فقام تحت العرش فلقى ما لم يلق ملك مصطفیٰ و لا نبي مرسل . الحديث .

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
آکر عرض کریں گے اے محمد کہ یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض
کردیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق کر دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کی مانند
ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی، حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور
زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مترب فرشتہ کو ملانہ کسی نبی مرسل نے پایا۔

صراط سے گزرنے میں سبقت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں :

يضرب الصراط بين ظهرا نى جهنم فاكون اول من يجوز من الرسل بامته .
جب پشتِ جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

دروازہ جنت پر حضور کی آمد

مسند احمد صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

اسی باب الجنة يوم القيامة فاستفتح فيقول الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك .

میں روز قیامت در جنت پر تشریف لا کر کھلواؤں گا داروغہ عرض کرے گا کون ہے میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عرض کرے گا مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا۔

لا افتح لاحد قبلك و لا اقوم لاحد بعدك .

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔

باب جنت پر حضور کی دستک

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں :

انا اكثر الانبياء بها تبعاً يوم القيامة و انا اول من يقرع باب الجنة .

روز قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت کا

دروازہ کھٹکھاؤں گا۔

مسلم کی دوسری روایت میں یوں ہے۔

انا اول الناس يشفع في الجنة و انا اكثر الانبياء تبعاً .

میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور میرے پیرو سب انبیاء کے امتوں سے افزوں۔

ابن النجار نے ان لفظوں سے روایت کی۔

انا اول من يدق باب الجنة فلم تسمع الاذان احسن من طنين الحلق على

تلك المصارع.

میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جو ان کو اڑوں پر ہوگی اس سے بہتر

آواز کسی کان نے نہ سنی۔

بلند و نورانی منبر پر حضور کی جلوہ فرمائی

صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

قیامت میں ہر نبی کے لیے ایک ممبر نور کا ہوگا اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا

منادی آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد

فرمایا ہے منادی واپس جائے گا دوبارہ آکر یوں ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے دروازہ

کھلوا کر اندر جائیں گے رب عز جلالہ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا حضور

اپنے رب کے لیے سجدہ میں گرے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اذن شفاعت صرف حضور کو ملے گا

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تصانیف طبرانی و ابن ابی

حاتم و ابن مردودہ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں:

يقوم المؤمنون حتى تزلف لهم الجنة فياتون آدم فيقولون يا ابا ناس استفتح لنا الجنة فيقول و هل اخرجكم من الجنة الا خطيئة ابيكم لست بصاحب ذلك و لكن اذهبوا الى ابني ابراهيم خليل الله قال فيقول ابراهيم لست بصاحب ذلك انما كنت خليلا من وراء وراء اعمدوا الى موسى الذي كلمه الله تكليما قال فياتون موسى فيقول لست بصاحب ذلك اذهبوا الى عيسى كلمة الله و روحه فيقول عيسى لست بصاحب ذلك فياتون محمدا فيقوم فيوذن له . الحديث هذا حديث مسلم .

و عند الباقيين اذا جمع الله الاولين و الآخريين و قضى بينهم و فرغ من القضاء يقول المؤمنون قد قضى بيننا ربنا و فرغ من القضاء فمن يشفع لنا الى ربنا فيقولون آدم خلقه الله بيده و كلمه فياتونه فيقولون قد قضى ربنا و فرغ من القضاء قم انت فاشفع لنا الى ربنا فيقول ايتوا نوحا (و ساق الحديث الى ان قال) فياتون عيسى فيقول ادلكم على العربي الامي فياتوني فياذن الله لي ان اقوم اليه فيشور (.... اصل میں بیاض ہے) من اطيب ریح ما شمها احد قط حتى اتى ربي فيشفعني و يجعل لي نورا من شعور اسي الى ظفر قدمي .

یعنی جب مسلمانوں کا حساب کتاب اور ان کا فیصلہ ہو چکے گا جنت ان سے نزدیک کی جائے گی مسلمان آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوں گے کہ ہمارا حساب ہو چکا آپ حق سبحانہ و تعالیٰ سے عرض کر کے ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلو دیجیے، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام عذر کریں گے اور فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم نوح کے پاس جاؤ وہ بھی انکار کر کے ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں تم موسیٰ کلیم اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تم عیسیٰ

روح اللہ کلمۃ اللہ کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے میں اس کام کا نہیں مگر تمہیں عرب والے نبی امی کی طرف راہ بتاتا ہوں لوگ میری خدمت میں حاضر آئیں گے اللہ تعالیٰ مجھے اذن دے گا میرے کھڑے ہوتے ہی وہ خوشبو مہکے گی جو آج تک کسی دماغ نے نہ سونگھی ہوگی یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پاس حاضر ہوں گا وہ میری شفاقت قبول فرمائے گا اور میرے سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک نور کر دے گا۔

دخول جنت میں سبقت

ابونعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول من یدخل الجنة ولا فخر

میں جنت میں سب سے پہلے رونق افروز ہوں گا اور کچھ فخر نہیں۔

طبرانی معجم اوسط میں اور دارقطنی وابن النجار امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الجنة حرمت علی الانبياء حتی ادخلها و حرمت علی الامم حتی تدخلها امتی .

جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک

میری امت نہ داخل ہو۔

حضور کے وسیلہ سے شفاقت حلال ہوگی

احمد مسلم ابوداؤد و ترمذی نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید

المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

سلوا اللہ لی الوسيلة ، فانہما منزلة فی الجنة لا تنفی الا لعبد من عباد اللہ و

سیدنا محمد ﷺ
حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

صحیح بخاری

وقت بہار میں نیا نیا

تین مرتبہ

جمال السنہ

جلد اول

تیسویں مرتبہ
دس مندرجہ

تاریخ تالیف: ۱۰۰۰ھ

تاریخ ترمذی: ۲۵۵ھ

پہلی مرتبہ
امام ابوبکر بن محمد بن صالح القشیری

بہارِ نبوی ﷺ
بہارِ نبوی ﷺ

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تقریباً 300 تصانیف سے ماخوذ

3663 احادیث و آثار اور 555 افادات



جامع الاحادیث

مولانا محمد حنیف خاں
بریلوی
صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ بریلوی

بہارِ نبوی ﷺ
بہارِ نبوی ﷺ

اظہارِ خطابت

کشمیر
بلاخرہ
اردو بازار لاہور

زیبہ سنسٹرز اسلام آباد ہائی سکول
۴۰، اردو بازار لاہور
لاہور
042-7246006

ارجو ان اکون انا هو فمن سال لی الوسيلة ، حلت علیه الشفاعة .

اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایان نہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے، فرمایا:

اعلیٰ درجة فی الجنة لاینا لها الا رجل واحد ارجو ان اکون هو .

بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

مقام محمود اور شفاعت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے :

قال سنل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المقام المحمود فقال هو

الشفاعة .

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا مقام محمود کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: شفاعت۔

اسی طرح احمد و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

سئل عنها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعني قوله عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا فقال هي الشفاعة .

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور نے فرمایا کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔

(مؤلف)

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور، اس دن آدم صغی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لہا، انا لہا میں ہوں شفاعت کے لیے، میں شفاعت کے لیے۔

انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم، سب سر بگریباں وہ ساجد و قائم، سب محل خوف میں وہ آمن و ناعم، سب اپنی فکر میں انھیں فکر عوالم، سب زیر حکومت وہ مالک و حاکم، بارگاہ الہی میں سجدہ کریں ان کا رب فرمائے گا۔

یا محمد ارفع راسک و قل تسمع و سل تعطه و اشفع تشفع .

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

اس وقت اولین و آخرین میں حضور کی حمد و ثنا کا غلغلہ پڑ جائے گا اور دوست دشمن موافق مخالف ہر شخص حضور کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔

مقام تو محمود و نامت محمد

بدیں ساں مقامی و نامی کہ دارد

حضور کا عرش پر جلوس

امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں :

عن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال ان الله عز وجل اتخذ ابراهيم خليلا و ان صاحبكم صلى الله تعالى عليه وسلم خليلا لله و اكرم الخلق على الله ثم قرأ عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا قال يقعدہ على الكرسي .

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور بیشک تمہارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

عبد بن حمید وغیرہ حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت حبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

يجلسه الله معه العرش .

اللہ تعالیٰ انھیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ یعنی معیت تشریف و تکریم کہ وہ جلوس و مجلس سے پاک و متعالی ہے۔

حضور کا کرسی پر جلوس

ابوالشیخ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم يوم القيامة يجلس على كرسي الرب

بین یدی الرب .

پیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرما میں گے۔

معالم میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

يقعده على الكرسي .

اللہ تعالیٰ انھیں کرسی پر بٹھائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دولت شفاعت صرف حضور کو دی گئی

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رب جل جلالہ نے فرمایا :

ما اعطيتك خیر من ذلك اعطيتك الكوثر و جعلت اسمک مع اسمی

ینادی بہ فی جوف السماء (الی ان قال) و خبأت شفاعتک و لم اخبأ لنبی غیرک .

یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام

اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے

اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

روز قیامت سرور کونین کی سیادت

احمد بخاری مسلم ترمذی ابو ہریرہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سید الناس یوم القيامة و هل تدرون مما ذلك یجمع الله الاولین و

الآخرین فی صعيد واحد الحدیث بطولہ .

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار وسیع میدان میں جمع کرے گا، پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے ایسے تریڈ و گوشت حاضر آیا حضور نے دست گوسفند کو ایک بار دندانِ اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس یوم القیامة .

میں قیامت کے دن سردارِ مردم ہوں۔

پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس یوم القیامة .

میں قیامت کے دن سردارِ مردم ہوں۔

جب حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے (صحابہ کو اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی مع ہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال لہذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی النفس ہو آخر جب صحابہ مقصود والا کونہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرما کر سوال کیا اور جواب ارشاد کیا)

الا تقولون کیفہ .

پوچھتے نہیں کہ یہ کیوں کر ہے۔

صحابہ نے عرض کی :

کیف ہو یا رسول اللہ .

ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیوں کر ہے۔

فرمایا :

يقوم الناس لرب العالمين .

لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

مسلم ابوداؤد انھیں سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا سيد الناس ولد آدم يوم القيامة و اول من يندشق عنه القبر و اول شافع و اول

مشفع .

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا اور

پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

دارمی بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سيد الناس يوم القيامة و لا فخر و انا اول من يدخل الجنة و لا فخر .

میں قیامت میں سردار مردماں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں

گا اور کچھ افتخار نہیں۔

احمد بزار ابویعلیٰ اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب افضل الاولیاء الاولین والآخرین سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی۔

لوگ آدم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہوتے ہوئے حضرت متی کے پاس حاضر

ہوں۔ گے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے۔

لیس ذاکم عندی و لکن انطلقوا الی سید ولد آدم .

تمہارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔

لوگ خدمت میں حاضر ہوں گے، حضور والا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے رب تبارک و تعالیٰ اذن دے گا حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے رب عز مجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسموع ہوگی اور شفاقت کرو کہ قبول ہوگی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فوراً پھر سجدے میں گریں گے ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے رب جل جلالہ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا حضور سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے۔

ای رب جعلتني سيد ولد آدم ولا فخر .

اے رب میرے تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں۔

مالک بخاری مسلم ترمذی و نسائی جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا الحاشر الذی يحشر الناس علی قدمی .

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے یعنی روز محشر حضور اقدس آگے ہوں گے اور تمام اولین و آخرین حضور کے پیچھے۔

روز قیامت بلندی پر جلوہ فرمائی

طبری تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفاً اور مثل احمد کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً راوی :

یرقی ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امتہ علی کوم فوق الناس .
حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رحمتیں کے سب سے اونچے۔

ابن جریر و ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا و امتی یوم القيامة علی کوم مشرفین ما من الناس احد الا ودا انہ منا .
میں اور میری امت روز قیامت باندیوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔

لواء الحمد حضور کے دستِ رحمت میں ہوگا

احمد ترمذی ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انیا سید ولد آدم یوم القيامة و لا فخر بیدی لواء الحمد و لا فخر و ما من نبی یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوانی .

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لواءِ حمد

ہوگا اور یہ براہِ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے زیرِ لواء ہوں گے۔

حاکم و بیہقی کتاب الرویہ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ درجنت پر تشریف لے جا کر کھلو اوں گا پوچھا جائے گا کون ہے میں کہوں گا محمد کہا جائے گا مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں جن وانس اور ہر سرخ سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لیے غنیمتین حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے سورہ بقرہ کی کچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تمہیں عطا ہوئیں یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا اور مجھے توریت کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی (کہ سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہے) اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور

میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

دارمی ترمذی ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

در اقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انھیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرا ابولا حضرت موسیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا، تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں، چوتھے نے کہا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام صغی اللہ، جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا، میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ بیشک ایسے ہی ہیں اور عیسیٰ روح اللہ اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صغی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں، بن لو اور میں اللہ کا حبیب ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روز قیامت لواء الحمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعۃ ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقراء مؤمنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور نہیں فرماتا۔

دارمی و ترمذی اور ابو یعلیٰ و بیہقی و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع

ہوں گا جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انھیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے عزت اور خزانہ رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گو یا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

امام احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد طیالسی و ابویعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں، جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے، تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضا، سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے۔

جمال پر توش در من اثر کرد
و گر نہ من ہاں خاکم کہ ہستم

(تجلی الیقین بان بینا سید المرسلین)

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

میں محمد ہوں، میں، حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ میرے سبب کفر کو فرماتا ہے۔ قیامت کے دن لواءِ حمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں سب پیغمبروں کا امام اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا۔

میرے حضور کے لب پر انا لہا ہوگا

امام احمد و ابوداؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلیٰ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث طویل شفاعت کبریٰ میں فرماتے ہیں :

فیاتون عیسیٰ فیقولون اشفع لنا الی ربک فلیقض بیننا فیقول انی لست هناکم انی اتخذت الہا من دون اللہ و انہ لا یہمنی الیوم الا نفسی و لکن ان کل متاع فی وعاء مختوم علیہ اکان یقدر علی ما فی جوفہ حتی یفرض الخاتم فیقولون لا فیقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ... فیاتونی فاقول انا لہا فاذا اراد اللہ ان یصدع بین خلقہ نادی مناد ابن احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن آخر الامم و اول من یحساب فتفرج لنا الامم عن طریقنا.

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سر بھر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اسے پاسکتے ہیں؟ لوگ کہیں گے نہ، فرمائیں گے تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لیے۔ پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلے سب امتوں سے پیچھے آنے اور سب سے پہلے

ہمارا حساب ہوگا اور سب امتیں عرصات محشر میں ہمارے لیے راستہ دیں گی۔

انبیاء کی التجائے شفاقت

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاقت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فیاتون محمد فيقولون يا محمد انت رسول الله و خاتم الانبياء .

اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آ کر عرض کریں گے حضور اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاقت فرمائیں۔

سواد بن قارب کی التجاء شفاقت

سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ اشعار پڑھے۔

فأشهد ان الله لا شى غيرہ	و انک مامول علی کل غائب
و انک ادنی المرسلین شفاقة	الی الله یا ابن الاکرمین الا طائب
فکن لی شفیعاً یوم لا ذو شفاقة	سواک بمغن عن سواد بن قارب

میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بیشک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں اور بیشک آپ اے طیب و طاہر آباء و امہات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاقت کے معاملہ میں اللہ کے قریب ہیں، آپ میرے سفارشی بن جائیے جس دن آپ کے سوا کوئی سفارشی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

اقول، تو سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اول : اللہ کے سوا ہر چیز سے وجود کی نفی فرمائی۔

دوم : ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غیبوں کا علم ثابت کیا کہ حضور کو تمام غیبوں پر امین بنایا اور جو کسی چیز کو نہ جانتا ہو اس پر امین کیا ہوگا۔

سوم : اس پر ایمان لائے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاقت عطا ہو چکی ہے جیسے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیث صحیح مسلم میں فرمایا۔

اعطيت الشفاعة .

مجھے شفاقت عطا کی گئی۔

چہارم : اس پر ایمان لائے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاقت سب سے قریب تر ہے۔

پنجم : سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہابیہ پر رد فرمانے کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد کی۔

ششم : پہلے جو یہ کہا تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاقت سب سے قریب تر ہے اس سے ترقی کر کے شفاقت کو حضور ہی میں منحصر کر دیا اور یہی حق ہے، رہے اور شفاقت کرنے والے وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاقت کریں گے اور اللہ عز و جل کے حضور، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی شفاقت کرنے والا نہیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

انا صاحب شفاعتهم و لا فخر .

تمام انبیاء کی شفاقت کا میں مالک ہوں اور کچھ فخر کی راہ سے نہیں فرماتا۔

ہفتم : انہوں نے ثابت کیا کہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑیں حضور انہیں کام آئیں گے۔

(الروایۃ اربعہ)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت پر یہ اشعار نظم فرمائے ہیں :

خوار و بیمار و خطا وار و گنہ گار ہوں میں
دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
تیرے صدقے میں مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
رائع و نافع و شافع لقب آقا تیرا
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری ہے بھروسا تیرا
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

ہلکا ہے اگر ہمارا پلہ
سویا کیے نابکار بندے
بھاری ہے تیرا وقار آقا
رویہ کیے زار زار آقا

صف ماتم اٹھے خالی ہو زنداں ٹوٹیں زنجیریں
ادھرا مت کی حسرت پر ادھر خالق کی رحمت پر
جنھیں مرقد میں تا حشر امتی کہہ کر پکارو گے
رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
گنہ گار و چلو مولیٰ نے در کھولا ہے جنت کا
زالا طور ہوگا گردش چشم شفاعت کا
ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا
جان دے دو وعدہ دیدار پر
اب تو لائی ہے شفاعت عنو پر
شاد نہر نا کام ہو ہی جائے گا
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

یہ کیسے کھلتا کہ ان کے سوا شفیع نہیں عبث نہ اوروں کے آگے تپیدہ ہونا تھا
میرے کریم گنہ زہر ہے مگر آخر کوئی تو شہد شفاقت چشیدہ ہونا تھا

عرش سے مژدہ بلیقیس شفاقت لایا
طائر سدرہ نشیں مرغ سلیمان عرب

عرصہ حشر کجا موقف محمود کجا
ساز ہنگاموں سے رکھتی نہیں یکتائی دوست

اے شافع ام شہ ذی جاہ لے خبر اللہ لے خبر میری اللہ لے خبر
وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر
مجرم کو بارگاہ عدالت میں لائے ہیں تکتا ہے بے کسی میں تیری راہ لے خبر
اہل عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر
باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم کوڑ کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر

گوش شہ کہتے ہیں فریاد ری کو ہم ہیں
وعدہ چشم ہے بخشائیں گے گویا ہو کر

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
سرکار ہم کینوں کے اطوار پر نہ جائیں
نکلڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

ڈرتھا کہ عصیاں کی سزا اب ہوگی یا روز جزا
کوئی ہے نازاں زہد پر یا حسن تو بہ ہے پیر
دی ان کی رحمت نے صدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
یاں ہے فقط تیری عطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یوں نہ بے چین رکھے جوشش عصیاں ہم کو
تیز ہے دھوپ ملے سایہ داماں ہم کو
گر لب پاک سے اقرار شفاعت ہو جائے
نیر حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے

پل سے اتاروراه گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں توپر کو خبر نہ ہو

قرض لیتی ہے گناہ پرہیزگاری واہ واہ
طالع برگشتہ تیری ساز گاری واہ واہ
چھنٹ رہی ہے مجرموں کی فرد ساری واہ واہ

کیا ہی ذوق افزا شفاقت ہے تمھاری واہ واہ
مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
عرض بیگی ہے شفاقت عفو کی سرکار میں

حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی
جوش میں آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
یا رب ایک ساعت میں دھل جائیں سیکاروں کے جرم

آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے
آج دامن کی ہوادے کر جلاتے جائیں گے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے
تھی خبر جس کی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے
ابروئے پیوستہ کا عالم دکھاتے جائیں گے
نعمت خلد اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے
خود وہ گر کر سجدہ میں تم کو اٹھاتے جائیں گے

پیش حق مژدہ شفاقت کا سنا تے جائیں گے
دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
کشتگان گرمی محشر کو وہ جان مسیح
گل کھلے گا آج یہ ان کی نسیم فیض سے
ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
آج عید عاشقاں ہے گر خدا چاہے کہ وہ
کچھ خبر بھی ہے فقیر و آج وہ دن ہے کہ وہ
خاک افتاد و بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے

جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
 خرم عصیاں پر اب بجلی گراتے جائیں گے
 لوح دل سے نقشِ غم کو اب مٹاتے جائیں گے
 آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے
 صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے
 ربِ سلم کی صدا پر وجد لاتے جائیں گے

وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
 لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
 آنکھ کھولو غمزدو دیکھو وہ گریاں آئے ہیں
 سوختہ جانوں پہ وہ پر جوشِ رحمت آئے ہیں
 آفتاب ان کا ہی چمکے گا جب اوروں کے چراغ
 پائے کو باں پل سے گزریں گے تیری آواز پر

اب آئی شفاقت کی ساعت اب آئی
 ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

ڈر رہا ہے کہ خدا حکم سنانا کیا ہے
 بندہ بے کس ہے شہا رحم میں وقفہ کیا ہے
 آپ آجائیں تو کیا خوف ہے کھٹکا کیا ہے
 یوں ملائک کو ہو ارشاد ٹھہرنا کیا ہے
 ہم بھی تو آکے ذرا دیکھیں تماشا کیا ہے
 اور تڑپ کر یہ کہوں اب مجھے پروا کیا ہے
 آگنی جاں تن بے جاں میں یہ آنا کیا ہے
 اور فرمائیں ہو اس پر تقاضا کیا ہے
 کیا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

سامنا قبر کا ہے دفترِ اعمال ہیں پیش
 آپ سے کرتا ہے فریاد کہ یا شاہِ رسل
 اب کوئی دم میں گرفتار بلا ہوتا ہوں
 سن کے یہ عرض میری بحرِ کرم جوش میں آئے
 کس کو تم موردِ آفات کیا چاہتے ہو
 ان کی آواز پہ کراٹھوں میں بے ساختہ شور
 لو وہ آیا میرا حامی میرا غمِ خوار ام
 پھر مجھے دامنِ اقدس میں چھپالیں سرور
 بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا

تہنیت اے مجرمو! ذاتِ خدا غفار ہے
ایک جان بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

مژدہ باد اے عاصیو! شافعِ شہ ابرار ہے
تیرے ہی دامن میں ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر

پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

تجھ سا یہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

بچا لو آ کر شفیعِ محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے

خداے قہد ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے فتر
گنہگار کیلئے یہ چھائیں منڈکے کالی گھٹائیں آئیں

گنہگاروں کو ہاتھ سے نویدِ خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

زبان بے زبانی ترجمانِ خستہ جانی ہے
کرم کا عطرِ صندل کی زمیںِ رحمت کی گھائی ہے

تیرے منگتا کی خاموشی شفاعتِ خواہ ہے اسکی
وہ سرگرم شفاعت ہیں عرقِ انشاں ہے پیشانی

گران کی رسائی ہے لوجب تو بن آئی ہے

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے

کیا بات تیری مجرم کیا بات بنائی ہے
 اے بے کسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے
 رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے
 صرف ان کی رسائی ہے صرف ان کی رسائی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے امید بندھائی ہے
 سب نے صف محشر میں لکار دیا ہم کو
 گرتے ہوؤں کو مژدہ بجدے میں گرے مولیٰ
 مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضا واللہ

ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے
 اب شفاعت بالمحبت کیجیے
 ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے

آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ
 حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
 اذن کب کا مل چکا اب تو حضور

شکلی وہ دیکھو بادِ شفاعت کہ دے ہوا
 یہ آبرو رضا تیرے دامنِ تر کی ہے

سایہ افکن سر پہ ہو پرچمِ الہی جھوم کر
 جب لواءِ الحمد لے امت کا والی ہاتھ میں

بخشد و جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود
 کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
 اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو

تم حضور کبریا ہو

سب تمہارے آگے شافع

سب کی ہے تم تک رسائی بارگہ تک تم رہا ہو

خلیل و نجی مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی بنی

یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

رسل و ملک پہ درود ہو وہی جانے ان کے شمار کو

مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیق روز شمار ہے

گنہِ رضا کا حساب کافی وہ اگرچہ لاکھوں سے ہیں سوا

مگر اے عنوتیرے عنو کا نہ حساب ہے نہ شمار ہے

والی الالہ فارغب کرو عرض سب کے مطلب

کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا۔ بنو شافع خطایا

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں ہلام	شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یار ارم تاجدار حرم	نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا	اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
اشک باری مژگاں پہ برسے درود	سک در شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا	اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

آمد شہ کی خبر سن کے یہ بولے عاصی
وہ ہیں آمادہ شفاعت کو تو عصیاں کس کا

حق شفاعت سے تیری گنہ گاروں پر
مہرباں مہرباں مہرباں ہو گیا

جلوہ اس مہر رسالت کا ہوسیاروں میں انبیاء ساتھ ہوں جبریل جلو داروں میں
جب کہ اس شان سے آئیں گے گرفتاروں میں حشر کے روز یہ غل ہوگا گنہ گاروں میں
وہ شفاعت کے لیے شافع محشر نکلا

شافع نافع رافع دافع کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
شافع امت نافع خلقت رافع رتبے بڑھاتے یہ ہیں
خود سجدے میں گر کر اپنی گرتی امت اٹھاتے یہ ہیں
سلم سلم کی ڈھارس سے پل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
جن کو کوئی نہ کھلوا سکتا وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)



حوض کوثر

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سبیل
 ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا . نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اِنَّا اعطیناکم الکونر

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں

(الکوثر/۱)

حوض کوثر

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوض کوثر کے ساتھ فضیلت بخشی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کی درازی ایک ماہ کی مسافت ہے، اور اتنی ہی اس کی چوڑائی ہے اور اس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں ہے اور وہ موتی اور یاقوت پر بہتا ہے اور دودھ سے زیادہ سفید ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ چاندی سے زیادہ سفید ہے اور بعض روایتوں میں برف سے زیادہ سفید آیا ہے اس کی خوشبو مشک نانہ سے زیادہ تیز ہے اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور گرداگرد موتیوں کے قبے ہیں۔

حوض کی مسافت

اور مسافت حوض کی تحدید میں احادیث میں متعدد جگہ ذکر پایا جاتا ہے، ہر جماعت نے اپنے شہروں میں متعارف مسافتوں سے علامتیں بتائی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ ان سب کی مسافت یا تو یکساں ہے یا قریب قریب ہے اور اگر کہیں فرق بھی نظر آتا ہے۔ تو اس کا مقصود بعد مسافت کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے اور ایک تخمینہ اور قریبی اندازہ بتانا ہوتا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ قلیل مسافت کے ذکر میں، کثیر مسافت کے ساتھ منافات اور مدافعت نہیں ہے، یہ طریقہ انداز شارح کرمانی کا ہے وہ متعدد مقامات میں ایسی ہی توجیہ کرتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ابتداء میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قلیل مسافت کی خبر دی تھی بعد ازاں کثیر مسافت بیان فرمائی اور حق تعالیٰ نے آپ کو بتدریج تھوڑی تھوڑی وسعت کی تفصیل بیان فرمائی لہذا مسافت طویلہ پر اعتماد کرنا چاہیے، اور بعض یہ گمان رکھتے ہیں کہ یہ اختلاف بجمہت اضطراب رواۃ ہے جو روایت میں ہے حالاں کہ ایسا نہیں۔

کوثر کا پینے والا پیاسا نہ ہوگا

حدیث پاک میں ہے کہ حوض کوثر کی چوڑائی اس کے طول کی مانند ہے اور اس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ کی ہے۔ اور حدیث میں ہے جو اس کا پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا، بعض کہتے ہیں کہ اس کلام کا ظاہری پہلو یہ ہے کہ اس میں سے پانی بعد از حساب اور بعد از نار ہوگا اس لیے، کہ جس کا یہ حال ہوگا کہ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا اس سے ظاہر ہے کہ اسے آگ کا عذاب نہ دیا جائے گا اس لیے کہ تشنگی اور حرارت و حرقت، دخول نار کے ساتھ لازم ہے، اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس پر اتنا ہی عذاب کیا جائے کہ اسے پیاس نہ لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں۔

ایک موقف یعنی عرصات محشر میں۔

اور دوسرا جنت میں۔

اور ان دونوں کو کوثر کہتے ہیں اس بناء پر کہ اس سے مدد کی گئی ہے۔

کوثر حضور کے ساتھ مخصوص ہے

اور بعض کہتے ہیں کہ ہرنی کے لیے اس کے فضل و مرتبہ کے مطابق ایک ایک حوض ہے اور اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے وہ حوض مختص ہے جس کا پانی ان کے حوضوں میں بہتا ہوگا اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض کی مانند کوئی اور حوض منقول نہیں ہے اور آپ پر سورۃ الکوثر میں اس کی احسان مندی واقع ہے کہ انا اعطیناک الکوثر (بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا) اور مشہور یہی ہے کہ حوض کوثر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور قرطبی سے منقول ہے کہ ہر مکلف پر اس کا علم اور اسکی تصدیق واجب ہے اس لیے کہ حق سبحانہ و

تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حوض کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے جو کہ احادیث صحیحہ اور مشہورہ میں ثابت شدہ ہے کیوں کہ ان تمام روایات سے علم قطعی حاصل ہوتا ہے اور تمیں سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وہ مروی ہے اور ان میں سے بیس تو بخاری و مسلم میں مذکور ہیں اور بقیہ ان کے ماسوا مجموعہ احادیث میں ہیں، اور اتنے ہی تابعین نے صحابہ سے یہ روایتیں لی ہیں اور تابعین سے تبع تابعین نے، یہاں تک کہ سلف و خلف کا اس پر اجماع واقع ہے۔

حوض سے روکنے کی توضیح

اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ میرے پاس میری امت میرے حوض پر مجتمع ہو کر آئے گی اور میں اوروں کو اس سے روکتا ہوں گا۔

اہل علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اپنے حوض سے روکنے کی حکمت میں کہتے ہیں کہ حضور والا کا ارشاد ہے کہ ہر امت کے لیے اپنے نبی کا حوض ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ روکنا از روئے انصاف اور اپنے بھائیوں یعنی نبیوں کی رعایت میں ہوگا نہ کہ جھڑکنے اور بخل سے روکنے کی وجہ سے اور بجائے خود وہ جگہ امن کی ہے اور حضور خود اجداد اجدادین اور رحمۃ للعالمین ہیں، اور یہ امکان بھی ہے کہ آپ انھیں روکیں گے جو اس کے پینے کے مستحق نہ ہوں۔

کوثر کے چار کنارے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے چار کنارے ہیں۔

ایک کنارہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد ہوگا۔

اور دوسرا حضرت فاروق عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

اور تیسرا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔

اور چوتھا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے سپرد ہوگا۔

لہذا جو محبت ابو بکر ہے اور حضرت عمر سے بغض رکھتا ہے وہ اسے پانی نہیں پلا میں گے اور جو محبت علی ہے اور وہ حضرت عثمان وغیرہ سے بغض رکھتا ہے تو حضرت علی اسے پانی نہیں پلا میں گے۔

اسے ابوسعید نے شرف النبوة میں اور الغیلانی نے روایت کیا ہے، ایسا ہی مواہب میں منقول ہے اور مشہور یہ ہے کہ ساقی کوثر حضرت علی مرتضیٰ ہوں گے اور حضرت علی فرماتے ہیں کہ جو حضرت ابو بکر سے دشمنی رکھے گا میں اسے اس کا پانی ہرگز نہیں پلاؤں گا۔ (مولف) (مدارج النبوة جلد اول)

حوض کوثر کے اوصاف

حوض کوثر کے پانی اور اس کے اوصاف و فضائل سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

صحیحین میں عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حوضی مسیرة شهر ماؤہ ابیض من اللبن و ریحہ اطیب من المسک.

میرا حوض ایک مہینے کی راہ تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سپید، اور اس کی خوشبو مشک سے بہتر۔

اور دوسری روایت میں فرمایا

ابیض من الورق .

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۴۸، النور والنورق)

چاندی سے بڑھ کر اجلا۔

کوثر افضل ہے یا زم زم

زم زم افضل ہے یا کوثر، شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی شافعی نے فرمایا کہ زم زم افضل ہے کہ شب اسرار ملائکہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل مبارک اس سے دھویا حالاً کہ وہ آب کوثر لا سکتے تھے اور اللہ عزوجل نے ایسے مقام پر اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اختیار نہ فرمایا مگر افضل۔ شمس نے اس میں سراج کا اتباع کیا۔

فتاویٰ علامہ شمس الدین محمد رطبی شافعی میں ہے۔

افضل المياہ ما نبع من بين اصابعه صلى الله تعالى عليه وسلم و قد قال
البلقيني ان ماء زمزم افضل من الكوثر لان به غسل صدر النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم و لم يكن يغسل الا بافضل المياہ . اهـ .

سب پانیوں میں افضل وہ پانی ہے جو اس بحر بے پایاں کرم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے بارہا نکلا اور ہزاروں کوسیراب و طاہر کیا، اور علامہ سراج بلقینی نے فرمایا کہ زم زم افضل ہے کوثر سے اس لیے کہ زم زم شریف سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سینہ پر انوار دھویا گیا اور سینہ مبارک افضل پانی ہی سے دھویا گیا۔ (مولف)

اس پر اعتراض ہوا کہ زم زم تو سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا اور کوثر ہمارے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو لازم کہ کوثر ہی افضل ہو۔

امام ابن حجر مکی نے جواب دیا کہ کلام دنیا میں ہے آخرت میں جینک کوثر افضل ہے۔

فتاویٰ فقہیہ کی عبارت یہ ہے :

(سئل) ایما افضل ماء زمزم او الكوثر (فاجاب) قال شیخ الاسلام البلقینی ماء

زمزم افضل لان الملائكة غسلوا به قلبه صلى الله تعالى عليه وسلم حين شقوه لية الاسراء مع قدرتهم على ماء الكوثر فاخياره في هذا المقام دليل على افضليته و لا يعارضه انه عطية الله تعالى لاسماعيل عليه الصلاة و السلام و الكوثر عطية الله تعالى لنا صلى الله تعالى عليه وسلم لان الكلام في عالم الدنيا لا الآخرة و لامرية ان الكوثر في الآخرة من اعظم مزايا نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم و من ثم قال تعالى انا اعطيناك الكوثر.

سوال ہوا کہ زمزم افضل ہے یا کوثر؟ تو شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے فرمایا کہ زمزم افضل ہے اس لیے کہ شب معراج کے موقع پر جب کہ شق صدر مبارک ہوا تو فرشتوں نے کوثر پر قدرت کے باوجود زمزم سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو دھویا، اس مقام پر زمزم شریف کو پسند کرنا اس کے افضل ہونے کی دلیل ہے اور اس میں کوئی معارضہ بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کو زمزم عطا فرمایا اور کوثر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، اس لیے کہ کلام دنیا میں ہے آخرت میں نہیں اور اس میں شک نہیں کہ کوثر آخرت میں ہے اور یہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے عظیم و جلیل عطا ہے اسی مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ (مولف)

اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے کوثر کی افضلیت ثابت فرمائی، جس کے دلائل یہ ہیں۔

افضلیت کوثر کے دلائل

(۱) آخرت میں وہی افضل ہے جو عند اللہ افضل ہے اور عند اللہ جو افضل ہے فی نفسہ افضل ہے اور جو فی نفسہ افضل ہے جہاں ہو افضل ہے تو جو آخرت میں افضل ہے وہی دنیا میں افضل ہے اور شک نہیں کہ آخرت میں کوثر افضل ہے تو اب بھی کوثر زمزم سے افضل ہے۔

(۲) زمزم دنیا کا پانی ہے اور کوثر آخرت کا اور اللہ عز و جل فرماتا ہے بیشک آخرت درجوں میں بڑی

ہے اور فضیلت میں زائد۔

(۳) کوثر کا پانی جنت سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوثر میں جنت سے دو پانی نالے گر رہے ہیں ایک سونے کا، ایک چاندی کا

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن لو اللہ کا مال بیش بہا ہے، سن لو اللہ کا مال جنت ہے۔

(۴) کوثر کا پانی امت مرحومہ کے لیے زیادہ نافع ہے ایک قطرہ جس کے حلق میں جائے گا ابد الآبائی تک کبھی پیسا نہ ہوگا نہ کبھی اس کے چہرے پر سیاہی آئے۔

(۵) اللہ عزوجل نے عطاء کوثر سے اپنے حبیب افضل الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر احسان عظیم رکھا کہ انا اعطیناک الکوثر، بیشک ہم نے کہ عظمت والے ہیں تم کو کہ بے مثل دیکھتا ہو کوثر عطا فرمایا، اسی طرف انا میں ضمیر جمع اور اعطیناک میں کاف مفرد کا اشارہ ہے، تو کوثر کی عظمت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

اللہ عزوجل ہم فقراء بے قید کو بھی اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کف کرم سے اس میں پینا نصیب فرمائے۔ آمین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۵۱، ۵۵۲۔ النور والنورق)

کوثر سے افضل پانی

دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زم زم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بار بار اہل اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلستان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زم زم و کوثر سب سے افضل ہے، مگر اب وہ کہاں نصیب؟

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۴۰۸، النور والنورق)

حضور کو کوثر عطا کیا گیا

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رب جل جلالہ نے فرمایا

ما اعطيتك خیر من ذلك اعطيتك الكوثر و جعلت اسمک مع اسمی
ینادی بہ فی جوف السماء (الی ان قال) و خبات شفاعتک و لم اخبأها لنبی غیرک
یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام
اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے
اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

کوثر و ساقی حوض کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی یوں مدح سرا ہیں:

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل ہے وہ بہت کا دریا ہمارا نبی ﷺ
جس کے تلووں کا دھون ہے آب حیات ہے وہ جان میجا ہمارا نبی ﷺ

باہر زبانیں پیاس سے ہیں آفتاب گرم کوثر کے شاہ کثرہ اللہ لے خبر

یا الہی جب زبان باہر آئیں پیاس سے

صاحب کوثر شہ جود و عطا کا ساتھ ہو

(حدائق بخشش)



عالم کی کنجیاں حضور کے سپرد ہیں

اپنا شرف دعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں ان کے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

لہ مقابیر السموات والارض
اسی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

(الشوریٰ/۱۲)

عالم کی کنجیاں حضور کے سپرد ہیں

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف گزشتہ کتابوں میں بکثرت ہے اور انبیاء و مرسلین کی مجلسوں میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہمیشہ رہتا تھا، چوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو اس سے مطلع کیا ہے تو لامحالہ آپ کا ذکر شریف انہوں نے بطریق اولیٰ اپنی مجلسوں میں کیا ہوگا کیوں کہ من احب شینا اکثر ذکرہ جو چیز بہت محبوب ہو اس کا ذکر اکثر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الذین يتبعون الرسول النبي الامي الذي يجدونه مكتوبا عندهم في التوراة و الانجيل يأمرهم بالمعروف و ينهى عن المنكر.

جو لوگ اس رسول و نبی امی کی پیروی کرتے ہیں وہ اپنے پاس توریت و انجیل میں لکھا پاتے ہیں کہ وہ انہیں نیکی کا حکم فرمائیں گے اور انہیں برائی سے بچنے کی تلقین فرمائیں گے۔

یہ آیا کریم حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچائی پر دلیل ہے، اگر یہ خبر واقع کے مطابق نہ ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی نفرت و تکذیب کا موجب ہوتا اور یہود و نصاریٰ سے زیادہ کوئی اور قوم حضور کے احوال اور صدق نبوت سے واقف اور شناسا نہ تھی، کیوں کہ یہود و نصاریٰ توریت و انجیل میں آپ کے اوصاف پڑھ چکے تھے اور مدینہ منورہ میں مدتوں سے آپ کے منتظر تھے کیوں کہ اس شہر میں آپ کے ظہور کی غلامتیں اور نشانیوں پائی جاتی تھیں۔

اور یہی یہود و نصاریٰ تھے جب ان سے مقابلہ اور جنگ کی نوبت آتی تو یہ آپ کی بعثت کا واسطہ دے کر فتح و نصرت طلب کرتے اور کہتے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جب ہم نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے سایہ عاطفت میں تم سے نہیں گے ان کے آباء اپنی موت کے وقت اپنی اولادوں کے لیے وصیت نامے چھوڑ جاتے اور کہتے کہ ہمارا اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا کر عرض کریں کہ ہم نے آپ کے انتظار میں جانیں دی ہیں اور اس جہان سے ایمان کے ساتھ گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يعرفونہ کما يعرفون ابناءہم

یہ آپ کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، مطلب یہ کہ یہ کافر لوگ آپ کو خوب پہچانتے ہیں۔

لیکن جب آپ کا ظہور قدسی ہوا تو ان کی سابقہ شقاوت ازلی عود کر آئی اور حسد و عناد سے آپ کو جھٹلانے لگے اور جان بوجھ کر راہ حق کو چھپانے کی خاطر اپنی کتابوں میں تحریف و تغیر کرنے لگے اور دنیا کی محبت اور حب ریاست نے ذلت و شقاوت اور خسران کے سبب سے پست درجے میں گرا دیا، لیکن اس تحریف و تبدیلی کے باوجود ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل اور آپ کی شریعت کی نشانیاں ان کی کتابوں میں اب بھی روشن و تاباں ہیں۔

بیان کرتے ہیں کہ سریانی زبان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ”مشیح“ ہے اور شیخ کے معنی محمد ہے اس لیے کہ ان کی زبان میں شیخ بمعنی حمد ہے اور جب وہ خدا کی حمد کرتے ہیں تو شیخا لایعنی الحمد للہ کہتے ہیں اور جب شیخ بمعنی حمد ہو تو شیخ بمعنی محمد ہو گیا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

آپ کے احوال و صفات اور آپ کی نبوت کی علامات و نشانیاں صاف صاف اور آپ کی بعثت و ہجرت کی جگہ متعین تھی، جس روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اسی دن حضرت عبداللہ بن سلام جو احبار و اشراف یہود اور اولاد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھے حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور جس دن سے مکہ مکرمہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تھی یہ

اسی دن سے آپ کے لقائے شریف کی سعادت حاصل کرنے کے منتظر تھے۔

مدتے بود کہ مشتاق لقائے بودم

لاجرم رونے ترا دیدم و از جا رفتم

جب وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے تو حضور نے فرمایا کیا تم ہی بن سلام یثرب کے عالم ہو؟ عرض کی ہاں، فرمایا میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مجھے بھیجا کیا تم نے خدا کی کتاب توریت میں میری صفات کو پایا ہے؟ کہا ہاں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مظفر و غالب فرمائے گا، وہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے گا، یقیناً بلا شک و شبہ میں نے خدا کی کتاب میں آپ کی خوبیاں اور صفتیں پائی ہیں اور آپ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا۔

اے نبی یقیناً ہم نے آپ کو بھیجا امت پر گواہی دینے والا یعنی ان کی تصدیق و تکذیب اور نجات و ہلاکت کی گواہی دینے والا اور فرماں برداروں کو ثواب و اجر کی بشارت دینے والا اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔

حرز اللامین .

امیوں یعنی اہل عرب کو جن کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی پناہ دینے والا، اور آپ سارے جہان کے لیے پشت پناہ ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عرب کی تخصیص، ان میں آپ کی بعثت اور آپ سے قرینی ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ پہلے جہل و نادانی اور شقاوت قلبی میں مشہور و منہمک تھے اب آپ کی تعلیم و تربیت سے علم و ہدایت کے بلند

مقام پر فائز ہو گئے۔

عبداللہ بن سلام کی حدیث کا تمہ یہ ہے کہ فرمایا :

و انت عبدی و رسولی .

آپ میرے بندہ خاص ہیں صفت میں آپ کا ہمسر نہیں، اور آپ میرے رسول ہیں جو ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہیں۔

وسمیتک المتوکل .

اور میں نے آپ کا نام متوکل رکھا کیوں کہ آپ نے اپنے تمام کام مجھ پر چھوڑ دیے ہیں اور آپ اپنی ذاتی قوت و طاقت سے باہر آگئے ہیں کیوں کہ بندگی کے معنی کی حقیقت یہی ہے۔

لست بفظ و لا غلیظ .

اور آپ نہ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل۔

و لا سخاب فی الاسواق .

اور بازاروں میں شور و شغب کرنے والے نہ تھے، جیسا کہ جاہلوں کی عادت ہے، یہ عقل مندی کی نشانی ہے کہ نرم خو ہو اور آواز بلند نہ کرے اور کج خلقی سے احتراز کرے، مجلس میں بھی گھر میں بھی اور بازاروں میں بھی۔

و لا یجزی بالسینة السینة و لكن یغفر و یغفر و لن یقبضہ اللہ حتی یتیم بہ

الملة العوجا بان یقول لا اله الا اللہ .

برائی کا بدلہ برائی سے نہ لے اور غنمو و درگزر اور پردہ پوشی سے کام لے اور اللہ تعالیٰ ہرگز دنیا سے

آپ کو نہ اٹھائے گا جب تک کہ کج رو لوگوں کی درستگی نہ فرمادے اور لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں اور توحید کا اقرار کر کے شرک کا ازالہ نہ کر لیں۔

یفتح بہ اعیانا عمیا و اذانا صما و قلوبا غلغا.

تو اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ ایسی آنکھوں کو کھولے گا جو راہِ راست نہیں دیکھتیں اور ایسے کانوں کو کھولے گا جو حق بات نہیں سنتے اور ایسے دلوں کو کھولے گا جو نہیں سمجھتے اور حقیقت حال کو نہیں پاتے۔

ایک اور روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ بازار میں فریاد اور بخش کلامی نہ کریں گے اور جو فرمائیں گے جھوٹ نہ ہوگا اور ہر خوبی و کمال اور ہر صفت و جمال سے آراستہ و پیراستہ ہوں گے اور میں انہیں بہ خلق کریم عطا کروں گا اور اطمینان و سکون اور آرام و آسٹگی کو ان کا لباس بناؤں گا اور تقویٰ و پرہیزگاری کو ان کا ضمیر کروں گا، حکمت ان کی عقل، صدق و فائز کی طبیعت، غنیمت و نیکئی ان کی عادت، عدل ان کی سیرت، حق ان کی شریعت، ہدایت ان کا امام، اسلام ان کی ملت، اور احمد ان کا نام رکھوں گا، لوگ گمراہی کے بعد ان سے ہدایت پائیں گے اور آپ کے وسیلہ سے جہالت کے بعد لوگ عقلمند بنیں گے، اور گمراہی کے بعد ان کا نام چار دانگ عالم میں گونجے گا اور کمی کے بعد انہیں کثرت و زیادتی عطا کروں گا اور جدائی کے بعد انہیں باندنوں کا اور مفلسی کے بعد انہیں تو نگر کروں گا اور مخالف دلوں اور پراگندہ خواہشوں اور جدا جدا بھرتی ہوئی جماعتوں میں الفت و محبت ڈالوں گا اور ان کی امت کو بہترین امت قرار دوں گا، کعب احبار سے بھی ایسی مروی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ سیدنا امین عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کعب احبار سے دریافت فرمایا تم نے تو ریت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کیا کیا پائے؟ انہوں نے بیان کیا کہ تو ریت میں لکھا ہوا ہے کہ

محمد بن عبد اللہ، عبدالمختار یعنی اللہ کے بندے، مکہ مکرمہ ان کی جائے پیدائش مدینہ منورہ ان کا مقام ہجرت اور ملک شام ان کے زیر قبضہ ہوگا۔ نہ وہ سخت گوہوں گے نہ درشت خو، نہ بازاروں میں شور و غل کریں گے اور نہ برائی کا بدلہ لیں گے بلکہ غفور و درگزر سے کام لیں گے۔ اس روایت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کی تعریف بھی آئی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کو خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔

اس کا ظاہر یہ ہے کہ ملک فارس و روم کے خزانے صحابہ کرام کے قبضہ میں آئے، اور اس کا باطن یہ ہے کہ خزانے سے مراد اجناس عالم ہیں کیوں کہ تمام رزق آپ کے دست اقتدار کے سپرد فرمایا، اور ظاہر و باطن کی تربیت و قوت آپ کو مرحمت ہوئی، جس طرح غیب کی کنجیاں در دست علم الہی ہیں اس کے سوا ذاتی علم غیب کوئی نہیں جانتا، اسی طرح ان کے رزق و قسمت کے خزانے حضور سید کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں عطا فرمائے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

انما انا قاسم و المعطی هو اللہ .

یعنی میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور وہی اللہ عطا فرمانے والا ہے۔ (مؤلف)

(مدارج النبوة جلد اول)

توریت میں حضور کا وصف

کتب سابقہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعدد اوصاف و فضائل ذکر کیے گئے ہیں۔

بعض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوة میں حضرت ام الدرداء سے راوی میں نے کعب احبار سے پوچھا تم تورات میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کیا پاتے ہو کہا حضور کا وصف تورات مقدس میں یوں ہے :

محمد رسول اللہ اسمہ المتوکل لیس بفظ و لا غلیظ و لا سخاب فی الاسواق و اعطى المفاتيح ليصر الله به اعينا عورا و يسمع به اذانا صما و يقیم به السنة معوجة حتى يشهد و ان لا اله الا الله وحده لا شریک له یعین المظلوم و یمنعه من ان یتضعف .

محمد اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے نہ درشت خو ہیں نہ سخت گو نہ بازاروں میں چلانے والے وہ کنجیاں دیے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا اور نیزھی زبانیں سیدھی کر دے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اس کا کوئی ساجھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے اور اسے کمزور سمجھے جانے سے بچائیں گے۔

انجیل میں حضور کا وصف

حاکم باقادة تصحیح اور ابن سعد و بیہقی و ابو نعیم روایت کرتے ہیں ام المؤمنین و محبوبہ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ علیہا و علیہا و علیہا وسلم فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت و ثنا انجیل پاک میں مکتوب ہے

لا فظ و لا غلیظ و لا سخاب فی الاسواق و اعطى المفاتيح الخ (مثل ما مر

سواء بسواء)

نہ سخت دل ہیں نہ درشت خونہ بازاروں میں شور کرتے انہیں کنجیاں عطا ہوئی ہیں۔ (باقی عبارت مثل توریث مبارک ہے)

زمین کی کنجیاں حضور کو دی گئیں

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک الفاتح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بینا انا نائم اذ جئ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی .

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

امام احمد و ابو بکر بن ابی شیبہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی حضور مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اعطیت مالک یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب و اعطیت مفاتیح الارض الحدیث .

مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا رعب سے میری مدد کی گئی (کہ مہینہ بھر کی راہ پر دشمن میرا نام پاک سن کر کانپے) اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں، امام جلال الدین سیوطی نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

امام احمد اپنی مسند اور ابن حبان اپنی صحیح اور ضیائی مقدس صحیح مختارہ ابو نعیم دلائل النبوة میں سند صحیح حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور مالک تمام دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اوتیت بمقالید الدنيا علی فرس ابلق جاء نی به جبریل علیہ قطیفة من سندس .

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں جبریل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش با نقش و نگار پڑا تھا۔

ہر شی کی کنجیاں حضور کے حوالے کی گئیں

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پر نور ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اوتیت مفاتیح کل شیء الا الخمس .

مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں سو ان پانچ کے، یعنی غیوب خمسہ،

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں ثم اعلم بہا بعد ذلک پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں ان کا علم بھی دے دیا گیا، اسی طرح امام جلال الدین سیوطی نے بھی خصائص کبریٰ میں نقل فرمایا، علامہ مدائنی شرح فتح المبین، امام ابن حجر مکی میں فرماتے ہیں یہی حق ہے، بعینہ یہی مضمون احمد و ابویعلیٰ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

وقت ولادت کنجیاں عطا ہوئیں

ابونعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور مالک غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں

لما خرج من بطنی فنظرت الیہ فاذا انا به ساجدا ثم رأیت سحابہ بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیتہ فغیب عن وجهی ثم تجلت فاذا انا به مدرج فی ثوب صوف و بیض و تحته حریرة خضراء و قد قبض علی ثلثة مفاتیح من اللؤلؤ و الرطب

و اذ قائل يقول قبض محمد على مفاتيح النصر و مفاتيح الريح و مفاتيح النبوة ثم اقبلت سحابة اخرى حتى غشيتها فغيب عني ثم تجلت فاذا انا به قد قبض على حريرة خضراء مطوية و اذ قائل يقول بنخ بنخ قبض محمد على الدنيا كلها لم يبق خلق من اهلها الا دخل في قبضته . هذا مختصر .

جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابرو نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا، پھر اور ابرو نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور کا رعب و ودبہ

حافظ ابو زکریا یحییٰ بن عائد اپنے مولد میں بروایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت آمنہ زہریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رضوان خازن جنت علیہ الصلاۃ والسلام نے بعد ولادت حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے پروں کے اندر گوش اقدس میں عرض کی

معك مفاتيح النصر قد البست الخوف و الرعب و لا يسمع احد بذكرك

الا وجل فوادمه و خاف قلبه و ان لم يركب يا خليفة الله .

حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں رعب و دبدبہ کا جامہ حضور کو پہنایا گیا ہے جو حضور کا چہ چاٹنے کا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو اے اللہ کے نائب۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و علی آلک وسلم۔

روز قیامت حضور کے دست اقدس میں کنجیاں

امام دارمی اپنی سنن میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدہم اذا وفدوا و انا خطیبہم اذا انصتوا
و انا شفیعہم اذا حبسوا و انا مبشرہم اذا ینسوا الکرامة و المفاتیح یومئذ بیدی و لواء
الحمد یومئذ بیدی . الحدیث .

میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں
جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں
جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوشخبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارج شریف میں فرماتے ہیں :

دراں روز ظاہر گردد کہوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نائب ملک یوم الدین ست روز روز اوست و حکم
حکم او حکم رب العالمین۔

یعنی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اقدس مختار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت کے دن کے
مالک کے نائب ہیں اور وہ دن انھیں کا دن اور حکم انھیں کا حکم ہوگا اور یہ سب خدائے ذوالجلال کے حکم سے
ہے۔ (مؤلف)

جنت و دوزخ کی کنجیاں

ابن عبد ربہ کتاب بجة المجالس میں راوی کہ حضور پر نور افضل صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہ

فرماتے ہیں:

ينصب لى يوم القيامة منبر على الصراط (و ذكر الحديث الى ان قال) ثم ياتى ملك فيقف على اول مرقاة من منبرى فينادى معاشر المسلمين من عرفنى فقد عرفنى و من لم يعرفنى فانا مالک خازن النار ان الله امرنى ان ادفع مفاتيح جهنم الى محمد و ان محمدا امرنى ان ادفع الى ابى بكر اشهد و اهاه اشهد و اثم يقف ملك آخر على ثانى مرقاة من منبرى فينادى معاشر المسلمين من عرفنى فقد عرفنى و من لم يعرفنى فانا رضوان خازن الجنان ان الله امرنى ان ادفع مفاتيح الجنة الى محمد و ان محمدا امرنى ان ادفعها الى ابى بكر هاہ اشهد و اهاہ اشهدوا. الحديث.

روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلماناں جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر کو سپرد کردوں ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمین جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغہ جنت ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ ابو بکر کو سپرد کردوں ہاں ہاں گواہ

ہو جاؤ بااں بااں گواہ ہو جاؤ۔

علامہ ابراہیم بن عبد اللہ مدنی شافعی نے کتاب ”التحقیق فی فضل الصدیق“ کے ساتویں باب خلفاء اربعہ کے فضائل کے بیان میں اسے ذکر فرمایا ہے۔

حافظ ابو سعید عبد الملک بن عثمان کتاب شرف النبوة میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حسور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذا كان يوم القيامة جمع الله الاولين و الآخريين و يوتى بمنبرين من نور فينصب احدهما عن يمين العرش و الاخر عن يساره و يعلوهما شخصان فينادى الذى عن يمين العرش معاشر الخلائق من عرفنى فقد عرفنى و من لم يعرفنى فانا رضوان خازن الجنة ان الله امرنى ان اسلم مفاتيح الجنة الى محمد و ان محمدا امرنى ان اسلم الى ابى بكر و عمر ليدخلا محبيهما الجنة الا فاشهدوا ثم ينادى الذى عن يسار العرش معاشر الخلائق من عرفنى فقد عرفنى و من لم يعرفنى فانا مالك خازن النار ان الله امرنى ان اسلم مفاتيح النار الى محمد و محمد امرنى ان اسلمها الى ابى بكر و عمر ليدخلا مبغضيهما النار الا فاشهدوا.

روز قیامت اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا اور دو منبر نور کے لا کر عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے ان پر دو شخص چڑھیں گے داہنے والا پکارے گا اے جماعات مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغہ بہشت ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو بکر و عمر کو دوں کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعات مخلوق

جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں مجھے اللہ عزوجل نے حکم دیا کہ دوزخ کی کنجیاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کروں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابوبکر و عمر کو دوں کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔

علامہ ابراہیم بن عبد اللہ مدنی شافعی نے کتاب ”الاحادیث الغرری فی فضل الشیخین ابی بکر و عمر“ کے ساتویں باب میں اسے بیان فرمایا ہے۔
(الامن والعلی)

کونین کی بھلائی حضور کے دست رحمت میں

وہ حبیب جو غنی ہیں دوسروں کو غنی کرتے ہیں، نخی ہیں دوسروں کو دیتے ہیں ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے ہیں کیوں کہ آپ ہی بندوں کے لیے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ و نائب ہیں، دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو عطا ہوئی ہیں، مولیٰ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت میں رکھ دیے ہیں، تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر، اور کوئی عطیہ نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پا کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالیٰ رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

الابابی من کان ملکا و سیدا

آدم بین الماء و الطین واقف



اذا رام امرا لایکون خلافہ

ولیس لذلک الامر فی الکوون صارف

سننے ہو میرے باپ قربان ہوان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور سردار تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے، وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو آپ کے ارادے کو بدل سکے۔

عارف باللہ سیدی ابوالحسن محمد البکری الصدیقی کیا خوب فرماتے ہیں :

ما ارسل الرحمن او يرسل

من رحمة تصعد او تنزل



فی ملکوت اللہ او ملکہ

من کل ما یختص او یشمل



الاوطیہ المصطفیٰ عبدہ

نیہ مختارہ المرسل



واسطۃ فیہا واصل لہا

یعلم ہذا کل من یعقل

جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ چڑھتی ہوں یا اترتی ملکوت میں ہوں یا ملک میں، خاص ہوں یا عام، سب میں واسطہ اور اصل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو طے بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقلمند جانتا اور مانتا

ہے۔

بالخصوص دین کی نعمتیں وہ روز اول سے روز آخر تک جتنی بھی ہیں سب حضور کے واسطے سے ہیں۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(الاجازة المتینة لعلماء بکة والمدینة)



پناہ عالم و عالمیاں

ﷺ
صلی اللہ

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شترانے ناشاد گلے رنج و غنا کرتے ہیں

آستین رحمت عالم اٹنے کمر پاک پہ دامن باندھے
گرنے والوں کو چہ دوزخ سے صاف الگ کھینچ لیا کرتے ہیں

بارہا النبى انما ارسلناك ساهدا ونبى و نذيرا
 اے نبى ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا

پناہ عالم و عالمیاں

آپ کے احوال و صفات اور آپ کی نبوت کی علامت و نشانیاں صاف صاف اور آپ کی بعثت و ہجرت کی جگہ متعین تھی، جس روز حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اسی دن حضرت عبد اللہ بن سلام جو احبار و اشراف یہود اور اولاد حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھے حاضر ہوئے اور ایمان لائے اور جس دن سے مکہ مکرمہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تھی یہ اسی دن سے آپ کے لقائے شریف کی سعادت حاصل کرنے کے منتظر تھے۔

جب وہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوئے تو حضور نے فرمایا کیا تم ہی ابن سلام، یثرب کے عالم ہو؟ عرض کیا ہاں، فرمایا میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مجھے بھیجا کیا تم نے خدا کی کتاب تو ریت میں میری صفات کو پایا؟ کہا ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو مظفر و غالب فرمائے گا، وہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کرے گا، یقیناً بلا شک و شبہ میں نے خدا کی کتاب میں آپ کی خوبیاں اور صفتیں پائی ہیں، اور آپ کو خطاب کرتے ہوئے خدا نے فرمایا۔

یا ایہا النبی انا ازسلنک شہدا و مبشرا و نذیرا۔

اے نبی یقیناً ہم نے آپ کو بھیجا امت پر گواہی دینے والا یعنی ان کی تصدیق و تکذیب اور نجات و ہلاکت کی گواہی دینے والا اور فرماں برداروں کو ثواب و اجر کی بشارت دینے والا اور نافرمانوں کو عذاب سے ڈرانے والا۔

حرز اللامین .

امیوں یعنی اہل عرب کو جن کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی پناہ دینے والا، اور آپ سارے

جہان کے لیے پشت پناہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرب کی تخصیص، ان میں آپ کی بعثت، اور آپ سے قریبی ہو جانے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ پہلے جہل و نادانی اور شقاوت قلبی میں مشہور و منہمک تھے اب آپ کی تعلیم و تربیت سے علم و ہدایت کے بلند مقام پر فائز ہو گئے۔

حرز، اس محفوظ جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی آفت و تکلیف نہ پہنچے، اس سے مراد ان کی حفاظت و پناہ آفتوں سے ہے خواہ وہ آفت نفسانی ہو یا شیطانی وساوس وغیرہ جیسا کہ فرمایا:

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتہ و یرکبہم و یعلمہم
الکتاب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین .

اللہ وہ ہے جس نے امیوں میں رسول کو انھیں میں سے بھیجا جو ان پر خدا کی آیتیں تلاوت کرتا اور ان کا تزکیہ فرماتا اور انھیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اگرچہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

ممکن ہے کہ اس سے مراد دائمی عذاب و ہلاکت اور انھیں نیست و نابود ہونے سے محفوظ و پناہ میں رکھنا ہو جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

و ما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم .

اللہ تعالیٰ انھیں دائمی عذاب نہیں دے گا جب تک آپ ان میں تشریف فرما ہوں (مؤلف)
(مدارج النبوة جلد اول)

توریت میں حضور کا ذکر جمیل

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مخلوق کے لیے جائے پناہ ہیں کتب سابقہ میں بھی حضور کا یہ

وصف ذکر کیا گیا، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بذیلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و طبرانی و یعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ تورات مقدس میں حضور پر نور واقع ابلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے۔

يا ايها النبي انا ارسلتك شاهدا و مبشرا و نذيرا و حوزا للامين (الى قوله تعالى) يعفو و يغفر.

اے نبی ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لیے پناہ، معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے۔

علامہ ذرقانی شرح مواہب شریفہ میں فرماتے ہیں جعلہ نفسہ حوزا مبالغة لحفظہ لہم فی الدارين .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں مگر رب تبارک و تعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ پناہ کہا جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں اور اس وصف کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے محافظ و نگہبان ہیں۔

حضرت اسود کی التجا

اسود بن مسود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی :

انت الرسول الذی ترجی فواضلہ

عند القحوظ اذا ما اخطاء المطر

حضور رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے جب قحط کے وقت مینو خفا کرے، عمر بن

شبیہ نے بطریق عامر شعبی اور حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اسے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ اسے ابن فتحون نے کتاب الذیل میں ذکر کیا ہے۔

ایک اعرابی کی فریاد اور بارش کے لیے حضور کی دعا

ایک اعرابی نے خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

اتیناک و العذرا ایدمی لبابھا
و القت بکفیھا الفتی لاستکانة
و قد شغلت امم الصبی عن الطفل
من الجوع ضعفا لا یمر و لا یحلی
و لیس لنا الا الیک فرارنا
و این قرار الخلق الا الی الرسل

ہم در دولت پر شدت قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ان کے والدین بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے کرتے ان کے سینے شق ہو گئے) ان کی چھاتی سے خون بہ رہا ہے مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جو ان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف گرنی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں صلی اللہ تعالیٰ علیہم وبارک وسلم۔

یہ فریاد سن کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً نہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا، ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اٹھا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یا رسول اللہ ہم ڈوبے جاتے ہیں حضور نے فرمایا حوالینا لا علینا ہمارے گرد برس ہم پر نہ برس، فوراً ابر بندینے پر سے کھل گیا آس پاس گھرا تھا اور مدینہ طیبہ پر سے کھلا ہوا یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے خندہ دندان نمایاں کیا اور فرمایا اللہ کے لیے بے خوبی ابو طالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اس کے اشعار سنائے مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے نعت اقدس میں عرض کیے تھے کہ

و ابيض يستسقى الغمام بوجهه شمال اليتامى عصمة للارامل
تلوذ به الهلاك من آل هاشم فهم عنده في نعمة و فواضل
وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدفے میں امیر کا پانی مانگا جاتا ہے قیہوں کے جانے پہنچے
بیواؤں کے تمبھان بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباعی کے وقت ان کی پتہ میں آتے ہیں ان کے پاس ان کی
نعت و فضل میں بسر کرتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اجل ذلک اردت بان تبی
تکم ہمیں مقصود تھی۔

بیعتی نے اسے دلائل النبوة میں سند صالح سے اور دیلمی نے مسند القردوس میں اس میں ایک
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اکادہ فرمایا۔

حاصل یہ کہ حضور کے سوا بیمار کوئی نہیں جس کے پاس معصیت میں بھاگ کر جائیں غفلت سے یہ
جائے پتہ نہیں سوا بارگاہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، وہ گورے رنگ والا پیارا جس کے چاند ست منہ کے
صدفے میں سینہ اترتا ہے وہ قیہوں کا حافظ وہ بیواؤں کا تمبھان وہ لجاو ماوا کہ بڑے بڑے تباعی کے وقت
اس کی پتہ میں آکر اس کی نعت اس کے غفلت سے چسکن کرتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور کی پتہ کی ہوتی ہے

حادثہ من عرف حزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر خدمت ہونے عرض کی :

بعث معی من یلعو الی دینک فقلالہ جاری۔

میرے ساتھ حضور کسی شخص کو ارسال فرمائیں جو میری قوم کو حضور کے دین کی طرف دعوت کرے اور وہ میری پناہ میں ہوگا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ کر دیا حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبے والوں نے عہد شکنی کر کے انھیں شہید کر دیا، حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں اشعار کہے ازاں جملہ یہ شعر :

يا حارث من يغدر بذمة جاره

منكم فان محمدا لا يغدر

اے حارث جو کوئی تم میں اپنے پناہ دیے ہوئے کے عہد سے بے وفائی کرے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے پناہ دیتے ہیں وہ سچی پناہ ہوتی ہے، فجاء الحارث فاعتذر و ودی الانصاری و قال یا محمد انی عائد بک من لسان حسان .

حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عذر کیا اور انصاری شہید کی دیت دی اور حضور سے عرض کی یا رسول اللہ میں حضور کی پناہ مانگتا ہوں حسان کی زبان سے، زبیر بن بکار نے اسے مصعب سے روایت کیا کہ حارث بن عوف نے بارگاہ رسالت میں آکر یہ عرض کیا۔

حضور کی دہائی سے غلام آزاد ہو گیا

صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے انہ کان یضرب غلامه فجعل یقول اعوذ باللہ قال فجعل یضربه فقال اعوذ برسول اللہ فترکہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اللہ اقدر علیک منک علیہ قال فاعتقه .

یعنی وہ اپنے غلام کو مار رہے تھے غلام نے کہنا شروع کیا اللہ کی دہائی اللہ کی دہائی انھوں نے ہاتھ نہ روکا غلام نے کہا رسول اللہ کی دہائی فوراً چھوڑ دیا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اللہ

تجھ پر اس سے زیادہ قادر ہے جتنا تو اس غلام پر انھوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔

علماء فرماتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی سن کر حضور کی عظمت دل پر چھائی ہاتھ روک

لیا۔

اقول: یعنی پہلی بات ایک معمولی (معمول کے مطابق) ہو جانے سے ایسی موثر نہ ہوئی، انسان کا

قاعدہ ہے کہ جس بات کا محاورہ کم ہوتا ہے اس کا اثر زیادہ پڑتا ہے ورنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دہائی بعینہ اللہ عزوجل کی دہائی ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اللہ عزوجل ہی کی عظمت سے ناشی ہے۔

یہی مضمون عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

قال بینا رجل يضرب غلاما له و هو يقول اعوذ بالله اذ بصر برسول الله صلى الله تعالى

عليه وسلم فقال اعوذ برسول الله فالقى ما كان في يده و خلى عن العبد فقال النبي

صلى الله تعالى عليه وسلم اما والله انه احق ان يعاذ من استعاذ به منى فقال الرجل يا

رسول الله فهو حر لوجه الله .

یعنی ایک صاحب اپنے کسی غلام کو مار رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی دہائی اتنے میں غلام نے

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تشریف لاتے دیکھا اب کہا رسول اللہ کی دہائی فوراً اس صاحب نے

کوڑا ہاتھ سے ڈال دیا اور غلام کو چھوڑ دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنتا ہے خدا کی قسم

بیشک اللہ عزوجل مجھ سے زیادہ اس کا مستحق ہے کہ اس کی دہائی دینے والے کو پناہ دی جائے ان صاحب نے

عرض کی یا رسول اللہ تو وہ اللہ کے لیے آزاد ہے۔

اللہ ورسول کافی ہیں

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر مسیح کذاب میں فرمایا ابشروا فان يخرج و انا بین

اظہر کم فالله کافیکم و رسوله .

خوش ہو کہ اگر وہ نکلا اور میں تم میں تشریف فرما ہوا تو اللہ تمہیں کافی ہے اور اللہ کا رسول۔ جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ طبرانی نے کبیر میں اسے اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک پیر مرد کی التجا

حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبل بعثت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمن
کو تاجر نہ جاتے تھے ایک پیر مرد عسکلان بن عواکن کے یہاں قیام فرماتے وہ ان سے مکہ معظمہ کا حال
پوچھتے تم میں کوئی مشہور بلند چہ چے والا پیدا ہوا؟ کسی نے تم پر تمہارے دین میں خلاف کیا؟ یہ انکار کرتے
جب بعد بعثت اقدس گئے پیر مرد نے کہا میں تمہیں وہ بشارت دیتا ہوں کہ تمہارے لیے تجارت سے بہتر ہے
اللہ تعالیٰ نے تمہاری قوم سے نبی برگزیدہ مبعوث فرمایا ان پر اپنی کتاب اتاری وہ اصنام سے روکتے اور
اسلام کی طرف بلاتے ہیں حق کا حکم دیتے اور اس کے فاعل ہیں باطل سے منع کرتے اور مبطل ہیں وہ ہاشمی
ہیں اور تم اے عبدالرحمن ان کے ماموں، جلد پلٹو اور ان کی خدمت و تصدیق کرو اور یہ اشعار میری طرف سے
ان کی بارگاہ والا میں پہنچاؤ، چند اشعار دربارہ تصدیق رسالت و اظہار شوق و عذر پیرانہ سالی و استعانت
سرکار عالی صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ کہے ازاں جملہ یہ دو شعر:

اذ نای بالذیار بعدا فانت حرزی و مستراجی
فکن شفیع الی ملک یدعو البرایا الی الفلاحی

جب کہ شہروں کو دوری فاصلہ نے بعید کر دیا تو حضور میری پناہ اور مجھے راحت ملنے کی جگہ ہیں، تو
حضور میرے شفیع ہوں اس بادشاہ کے یہاں جو مخلوق کو نجات کی طرف بلاتا ہے۔

عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس آ کر یہ حال صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزارش کیا

انہوں نے فرمایا یہ محمد بن عبد اللہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے اپنی تمام مخلوقات کی طرف رسول آیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تم ان کے حضور حاضر ہو یہ حاضر ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد ہوا میں ایک سزاوار چہرہ دیکھتا ہوں جس کے لیے خیر کی امید ہے کہو کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کی کیسی؟ فرمایا پیام بھیجنے والے نے جو پیام ہمارے حضور بھیجا ہے وہ امانت ادا کرو سنتے ہو اور ادا جمیہ خواص مومنین سے ہیں، عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سنتے ہی مسلمان ہوئے پھر وہ اشعار حضور میں عرض کیے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

رب مومن بی و لم یونی و مصدق بی و ما شہدنی اولانک اخوانی .

یعنی مجھ پر بعض ایمان والے (ایسے ہیں) جنہوں نے مجھ کو دیکھا نہیں اور بعض لوگ میری تصدیق کرنے والے (ایسے ہیں) جن کو میرے پاس حضوری حاصل نہ ہو سکی یہ لوگ میرے بھائی ہیں۔
(کلمہ اخوت کو ان کے اعزاز کے لیے تو اضعاف فرمایا)
(الامن والعلی)

حضور عالم کی جان و زندگی ہیں

مطالع المسرات شریف میں ہے :

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الاکوان و حیاتها و سر وجودها و لولاه
لذہبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ لاشی الا
و هو بہ منوط اذ لولا الواسطۃ لذہبت کما قیل الموسوط .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ

ہی فنا ہو جائے۔

اسی میں ہے :

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محی حیوة جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو روحہ و حیاتہ و سبب وجودہ و بقاءہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقاء کے سبب ہیں۔

ہمز یہ شریف میں ارشاد فرمایا :

کل فضل فی العالمین من فضل

النبی استعارة الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے

(صلاة الصفائی نور المصطفیٰ)

مانگے کو لی ہے۔



اختیارات مصطفیٰ ﷺ

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
 خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
 میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
 یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

وما أنکم الرسول فغزوه وما نزلکم عنه فاتھورا
اور جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

(الحشر/۷)

اختیارات مصطفیٰ ﷺ

مذہب صحیح و مختار یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احکام مفوض ہیں جس کو جو چاہیں، حکم فرمائیں، کسی فعل کو کسی پر حرام قرار دیں اور اسی فعل کو کسی پر مباح قرار دیں، اس کی بہت سی مثالیں ہیں جیسا کہ قبیین حق سے مخفی نہیں ہے حق تعالیٰ جل و علا نے پیدا کر کے ایک شریعت لازم فرمائی اور وہ سب اپنے رسول، اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد فرمادی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حالاں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اتنا مال نہ تھا جن سے قلوب کو جھکایا جاتا اور لوگ اس کی طمع میں آپ کے گرویدہ ہو جاتے، اور نہ قوت و طاقت ہی اتنی تھی کہ ان لوگوں پر قہر و غلبہ حاصل کیا جاتا اور جس دین کو آپ نے ظاہر فرمایا اور جس کی طرف آپ نے ان کو دعوت دی اس کو غالب کرنے کے لیے آپ کے پاس نہ لاؤ لشکر تھا اور نہ مال و زر، وہ لوگ سب کے سب بت پرستی اور زمانہ جاہلیت کی رسموں اور عادتوں پر مجتمع و متفق تھے اور دین جاہلیت میں از حد تعصب و تباغض، فسق و فجور اور خوں ریزی میں انتہائی غلو اور انہماک تھا اور امر خیر میں اتفاق و اتحاد مفقود تھا اور وہ اپنے ان افعال میں عاقبت کی طرف نظر ڈالتے ہی نہ تھے، نہ انھیں کسی عذاب و سزا کا خوف تھا اور نہ کسی ملامت و پشیمانی کا ڈر۔

ایسے لوگوں کے احوال و افعال کی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصلاح فرمائی، اور ان کے دلوں میں باہمی محبت و الفت کی لہر دوڑائی اور ان سب کو ایک کلمہ پر جمع فرمادیا، یہاں تک کہ ان کی آراء متفق اور ان کے دل مجتمع ہو گئے حتیٰ کہ وہ سب مطیع و فرماں بردار بن گئے اور فطرت میں مختلف لوگ ایک دل ہو گئے اور آپ کے جمال جہاں آراء کی طلعت کے عاشق و فریفتہ ہو گئے اور آپ کی محبت میں اپنے شہروں، اپنے وطنوں اور اپنے گھروں کو چھوڑ دیا، اور اپنی قوم اور اپنے کنبوں سے منھ موڑ لیا اور آپ کی نصرت میں اپنے جان و مال کو قربان اور آپ کے اعزاز میں اپنی جانوں کو تلواروں کے مقابل کھرا کر دیا اور اس پر طرفہ یہ

۔ وہ بے ساز و سامان تھے نہ ان پر مال نچھاور کیا گیا اور نہ مال و منال ہی تھا کہ دنیا میں جس کے حصول کی بیچ میں انھیں ڈالا جاتا اور ان ممالک و بلاد کا جن کے حاصل کرنے کے لیے اس جہان میں بھیجا گیا تھا، ان کا مالک و متصرف نہ قرار دیا بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں تصرف فرماتے، غنی کو فقیر تے اور شریف کو برابر و متواضع کرتے تھے۔

کیا ایسی جملہ باتیں اور ایسے تمام احوال کسی ایسے شخص میں جمع ہو سکتے ہیں اور اسے ان کا اتفاق پڑے جو باعتبار عقلی اور بتدبیر فکری بہ تکفل ان سب کو انجام دے سکے اور ان کی کشود کار کر سکے؟ حالاں کہ ۔۔۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود یتیم، بے زور و زرا اور بے مال و منال اور بے معاون و مددگار اور تنہا تھے، لیکن ۔۔۔ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو ایسی عزت، قدرت، تمکنت، مدد و نصرت اور قوت و شوکت عطا فرمائی کہ آپ سب پر غالب رہے اور آپ کو اختیارات کی مضبوط گرفت عطا فرمائی۔

لا واللہ قسم ہے خدائے عز و جل کی ان سب کو مسخر و گرویدہ بنا لیا، یہ تمام وہ باتیں ہیں جن میں کوئی عقل مند شک کبھی نہیں کرتا اور کامل یقین سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ امر الہی اور فیض سماوی ہے قوت بشری کے ساتھ اتنی رسائی پانا از روئے عادت عاجز ہیں اور خالق و قوی کے سوا بشر اس پر قادر نہیں۔

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ حضور احکام میں جس کے لیے جو چاہیں تخصیص فرمادیں، اس جگہ دو قول ہیں :

ایک یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف احکام مفوض ہوں گے (یعنی تفویض احکام میں آپ مختار ہوں گے) جو چاہیں آپ حکم فرمادیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ کسی حکم کے لیے جدا جی آتی ہوگی۔

چنانچہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تخصیص فرمائی کہ ان کی ایک شہادت دو

شہادتوں کا حکم رکھتی ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام عطیہ جو فضلاء صحابیات میں سے ہیں انھیں نوحہ کی رخصت عطا فرمائی، چنانچہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آل فلاں یعنی فلاں قبیلہ زمانہ جاہلیت میں نیاحت پر میری مدد کرتی تھیں اب مجھے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ موافقت کروں اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام عطیہ کو نیاحت میں رخصت دی۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ ام عطیہ کو رخصت عطا فرمانا اور نیاحت میں (خاص فلاں قبیلہ کے لیے) انھیں مخصوص کرنا ہے اور شارع کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جس کے لیے جو چاہے خاص فرمادے۔

اسی طرح حضرت اسماء بنت عمیس کو ان کے شوہر حضرت جعفر بن ابوطالب کے سوگ کو ترک کرنے پر انھیں رخصت عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تین دن تک ماتمی لباس پہنو اور سوگ کر، اس کے بعد جو چاہو کرو۔

اسی طرح حضرت ابو بردہ بن نیار کو قربانی کے لیے جذعہ یعنی بکری کے اس بچہ کو جس پر سال پورانہ ہو اس کی قربانی دینے کو جائز قرار دیا۔

اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے تعلیم قرآن کے عوض اس شرط پر کر دیا کہ وہ عورت کو قرآن کی تعلیم دے دے اور اس کو اس کا مہر قرار دیا۔

یعنی ایک عورت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو حضور پر بہہ کر دیا حالانکہ وہ حضور کے لیے جائز تھی مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا، پاس ہی ایک مرد مسکین کھڑا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ اگر یہ عورت آپ کے قابل نہیں ہے تو اس کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے، فرمایا مہر میں دینے کے لیے تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہا میرے پاس اس پسنے

ہوئے تہبند کے سوا کچھ نہیں ہے فرمایا تلاش کرو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو، عرض کی قرآن مجید کی ان چند سورتوں کے سوا جو کہ یاد ہیں میرے پاس کچھ نہیں ہے، فرمایا قرآن کا جتنا حصہ تجھے یاد ہے اس کے عوض نکاح کر لو تم اسے تعلیم دے دینا اور اسی کو اپنا مہر قرار دے لو، حالاں کہ تمہارے بعد کسی کے لیے قرآن مہر نہ ہوگا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول و دوم)

حضور کا اختیار

حضور سرور کونین مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب شرع ہیں۔ احکام شرع میں مالک و مختار ہیں جس کے لیے جو چاہیں حلال فرمادیں جس کے لیے جو چاہیں حرام فرمادیں اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے :

ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز کر دیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کر دیں۔

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعة الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں :

كان الامام ابو حنيفة رضى الله تعالى عنه من اكثر الائمة ادبا مع الله تعالى و لذلك لم يجعل النية فرضا و سمى الوتر واجبا لكونهما ثبتا بالسنة لا بالكتاب فقط بذلك تمييز ما فرضه الله تعالى و تمييز ما اوجبه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فان ما فرضه الله تعالى اشد مما فرضه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من ذات نفسه حين خيره الله تعالى ان يوجب ما شاء او لا يوجب.

یعنی امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ

نسبت اور ائمہ کے زائد ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن عظیم سے۔ تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کر دیں اس لیے کہ خدا کا فرض کیا ہو اس سے زیادہ موکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جب کہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

اس میں بارگاہِ وحی و تشریح کی تصویر دکھا کر فرمایا :

كان الحق تعالى جعل له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يشرع من قبل نفسه ما شاء كما في حديث تحريم شجر مكة فان عمه العباس رضی الله تعالى عنه لما قال له يا رسول الله الا الاذخر فقال صلى الله تعالى عليه وسلم الا الاذخر و لو ان الله تعالى لم يجعل له ان يشرع من قبل نفسه لم يتجرأ صلى الله تعالى عليه وسلم ان يستشي شيئا مما حرمة الله تعالى .

یعنی حضرت عزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ گمیاہ اذخر کو اس حکم سے نکال دیجیے فرمایا اچھا نکال دی اس کا کاٹنا جائز کر دیا اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرات نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

اقول : یہ مضمون متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

گیاہ اذخر کا استثناء

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیحین میں

فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا الاذخر لصاغتنا و قبورنا فقال الا الاذخر.

یعنی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے فرمایا مگر اذخر۔

حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز صحیحین میں قال رجل من قریش الا الاذخر یا رسول اللہ فاننا نجعله فی بیوتنا و قبورنا فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر الا الاذخر.

ایک مرد قریش نے عرض کی یا رسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں صرف کرتے ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر مگر اذخر۔

حدیث صفیہ بنت شبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سنن ابن ماجہ میں فقال العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ الا الاذخر فانہ للبیوت و القبور فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا الاذخر.

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مگر اذخر۔

نیز میزان مبارک میں شریعت کی کئی قسمیں کیس ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی

الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یمسہ علی وایہ

هو كتحريم لبس الحرير على الرجال و قوله في حديث تحريم مكة الا الاذخر و لو لا ان الله تعالى كان يحرم جميع نبات الحرم لم يستثن صلى الله تعالى عليه وسلم الا الاذخر و نحو حديث لولا ان اشق على امتي لاخرت العشاء الى ثلث الليل و نحو حديث لو قلت نعم لو جبت و لم تستطيعوا في جواب من قال له في فريضة الحج اكل عام يا رسول الله قال لا و لو قلت نعم لو جبت و قد كان صلى الله تعالى عليه وسلم يخفف على امته و ينهاهم عن كثرة السؤال و يقول اتركوني ما تركتم اه باختصار.

یعنی شریعت کی دوسری قسم وہ ہے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمائیں۔ مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور پر حرام فرمایا، اور اسی طرح حرمت مکہ سے گیاہ اذخر کا استثنا فرمادیا اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشا کو تہائی رات تک ہٹا دیتا اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا حج ہر سال فرض ہے فرمایا نہ اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم سے نہ ہو سکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف و آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

اقول: یہ مضمون بھی کہ میں نماز عشا کو موخر فرمادیتا متعدد احادیث صحیحہ میں ہے۔

نماز عشاء کو موخر فرمادینے کا اختیار

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما معجم کبیر طبرانی میں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لولا ضعف الضعيف و سقم السقيم لاخرت صلاة العتمة .

اگر ضعیف کے ضعف مریض کے مرض کا پاس نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو پیچھے ہٹا دیتا۔

حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد و سنن ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لولا ضعف الضعيف و سقم السقيم و حاجة ذی الحاجة لا خرت هذه الصلاة الى شطر الليل .

اگر کمزور کی ناتوانی بیمار کے مرض کامی کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر فرما دیتا۔

ابن ابی حاتم کے لفظ یہ ہیں۔ لولا ان یثقل علی امتی لا خرت صلاة العشاء الى ثلث الليل .

اگر امت پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں نماز عشا کو تہائی رات تک موخر فرما دیتا۔ (مولف) حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمد و ابن ماجہ و محمد بن نصر کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لولا ان اشق علی امتی لا خرت العشاء الى ثلث الليل او نصف الليل .

اگر اپنی امت کو مشقت میں ڈالنے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں عشا کو تہائی یا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

ابن جریر نے نصف شب تک کی روایت کی ہے۔ اور ان کے سوا احادیث صحیحہ عنقریب اسی معنی میں آتی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حج ہر سال فرض کر دینے کا اختیار

حدیث امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا ولسو

قلت نعم لو جبت

ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے۔

اسے احمد و مسلم نسائی اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو قلت نعم

لو جبت ثم اذا لا تسمعون و لا تطيعون۔

میں ہاں فرمادوں تو فرض ہو جائے پھر تم نہ سنو نہ بجالاؤ۔ اسے احمد و دارمی اور نسائی نے روایت

کیا۔

حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لو قلت نعم

لو جبت و لو وجبت لم تقوموا بہا و لو لم تقوموا بہا لعذبتم۔

اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تو بجانہ لاؤ اور اگر بجانہ لاؤ تو

عذاب کیے جاؤ۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اور مضمون اخیر کہ مجھے چھوڑے رہو یہ بھی صحیح مسلم و سنن نسائی میں اسی حدیث ابو ہریرہ کے ساتھ

ہے کہ فرمایا لو قلت نعم لو جبت و لما استطعتم

اگر میں فرماتا ہاں تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بیشک تم نہ کر سکتے، پھر فرمایا

ذرونی ما ترککم فانما ہلک من کان قبلکم بکثرة سوالہم و اختلافہم علی

انبیائہم فاذا امرتکم بشی فاتو منہ ما استطعتم و اذا نہیتکم عن شی فدعوہ۔

مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے

خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہو سکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔ ابن ماجہ نے مفرداً اس کی روایت کی ہے۔

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب، حرام کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے، یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح و بلا حرج ہے۔

زید بن حارثہ کا نکاح

آیت : قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ و لا بالیوم الآخر و لا یحرمون ما حرم اللہ و رسوله .

لڑوان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ پچھلے دن پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کر دیا اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

آیت : ما کان لمومن و لا مومنة اذا قضی اللہ و رسوله امر ان یکون لهم الخیرة من انفسهم و من یعص اللہ و رسوله فقد ضل ضللاً مبیناً .

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کر دیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بہکا۔

یہاں سے ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ کو مول لے کر آزاد فرمایا اور متبنی بنایا تھا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نکاح کا پیام دیا اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ

حضور اپنے لیے خواست گاری فرماتے ہیں جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یا رسول اللہ میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بناء پر انکار کیا اس پر یہ آئیہ کریمہ اتری اسے سن کر بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواستہ ہی راضی ہو جائے خصوصاً جب کہ وہ اس کا آئو نہ ہو، خصوصاً جب کہ عورت کی شرافت خاندان کو اکب ثریا سے بھی بلند و بالا تر ہو بائیں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض الہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے کا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز امر تھا واللہ اعلم دین خدا اور رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقویٰ ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں من خصائصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ کان یخص من شاء بما شاء من الاحکام

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنیٰ فرمادیتے،

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا (من الاحکام وغیرہا)

کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من الاحکام باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔ امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعے ذکر کیے اور امام سیوطی نے دس پانچ وہ اور پانچ فقیر نے ان زیادات سے تین واقعے ترک کر دیے اور پندرہ اور بڑھائے اور ان کی احادیث بتوفیق اللہ تعالیٰ جمع کیں کہ جملہ بائیس واقعے ہوئے۔ ولله الحمد ان کی تفصیل اور ہر واقعے پر حدیث سے دلیل سنئے۔

ششاہہ بکری کے بچہ کی قربانی

صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان کے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی یا رسول اللہ وہ تو میں کر چکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے فرمایا

اجعل مکانہ و لن یجزی عن احد بعدک

اس کی جگہ اسے کر دو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کے نیچے ہے خصوصية له لا تكون لغيره اذ

كان له صلى الله تعالى عليه وسلم ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشی جس میں

دوسرے کا حصہ نہیں اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

نیز صحیحین میں عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لیے جانور عطا فرمائے ان کے حصے میں شمشاہہ بکری آئی حضور سے حال عرض کیا فرمایا صبح بھا تم اسی کی قربانی کر دو،

سنن بیہقی میں بسند صحیح اتنا اور زائد ہے و لا رخصة فيها لاحد بعدك تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں رخصت نہیں۔

شیخ محقق اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

احکام مفوض بود بوائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقول صحیح

یعنی صحیح قول یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احکام سپرد ہیں۔ (مولف)

حضور نے نوحہ کی اجازت دی

صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب بیعت زناں کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ لا یعصینک فی معروف (اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی) اور مردے پر بیان کر کے رونا چیننا بھی گناہ تھا میں نے عرض کی

یا رسول اللہ الا آل فلان فانہم کانوا اسعدونی فی الجاہلیۃ فلا بد لی من اسعدہم .

یا رسول اللہ فلاں گھر والوں کو استثنا فرمادیجیے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر

میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضرور ہے

فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا آل فلان .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دیے،

اور سنن نسائی میں ارشاد فرمایا اذہبی فاسعدیہا جاؤ ان کا ساتھ دے آ۔

یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آ کر بیعت کی۔

ترمذی کی روایت میں ہے فاذن لها

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

مسند احمد میں ہے فرمایا اذہبی فکافیہم

جاؤ ان کا بدلہ اتار آؤ۔

امام نووی اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص

آل فلاں کے بارے میں، و للشارع ان یخص من العموم ما شاء نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔

یہی مضمون حدیث ابن مردویہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے خولہ بنت حکیم رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے ہے

انہا قالت یا رسول اللہ کانا ابی و اخی ماتا فی الجاہلیة و ان فلانة اسعدتني و

قد مات اخوها. الحدیث.

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے باپ اور بھائی دونوں کا انتقال جاہلیت میں ہوا تھا تو فلاں

(مولف)

نے نوحہ کیا تھا اور اب ان کا بھائی مر گیا ہے۔

ترمذی میں اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے انہوں نے بھی ایک جگہ نوحہ کا بدلہ اتارنے کی اجازت مانگی حضور نے انکار فرمایا

قالت فراجعته مرارا فاذن لی ثم لم انح بعد ذلك.

میں نے کئی بار حضور سے عرض کی آخر حضور نے اجازت دے دی پھر میں نے کہیں نوحہ نہ کیا۔

احمد طبرانی میں مصعب بن نوح سے ہے ایک بڑی بی بی نے وقت بیعت نوحے کا بدلہ اتارنے کا

اذن چاہا فرمایا اذہبی فکافیہم

جاؤ عوض کر آؤ۔

سوگ معاف کر دیا گیا

طبقات ابن سعد میں اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے جب ان کے شوہر اول جعفر طیار

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

تسلیی ثلاثا ثم اصنعی ما شئت.

تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو،

یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے استثناء فرمادیا کہ عورت کو شوہر

پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے۔

تعلیم سورت کو مہر قرار دیا گیا

ابن السکن میں ابوالنعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ایک شخص نے ایک عورت کو پیام نکاح

دیا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مہرزد و عرض کی میرے پاس کچھ نہیں فرمایا

اما تحسن سورة من القرآن فاصدقها السورة و لا يكون لاحد بعدك مهرا.

کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی وہ سورۃ سکھانا ہی اس کا مہر کر اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔ اسے سعید بن منصور نے مختصر روایت کیا ہے۔

خزیمہ کی شہادت دو کے برابر کر دی گئی

ابوداؤد و نسائی و طحاوی و ابن ماجہ و خزیمہ میں عم عمارہ بن خزیمہ بن ثابت انصاری اور مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلیٰ و صحیح ابن خزیمہ و معجم کبیر طبرانی میں حضرت خزیمہ اور حارث بن اسامہ نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا وہ بیچ کر مکر گئے اور گواہ مانگا جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے انا اشہد انک قد بايعته میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم موجود تو تھے نہیں تم نے گواہی کیسے دی عرض کی

بتصديقك يا رسول الله (و في الثاني) صدقتك بما جئت به و علمت

انك لا تقول الا حقا (و في الثالث) انا اصدقك على خبر السماء و الارض الا اصدقك على الاعرابی .

یا رسول اللہ میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں

کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مردوں کی شہادت کے برابر فرمادی اور ارشاد فرمایا

من شهد له خزيمة او شهد عليه فحسبه

خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انھیں کی شہادت بس ہے۔

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام و اشہدوا ذوی عدل منکم سے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

کفارہ صوم صاحب کفارہ ہی کے لیے جائز فرمادیا

صحاح ستہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا فرمایا کیا ہے؟ عرض کی میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے عرض کی نہ، فرمایا لگا تا دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے عرض کی نہ، فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے عرض کی نہ، اتنے میں خرے خدمت اقدس میں لائے گئے حضور نے فرمایا انھیں خیرات کر دے عرض کی کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں

فضحك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حتى بدت نواجذه و قال اذهب

فاطمه اهلك .

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر جسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا جا

اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی سنا ہوگا سوادومن خزے سرکار سے عطا ہوتے ہیں کہ آپ کھالو کفارہ ہو گیا، واللہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ اولئک الذین یبدل اللہ سیناتہم حسنت کی خلافت کبریٰ ہے ان کی ایک نگاہ کرم کبار کو حسنت کر دیتی ہے جب تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گناہ گاروں، خطا کاروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الآیۃ گناہ گار تیرے دربار میں حاضر ہو کر معافی چاہیں اور تو شفاعت فرمائے تو خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ و الحمد لله رب العالمین .

یہی مضمون مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور دارقطنی میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے ارشاد فرمایا

کله و انت و عیالک فقد کفر اللہ عنک .

تو اور تیرے اہل و عیال یہ خرے کھالیں کہ اللہ تعالیٰ نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرمادیا۔

ہدایہ میں ہے فرمایا کل انت و عیالک تجزئک و لا تجزی احدا بعدک .

تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا اور تیرے بعد اور کسی کو کافی نہ

ہوگا۔

سنن ابی داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی سے ہے انما کان ہذہ رخصۃ لہ خاصۃ و

لو ان رجلا فعل ذلک الیوم لم یکن لہ بد من التکفیر .

یہ خاص اسی شخص کے لیے رخصت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی وغیرہ علماء نے بھی اسے خصائص مذکورہ سے گناہ حدیث میں اور بھی

دوسری وجوہ ہیں۔

سالم کے لیے رضاعت ثابت فرمادی

صحیح مسلم و سنن نسائی و ابن ماجہ و مسند امام احمد میں زینت بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابو حذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ سالم (غلام آزاد کردہ ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابو حذیفہ کو یہ ناگوار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ارضعہ حتی یدخل علیک

تم اسے دودھ پلا دو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔

ام المومنین ام سلمہ وغیر بابا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا ما نری ہذہ الا رخصة ارضعہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لسالم خاصة .
ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کے لیے فرمادی تھی۔

ابن سعد و حاکم میں بطریق عمرو بنت عبد الرحمن خود سہلہ زوجہ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مضمون مذکور مروی کہ انہوں نے جب حال سالم عرض کیا فامرہا ان ترضعیہ
حضور نے دودھ پلانے کا حکم فرمایا انہوں نے دودھ پلا دیا اور سالم اس وقت مرد جوان تھے جنگ بدر شریف میں شریک ہو چکے تھے، جوان آدمی کو اول تو عورت کا دودھ پینا ہی کب حلال ہے اور پیے تو اس سے پسر رضاعی نہیں ہو سکتا مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

ریشم پہننے کی اجازت دی

صحاح ستہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رخص لعبد الرحمن بن عوف و الزبیر فی لبس الحریر لحکة کانت بہما۔ یعنی عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔

حالت جنابت میں دخول مسجد کی اجازت

ترمذی و ابویعلیٰ و بیہقی میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا

علی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری و غیرک۔

اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علی کو تین باتیں وہ دی گئیں کہ ان میں سے میرے لیے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی (سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں) کسی نے کہا یا امیر المؤمنین وہ کیا ہیں فرمایا دختر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شادی۔

وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحل لہ ما یحل لہ۔

اور ان کا مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا کہ انھیں مسجد میں روا تھا جو حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رواتھا۔ (یعنی بحالت جنابت رہنا اور روز خیر کا نشان)

معجم کبیر طبرانی و سنن بیہقی و تاریخ ابن عساکر میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الا ان هذا المسجد لا يحل لجنب و لا لحائض الا للنبي صلي الله تعالى عليه
وسلم وازواجه و فاطمة بنت محمد و علي الا بينت لكم ان تضلوا.

سن لو یہ مسجد کسی جب کو حلال نہیں ہے نہ کسی حائض کو مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی ازواج و حضرت بتول زہراء اور مولیٰ علی کو۔ صلی اللہ تعالیٰ علی الجبیب و علیہم وسلم۔ سن لو میں نے تم سے صاف بیان فرما دیا کہ کہیں بہک نہ جاؤ۔ یہ طبرانی کی روایت ہے۔

سونے کی انگشتری جائز فرمادی

صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نہانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن خاتم الذهب .

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگٹھی پہننے سے منع فرمایا:

بایں ہمہ خود براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگشتری طلائی پہنتے،

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابوالسفر سے روایت کی قال رایت علی البراء خاتما من الذهب .

میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگٹھی پہننے دیکھا۔

اسی طرح امام بغوی نے جدیدات میں ابواسحاق سے اس کی روایت کی ہے۔

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں حدثنا ابو عبد الرحمن ثنا ابو رجاء ثنا محمد بن

مالک قال رایت علی البراء خاتما من ذهب و کان الناس یقولون له لم تختتم بالذهب و قد نهی عنه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بین یدیه غنیمۃ یقسمہا سی و خرثی قال فقسمہا حتی بقی هذا الخاتم فرفع طرفہ فنظر الی اصحابہ ثم خفض ثم رفع طرفہ فنظر الیہم ثم خفض ثم طرف فنظر الیہم ثم قال ای براء فجنتہ حتی قعدت بین یدیه فاخذ الخاتم فقبض علی کرسوعی ثم قال البس ما کساک اللہ و رسولہ .

یعنی محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام و متاع حاضر تھے حضور تقسیم فرما رہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا لے پہن لے جو کچھ تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تم لوگ کیوں کر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ و رسول نے پہنایا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سراقہ کو کنگن پہننے کی بشارت

دلائل النبوة میں بطریق الحسن مروی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ

تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیف بنک اذا لبست سواری کسریٰ .

وہ وقت تیرا کیسا ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

جب ایران زمانۂ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن کمر بند تاج خدمت فاروقی میں حاضر کیے گئے امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور فرمایا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہو

اللہ اکبر الحمد لله الذی سلیمہما کسریٰ بن ہرمز و البسیمہما سراقۃ

الاعرابی .

اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو

پہنائے۔

قال العلامة الزرقانی لیس فی هذا استعمال الذهب و هو حرام لانه انما فعله

تحقیقا لمعجزة الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من غیر ان یقرہما فانہ روی انہ

امرہ فنزعہما و جعلہما فی الغنیمۃ و مثل هذا لا یعد استعمالا . اھ . اقول رحمک اللہ

من فاضل کبیر الشان انما المعجزات اخبارہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بانہ یلبس

سواری کسریٰ فانما تحقیقا بلبسہ و انما حرم اللبس و لیس من شرط الحرمة اللبس

فالواضح ما جنحت الیہ من هذا ترخیص و تخصیص من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم لسراقۃ و لم یکن فی الحدیث ما یدل علی التملیک ففعل امیر المومنین ما

ارشد الیہ الحدیث ثم ردہما مردہما .

علامہ زرقانی نے فرمایا اس میں سونے کا استعمال ہے اور وہ حرام ہے وجہ یہ ہے کہ حضرت سراقہ

نے یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزے کو ثابت کرنے کے لیے کیا یہ نہیں کہ وہ کنگن پہنے رہے

ہوں کیوں کہ مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمانے پر انہوں نے اتار دیے اور مال غنیمت میں شامل کر دیے گئے اور ایسا عمل شمار نہیں کیا جاتا، میں (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہوں اسے عظیم الشان فاضل (علامہ زرقانی) اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے معجزہ تو یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضرت سراقہ شاہ ایران کے کنگن پہنیں گے، اس معجزہ کی تحقیق حضرت سراقہ کا کنگن پہننا ہے اور پہننا حرام ہے، حرمت کی شرط دیر تک پہننا نہیں (بلکہ فقط پہننا حرام ہے) لہذا واضح وہ بات ہے جو میں نے اختیار کی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت سراقہ کو رخصت اور خصوصیت عطا فرمانا ہے، حدیث شریف میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے جو انہیں مالک بنانے پر دلالت کرے۔ لہذا امیر المؤمنین نے حدیث شریف کی ہدایت پر عمل کیا پھر وہ کنگن مال غنیمت میں شامل کر دیے۔

نام و کنیت کی اجازت

طبقات ابن سعد میں منذر ثوری سے ہے امیر المؤمنین علی و حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ گفتگو ہوئی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ نے (اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ ابو القاسم کا) نام بھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک رکھا اور کنیت بھی حضور کی کنیت حالاں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک جماعت قریش کو بلا کر گواہی دلوائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین سے ارشاد فرمایا تھا

سولد لک بعدی غلام فقد نحلته اسمی و کنیتی و لا یحل لاحد من امتی

بعدہ

عنقریب میرے بعد تمہارے ایک لڑکا ہوگا میں نے اسے اپنے نام و کنیت دونوں عطا فرما دیے اور

اس کے بعد میرے کسی اور امتی کو حلال نہیں۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں قلت یا رسول اللہ ان ولد لی ولد بعدک اسمیہ باسمک و اکنیہ بکنیتک فقال نعم فکانت رخصة من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعلی .

میں نے عرش کی یا رسول اللہ حضور کے بعد اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو میں حضور کا نام پاک اس کا نام رکھوں گا اور حضور کی کنیت اس کی کنیت فرمایا ہاں، یہ مولیٰ علی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رخصت تھی۔

اسے احمد و ابوداؤد اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اور ابو یعلیٰ و طحاوی اور حاکم نے کتاب الکنی و کتاب المستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حضرت عثمان کو غنیمت بدر کا حصہ دار بنا دیا

صحیح بخاری و ترمذی اور مسند احمد میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بے غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں مدینہ طیبہ میں شاہزادی کی تیمارداری کے لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا ان لک اجر رجل مہن شہد بدر او سہمہ .

پیشک تمھارے لیے حاضران بدر کے برابر ثواب اور حاضری کے مثل غنیمت کا حصہ ہے۔

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالاں کہ جو حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

سنن ابی داؤد میں انھیں سے ہے یضرب له رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و
لہ یضرب لاحد غاب غیرہ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ
نہ دیا۔

ہدایا حلال و طیب فرمادیے

کتاب الفتوح میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
یمن پر صوبہ کر کے بھیجا ان سے ارشاد فرمایا میں نے تمہارے لیے رعایا کے ہدایا طیب کر دینے اگر کوئی چیز
تمہیں ہدیہ دی جائے قبول کر لو۔ عبید بن صحر کہتے ہیں جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے تم میں غلام
لائے کہ انھیں ہدیہ دیے گئے حالاں کہ عاتلوں کو رعایا سے ہدیہ لینا حرام ہے۔

مسند ابو یعلیٰ میں حذیفہ بن ایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں ہدایا العمال حرام کلھا۔

عاتلوں کے سب ہدیے حرام ہیں۔

مسند احمد و سنن بیہقی میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں: ہدایا العمال غلول۔

عاتلوں کے ہدیے خیانت ہیں۔

ایک مقام پر وہی مضمون اس طرح ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن بھیجے وقت ان سے

ارشاد فرمایا

قد عرفت بلاء ک فی الدین والذی قدر کبک من الدین وقد طبت لک
الهدیة فان اهدی لک شنی فاقبل .

مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہو چکیں اور جو کچھ دیون تم پر ہو گئے ہیں۔ رعیت
کے تحفے میں نے تمہارے لیے حلال، طیب کر دیے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔

سیف نے کتاب الفتوح میں عبید بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

غبن کو باعث خیار ٹھہرایا

صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ ایک شخص (یعنی حبان بن منقذ بن عمر
انصاری یا ان کے والد منقذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں فریب
کھا جاتا ہوں (یعنی نوک مجھ سے زیادہ قیمت لے لیتے ہیں) فرمایا

من بايعت فقل لا خلابة زاد الحمیدی فی مسنده ثم انت بالخيار ثلثا .

جس سے خریداری کرے یہ کہہ دیا کرو فریب کی نہیں سہی پھر تمہیں تین دن تک اختیار ہے (اگرنا
موافق پاؤ بیع رد کرو)

یہی مضمون حدیث سنن اربعہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے و ذکر قصة و لم
یذکر الزیادة امام نووی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ و امام شافعی اور روایت اصح میں
امام مالک وغیرہم ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک غبن باعث خیار نہیں کتنا ہی غبن کھائے بیع کو رد نہیں کر
سکتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حکم سے خاص انہیں کو نوازا تھا اوروں کے لیے نہیں۔ یہی

قول صحیح ہے۔

بعد عصر دو رکعت کی رخصت

حدیث مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت فرمائی۔

یہ حدیث بخاری و مسلم میں متعدد راویوں سے مروی ہے۔

خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ اسے ابوداؤد نے سنن میں روایت کیا، بایں ہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتیں۔

رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس و عبد الرحمن بن ازهر و البسور بن مخرمة رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہم ارسلوہ الی عائشة زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا اقرء علیہا السلام منا جمیعا و سلھا عن الرکعتین بعد العصر و قل لھا بلغنا انک قد تصلینہما وان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عنہما۔

بخاری و مسلم کریب سے راوی یعنی حضرت ابن عباس و عبد الرحمن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ دو رکعت نماز پابندی سے پڑھتی ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔

(مؤلف)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے

جائز کرو یا تھا۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے ”انموذج اللیب“ اور زرقانی نے شرح مواہب میں اسے بیان کیا ہے۔

حج میں شرط کی اجازت

صحیحین و مسند احمد و سنن نسائی و صحیح ابن حبان میں ام المومنین صدیقہ اور احمد و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان میں حضرت عبداللہ بن عباس اور احمد و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابونعیم و بیہقی میں ضباعہ بنت زبیر اور بیہقی و ابن مندہ میں بطریق ہشام عن ابی الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ اور احمد و ابن ماجہ و طبرانی میں جدۃ ابی بکر بن عبداللہ بن زبیر یعنی اسماء بنت صدیق یا سعدی بنت عوف اور طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چچا زاد بہن ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا حج کا ارادہ ہے عرض کی یا رسول اللہ میں تو اپنے آپ کو بیاز ہی پاتی ہوں (یعنی گمان ہے کہ مرض کے باعث ارکان ادا نہ کر سکوں پھر احرام سے کیوں کر باہر آؤنگی) فرمایا

اہلی و اشترطی ان محلی حیث حبستی۔

احرام باندھ اور نیت حج میں یہ شرط لگالے کہ جہاں تو مجھے روکے گا وہیں میں احرام سے باہر

ہوں۔

نسائی نے زائد کیا فان لک علی ربک ما استثنیت۔

تمہارا یہ استثناء تمہارے رب کے یہاں مقبول رہے گا۔

ضباعہ نے زائد کیا کہ فرمایا فلان حبست او مرضت فقد حلت من ذلک بشرطک
علی ربک عزوجل .

اب اگر تم حج سے روکی گئیں یا بیمار پڑیں تو اس شرط کے سبب جو تم نے اپنے رب عزوجل پر لگائی
ہے احرام سے باہر ہو جائے گی۔

ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں یہ ایک اجازت تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمادی ورنہ نیت میں ایسی شرط اصلاً مقبول و معتبر نہیں۔

تین نمازوں کی رخصت پر قبول اسلام

مسند امام احمد میں بسند ثقات رجال صحیح مسلم ہے حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن
قتادة عن نصر بن عاصم عن رجل منهم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه اتی النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فاسلم علی انه لا یصلی الا صلاتین فقبل ذلک منه .

یعنی ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اس شرط پر
اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔

حضور نے مدینہ کو حرم بنا دیا

صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اللہم ان ابراہیم حرم مکة و
انی احرم ما بین لابتیہا

الہی بیشک ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ
کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بنا تا ہوں۔ بخاری و مسلم و احمد اور طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اسے

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مدینہ کی حرمت اور پیمانوں کے لیے دعائے برکت

نیز صحیحین میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ابراہیم حرم مکہ و دعا لاهلہا و انی حرمت المدینة کما حرم ابراہیم مکة و انی دعوت فی صاعہا و مدہا بمثلی ما دعا ابراہیم لاهل مکة .

بیشک ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انھوں نے مکہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دوئی برکت کی دعا کی جو دعا انھوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی، بخاری و مسلم و احمد نے عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

مدینہ طیبہ کا احترام

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی الہی بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا

اللہم انا عبدک و نیک و انا احرم ما بین لابتیہا .

الہی اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔

امام طحاوی نے اس کے قریب روایت کی اور یہ زائد کیا و نہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یعضد شجرہا او یخبط او یؤخذ طیرہا .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ اس کا پیڑ کاٹیں یا پتے جھاڑیں یا اس کے پرندوں کو پکڑیں۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انی احرم ما بین لابتی المدینة ان یقطع اعضاها او یقتل صیدھا

بیشک میں حرم بناتا ہوں دونوں سنگلاخ مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی بولیں نہ کاٹی جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے، مسلم و احمد اور طحاوی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔ نیز صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ابراہیم حرم مکة و انی احرم ما بین لابتیھا۔

بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ کے دونوں سنگلاخ کے درمیان کو حرم کرتا ہوں۔ مسلم اور طحاوی نے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

تحریم مدینہ منورہ

صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں کہ اللھم ان ابراہیم حرم مکة فجعلھا حرما و انی حرمت المدینة حرما ما بین رمیھا ان لا یھراق فیھا دم ولا یحمل سلاح لقتال و لا ینحیط فیھا شجرة الا بعلف۔ الہی بیشک ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرام کر کے حرم بنا دیا اور بیشک میں نے مدینہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اسے حرم بنا کر حرام کر دیا کہ اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے نہ لڑائی کے لیے ہاتھ باندھیں نہ کسی پیڑ کے پتے جھاڑیں مگر جانور کو چار دینے کے لیے۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں اللہم انی قد حرمت ما بین لابتیہا کما حرمت علی لسان ابراہیم الحرم .

الہی بیشک میں نے تمام مدینہ کو حرم کر دیا جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم محترم و حرم بنایا، سم و احمد اور رویانی نے ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ابراہیم حرم بیت اللہ و امنہ و حرمت المدینہ ما بین لابتیہا لا یقطع اعضاہا و لا یصاد صیدہا .

بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنا دیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے وحشی جانور شکار نہ کیے جائیں، مسلم و طحاوی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

مدینہ اور اس کے اطراف کی حرمت

صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما بین لابتی المدینہ و جعل اثنا عشر میلا حول المدینہ حمی .

تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کر دیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ و درخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔ بخاری و مسلم و احمد اور عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اسے روایت کیا۔

ابن جریر کی روایت یوں ہے فرمایا حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شجرہا ان یعضد او یخیط .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے پیڑ کاٹنا یا ان کے پتے جھاڑنا حرام فرمادیا۔

یہ خبیث ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

صحیح مسلم و معانی الآثار میں عاصم احوول سے ہے قلت لانس بن مالک احرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المدينة قال نعم الحدیث ، زاد ابو جعفر فی روایة لا یعضد شجرها و لمسلم فی اخری نعم ہی حرم لا یختلی خلاھا فمن فعل ذلک فعلیہ لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعین .

یعنی میں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا مدینہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم بنا دیا فرمایا ہاں اس کا پیڑ نہ کاٹا جائے اس کی گھاس نہ چھیلی جائے جو ایسا کرے اس پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی۔

مدینہ کے جانور کا شکار منع ہے

شرحبیل کہتے ہیں ہم مدینہ طیبہ میں کچھ جال لگا رہے تھے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیے اور فرمایا

الم تعلموا ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم حرم صیدھا .

تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام قرار دیا ہے۔ امام ابو جعفر نے اسے روایت کیا۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لا بتیھا .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا۔

مدینے کا درخت کا ثنا منع ہے

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم ما بین لا بتی المدینة ان یعضد شجرها او یخبط۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام مدینے کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں نہ پتے جھاڑیں۔

مدینے کا شکار حرام ہے

ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں میں نے ایک چڑیا پکڑی تھی اسے لیے ہوئے باہر گیا میرے والد ماجد حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے شدت سے میرا کانٹل کر چڑیا کو چھوڑ دیا اور فرمایا

حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صید ما بین لا بتیہا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینے کا شکار حرام فرما دیا ہے۔

بقیع بھی حرام ہے

صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم البقیع و قال لا حمی الا للہ ورسولہ۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوا اللہ ورسول کے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بخاری و مسلم و احمد اور امام طحاوی نے یہ

حدیث روایت کی۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ یہ تمام احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں :

یہ سولہ حدیثیں ہیں پہلی آٹھ میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا اور پچھلی آٹھ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ حضور کے حرم کر دینے سے مدینہ طیبہ حرم ہو گیا، حالاں کہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔ پہلی آٹھ سے پانچ میں اپنے پدر کریم سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بھی یہی نسبت ارشاد ہوئی کہ مکہ معظمہ کی حرم محترم انھوں نے حرم کر دی، انھوں نے امن والی بنادی، مدینہ طیبہ کے جنگل کا حرم ہونا نہ فقط انھیں سولہ بلکہ ان کے سوا اور بہت احادیث کثیرہ میں وارد ہے۔ (یہاں پر صرف وہ حدیثیں پیش کی گئی ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو حرم فرمادیا اور مدینہ طیبہ کو وہی مقام عظمت بخشا ہے جو مکہ معظمہ کا ہے۔ یہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک و مختار ہونے کی واضح دلیل اور کھلا ثبوت ہے۔)

خاردارورخت کاٹنے کی ممانعت

عبدالرزاق حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم کل دافة اقبلت علی المدینة من العضة . الحدیث .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر گروہ مردم کو کہ حاضر مدینہ ہو اس کے خاردارورختوں سے ممنوع فرمایا۔

مدینہ حضور کا حرم ہے

امام احمد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں لکل نبی حرم و حرمی المدینة .

ہر نبی کے لیے ایک حرم ہوتا ہے اور میرا حرم مدینہ ہے۔

امام طحاوی بطریق مالک عن یونس بن یوسف عن عطاء بن یسار کہ لڑکوں نے ایک روباہ کو کھینچ کر ایک گوشتے میں کر دیا تھا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکوں کو دور کر دیا۔ امام مالک فرماتے ہیں اور مجھے اپنے یقین سے یہی یاد ہے کہ فرمایا افی حرم رسول اللہ یصنع هذا .

کیا رسول اللہ کے حرم میں ایسا کیا جاتا ہے؟

سنن ابوداؤد میں ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرم هذا الحرم

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حرم محترم کو حرم بنا دیا۔

مسح موزہ کی مدت

حدیث صحیح جلیل سنن ابی داء و د سنن ابن ماجہ و مسند امام طحاوی و معجم طبرانی و معرفت بیہقی کلہم بطریق منصور عن ابراہیم التیمی عن عمرو بن میمون عن ابی عبد اللہ الجدلی عن خزیمہ بن ثابت الا ابن ماجہ فعن سفین عن ابیہ عن ابراہیم التیمی عن عمرو بن میمون عن خزیمہ کہ حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

جعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم للمسافر ثلثا و لو مضی السائل

علی مسألته لجعلها خمسا .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے مسح موزہ کی مدت تین رات مقرر فرمائی اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کر دیتے۔ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔

اور روایت ابی داؤد اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت بیہقی میں ہے فرمایا و لو استزدناہ لزدانا۔

اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

دوسری روایت طحاوی میں ہے عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه جعل المسح علی الخفین للمسافر ثلثة ايام و لیالیہن و للمقیم یوما و لیلۃ و لو اظنبت لہ السائل فی مسألته لزداه۔

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسح موزہ کی مدت مسافر کے لیے تین رات دن اور مقیم کے لیے ایک رات دن کر دی اور اگر مانگنے والا مانگے جاتا تو حضور اور زیادہ مدت عطا فرماتے۔

بیہقی کی روایت آخری یوں ہے وایم اللہ لو مضی السائل فی مسألته لجعلہ خمسا۔

خدا کی قسم اگر سائل عرض کیے جاتا تو حضور مدت کے پانچ کر دیتے۔ یہ حدیث بلاشبہ صحیح السند ہے اس کے سب رواۃ اجلہ ثقات ہیں الا جرم امام ترمذی نے اسے روایت کر کے فرمایا ہذا حدیث حسن صحیح یہ حدیث حسن صحیح ہے نیز امام الشان یحییٰ بن معین سے نقل کیا کہ حدیث صحیح ہے۔

اقول: یہ حدیث صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تفویض و اختیار میں نص صریح ہے ورنہ یہ کہنا اور کہنا بھی کیسا موکد بقسم کہ واللہ سائل مانگے جاتا تو حضور پانچ دن کر دیتے اور حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا کہ احکام سپرد اختیار حضور سید الانام ہیں۔ علیہ و علی آلہ وصحبہ افضل الصلاة والسلام۔

اگر حضور چاہتے تو مسواک کرنا فرض کر دیتے

مالک و احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک عند کل صلاة .
اگر مشقت امت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں۔ علماء فرماتے ہیں یہ حدیث متواتر ہے تیسیر وغیرہ میں اسے بیان کیا گیا ہے۔

احمد و نسائی نے انھیں سے بسند صحیح یوں روایت کی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لولا ان اشق علی امتی لامرتہم عند کل صلاة بوضوء و مع کل وضوء بسواک .
امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہو تو میں ان پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔

اقول: امر دو قسم ہے، حتمی، جس کا حاصل ایجاب اور اس کی مخالفت معصیت۔ و ذلك قوله تعالیٰ فليحذر الذين يخالفون عن امره .

دوسرا ندبی، جس کا حاصل ترغیب اور اس کے ترک میں وسعت۔ و ذلك قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امرت بالسواک حتی خشیت ان یکتب علی احمد نے اسے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت کیا۔

امر ندبی تو یہاں قطعاً حاصل ہے تو ضرور نفی حتمی کی ہے۔

امر حتمی بھی دو قسم ہے، ظنی، جس کا مفاد وجود۔ اور قطعی جس کا مقتضی فرضیت۔

ظنییت خواہ من جہۃ الرویۃ یا من جہۃ الدلالۃ ہمارے حق میں ہوتی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے علوم سب قطعی یقینی ہیں جن کے سراپردہ عزت کے گرد ظنون کو اصلاً بار نہیں، تو قسم واجب اصطلاحی حضور کے حق میں متحقق نہیں وہاں یا فرض ہے یا مندوب۔ نص علیہ الامام المحقق حیث اطلق فی الفتح اب واضح ہو گیا کہ ان ارشادات کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرمادیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہ کیے، اور اختیار احکام کے کیا معنی ہیں؟

مالک و شافعی و بیہقی ان سے اور طبرانی اوسط میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک مع کل وضوء .

مشقت امت کا پاس ہے ورنہ میں ہر وضو کے ساتھ مسواک ان پر فرض کر دوں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ مسواک کرو مسواک منہ کو پاکیزہ اور رب عزوجل کو راضی کرتی ہے۔ جبریل جب میرے پاس حاضر ہوئے مجھے مسواک کی وصیت کی

حتى لقد خشيت ان يفرضه علی و علی امتی و لولا انی اخاف ان اشق علی امتی لفرضته علیهم .

یہاں تک کہ بیشک مجھے اندیشہ ہوا کہ جبریل مجھ پر اور میری امت پر مسواک فرض کر دیں گے اور اگر مشقت امت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر فرض کر دیتا، ابن ماجہ نے ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

طبرانی و بزار و دارقطنی و حاکم حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیہم السواک عند کل صلاه (زاد غیر

الدار قطنی) کما فرضت علیہم الوضوء

مشقت امت کالی ظانہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت مسواک ان پر فرض کر دوں جس طرح میں نے

وضوان پر فرض کر دیا ہے۔ یہاں وضو کو بھی فرمایا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت پر فرض کر دیا۔

مسواک اور خوشبو

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک و

الطيب عند کل صلاه .

مشقت امت کا خیال نہ ہو تو اپنی امت پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا اور خوشبو لگانا فرض کر دوں۔

ابونعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند حسن اور سعید بن منصور

نے اپنی سنن میں اسے مکحول سے مرسل روایت کیا، یہاں خوشبو کی فرضیت بھی زائد فرمادی۔

صبح کی مسواک

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ان اشق علی امتی لامرتہم ان یستاک

بالاسحار .

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرمادیتا کہ ہر صبح پچھلے پہراٹھ کر مسواک کر لیں۔

نعیم نے کتاب السواک میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث فرمائی۔

مسواک اور تاخیر عشاء

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو لا ان اشق علی امتی لامرتہم بالسواک عند کل صلاة و لاخرت العشاء الی ثلث اللیل .

مشقت امت کا خیال نہ ہو تو میں ہر نماز کے وقت ان پر مسواک فرض کر دوں اور نماز عشا کو تہائی رات تک ہٹا دیتا۔ احمد و ترمذی اور ضیاء نے اسے زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ اور بزار نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا اور احمد و ابو داؤد اور نسائی زید سے اور حاکم و بیہقی سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لفرضت علیہم السواک مع الوضوء و لاخرت صلاة العشاء الا اخرۃ الی نصف الیل .

یعنی میں وضو میں مسواک فرض کر دیتا اور نماز عشا آدھی رات تک ہٹا دیتا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نسائی کے لفظ یہ ہیں لامرتہم بتاخیر العشاء و بالسواک عند کل صلاة .

میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشا دیر کر کے پڑھیں اور نماز کے وقت مسواک کریں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لو لا ان اشق علی امتی لامرتہم ان یصلوہا ہکذا یعنی العشاء نصف اللیل

امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشا آدھی رات کو پڑھیں۔

احمد و بخاری و مسلم اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت فرمائی۔
 فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ضعف الضعيف و سقم السقيم لامرت بهذه الصلاة ان توخر الى شطر الليل .

اگر ناتوانوں اور بیماروں کا لحاظ نہ ہوتا تو میں فرض کر دیتا کہ یہ نماز آدھی رات تک موخر کریں۔
 نسائی نے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لولا ان اشق على امتي لامرتهم ان يوخروا العشاء الى ثلث الليل او نصفه .

مشقت امت کا اندیشہ نہ ہو تو میں ان پر فرض کر دوں کہ عشا میں تہائی یا آدھی رات تک تاخیر کریں۔

احمد و ابن ماجہ اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

گھوڑے اور غلاموں کی زکوٰۃ

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد عفوت عن الخيل و الرقيق فها تو اصدقہ الرقة من كل اربعين درهما درهم .

گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تو میں نے معاف فرمادی روپوں کی زکوٰۃ دوہر چالیس درہم میں سے ایک درہم، احمد و ابو داؤد اور ترمذی نے امیر المؤمنین الرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح یہ حدیث روایت کی۔

سواری کے گھوڑوں خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔ ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف و رحیم کے ہاتھ میں ہے بحکم رب العالمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

زنا کی حرمت ابدی ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا

ما تقولون فی الزنا زنا کو کیسا سمجھتے ہو قالوا حرام حرمہ اللہ و رسولہ فہو حرام الی
یوم القیامۃ .

عرض کی حرام ہے اسے اللہ اور رسول نے حرام کر دیا تو وہ قیامت تک حرام ہے۔

احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے اوسط و کبیر میں حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو

روایت کیا۔

یتیم و عورت کی حق تلفی

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی احرم علیکم حق الضعیفین الیتیم و المرأۃ .

میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔

حاکم نے بر شرط مسلم اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے اس کو روایت کیا۔

شراب و مردار وغیرہ کی بیع

صحیحین میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح مکہ معظمہ میں رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا

ان الله ورسوله حرم بيع الخمر و المیتة و الخنزیر و الأصنام.
بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا شراب اور مردار اور سوراہتوں کا بیچنا۔

منشیات کی حرمت

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تشرب مسکرا فانی حرمت کل مسکر.
نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر شے میں نے حرام کر دی ہے۔
نسائی نے بسند حسن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

رسول کے حرام کردہ کی حیثیت

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث، دیکھو کوئی پیٹ بھر اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لیے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو۔

وان ما حرم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثا ما حرم اللہ
جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا۔ جل جلالہ و
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

احمد و دارمی و ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے اسے مقدم بن محمد کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
بسند حسن روایت کیا۔

یہاں صراحۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام کیا اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر و یکساں ہیں۔ اقول، مراد اللہ اعلم، نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد علماء کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول کے فرض سے اشد و اقویٰ ہے۔

حضور شارع ہیں

جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اپنے چند اہل قبیلہ کے باریاب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے قصیدہ عرض کیا، ازاں جملہ یہ اشعار ہیں :

الایار رسول اللہ انت مصدق

فبورکت مہدیہ و بورکت ہادیہ

شرعت لنا دین الحنیفۃ بعدما

عبدنا کما مثال الحمیر طواغیا

یا رسول اللہ حضور تصدیق لیے گئے ہیں حضور اللہ عزوجل سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لیے دین اسلام کے شارع ہوئے بعد اس کے کہ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔

ابن مندہ نے اسے بطریق عمار بن عبد الجبار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یہاں صراحۃً تشریح کی نسبت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے، ولہذا قدیم سے عرف علمائے کرام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں قد اشتهر اطلاقہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم لانہ شرع الدین و الاحکام.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لیے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی اور خود قرآن عظیم نے ارشاد فرمایا ما اتاکم الرسول فخذوه و ما نہکم عنہ فانتھوا۔

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو۔

قصیدہ بردہ شریف میں ہے

نبینا الأمر النہی فلا حد

ابر فی قول لامنہ و لانعم

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب امر و نبی تو ان سے زیادہ ہاں اور نا کے فرمانے میں کوئی

سچا نہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض اس شعر کی شرح میں فرماتے ہیں

معنی نبینا الأمر الخ انه لا حاکم سواہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فهو حاکم

غیر محکوم الخ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب امر و نبی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا

عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکرہ فی فصل جو دہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم (منیۃ اللیب ان التشریح بید الجیب۔ الامن والعلی)

زمین اور امتوں کے مالک

تحفہ میں زبور شریف سے منقول، یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک من اجل

ذلك ابارك عليك فتقند السيف فان بهاءك و حمدك الغالب (إلى قوله) الامة
يخرون تحتك كتاب حق جاء الله به من اليمن و التقديس من جبل فاران و امتلاء
الارض من تحميد احمد و تقديسه و ملك الارض و رقاب الأمم .

اے احمد رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر میں اس لیے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار جمائل کر
تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ برکت و
پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے بھرگنی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے احمد مالک ہو ساری زمین اور
تمام امتوں کی گردنوں کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عبد ما بلب شیریں دہناں بست خدائے
بابہ بندۂ و این قوم خداوندانند



میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

ولہذا حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی بہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل
قاضی عیاض شفا شریف پھر امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل و تذکیر پھر علامہ شہاب الدین خفاجی
مصری نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں

من لم یرو لایة الرسول علیہ فی جمیع احوالہ و لم یرو نفسہ فی ملکہ لا یدوق
حلاوة سنتہ .

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی ملک نہ جانے وہ سنت

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

سورۃ یسین کی تلاوت

ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں روایت کی حدثنا ابن ابی عاصم ثنا عمر بن حفص الوصائی ثنا سعید بن موسیٰ ثنا رباح بن زید عن معمر عن الزہری عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی فرضت علی امتی قراۃ یسن کل لیلة فمن داوم علی قراتها کل لیلة ثم مات مات شهیدا۔

یعنی اس سند سے آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی امت پر یس شریف کی ہر رات تلاوت فرض کی جو ہمیشہ ہر شب اسے پڑھے پھر مرے شہید مرے۔

ابن جمیل کو اللہ ورسول نے غنی کر دیا

بخاری شریف میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ما ینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرا فاغناه اللہ ورسولہ .

ابن جمیل کو کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اسے غنی کر دیا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اللہ ورسول کے مال

دنیا کی ظاہری زینت و حلاوت اور مال حلال کما کر اچھی جگہ خرچ کرنے کی خوبی اور حرام کما کر بری جگہ اٹھانے کی برائی بیان فرما کر ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

و رب متخوض فيما شاءت نفسه من مال الله و رسوله ليس له يوم القيامة الا

النار.

اور بہت اللہ اور رسول کے مال سے اپنے نفس کی خواہشوں میں ڈوبنے والے ہیں جن کے لیے قیامت میں نہیں مگر آگ۔ احمد و ترمذی نے اسے خولہ بنت قیس سے اور بیہقی نے شعبت الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

جان و مال کے مالک

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما نفعتی مال قط ما نفعتی مال ابی بکر مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے دیا۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے اور عرض کی ہل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ میری جان و مال کا مالک حضور کے سوا کون ہے یا رسول اللہ۔

احمد نے سند صحیح اسے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

آیت کریمہ قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فی القربی کے اسباب نزول میں مروی انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور عاجزی کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل کھڑے ہوئے اور عرض کی اموالنا و ما فی ایدینا لله و رسوله

ہمارے مال اور ہمارے ہاتھوں میں جو کچھ ہے سب اللہ و رسول کا ہے۔ ابن جریر و ابن ابی حاتم و مردویہ عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روز حنین زمان و صبیان بنی ہوازن کو اسیر فرمایا اور

اموال و غلام و کنیز مجاہدین پر تقسیم فرمادیے اب سرداران قبیلہ اپنے اہل و عیال و اموال حضور سے مانگے اور حاضر ہوئے زہیر بن صرد جشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

امن علينا رسول الله في كرم
امن على بيضة قد عاقهما قدر
فانك المرء ترجوه و تدخر
مشتت شملها في دهرها غير
على قلوبهم الغماء و الغمر
ابقت لنا الدهر هنا فاعلى حزن
يا ارجح الناس حلما حين يختبر
ان لم تدار كهيم نعماء تنشرها

یا رسول اللہ! ہم پر احسان فرمائیے اپنے کرم سے حضور وہ مرد کامل و جامع فواضل و محاسن و شامل ہیں جس سے ہم امید کریں اور جسے وقت مصیبت کے لیے ذخیرہ بنائیں احسان فرمائیے اس خاندان پر کہ تقدیر جس کے آڑے آئے اس کی جماعت تتر بتر ہو گئی اس کے وقت کی حالتیں بدل گئیں یہ بدحالیاں ہمیشہ کے لیے ہم میں غم کے وہ مرثیہ خواں باقی رہیں گی جن کے دلوں پر رنج و غیظ مستولی ہوگا اور حضور کی نعمتیں جنہیں حضور نے عام فرمادیا ہے ان کی مدد کو نہ پہنچیں تو ان کا کہیں ٹھکانہ نہیں اے آزمائش کے وقت تمام جہان سے زیادہ عقل والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قال سمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هذا الشعر قال ما كان لي و لعبد
المطلب فهو لكم و قالت قريش ما كان لنا فهو لله و لرسوله و قالت الانصار ما كان لنا
فهو لله و رسوله .

یہ اشعار سن کر سید ارحم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آیا وہ میں نے تمہیں بخش دیا قریش نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ انصار نے عرض کی جو کچھ ہمارا ہے وہ سب اللہ کا ہے اور اللہ کے رسول کا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی نے اسے معجم صغیر میں روایت کیا ہے۔

اللہ ورسول کا فضل بڑا ہے

جب جعرانہ کے اموال غنیمت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قریش و دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شی نہ پائی انھیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم پر اب وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی شاید اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں بمقتضائے سنت عشاق کہ دوسروں پر لطف محبوب زائد دیکھ کر رنجیدہ و کبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض شکایات آئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سنا خاطر انور پر ناگوار گزرا انھیں جمع کر کے ارشاد فرمایا

الم اجد کم ضللاً فہداکم اللہ الم اجد کم عالة فاغناکم اللہ .

کیا میں نے تمہیں نہ پایا گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں راہ دکھائی میں نے تمہیں نہ پایا محتاج پس اللہ عزوجل نے تمہیں تو نگری دی۔

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد میں یوں ہے یا معشر الانصار الم اجد کم ضللاً

فہداکم اللہ بی و کنتم متفرقین فالفکم اللہ بی و کنتم عالة فاغناکم اللہ بی .

اے گروہ انصار کیا میں نے نہ پایا تمہیں گمراہ پس اللہ عزوجل نے تمہیں میرے ذریعے سے ہدایت کی اور تمہارے آپس میں پھوٹ تھی اللہ تعالیٰ نے میرے وسیلہ سے تم میں موافقت کر دی اور تم محتاج تھے اللہ عزوجل نے میرے واسطے سے تمہیں تو نگری بخشی۔

انصار کرام ہر کلمے پر عرض کرتے جاتے تھے نعوذ باللہ من غضب اللہ و من غضب

رسولہ .

ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور اللہ کے غضب اور رسول اللہ کے غضب سے۔ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الا تجیبون جواب کیوں نہیں دیتے انصار نے عرض کی اللہ ورسولہ امن و افضل اللہ اور رسول کا احسان زائد ہے اللہ اور رسول کا فضل بڑا ہے، حضور نے فرمایا تم جواب چاہو تو جواب دے سکتے ہو، انصار کرام روئے اور بار بار عرض کرنے لگے اللہ ورسولہ امن و افضل اللہ اور رسول کا احسان زائد ہے اللہ اور رسول کا فضل بڑا ہے۔

اسے احمد نے انس سے اور عبد بن حمید و ضیاء اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اللہ ورسول زمین کے مالک ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موتان الارض لله ورسوله .

جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے۔

یہ حدیث بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موصولاً روایت کی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عادى الارض من الله ورسوله .

قدیم زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔ بیہقی نے طاؤس سے اس کو مرسل روایت کیا۔

اقول: بن جنگل پہاڑوں اور شہروں کی افتادہ زمینوں کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ ان پر ظاہری

ملک بھی کسی کی نہیں یہ ہر طرح خالص ملک خدا ورسول ہیں۔ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔ ورنہ محلوں

احاطوں، گھروں مکانوں کی زمینیں بھی سب اللہ ورسول کی ملک ہیں اگرچہ ظاہری نام من و تو کا لگا ہوا ہے۔

تو یہ تخصیص مکانی ایسی ہے جیسے آریہ کریمہ و الامر یومئذ للہ میں تخصیص زمانی کہ حکم اس دن اللہ کے لیے ہے حالاں کہ ہمیشہ اللہ ہی کا حکم ہے مگر وہ دن روز ظہور حقیقت و انقطاع ادعا ہے۔ لاجرم صحیح بخاری شریف کی حدیث نے ساری زمین بلا تخصیص اللہ و رسول کی ملک بتائی۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلمو ان الارض لله و لرسوله .

جان لو کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بخاری کتاب الجہاد، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے۔

حضور آدمیوں کے مالک ہیں

اشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامح قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی۔

یا مالک الناس و دیان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔ اسے امام احمد نے روایت کیا اس کی سند کافی طویل ہے۔

یہ حدیث جلیل ائمہ کبار نے باسانید متعدد روایت کی اور طریق اخیر میں یہ لفظ ہے کہ اشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پناہ لی اور عرض کی اے مالک آدمیاں و اے جزا و سزا دہ عرب۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وبارک وسلم۔

عامر بن اکوع کے اشعار

غزوہ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز پڑھتے چلے۔

النہم لو لا انت ما اہتدینا
فاغفر فداء لك ابقینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
والقیین سکینة علینا
و ثبت الاقدام ان لا قینا
و نحن عن فضلک ما استغینا

خدا گواہ ہے یا رسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجیے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور سکینے اتاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد و غیرہ میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق عدیدہ ہے اور پچھا مصرع زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے۔ امام احمد نے اسے بطریق ایاس بن سلمہ عن ابیہ سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ہم حدیث صحیح بخاری مع شرح امام قسطلانی مسمی بہ ارشاد الساری کے الفاظ کریمہ مختصر اذکر کریں

(عن یزید بن ابی عبید عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی خیبر فسرنا لیلا فقال رجل من القوم) هو اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (لعامر یا عامر الا تسمعنا من ہنیہاتک)

و عند ابن اسحق من حدیث نصر بن دھرن الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول فی مسیرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انزل یا ابن الاکوع فخذ لنا من ہنیأتک ففیہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والذی امرہ بذلک افکان عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجلا شاعرا فنزل یحدوا بالقوم یقول :

اللہم لولا انت ما اہتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا

(فاغفر فذالک) المخاطب بذلک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای اغفر لنا تقصیرنا فی حقک و نصرک اذلا یتصور ان یقال مثل هذا الکلام للباری تعالیٰ و قوله اللہم لم یقصد بہا الدعا و انما افتح بہا الکلام (ما ابقینا) ای ما خلفنا و رعنا من الاثام (و القین) او سل ربک ان یلقین (سکینة علینا و ثبت الاقدام) ای و ان یثبت الاقدام (لا قینا) العدو (فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاکوع قال یرحمہ اللہ) و عند احمد من روایة ایاس بن سلمة فقال غفر لک ربک قال و ما استغفر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانسان یخصه الا استشهد قال رجل من القوم هو عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کما فی مسلم (و جبت) له الشهادة بدعانک له (یا نبی اللہ لولا امتعتنا بہ) ابقیتہ لنا لنتمتع بہ .

یعنی یزید بن عبید سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب اقدس خیبر کو چلے رات کا سفر تھا حاضرین سے ایک صاحب حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے عامر ہمیں کچھ اشعار اپنے نہیں سنا تے۔

اور ابن اسحاق نے نصر بن دھر اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا کہ میں نے سفر خیبر میں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عامر بن اکوع سے فرماتے سنا اے ابن اکوع اتر کر کچھ اپنے اشعار ہمارے لیے شروع کرو، اس روایت سے معلوم ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں اس امر کا امر فرمایا، عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاعر تھے اترے اور قوم کے سامنے یوں حدی خوانی کرتے چلے کہ یارب اگر حضور نہ ہوتے ہم راوندہ پاتے، نہ زکوٰۃ و نماز بجالاتے، ہم حضور پر بلاگرداں ہوں ہمارے جو گناہ باقی رہے ہیں بخش دیجیے، ان اشعار میں مخاطب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، یعنی حضور کے حقوق، حضور کی مدد میں جو قصور ہم سے ہوئے حضور معاف فرمادیں، حضور کے لیے خطاب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل سے ایسا خطاب کرنا معقول نہیں (ائمہ فرماتے ہیں کہ کسی پر خدا ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اس پر اگر کوئی بلا یا تکلیف آتی ہو تو وہ اپنے اوپر لی جائے اس کی محافظت میں اپنی جان دے دی جائے تو اللہ عزوجل کو اس کلام کا مخاطب کیوں کر بنا سکتے ہیں) رہا یہ کہ ابتداء میں اللہم ہے اس سے مقصود حضرت عزت جل جلالہ کو پکارنا نہیں (کہ یہ اللہ عزوجل سے عرض قرار پائے) بلکہ اس کے نام سے ابتداء کلام ہے اور حضور ہم پر سیکندہ اتاریں مقابلہ دشمن کے وقت اور ہمیں ثابت قدم رکھیں یعنی اپنے رب جل و علا سے ان مراعات کی دعا فرمادیں، یہ اشعار سن کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون اونٹوں کو رواں کرتا ہے صحابہ نے عرض کی عامر بن اکوع حضور نے فرمایا اللہ اس پر رحمت کرے۔

اور مسند احمد (صحیح مسلم) میں بروایت ایاس بن سلمہ (اپنے والد ماجد سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے اور حضور (ایسی جگہ) جب کسی خاص شخص کا نام لے کر دعائے مغفرت فرماتے تھے وہ شہید ہو جاتا تھا (لہذا) حاضرین میں سے ایک صاحب یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کہ صحیح مسلم میں تصریح ہے عرض کی یا رسول اللہ حضور کی دعا سے عامر کے لیے شہادت واجب ہوگئی حضور نے ہمیں ان سے نفع کیوں نہ لینے دیا یعنی حضور انھیں ابھی زندہ رکھتے کہ ہم ان سے بہرہ مند ہوتے۔

اسی میں ہے فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجبت و اللہ یا رسول اللہ لو امتعتنا به فقتل یوم خیبر شہیدا۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی خدا کی قسم شہادت واجب ہوگئی یا رسول اللہ کاش حضور ہمیں ان کی زندگی سے بہرہ یاب رکھتے وہ روز خیبر شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امت کے مال

یمن کی ایک بی بی اور ان کی بیٹی بارگاہ بیکس پناہ محبوب الہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں دختر کے ہاتھ میں بھاری بھاری کنگن سونے کے تھے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تعطین زکوٰۃ هذا

اس کی زکوٰۃ دے گی عرض کی نہ فرمایا ایسرک ان یسرک اللہ بہما یوم القیامة سوارین من نار۔

کیا تجھے یہ بھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بدلے تجھے آگ کے دو کنگن پہنائے،

ان بی بی نے فوراً وہ کنگن اتار کر ڈال دیے اور عرض کی ہما للہ و رسولہ

یا رسول اللہ یہ دونوں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے ہیں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ احمد و ابوداؤد و نسائی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث ایسی سند سے روایت کی جس میں کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔

جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی

یا رسول اللہ انی اہجر دار قومی التي اصبت بها الذنب و انخلع من مالی صدقة الی اللہ و الی رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

یا رسول اللہ میں اپنی قوم کا مخالف جس میں مجھ سے خطا سرزد ہوئی چھوڑتا ہوں اور اپنے مال سے اللہ و رسول کے نام پر تصدق کر کے باہر آتا ہوں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولبابہ تہائی مال کافی ہے انھوں نے ثلث مال اللہ و رسول کے لیے صدقہ کر دیا، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے بروایت شہاب زہری حسین بن سائب بن ابی لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فاروق اعظم کا فرمان

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکنت عبده و خادمه .

میں حضور پر نور آقا و مولائے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا پس میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اقول۔ یہ حدیث ابو حذیفہ نے فتوح الشام اور حسین بن بشران نے اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی ابو احمد دہقان نے حرز حدیثی ابن عساکر نے تاریخ، لاکائی نے کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کی شدت و جلال سے عجب ہیبت

چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو۔ لوگ بولے کہ صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انہیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے، اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں نے اپنی مجالس چھوڑ دیں، جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لیے پکار دیں لوگ حاضر ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے صدیق کے قدموں کی جگہ بیٹھوں، جب سب جمع ہو لیے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد و ثنائے الہی و درود و رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہا

ایہا الناس انی قد علمت انکم کنتم تونسون منی شدة و غلظة و ذلک انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کنت عبده و خادمه .

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا، حضور کی نرمی و رحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عز و جل نے خود اپنے اسماء کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے۔ روف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے، اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی و رحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے فکنت خادمه و عونہ میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا، اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ لاتا ان کا تیغ عبریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے، میں اسی حال پر یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔

اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمہارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دو گنی ہو گئی درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم و تعدی کریں اور دینداروں کے لیے تو میں خود ان کے

آپس سے بھی زیادہ نرم و مہربان ہوں جسے ظلم و زیادتی کرتے پاؤں گا اسے نہ چھوڑوں گا اس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کر لے۔

سعید بن مسیب و ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے فرمایا فوفی عمر واللہ بما قال و کان ابا

العیال

خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا وہ رعیت کے لیے مہربان باپ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 دیکھو امیر المومنین فاروق اعظم اشد الناس فی امر اللہ بر ملا بر سر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہے ہیں اور مجمع عام صحابہ سنتارہا اور برقرار رکھتا ہے۔

فاروقی اعتراف

ایک دن امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شہزادہ گلگلوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بر سر منبر گود میں لے کر فرمایا

هل انبت الشعر علی رؤسنا الا ابوک .

ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں یعنی جو کچھ عزت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن سعد نے طبقات میں اسے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

رسول رزق دیتے ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من استعملناہ علی عمل فرزقناہ رزقا . الحدیث .

جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا۔

ابوداؤد و حاکم نے بسند صحیح حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

حضور کے بغیر کوئی نعمت نہیں ملتی

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزائن السر و موضع نفوذ امر فلا ینفذ المر الا منه و لا ینقل خیر الا عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الابابی من کان ملکاً و سیداً

و آدم بین الماء و الطین واقف

اذا رام امراً لا یكون خلافه

و لیس لذلك الامر فی الکنون صارف

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خبردار ہو میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ و السلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا تمام جہان میں کوئی ان کا حکم پھیرنے والا نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اقول: اور ہاں کیوں کر کوئی ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا لا راد لقضائہ و لا معقب لحکمہ یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

—

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

ربیعہ کو جنت کا مشورہ

صحیح مسلم و سنن ابوداؤد و سنن ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے ہے

قال كنت ابيت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاتيته بوضوئه و
جاجته فقال لي سل (و لفظ الطبرانی فقال يوما يا ربیعة سلنی فاعطيتك رجعنا الی
لفظ سلم) قال فقلت اسئلك مرافقتك فی الجنة فقال او غير ذلك قلت هو ذاك
قال فاعنی علی نفسك بكثرة السجود.

میں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے
لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا
مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی
رفاقت عطا فرمائیں فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ کہ حیف باشد از و غیر او
تمنائے

سائل ہوں تیرا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھ کو

(الامن والعلی، برکات الامداد)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں

حضور کے اختیار میں ہیں، جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں :

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرچہ خواہد و کرا خواہد باذن پروردگار خود ہد۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ربیعہ سے فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اور کسی خاص مقصود کی نہ فرمانا بتا رہا ہے کہ سوال مطلق ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست ہمت و کرامت میں رکھ دیا گیا ہے کہ حضور جو چاہیں جسے چاہیں اپنے رب عزوجل کے حکم سے عطا فرماتے ہیں۔ (مولف)

حضرت شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ نعتیہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کرتے ہیں :

اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری

بدرگاہش بیا و ہرچہ خواہی تمنا کن

سیدی امام اجل محمد بوسیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں :

فان من جودک الدنیا و ضررتھا

و من علومک علم اللوح و القلم

یا رسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوان جو دو کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم جن میں ماکان و ما یکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق۔

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

اعرابی کا سوال

طبرانی معجم اوسط اور خرائطی مکارم الاخلاق میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے کسی چیز کو لا یعنی نہ نہ فرماتے۔

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے پھر سوال کیا سکوت فرمایا پھر سوال کیا اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا سل ما شئت یا اعرابی۔

اے اعرابی جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں فغبطناہ فقلنا الان یسأل الجنة۔

یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہم کو اس اعرابی پر رشک آیا ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا، اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا ایک اونٹ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ عرض کی حضور سے زادراہ مانگتا ہوں فرمایا عطا ہوا۔ ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔

ایک پیرزن کو جنت میں موسیٰ کی رفاقت

یہ عالم سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک پیرزن کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو دریا اترنے کا حکم ہوا کنار دریا تک پہنچے سواری کے جانوروں کے منہ اللہ عزوجل نے پھیر دیے کہ خود بخود واپس پلٹ آئے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الہی یہ کیا حال ہے ارشاد ہوا تم قبر یوسف کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن کو معلوم ہو اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر معلوم ہے کہا ہاں، فرمایا تو مجھے بتادے عرض کی لا واللہ حتی تعطينی ما اسئلك .

خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں فرمایا ذلک لک۔ تیری عرض قبول ہے قالت فانی اسئلك ان اکون معک فی الدرجة التی تكون فیہا فی الجنة .

پیرزن نے عرض کی تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس میں آپ ہوں گے قال سلی الجنة موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جنت مانگ لے یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر قالت لا واللہ الا ان اکون معک پیرزن نے کہا خدا کی قسم

میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں

فجعل موسیٰ یرددھا فاوحی اللہ ان اعطاھا ذلک فانہ لن ینقصک شیئا

فاعطاھا.

موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کر دو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں، موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے جنت میں اسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر بتادی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا تہمبور فرمائے۔

اقول:

اولاً: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ جو جی میں آئے مانگ لے۔ حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا یہاں صراحتاً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثانیاً: یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد اکرام ہمیں نصیب ہوتا، حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔

معلوم ہوا کہ بھم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزانہ رحمت دنیا و آخرت کی بر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں۔

ثالثاً: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے

اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا مانگ بیٹھا، پیرزن اسرائیلیہ کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرمادیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ایک سائل اور زمانہ موسیٰ کی پیرزن

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوا زن کی غنیمتیں حنین میں تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور نے مجھ سے کچھ وعدہ فرمایا تھا ارشاد ہوا

صدقۃ فاحتکم ما شئت .

تو نے سچ کہا اچھا جو جی میں آئے حکم لگا دے۔ عرض کی اسی دنے اور ان کا چرانے والا غلام عطا ہو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تجھے عطا ہوا اور تو نے بہت تھوڑی چیز مانگی

و لصاحبة موسیٰ الی دلته علی عظام یوسف کانت احلم منک حین حکمها
موسیٰ فقالت حکمی ان تردنی شابة و ادخل معک الجنة .

اور بیشک صاحبہ موسیٰ جس نے انھیں یوسف علیہا الصلاۃ والسلام کا تابوت بتایا تھا تجھ سے زیادہ دانش مند تھی جب کہ اسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اختیار دیا تھا کہ جو چاہے مانگ لے اس نے کہا میں قطعی طور پر یہی مانگتی ہوں کہ آپ میری جوانی واپس فرمادیں اور میں آپ کے ساتھ جنت میں جاؤں۔

یوں ہی ہوا کہ وہ ضعیفہ فوراً نو جوان ہو گئی اس کا حسن و جمال واپس آیا اور جنت میں بھی معیت کا وعدہ کلیم کریم نے عطا فرمایا۔ ابن حبان اور حاکم نے مستدرک میں کچھ اختلاف کے ساتھ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی، حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے یہاں جوانی بھی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے پھیر دی۔

حضور جنت کے ضامن ہیں

حضور مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا لک الجنة

علی یا طلحة غدا.

کل تمھارے لیے جنت میرے ذمہ پر ہے اے طلحہ۔ ابو نعیم نے فضائل الصحابة میں امیر المؤمنین

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں

من یضمن لی ما بین لحييه و ما بین رجلیه اضمن له الجنة .

جو میرے لیے اپنی زبان و شرمگاہ کا ضامن ہو جائے (کہ اس سے میری نافرمانی نہ کرے) میں

اس لیے جنت کا ضامن ہوں۔

حضور حاجت روا ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بکر یوم السبت فی طلب حاجة فانا ضامن

بقضاءها .

جو شنبے کے دن تڑکے کسی حاجت کی تلاش کو جائے میں اس کی حاجت روائی کا ذمہ دار ہوں، ابو

نعیم نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

اس بحث کے اختتام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

الحمد لله اهل حق کے نزدیک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفاذ تصرف کی دونوں ذمہیں حاصل،

حقیقت عطا یہ لیتے تو وہ نہ، مالک جنان بلکہ مالک جہاں ہیں اور ذاتیہ لیتے تو مالک حقیقی کے مازون مطلق و نائب کامل۔
(الاسن والعلیٰ لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء)

ایک چور کے لیے حضور کا فرمان

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا خواہ حقیقت پر حکم فرمائیں یا ظاہر پر، لیکن اکثر احکام ظاہر ہی پر فرماتے اور بعض دفعہ باطن پر بھی حکم فرمایا۔

ایک شخص حاضر لایا گیا جس نے چوری کی تھی فرمایا اقتلوہ اس کو قتل کرو، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے تو چوری کی ہے فرمایا فاقطعوہ اچھا ہاتھ کاٹا جائے، داہنا ہاتھ کاٹ لیا گیا، اس نے پھر چوری کی بایاں پیر کاٹ لیا اس نے پھر چوری کی بایاں ہاتھ کاٹ لیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور داہنا پیر کاٹ لیا گیا، پانچویں مرتبہ اس نے منہ میں کوئی شی چھپا کر رکھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا اقتلوہ یہ اسی کا نتیجہ تھا۔

خزانہ الہی کے مالک

علمائے کرام فرماتے ہیں ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانة السر و موضع نفوذ الامر جعل خزائن کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیہ يعطی من یشاء و یمنع من یشاء لا ینفذ امر الامنہ و لا ینقل خیر الا عنہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ سرا الہی اور جائے نفاذ حکم خدا ہیں رب العزت جلالہ نے اپنے کرم کے خزانے، اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے قبضے میں کر دیے، جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار

سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یہی معنی ہیں انما انا قاسم و اللہ يعطی جزایں نیست کہ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے۔

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا وہ نہ ہو تو باغ ہو سب فنا
وہ بے جان جان سے ہے بقا وہی بن ہے بن سے ہی بار ہے

(المملوٰظ حصہ چہارم)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے مالک کو نین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک و مختار ہونے کے سلسلے میں یہ اشعار نظم فرمائے ہیں :

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
آسماں خوان زمین خوان ، زمانہ مہمان
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے
تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا
محو و اثبات کے دفتر پہ ہے کڑوڑا تیرا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

مجبور ہیں ہم تو فکر کیا ہے
ہے ملک خدا پہ جس کا قبضہ
تم کو تو ہے اختیار آقا
میرا ہے وہ کام گار آقا

تکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

باعطا تم شاہ تم مختار تم
بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

ایک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیے ہیں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
باغ ٹھلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

لب زلال چشمہ کن میں گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

جانیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

ملک خاص کبریا ہو
مالک ہر ما سوا ہو
کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقل عالم سے ورا ہو

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

ان کی تملیک ملک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا
یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگین
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ان کا حکم جہاں میں نافذ
 قادر کل کے نائب اکبر
 ان کے ہاتھوں میں ہر کنجی ہے
 اناعطیناک الکوثر
 قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
 کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
 مالک کل کہلاتے یہ ہیں
 ساری کثرت پاتے یہ ہیں
 (حدائق بخشش)



قاسم نعمت

علیہ السلام
صلی اللہ

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ
مِثْلُ بَيْتِ قَاسِمِ نَعْمَتٍ هُوَ

(الحديث)

قاسم نعمت ﷺ

حضور اقدس سرور کو نبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعمت اللہ ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کے دستِ رحمت میں دونوں جہان کی نعمتیں رکھ دی ہیں حضور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے خزانہ کرم سے جسے چاہتے ہیں جتنا چاہتے ہیں قسمت والوں کو عطا فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خالقِ نعمت ہے اس نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مالکِ نعمت بنا دیا ہے۔ جو کچھ ملے گا وہ حضور کے دستِ فیض سے ملے گا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا و بخشش سے نعمتیں ملنے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

جو نعمت ملی وہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث حاصل ہوئی، بارگاہِ الہی کا لینا دینا سارا کار خانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے۔ تمام جہان اور اس کا قیام سب انھیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاک ما خلقت الدنیا یوں ہی بقا میں بھی ان کا محتاج ہے آج اگر ان کا قدم درمیان سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اللہ و رسول نے دولت دی

آیت : قال ربنا تبارک و تعالیٰ ما نقموا الا اغنهم و رسوله من فضله .

اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انھیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل

سے۔

اللہ فرماتا ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول نے دولت مند کر دیا اپنے فضل سے۔ اے اللہ کے رسول مجھے اور سب اہل سنت کو دین و دنیا کا دولت مند فرما اپنے فضل سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے قال صدق نور کا

آیت: و لو انهم رضوا ما اتاهم الله و رسوله و قالوا حسبنا الله سيوتنا الله من فضله و رسوله انا الى الله راغبون.

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیے پر اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول بیشک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔

یہاں رب العزت جل و علانے اپنے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دینے والا فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ اللہ و رسول سے امید لگی رکھو کہ اب ہمیں اپنے فضل سے دیتے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آیت: انعم الله عليه و انعمت عليه.

اللہ نے اسے نعمت بخشی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی۔

حضور نے اسامہ کو نعمت دی

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا واہن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں

فرمایا احب اہلی من قد انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت

دی۔

امام ترمذی نے اسے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاة میں فرماتے ہیں :

لم یکن احد من الصحابة الا و قد انعم اللہ علیہ و انعم علیہ رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الكتاب و هو قوله تعالیٰ و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ و هو زید لا خلاف فی ذلک و لا شک الخ.

یعنی صحابہ سب ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی کہ جب فرماتا تھا تو اس سے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک۔ اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری مگر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے اسے مرقاة میں افادہ کیا گیا ہے۔

اقول: نہ صرف صحابہ بلکہ تمام اہل اسلام اولین و آخرین ایسے ہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعمت دی، پاک کر دینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی کہ ویز کیہم یہ نبی انہیں پاک اور ستھرا کر دیتا ہے بلکہ لا واللہ تمام جہان میں کوئی شی ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو فرماتا ہے وما ارسلک الا رحمة للعالمین ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت

سارے جہان کے لیے۔ جب وہ تمام عالم کے لیے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہان پر ان کی نعمت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اہل کفر و اہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان۔

راست خواہی ہزار چشم چنان
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ

نعمت رزق

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من استعملنا علی عمل فرزقناہ رزقا الحدیث۔

جسے ہم نے کسی کام پر مقرر کیا پس ہم نے اسے رزق دیا، ابوداؤد و حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

حضور نے برکت دی

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل مدینہ سے ارشاد فرمایا:

اصبروا و ابشروا فانی قد بارکت علی صاعکم و مدکم۔

صبر کرو اور شاد ہو کہ بیشک میں نے تمہارے رزق کے پیانوں پر برکت کر دی ہے۔ احمد نے اپنی مسند میں اسے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامین والعلی)

دولت و نعمت

کوئی دولت، کوئی نعمت، کوئی عزت جو حقیقتہً نعمت و عزت و دولت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو۔ جو کچھ جسے عطا ہوا ہے یا عطا ہوگا دنیا

میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے، حضور کے طفیل میں ہے، حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انما انا قاسم و اللہ المعطى .

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۶)

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

دین و دنیا و جسم و جان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابد الابد تک ملے گی سب حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابد الابد تک ملے گی انما انا قاسم و اللہ المعطى .

دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بائیں ہمہ جو نعمت ہے اللہ عز و جل کے محض فضل و کرم سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ و واسطہ و قاسم ہر نعمت ہونا محض فضل و کرم الہی جل و علا ہے۔ فبما رحمة من اللہ لنت لہم .

اے محبوب اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ تم ان کے لیے نرم و رحیم و مہربان ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۶۰)

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں :

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں :

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانه السر و موضع نفوذ الامر فلا یفد امر الا

منہ و لا ینقل خیر الا عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خزانہ راز الہی و جائے نفاذ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (الاسن والعلی)

نعمت ایجاد و نعمت امداد

شرح سیدی عثمانوی میں ہے :

نعمتان ما خلا موجود عنیما نعمة الایجاد ، و نعمة الامداد ، هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الواسطة فیہما اذ لو لا سبقت وجودہ ما وجد موجود و لو لا وجود نوره فی ضمائر الکنون لتهدمت و دعائم الوجود فهو الذی وجد اولاً و له تبع الوجود و صار مرتبطاً به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود و نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیل اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔ (صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ)

ازل سے ابد تک کی نعمتیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

و ما ارسلناک إلا رحمة للعالمین .

اے محبوب ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل، تو لاجرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکار عالم مدار سے بہرہ مند و فیض یاب۔

اس لیے اولیائے کاملین و علمائے عالمین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک، ارض و سماء میں، اولی و آخرت میں، دنیا و دین میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہان پناہ سے بنی اور بنتی ہے اور ہمیشہ بڑے گی۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نصوص متواترہ و اولیائے کرام و ائمہ عظام و علمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی و دنیوی، ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی، انھیں کے ہاتھوں پر بنی اور بنتی ہے، یہ سرالوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

انا ابو القاسم اللہ يعطی و انا اقسام

میں ابوالقاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

ان کا رب عزوجل فرماتا ہے :

و ما ارسلناك الا رحمة للعالمين .

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (جزاء اللہ عدوہ با بقاءہ ختم النبوة)

دینی و دنیوی نعمتیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک موقع پر فرماتے ہیں :

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم و محسن و منعم تمام عالم ہیں، حضور کے احسانات کہ بے حد و غایات ہیں دو قسم ہیں۔

دینیہ : کہ اولین و آخرین حتی کہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین جس نے جو نعمت ایمان و دولت عرفان پائی حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ہاتھوں سے ملی، حضور ہی کی بدولت ہاتھ آئی، ولہذا تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا عہد لیا گیا۔ اور

دنیویہ : پھر یہ دو قسم ہیں :

اول عامہ باطنہ : کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم خلافت رب العالمین جل و علا جملہ نعمت ہائے البہیہ کے قاسم ہیں۔

خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

انما انا قاسم و اللہ المعطی .

بانٹنے والا میں ہوں اور دینے والا اللہ عزوجل۔

روز اول سے آج تک، آج سے روز قیامت تک، روز قیامت سے ابد الابد تک جو نعمت جسے ملی، یا ملتی ہے، یا ملے گی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس سے بنی اور بنتی ہے اور بٹے گی۔ جس طرح دین و ملت و اسلام و سنت و صلاح و عبادت و زہد و طہارت و علم و معرفت یہ سب نعمتہائے دینیہ ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں۔

یوں ہی مال و دولت، شفاء و صحت، عزت و رفعت، امارت و سلطنت، فرزند و عشرت یہ سب نعم و دنیویہ بھی انھیں کے دست اقدس سے ملی ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

اغناهم اللہ و رسولہ من فضلہ .

انھیں غنی کر دیا اللہ و رسول نے اپنے فضل سے۔

اور فرماتا ہے :

و لو انہم رضوا ما اتہم اللہ و رسولہ و قالوا حسبنا اللہ سیؤتنا اللہ من فضلہ و

رسولہ انا الی اللہ راغبون .

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اللہ و رسول کے دیے پر راضی ہوتے اور کہتے ہمیں خدا کافی ہے۔ اب دیتا

ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

دوم خاصہ ظاہرہ: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکمال رحمت و رافت ظاہر بشریت کی طرف

تنزل فرما کر اپنے غلاموں، کنیزوں سے حسب عرف و عادت باہمی معاملات فرماتے جیسے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خادم سرکار کی روٹی سرکار سے مقرر تھی۔ حالاں کہ واللہ تمام جہان کو روٹی سرکار ہی سے ملتی ہے اور گوں کو مانگے اور بے مانگے بیٹھا نعمتیں عطا فرمادیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی دو قسم کی نعمتیں ہرگز اس قسم سے نہیں جن کا کوئی بدلہ دے سکے، نعم دینیہ کا معاوضہ نہ ہو سکتا تو ظاہر اور نعم عامہ باطنہ دنیویہ، بحکم خلافت رب العزت ہیں۔ اللہ عزوجل کو کون عوض دے؟ ہاں قسم سوم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملات عرفیہ کے طور پر تھیں صالح عوض و مجازات ہیں۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعمت عطا فرمانے کے بارے میں یہ مدح سرائی کی ہے :

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

●
کچھ خبر بھی ہے فقیر و آج وہ دن ہے کہ وہ
نعمت خدا اپنے صدقے میں لٹاتے جائیں گے

●
آپ سلطان جہاں ہم بے نوا
یاد ہم کو وقت نعمت کیجیے

حاکم حکیم داد و دوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

بے مانگے دینے والے کی نعمت میں غرق ہیں
مانگے سے جو ملے کسے فہم اس قدر کی ہے

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تو
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

ایسوں کو نعمت کھلاؤ دودھ کے شربت پلاؤ
ایسوں کو ایسی غذا تم پہ کروڑوں درود

وہ عطا دے تم عطا لو

وہ وہی چاہے جو چاہو

بر تو او پاشد تو برما

تا ابد یہ سلسلہ ہو

اصل بر بود و بہبود تخم وجود
قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں صلوات

اس کی بخشش ان کا صدقہ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
ان کے نام کے صدقے جس سے جیتے ہم ہیں جلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں
(حدائق بخشش)



حضور ﷺ دافع البلاء ہیں

شافع روز جزا تم پہ کروں درود
دافع جملہ بلا تم پہ کروں درود

وما كان الله ليعذبهم ويؤتئذ فيهم

اور اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

(انفال، ۳۳)

حضور ﷺ دفع البلاء ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم .

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما گئے اور وہاں بعض مسلمان پیچھے رہ گئے تو اللہ رب العزت نے ان کی تسلی کے لیے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

و ما كان معذبهم و هم يستغفرون .

اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں، جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

یہ آیت کریمہ اس ارشاد باری تعالیٰ کی مثل ہے۔

لو تزيلوا لعذبنا الذين كفروا منهم عذابا اليما .

اگر وہ جدا ہو جاتے تو ضرور ہم ان میں کے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

اور یہ فرمان خداوندی بھی اسی قبیل سے ہے۔

و لولا رجال مومنون و نساء مومنات لم تعلموهم ان تطوهم فتصيبكم منهم

معرفة بغير علم .

اور اگر یہ نہ ہوتا کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں کہیں تم انہیں روند ڈالو تو

تمہیں ان کی طرف انجامانی میں کوئی مکروہ پہنچے۔

جب سارے مسلمان مکہ سے ہجرت کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

و ما لهم ان لا يعذبهم الله و هم يصدون عن المسجد الحرام و ما كانوا اولياء
ه ان اولياءه الا المتقون.

اور انھیں کیا ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں اور وہ اس کے
اہل نہیں اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں۔

یہ آیت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم عظمت و برکت کو ظاہر کر رہی ہے اور اس سے یہ امر
صاف واضح ہو رہا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کے وجود مسعود کو کفار کے لیے دافع عذاب بنایا تھا اور جب
آپ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائے تو باری تعالیٰ نے غلامان مصطفیٰ کی برکت سے کافروں پر عذاب نہ بھیجا
لیکن جب صحابہ کرام کا بھی مکہ مکرمہ میں وجود نہ رہا اور وہ سارے ہجرت فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ پر
عذاب نازل فرمایا اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا نیز تلوار کو ان کے درمیان فیصلہ کرنے والی مقرر کر کے
مسلمانوں کو ان کی زمینوں گھروں اور مال و متاع کا وارث بنا دیا۔

متعدد طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری
امت کے لیے مجھ پر دو آیتیں امان والی نازل فرمائی ہیں۔

(۱) و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم .

(۲) و ما كان الله معذبهم و هم يستغفرون .

جب میں امت سے پوشیدہ ہو جاؤں گا تو ان کے لیے استغفار چھوڑ جاؤں گا۔

اور ایسا ہی مژدہ جاں فزا اس آئیہ کریمہ نے سنایا ہے۔

و ما ارسلناك إلا رحمة للعالمين .

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے صحابہ کے لیے امان ہوں، بعض کا قول ہے کہ اختلاف اور فتنوں سے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امان اعظم ہیں، وصال کے بعد آپ کے نقوش قدم یعنی سنت رسول اصلاح عالم کی ضامن ہے۔ (مولف)

(شفا شریف مترجم جلد اول)

آیات قرآنیہ سے دافع البلاء ہونے کا ثبوت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دافع البلاء ہونے سے متعلق اسی مضمون کو امام احمد رضا بریلوی نے اس انداز میں پیش فرمایا ہے

آیت ۱: قال الله عز وجل ، و ما كان الله ليعذبهم و انت فيهم .

اللہ ان کافروں پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب تو ان میں تشریف فرما ہے۔

سبحان اللہ ہمارے حضور دافع البلاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کفار پر سے بھی سبب دفع بلا ہیں پھر مسلمانوں پر تو خاص رؤف و رحیم ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آیت ۲: و ما ارسلناك إلا رحمة للعالمين .

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ پر ظاہر کہ رحمت سبب دفع بلا و رحمت۔

آیت ۳: و لو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما .

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور معافی مانگیں ان کے لیے رسول تو بیشک اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ حضور پر نور عفو و غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سبب قبول توبہ و دفع بلائے عذاب ہے۔

آفتاب عالم و پناہ عالم

بد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کان من دلالة حمل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان كل دابة كانت لقریش نطقت تلك الليلة و قالت حمل رسول الله و رب الكعبة و هو امان الدنيا و سراج اهلها .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے تھا کہ قریش کے جتنے چوپائے تھے سب نے اس رات کلام کیا اور کہا رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے وہ تمام دنیا کی پناہ اور اہل عالم کے سورج ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور آگ سے بچاتے ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری تمھاری کہاوٹ ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی پنکھیاں اور جھینگراں میں گرنا شروع ہوئے وہ انھیں آگ سے ہٹا رہا ہے

و انا اخذ بحجزكم عن النار و انتم تفلنون من يدي ..

اور میں تمھاری کمریں پکڑے تمھیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو، احمد و مسلم نے جابر سے و احمد نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس منکم رجل الا وانا ممسک
لحجزته ان يقع فی النار۔

تم میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے۔
طبرانی نے کبیر میں سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم
میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا

الوانی ممسک بحجزکم ان تتها فتوافی النار کما یتهافت الفراش و
الذباب۔

سن لو اور میں تمہارے کمر بند پکڑے ہوں کہ کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو جیسے پروانے
اور کھیاں۔ اللہ اکبر اس سے زیادہ اور کیا دفع بلا ہوگا۔ احمد اور طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ
حدیث روایت کی۔

توریت میں وصف دفع البلاء

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
مرض کی

انسی لاجد صفتک فی کتاب اللہ یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و
نذیرا الی قولہ لن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملة العوجاء حتی یقولوا لا الہ الا اللہ و یفتح
بہ اعینا عمیا و اذا ناصما و قلوبا غلفا۔

بیشک میں حضور کی صفت تو ریت میں پاتا ہوں اے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اور اپنی امت کے تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوش خبری دیتا اور ڈرنا تا اللہ عزوجل اس نبی کو نہ اٹھائے گا یہاں تک کہ لوگ لا الہ الا اللہ کہہ دیں اور اس نبی کے ذریعہ سے اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں گے۔

طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں اور ابن عساکر نے محمد بن حمزہ سے نیز ابن عساکر نے بطریق زید بن اسلم عبد اللہ بن سلام سے اور دارمی و بیہقی نے بطریق عطاء بن یسار عبد اللہ بن سلام سے اس کو روایت کیا۔

حضرت شعیا کو حضور کی بشارت

اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی، انی باعث نبیا امیا الفتح به اذا ناصما و قلوبا غلغا و اعینا عمیا، الی ان قال، اهدی به من بعد الضلالة و اعلم به بعد الجهالة و ارفع به بعد الخمالة و اسمی به بعد النكرة و اکثر بعد القلة و اغنی به بعد العیلة و اجمع به بعد الفرقة و اولفه بین قلوب و اهواء متشتتة و امم مختلفة .

بیشک میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں جس کے ذریعے سے بہرے کان اور غلاف چڑھے دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اور اس کے سبب گمراہی کے بعد ہدایت دوں گا، اس کے ذریعے سے جہل کے بعد علم دوں گا، اس کے وسیلے سے گمنامی کے بعد بلند نامی دوں گا اس کے ذریعے سے ناشناسی کے بعد شناخت دوں گا اس کے واسطے سے کمی کے بعد کثرت دوں گا اس کے سبب محتاجی کے بعد غنی کر دوں گا اس کے وسیلے سے پھوٹ کے بعد یکدلی دوں گا اس کے وسیلے سے پریشان دلوں مختلف خواہشوں متفرق امتوں میں میل کر دوں گا، ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے اس کو روایت کیا۔

توریت و انجیل میں وصف دفع البلاء

آیت: الذین يتبعون الرسول الامى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة و الانجيل يامرهم بالمعروف و ينههم عن المنكر و يحل لهم الطيبات و يحرم عليهم الخبائث و يضع عنهم اصرهم و الاغلل التى كانت عليهم .

وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے بے پڑھے کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں وہ انھیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کے لیے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جان جہاں و جہاں جان اس جان جان و جان ایماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاک مبارک ہاتھوں پر قربان جس نے ہماری پیٹھوں سے بھاری بوجھ اتار لیے، ہماری گردنوں سے تکلیفوں کے طوق کاٹ دیے، اور دفع البلاء کے کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور کی دعا دلوں کا چین ہے

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ وسلامہ علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے آیت اتری

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم و تزكهم بها و صل عليهم ان صلواتك مسكن

لهم .

اے نبی لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں اور تم ستھرا کر دو انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں کہ تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے۔

دیکھو حضور دفع البلاء ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں گناہوں سے پاک کیا اور حضور نے بلائے گناہ ان کے سروں سے ٹائی اور جب حضور کی دعا ان کے دلوں کا چین ہو تو یہی دفع الم ہے صلی اللہ علی دفع البلاء والالم وعلی الہ وصحبہ وبارک وسلم۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بالذات دفع البلاء ہے اور انبیاء واولیاء علیہم الصلاۃ والسلام بعطائے خدا۔ (الامن والعلی)

حضور بلائیں دفع فرماتے ہیں

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دفع ہر بلاء ہیں، ان کی شان عظیم تو ارفع و اعلیٰ ہے ان کے غلام دفع بلا فرماتے ہیں

ابن عدی و ابن عساکر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انما سمیت احید لانی احید عن امتی نار جہنم .

میرا نام احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔

دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جس کے دفع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

بیہقی دلائل النبوة اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں راوی خفاف بن نعلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر

بارگاہ ہو کر عرض کی حتی وردت الی المدینة جاہدا کی اراک فتفرج الکربات .
 میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت اقدس سے مشرف ہوں، تو حضور میری سب
 مشکلیں کھول دیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔
 سخ المدح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی

لقد بعث الله النبي محمدا

بحق و برهان الهدى يكشف الكربا

حق کی قسم! اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل ہدایت کے ساتھ
 ایسا بھیجا کہ حضور دفع بلا فرماتے ہیں۔

عمر بن شیبہ بطریق عامر شعبی راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی :

انت الرسول الذی یرجى فواضله

عند القحوظ اذا ما اخطأ المطر

یا رسول اللہ حضور و رسول ہیں جن کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینو خطا کرے۔

ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے پر فرمایا

یا حمزة یا کاشف الکربات یا حمزة یا ذاب عن وجه رسول الله .

اے حمزہ اے دافع البلاء اے حمزہ اے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع

کرنے والے۔

کتب سابقہ میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے، ان کے دو نائب ہوں

کے ایک سن رسیدہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے جوان یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اما الفعی فمواضی غمرات و دفاع معضلات.

وہ جو جوان ہیں وہ سختیوں میں گھس پڑنے والے اور بڑے دفع البلاء اور بڑے مشکل کشا

ہو گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۸۰)

اشعار

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دفع البلاء ہیں وہ اپنی امت سے بلائیں دفع فرماتے ہیں
اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی نے جو اشعار نظم فرمائے وہ یہ ہیں :

دفع جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود	شافع روز جزا تم پہ کروڑوں درود
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود	نافع و دفع ہو تم شافع و رافع ہو تم
درد کو کرو دو دوا تم پہ کروڑوں درود	شانی و ثانی ہو تم کافی و وافی ہو تم

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دفع بلیایا تمہیں شافع خطایا

کوئی تم سا کون آیا؟

شافع	نافع	رافع	دافع	کیا	کیا	رحمت	لائے	یہ	ہیں
دافع	یعنی	حافظ	و	حامی	دفع	بلا	فرماتے	یہ	ہیں

(حدائق بخشش)



شہنشاہ کون و مکاں

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

فَزَلَّ سَبْرًا لِّعَلْمَيْنِ فَنَزَلَ رَسُوْلٌ رَّبِّ الْعَلْمَيْنِ بِعَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَةً لِّلْعَلْمَيْنِ۔

یہ تمام جہان کے سردار ہیں یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ انھیں تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔
(الحديث)

شہنشاہ کون و مکاں ﷺ

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب عزوجل کے نائب اکبر و خلیفہ اعظم ہیں اس سے اپنے محبوب کو کونین کی بادشاہت و سرداری عطا فرمائی ہے وہ شہنشاہ کون و مکاں ہیں۔

اس بحث میں امام احمد رضا قدس سرہ نے یہی ثابت فرمایا ہے کہ لفظ شہنشاہ کا اطلاق و استعمال جائز و درست ہے۔ اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی سے جو سوال ہوا اسے اور ان کے تحریر کردہ جواب ملاحظہ فرمائیں۔ امام احمد رضا قدس سرہ سے اس مصرع ”حاجیوں آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو“ کے بارے میں سوال ہوا جس لفظ میں ”شہنشاہ“ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے استعمال ہوا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں لفظ ”شہنشاہ“ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے جن دلائل و شواہد سے لفظ ”شہنشاہ“ کا حضور کے لیے استعمال جائز و مباح ہونا ثابت فرمایا اور جن سے عدم جواز کا پہلو نکلتا ہے انہیں اور ان کی وجہ ممانعت و اطلاق کو جس انداز سے بیان فرمایا ہے وہ بعینہ یہ ہے۔

شہنشاہ کا معنی

لفظ ”شہنشاہ“ اولاً بمعنی سلطان عظیم السلطنتہ محاورت میں شائع و ذائع ہے اور عرف و محاورہ کو افادہ مقاصد میں دخل تام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و أمر بالعرف۔

غیر نبی کے لیے شہنشاہ کا استعمال

خود ہمارے فقہائے کرام میں امام اجل علاء الدین ابوالعلاء لیشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ”شاہان شہ“ ملک الملوک تھا، ائمہ و علمائے مابعد جو ان کے فتوے نقل کرتے ہیں اسی لقب سے انہیں یاد

فرماتے ہیں اور وہ جناب فقہت مآب خود اپنے دستخط انھیں الفاظ سے کرتے۔

امام رکن الدین ابو بکر محمد بن ابی المفاخر بن عبد الرشید کرمانی جو اہر الفتاویٰ کتاب الاجارہ باب سادس میں فرماتے ہیں :

قال الامام القاضي ملك الملوك ابو العلاء الناصحي لما سئل عن اجرار ضامو قوفة مائة سنة هل يجوز.

امام قاضی شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی سے یہ استفتاء کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک موقوفہ زمین سال بھر کے لیے اجارہ میں دی تو کیا اس کا یہ فعل از روئے شرع جائز و درست ہے؟

افتی بطلان الاجارة معشر
و بذلك افتی المتدین حسبہ
من زمرة الفقهاء قطعاً لازماً
کیلا اکون بما احرز ظالماً
ملك الملوك ابو العلاء مجیبہ
لمعزدين الله يدعو دائماً

فقہاء کی ایک جماعت نے فتویٰ دیا کہ یہ اجارہ قطعی اور لازمی طور پر باطل ہے۔ میرا عدم جواز کا یہ فتویٰ دینا دین داروں کے لیے کافی ہے تاکہ میں اپنی جمع کردہ چیزوں کی وجہ سے ظالم نہ ہو جاؤں، شاہوں کے شاہ ابو العلاء اس کا مجیب ہے، دین الہی کے غلبہ کے لیے ہمیشہ دعا گو ہے۔

اسی کتاب القضاء میں ایک اور مسئلہ اس جناب نے بایں عنوان نقل فرمایا :

قال القاضي الامام ملك الملوك ابو العلاء الناصحي .

قاضی امام شاہوں کے شاہ ابو العلاء ناصحی نے کہا۔

پھر تیسرے مسئلے میں فرمایا

قال القاضي الامام ملك الملوك هذا لما عرض عليه محضر.
قاضي امام شاهوں کے شاہ نے یہ کہا جب کہ ان کے پاس دستاویز پیش کیا گیا۔
اس میں ان کا منظوم فتویٰ نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا۔

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
نظم الجواب منظما و مفصلا
شاهوں کے شاہ ابو العلاء نے اس جواب کو نظم ترتیب اور تفصیل سے بیان کیا ہے۔
پھر فرمایا: قال ملك الملوك .

اور ان کا چوتھا فتویٰ نقل کیا جس کے آخر میں فرمایا۔

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
نظم الجواب لكل من هو قد عرف
شہنشاہ وقت ابو العلاء نے اس جواب کو ہر جانکار شخص کے لیے مرتب کیا۔
پھر ان کا پانچواں فتویٰ نقل کیا جس کے دستخط یوں فرمائے ہیں:

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
نظم الجواب مينا لمناره
شہنشاہ وقت ابو العلاء نے اس جواب کو یوں مرتب کیا کہ اس کے ہر پہلو کو دواشکاف کر دیا۔
پھر ان کا چھٹا فتویٰ نقل کیا جس کے دستخط ہیں

شاهان شه ملك الملوك ابو العلاء
هادى امير المؤمنين لقد نظم

شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابو العلاء مسلمانوں کے امیر و رہبر نے اس جواب کو مرتب کیا۔

یوں ہی کتاب الوقف میں ان کے متعدد فتاویٰ نقل فرمائے ازاں جملہ ایک کام کا ختم یہ ہے۔

ملک الملوک ابو العلاء مجیبہ

لمعز دین اللہ لیشکر داعیا

شاہوں کے شاہ ابو العلاء اس کا مجیب ہے، جو دین الہی کے غلبہ کے لیے لشکر کے ساتھ دعا کرتا۔

ایک کے آخر میں ہے

شاہان شہ ملک الملوک ابو العلاء

نظم الجواب لمن تعفی بالہ

شہنشاہ ملک الملوک ابو العلاء نے یہ جواب اس شخص کے لیے مرتب کیا جو اللہ عز و جل کی پناہ کا

طالب ہے۔

یوں ہی صفحہ ۱۲ تا ۱۵ کتاب البیوع میں ان کے چار فتوے نقل فرمائے ہر ایک کی ابتداء انھیں

لفظوں سے کی۔

قال القاضي الامام ملک الملوک .

غرض کتاب مستطاب ان کے فتاویٰ صواب اور ان کے ان گرامی القاب سے مشحون ہے۔

علامہ خیر الدین ربلی استاذ صاحب درمختار رحمہما اللہ تعالیٰ نے فتاویٰ خیر یہ کتاب الا چارہ میں نوازل

سے نقل فرمایا۔

قال سنل ملک الملوک ابو العلاء فیمن اجر دارا موقوفة مائة سنة الخ .

شاہوں کے شاہ ابوالعلاء سے اس شخص کے بارے میں استفتاء کیا گیا جس نے ایک وقف کی ہوئی زمین کو سال بھر کے لیے اجرت میں دی تو کیا حکم ہے؟

اسی کتاب القضا باب خلل المحاضر والسجلات میں دوبارہ ساعی فرمایا۔

فحول المتأخرین افتوا بجواز قتله حتی قال ملک الملوک الناصحی رحمہ اللہ تعالیٰ .

متأخرین میں معتمد و مستند علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ ایسے شخص کو قتل کرنا جائز ہے حتیٰ کہ شاہوں کے شاہ ناصحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

پھر ان کا منظوم فتویٰ نقل فرمایا :

القتل مشروع علیہ و واجب
شاهان شہ ملک الملوک ابو العلاء
زجر الہ و القتل فیہ مقنع
نظم الجواب لكل من هو یبرع
ایسے شخص کو قتل کرنا مشروع بلکہ اس کے زجر و توبیخ کے لیے واجب ہے اور اس میں قتل عین عدل ہے۔ شاہوں کے شاہ ملک الملوک ابو العلاء نے ہر فضیلت و علم رکھنے والوں کے لیے اس جواب کو مرتب کیا۔

غیر نبی کو شہنشاہ کہنے پر مزید شہادتیں

حضرت عمدة العلماء والأتقیاء زبدة العرفاء والاولیاء مولوی معنوی سیدی محمد جلال الدین رومی بلخی قدس سرہ الشریف مثنوی شریف میں ایک بادشاہ کی حکایت میں فرماتے ہیں :

گفت شاہنشاہ جزاء ش کم کنید
و ر بجنگد نامش از خط بر زنید

بادشاہ نے کہا اس کی اجرت کم کر دی جائے اور اگر وہ آمادہ جنگ ہو تو روز نامچے سے اس کا نام نکال

دو۔

نیز ابتدائے مثنوی مبارک میں فرماتے ہیں :

تا سمرقند آمد آں دو امیر

پیش آں زرگر ز شاہنشہ بشیر

بادشاہ کے دونوں امیر (اپٹھی) شہر سمرقند آئے اور اس مرد زرگر کو بادشاہ کی جانب سے خوش خبری دی۔

وہیں فرماتے ہیں :

پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز

تا بسوزد بر سر شمع طراز

اس خوش نصیب مرد زرگر کو بادشاہ کے پاس لے آئے تاکہ اس شمع طراز معشوقہ پر اسے قربان

کردے۔

اسی میں فرمایا :

ہم ز انواع اوانی بے عدد

کانچناں در بزم شاہنشاہ سزد

اور بہت سے مختلف قسم کے برتن بھی بنا جو بادشاہوں کی بزم مسرت کی زیب و زینت بنیں۔

حضرت عارف باللہ داعی الی اللہ سیدی مصلح الدین سعدی شیرازی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جمال الانام مفخر الاسلام سعد بن الاتابک الاعظم شاہنشاہ المعظم مالک

رقاب الامم مولیٰ ملوک العرب و العجم۔

مخلوق کے جمال، اسلام کے لیے قابل فخر، سعد بن انا بک اعظم، قابل عظمت شہنشاہ، لوگوں کی گردنوں کے مالک، عرب و عجم کے بادشاہ کے مولیٰ و آقا۔

نیز فرماتے ہیں :

بارعیت صلح کن و ز جنگ خصم ایمن نشیں

زانکہ شاہنشاہ عادل را زعیت لشکر است

رعایا کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آ اور پھر دشمن کی جانب سے لڑائی سے بے خوف رہ، کیوں کہ

عادل بادشاہ کے لیے رعایا ہی لشکر ہے۔

نیز فرماتے ہیں :

شہنشاہ بر آشفست کاینک وزیر

تعلل میندیش و حجت مکیر

بادشاہ نے غصے سے کہا اے وزیر بہانہ مت بنا اور حجت مت لا۔

نیز فرماتے ہیں :

سر پر غرور از تحمل تہی

حرامش بود تاج شاہنشی

جو سر صبر و تحمل سے خالی اور کبر و نخوت سے پر ہو وہ بادشاہی کے تاج سے محروم ہوتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں :

دواں آمدش گلہ بانے ز پیش

شہنشاہ بر آورد تغلق ز کیش

بادشاہ کے پاس سامنے سے ایک چرواہا دوڑتا آیا بادشاہ نے اسی وقت تیر ترکش سے نکال لیا۔

محبوب محبوب الہی حضرت عارف باللہ سیدی خسرو قدس سرہ او آخر قرآن السعدین صفت تحت شاہی میں فرماتے ہیں :

کیست جز از وے کہ نہد پائے راست

پیش شکوہ کہ شہنشاہ راست

اس کے سوا کون ہے جو بادشاہ کی شان و شوکت کے سامنے سیدھا پاؤں رکھے۔

عارف باللہ امام العلماء حضرت مولانا نور الدین جاحی قدس سرہ السامی تحفۃ الاحرار میں فرماتے

ہیں۔

زد بچمان نوبت شاہنشی

کوکبہ فخر عبید الہی

حضرت عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستارہ افتخار نے دنیا میں اپنی شہنشاہی کا نقارہ بجا دیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین حافظ قدس سرہ فرماتے ہیں

خان بن خان شہنشاہ شہنشاہ نزا

آں کہ می زیبہ اگر جان جہانش خوانی

خان بن خان خاندانی شاہوں کے شاہ جسے جان جہاں کا خطاب زیب دیتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں :

ہم نسل شہنشاہ زمان است

ہم نقد خلیفہ زمین است

زمانہ کے بادشاہوں کا ہم رتبہ خلیفہ زمین کا ہم جنس ہے۔

حضرت مولانا نظام الدین نظامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں :

گز ارندہ شرح شاہنشی

چین داد پر سندہ را آگہی

احکام شاہی کی تفصیل سنانے والے نے سائل کو یوں آگاہ کیا۔

مخدوم قاضی شیخ شہاب الدین تفسیر بحر مناج میں فرماتے ہیں۔

سلطان السلاطین خداوند باعز و تمکین بادشاہ سلیمان فر... الخ۔

غیر نبی کے لیے لفظ شہنشاہ کے جواز و اطلاق کے ان دلائل کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا

بریلوی فرماتے ہیں :

غرض کلمات اکابر میں اس کے صد ہا نظائر ملیں گے ہمیں کیا لائق کہ ان تمام ائمہ و فقہاء و علماء و عرفاء

رحمہم اللہ تعالیٰ قدس سرہ اسرار ہم پر طعن کریں۔ وہ ہم سے ہر طرح اعرف و اعلم تھے۔ لہذا واجب کہ بتوفیق الہی

نظر فقہی سے کام لیں اور اس لفظ (شہنشاہ) کے منع و جواز میں مناظر کریں کہ مسئلہ قطعاً معقول المعنی ہے نہ کہ

محض تعبیری۔

شہنشاہ کہنے کا حکم

پھر لفظ شہنشاہ کا حکم واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

فاقول و بالله التوفیق ظاہر ہے کہ اصل منشاء منع اس لفظ کا استغراق حقیقی پر حمل ہے یعنی

موصوف کا استثناء تو عقلی ہے کہ خود اپنے نفس پر بادشاہ ہونا معقول نہیں۔ اس کے سوا جمیع ملوک پر سلطنت،

اور یہ معنی قطعاً مختص، بحضرت عزت عز جلالہ ہیں۔ اور اس معنی کے ارادے سے اگر غیر پر اطلاق ہو تو صراحتاً کفر ہے کہ اس کے استغراق حقیقی میں رب عزوجل بھی داخل ہوگا۔ یعنی معاذ اللہ موصوف کو اس پر بھی سلطنت ہے یہ ہر کفر سے بدتر کفر ہے۔ مگر حاشا نہ ہرگز کوئی مسلمان اس کا ارادہ کر سکتا ہے نہ زہار کلام مسلم میں یہ لفظ سن کر کسی کا اس طرف ذہن جاسکتا ہے۔ بلکہ قطعاً قطعاً عہد یا استغراق عرفی ہی مراد، اور وہی مفہوم و استفاد ہوتا ہے کہ قائل کا اسلام ہی اس ارادہ پر قرینہ قاطعہ ہے جیسا کہ علماء نے موحد کی انبت الربیع البقل (سوم ربیع نے سبزہ اگایا) کہنے میں تصریح فرمائی۔

اب رہا یہ کہ استغراق حقیقی اگرچہ نہ مراد نہ مفہوم، مگر مجرد احتمال ہی موجب منع ہے یہ قطعاً باطل ہے۔ یوں تو ہزاروں الفاظ کہ تمام عالم میں دائر و سائر ہیں، منع ہو جائیں گے۔

لفظ شہنشاہ کے ہم معنی الفاظ

پہلے خود اسی لفظ شہنشاہ کی وضع و ترکیب لیجیے، مثلاً قاضی القضاة، امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ، عالم العلماء، صدر الصدور، امیر الامراء، خاں خاناں، بگا بگ وغیرہا کہ علماء و مشائخ و عامہ سب میں رائج ہے۔ شیخ المشائخ سلطان الاولیاء، محبوب الہی، اور شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لقب ہے۔ جواہر الفتاویٰ، کتاب اصول الدین و کتاب اصول فقہ و کتاب الایمان و کتاب الغصب و کتاب الدعویٰ و کتاب الکراہیت وغیرہا سب کے باب سادس میں امام علماء الدین سمرقندی کو عالم العلماء فرمایا۔ امام اجل عبدالرحمن اوزاعی امام اہل الشام کہ امام اعظم ابوحنیفہ و امام مالک کے زمانے میں تھے اور تبع تابعین کے اعلیٰ طبقے میں ہیں، امام مالک کو عالم العلماء فرمایا کرتے۔ امام الائمہ امام محمد بن خزیمہ حافظ الحدیث کا لقب ہے۔ قاضی القضاة اسلامی سلطنتوں کا معروف عہدہ ہے عامہ کتب فقہ میں اس کا اطلاق موجود، اور ائمہ کی زبانوں پر شائع۔

امیر الامراء، خان خاناں، بگا بگ، عربی فارسی ترکی تین مختلف زبانوں کے لفظ ہیں اور معنی ایک یعنی سرور سروراء، سردار سرداراء، سیدالاسیاد، اور اگر امیر کو امر بمعنی حکم سے لیجیے تو امیر الامراء بمعنی احکم الحاکمین، شک نہیں کہ ان لفظوں کو عموم واستغراق حقیقی پر رکھیں تو قاضی القضاة و حاکم الحاکمین و عالم العلماء، و سیدالاسیاد قطعاً حضرت رب العزت عزوجل ہی کے لیے خاص ہیں۔ اور دوسرے پر ان کا اطلاق صحت کفر۔ بلکہ بنظر حقیقت اصل یہ صرف قاضی و حاکم و سید و عالم بھی اسی کے ساتھ خاص۔

و فد بنی عامر نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی انت سیدنا حضور ہمارے سید ہیں فرمایا السید اللہ سید تو خدا تعالیٰ ہی ہے۔ اسے احمد، ابوداؤد نے عبد اللہ بن الشخیر العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یوں ہی نہ ملک الملوک، بلکہ صرف ملک ہی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

له الملك و له الحمد .

اسی کے لیے ملک اور اسی کے لیے تعریف ہے۔

اور فرماتا ہے لمن الملك اليوم .

آج کس کی بادشاہی ہے۔

خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی حدیث، ملک الملوک کی تعلیل میں فرمایا۔

لا ملک الا اللہ .

بادشاہ کوئی نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے۔ اسے مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

متعدد الفاظ کی توضیح و اطلاق

اور امام الائمہ، شیخ الشیوخ، شیخ المشائخ اپنے استغراق حقیقی پر یقیناً حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خاص، اور دوسرے پر اطلاق قطعاً کفر، کہ اس کے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی داخل ہوں گے اور معنی یہ ٹھہریں گے کہ فلاں شخص معاذ اللہ حضور سید عالم امام العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بھی شیخ و امام ہے اور یہ صراحتاً کفر ہے۔ مگر حاشا ان تمام الفاظ میں نہ ہرگز یہ معنی قائلین کی مراد، نہ ان کے اطلاق سے مفہوم و مفاد، اور اس پر دلیل ظاہر و باہر یہ ہے کہ متکبر مغرور و جبار سلاطین کہ اپنے آپ کو مابدولت و اقبال اور اپنے بڑے عہدہ داروں امراء و وزراء کو بندہ حضور و فدوی خاص لکھتے ہیں۔ جن کے تکبر کی یہ حالت کہ اللہ و رسول کی توہین پر شاید چشم پوشی بھی کر جائیں مگر ہرگز اپنی ادنیٰ سی توہین پر درگزر نہ کریں گے۔ یہی جبار انھیں امراء کو قاضی القضاة و امیر الامراء و خان خانان و بگا بگ خطاب دیتے ہیں اور خود لکھتے اور اوروں سے لکھواتے اور لوگوں کو کہتے لکھتے دیکھتے، سنتے اور پسند و مقرر رکھتے ہیں۔ بلکہ جوان کے اس خطاب پر اعتراض کرے عتاب پائے۔ اگر ان میں استغراق حقیقی کا ادنیٰ ایہام بھی ہوتا جس سے متوہم ہوتا کہ یہ امراء خود ان سلاطین پر بھی حاکم و افسر و بالا و برتر و سردار و سرور ہیں۔ تو کیا امکان تھا کہ اسے ایک آن کے لیے بھی روار کھتے۔

تو ثابت ہو اعراف عام میں امثال الفاظ میں استغراق حقیقی ارادہ و افادہ ہر طرح قطعاً یقیناً متروک و مجبور ہے جس کی طرف اصلاً خیال بھی نہیں جاتا۔ بعینہ بدلتہ یہی حال شہنشاہ کا ہے۔ کیا بچے مجنون کے سوا کوئی گمان کر سکتا ہے کہ امام اجل ابو العلاء ناصحی، امام اجل ابو بکر کن الدین کرمانی، علامہ اجل خیر المملہ و الدین رطلی، عارف باللہ شیخ مصلح الدین، عارف باللہ حضرت امیر، عارف باللہ حضرت حافظ، عارف باللہ حضرت مولوی معنوی، حضرت مولانا نظامی، عارف باللہ حضرت مولانا جامی، فاضل جلیل مخدوم شہاب الدین وغیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم و قد است اسرار ہم کے کلام میں یہ ناپاک معنی مراد ہونا اور کنار، اسے سن کر کسی مسلمان کا وہم بھی اس طرف جاسکتا ہے تو بے ارادہ و بے افادہ اگر مجرد احتمال منع کے لیے کافی ہوتا وہ تمام الفاظ بھی حرام ہوتے۔ حالاں کہ خواص و عوام سب میں شائع و ذائع ہیں۔ خصوصاً قاضی القضاة کہ انھیں

فقہائے کرام کا لفظ اور قدیم و حدیث ان کے عامہ کتب میں موجود ہے۔ اس میں اور شہنشاہ میں کیا فرق ہے۔

لاجرم امام قاضی عیاض مالکی المذہب نے فرمایا۔

و منهم قولهم شاه ملوک و کذا ما یقولون قاضی القضاة .

اسی کی مانند امام ابن حجر شافعی المذہب نے زواج میں اپنے یہاں کے بعض ائمہ سے نقل کیا مگر جانتے ہو کہ یہ قاضی القضاة کس کا لقب ہے اور کب سے رائج ہے؟ سب میں پہلے یہ لقب ہمارے امام مذہب سیدنا امام ابو یوسف تلمیذ اکبر سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہوا اور اس زمانہ خیر کے ائمہ کرام تبع تابعین و اتباع اعلام نے اسے مقبول و مقرر رکھا اور جب سے آج تک تمام علمائے حنفیہ اور بہت دیگر علمائے مذاہب ثلاثہ میں رائج و جاری و ساری ہے۔

اب ثابت ہوا کہ وہ طعن نہ فقط انہیں ائمہ و فقہاء و اولیاء پر ہوگا جن سے لفظ شہنشاہ کی سندیں گزریں، بلکہ ائمہ تبع تابعین اور ان کے اتباع اور امام مذہب حنفی ابو یوسف اور اس وقت سے آج تک کے تمام علمائے حنفیہ اور بکثرت علمائے بقیہ مذاہب سب پر طعن لازم آئے گا اور اس پر جرأت ظلم شدید و جہل مدید ہوگی۔ لاجرم بات وہی ہے کہ لفظ ارادة و افادة ہر طرح سے شاعت سے پاک ہے تو صرف احتمال باطل اسے ممنوع نہ کر دے گا۔ ورنہ سب سے بڑھ کر نماز میں تعالیٰ جدک حرام ہو کہ دوسرے معنی کس قدر شنیع و فظیح رکھتا ہے۔

سید و حکم وغیرہ کا اطلاق ممنوع ہونے کی وجہ

ہاں صدر اسلام میں کہ شرک کی گھٹائیں عالمگیر چھائی ہوئی تھیں نقیر و قطنیر کے ساتھ نہایت تدریق فرمائی جاتی کہ توحید بوجہ اذہان میں متمکن ہو۔ ولہذا نہ فقط شہنشاہ بلکہ انت سیدنا کے جواب میں ارشاد ہوا السید اللہ سید اللہ ہی ہے۔ ابو الحکم کنیت پر فرمایا۔

ان اللہ هو الحکم فلم تکنی بہ الحکم .

بیشک اللہ ہی حکم ہے اور حکم کا اختیار اسی کو ہے تو تیری کنیت ابو الحکم کیوں ہے۔

اسے ابو داؤد اور نسائی نے اپنی شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

خاموں کو ارشاد ہوا تھا۔

لا یقول العبد لعبدہ مولای فان مولکم اللہ .

خام اپنے آقا کو مولیٰ نہ کہے کیوں کہ تمہارا مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اسے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

ایک حدیث شریف میں آیا۔

لا تسموا ابناءکم حکیمان ولا ابا الحکم فان اللہ هو الحکیم العلیم .

اپنے بیٹوں کا نام حکیم یا ابو الحکم نہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی حکیم و علیم ہے۔

ایک حدیث شریف میں آیا۔

ابغض الاسماء الی اللہ خالد و مالک و ذلک ان احدا لیس یخلد و

.. المالک هو اللہ .

اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن نام خالد و مالک ہیں اس لیے کہ کوئی ہمیشہ نہ رہے گا۔ اور مالک

اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

یوں ہی عزیز و حکم ناموں کو تبدیل فرما دیا۔

سنن ابی داؤد میں ہے۔

غیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم عزیز و الحکم

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عزیز و حکم نام تبدیل فرمادیے۔

حدیث شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

لا تسمہ عزیزا۔

اس کا نام عزیز نہ رکھ۔

نیز حدیث شریف میں ہے۔

نہی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یسمى الرجل حربا و ولیدا او مرة او

الحکم او ابا الحکم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ حرب یا ولید یا مرد یا حکم یا ابو الحکم نام رکھا جائے۔

حالاں کہ یہ الفاظ و اوصاف غیر خدا کے لیے خود قرآن عظیم و احادیث و اقوال علماء میں بکثرت

وارد۔

سید و حکم وغیرہ کہنے کا جواز

وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا سید ولد آدم۔

میں تمام اولاد آدم کا سید و سردار ہوں۔

اسے مسلم و ابوداؤد نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ان ابني هذا سيد.

پیشک یہ میرا بیٹا سید ہے یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے بخاری نے ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا۔

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم الله ورسوله مولی من لا مولی له.

اللہ اور اس کا رسول ہر بے مولیٰ کے مولیٰ ہیں۔

ترمذی و ابن ماجہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

لقد حکمت فیہم بحکم اللہ .

پیشک تم نے ان یہود کے بارے میں وہ حکم دیا جو خدائے تعالیٰ کا حکم تھا۔

امام مسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

اسی حدیث شریف میں ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے حکم کے لیے فرمایا

انہوں نے عرض کی۔

اللہ ورسوله احق بالحکم .

حکم دینا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حق ہے۔

وقال صلى الله تعالى عليه وسلم حکیم امتی عویم .

میری امت کے حکیم ابودرداء ہیں۔

انصار کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

یا رسول اللہ انت و اللہ الاعز العزیز.

یا رسول اللہ! خدائے تعالیٰ کی قسم حضور ہی سب سے زیادہ عزت والے ہیں، صرف حضور ہی کے لیے عزت ہے۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبد اللہ بن ابی منافق نے اپنے باپ سے فرمایا :

انک الذلیل و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العزیز.

بیشک تو ہی ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی عزیز و صاحب عزت ہیں۔

ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

صحابہ کرام میں بیس سے زائد کا نام حکم ہے۔ تقریباً دس کا نام حکیم اور ساٹھ سے زیادہ کا خالد اور ایک سو دس سے زیادہ کا مالک۔ ان وقائع اور ان کے امثال کثیرہ پر نظر سے ظاہر ہے کہ ایسی نہیں ہے میں شرع مطہر کا مقصود کیا ہے اور اس پر قرینہ واضح یہ ہے کہ خود حدیث شریف میں اس کی تعلیل یوں ارشاد ہوئی۔

لا ملک الا اللہ.

خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بادشاہ ہی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حصر اسی، السید هو اللہ و مولا کم اللہ کے قبیل سے ہے ورنہ خود قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔

وقال الملك انى ارى (اور بادشاہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا)

وقال الملك انتونى به (اور بادشاہ بولا کہ انھیں میرے پاس لاؤ)

اس مقصد کی شرع میں نکتہ واقعہ تحریم خمر ہے کہ ابتدا میں نقیر و مزفت، دبا و حنتم یعنی مضبوط برتنوں میں نبیذ ڈالنے سے منع فرمایا تھا کہ تسابل نہ واقع ہو۔ جب اس کی حرمت اور اس سے نفرت مسلمانوں کے دلوں میں جم گئی اور اس سے کامل تحفظ و احتیاط نے قلوب میں جگہ پائی، فرمایا۔

ان ظرفا لا یحل شینا ولا بحرہ .

برتن کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کرتا۔

بالجملہ ان اکابر ائمہ و علماء و اولیاء نے مقصود پر نظر فرما کر لفظ شاہنشاہ کا اطلاق فرمایا اور جن کی نظر لفظ پر گئی منع بتایا۔ دونوں فریق کے لیے ایک وجہ موجب ہے۔

بنی قریظہ میں نماز کی نظیر

اس کی نظیر واقعہ نماز ظہر یا عصر ہے کہ جب یہود بنی قریظہ پر لشکر کشی فرمائی عسکر ظفر میں اس منادی کا حکم فرمایا کہ

من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا فی بنی قریظہ .

جو بات سنتا اور حکم مانتا ہو وہ ہرگز عصر نہ پڑھے مگر آبادی بنی قریظہ میں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رواں ہوئے، راہ میں وقت عصر ہوا، اس پر دو فریقے ہو گئے بعض نے کہا لا نصلی حتی ناتیہا ہم تو جب تک اس آبادی میں نہ پہنچ جائیں نماز نہ پڑھیں گے۔ کہ ہمیں ارشاد فرمادیا ہے کہ نماز وہیں پہنچ کر پڑھنا، بعض نے کہا، بل نصلی لم یورد منا ذلک بلکہ ہم نماز راہ ہی میں پڑھ لیں گے ارشاد سے مقصود جلدی تھی نہ یہ کہ نماز قضا کر دی جائے۔ غرض کچھ نے نماز راہ میں پڑھ لی اور جا ملے۔ کچھ نے نہ پڑھی یہاں تک کہ عشا کے وقت وہاں پہنچے۔ دونوں فریق کا حال بارگاہ اقدس میں معروض

ہوا۔ و لم یعنف واحدا منهم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی پر اعتراض نہ فرمایا۔

ائمہ ستہ اور امام بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

علماء فرماتے ہیں کہ ایک فریق نے مقصود پر نظر کی اور دوسرے نے لفظ کو دیکھا۔

اقول: یعنی اور اس پر عمل خلاف مقصود نہ تھا، بخلاف جمود ظاہر یہ کہ مقصود سے یکسر دور پڑتا۔ اور احکام شرعیہ کو معاذ اللہ محض بے معنی ٹھہراتا ہے لہذا فریقین میں کسی پر ملامت نہ فرمائی۔ یہی حال یہاں ہے۔

ثانیاً: اسے یوں بھی تقریر کر سکتے ہیں کہ مانعین نے ظاہر نہی پر نظر کی کہ اس میں اصل تحریم ہے اور اطلاق کرنے والوں نے دیکھا کہ لفظ ارادہ و افادہ ہر طرح شاعت سے پاک ہے تو نہی صرف تزیہی ہے کہ منافی جواز و اباحت نہیں۔ جس طرح حدیث میں ارشاد ہوا۔

لا یقل العبد ربی .

غلام اپنے آقا کو رب نہ کہے۔

اور فرمایا

لا یقل احدکم اسق ربک اطعم ربک و ضیء ربک و لا یقل احدکم ربی .

تم میں سے کوئی نہ کہے اپنے رب کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کرا، اور نہ کوئی کسی کو اپنا رب کہے۔

اور علماء نے تصریح فرمائی کہ یہ نہی صرف تزیہی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں :

النہی للادب و کراهة التنزیہ لا للتحریم.
ممانعت بطور ادب ہے اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔

لفظ شہنشاہ کے ہم معنی الفاظ کا جواز

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ثالثاً : مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں نقل کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل زبور مقدس میں فرماتا ہے :

امتلات الارض من تحمید احمد و تقدیسہ و ملک الارض و رقاب الامم .

زمین بھر گئی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمد اور اس کی پاکی کے بیان سے، احمد مالک ہوا تمام زمین اور سب امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام احمد مسند، اور عبد اللہ بن احمد زوائد مسند، اور امام طحاوی شرح معانی الآثار، اور امام بغوی وابن اسکن وابن ابی عاصم وابن شاہین وابن ابی خیشمہ و ابویعلیٰ بطریق عدیدہ حضرت اشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

کہ وہ خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فریادی آئے اور اپنی عرضی حضور میں گزاری جس کی ابتداء یہ تھی۔

یا مالک الناس و دیان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

مسند احمد و شرح معانی الآثار میں مالک الناس ہے۔ اور زوائد مسند نیز ملکہ متصلہ کی روایت

سے بعض نسخ میں۔

یا ملک الناس و دیان العرب.

یعنی اے تمام آدمیوں کے بادشاہ اور عرب کے جزاء دہندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد کو سن کر حاجت روائی فرمائی۔ پر ظاہر کہ آدمیوں اور امتوں میں سلاطین و غیر سلاطین سب داخل ہیں۔ جب حضور تمام آدمیوں کے مالک، تمام آدمیوں کے بادشاہ، تمام امتوں کی گردنوں کے مالک ہیں تو بلاشبہ تمام بادشاہوں کے بھی مالک، تمام سلاطین کے بھی بادشاہ، تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہوئے۔

ملک الناس کا نسخہ تو عین مدعا ہے اور مالک الناس اس سے بھی اعظم و اعلیٰ ہے کہ بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتا ہے، ان کی گردنوں کا مالک نہیں ہوتا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم آیت و حدیث جلیل تمام بادشاہوں کی گردنوں کے بھی مالک ہیں و لله الحمد.

زنجبیری معتزلی نے کشاف سورہ ہود میں زیر قولہ تعالیٰ و انت احکم الحاکمین اقضی القضاة پر اعتراض کیا۔ امام ابن المنیر سنی نے انتصاف میں اس کا رد فرمایا کہ حدیث میں ارشاد ہوا اقضاکم علی اس سے جواز ثابت ہوتا ہے یعنی جب اقضی کی اضافت سب کی طرف ہے اور اس میں قضاة بھی داخل تو، اقضاکم سے اقضی القضاة بھی حاصل۔ ظاہر ہے کہ اقضاکم عموم میں مالک الناس و ملک الناس، و مالک رقاب الامم کے برابر نہیں کہ وہ بظاہر صرف مخاطبین سے خاص ہے۔ تو ان الفاظ کریمہ سے مالک الملوک، و ملک الملوک، و مالک رقاب الملوک و شہنشاہ بدرجہ اولیٰ ثابت پس آیت و حدیث میں ان ارشادات عالیہ کا آنا دلیل روشن ہے کہ نہی صرف اسی طور پر ہے جیسے مولیٰ و سید کہنے سے منع فرمایا حالاں کہ قرآن و حدیث خود ان کا اطلاق فرما رہے ہیں۔ و لله الحمد.

دلیل ممانعت کی تاویل

امام احمد رضا بریلوی ممانعت والی روایات کی تاویل میں مزید ارشاد فرماتے ہیں :

رابعاً : اتر یہاں کوئی حدیث دربارہٴ نبی ثابت بھی ہو تو کلام مذکور اس کے لیے کافی و دانی ہے۔ نظر وقت میں یہاں ایک حدیث ابن النجار ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمع رجلاً یقول شاہان شاہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ ملک الملوک .

یعنی ایک شخص نے دوسرے کو پکارا، اے شاہان شاہ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا شاہان شاہ اللہ ہے۔ اس کی تو صحت بھی ثابت نہیں۔

رہی حدیث جلیل صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ صحیحین و سنن ابی داؤد و جامع ترمذی میں مروی۔

اخنع الاسماء عند اللہ یوم القیامۃ رجل تسمى ملک الملوک .

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ناموں میں زیادہ ذلیل و خوار وہ شخص ہے جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا۔

یہ بدابہٴ طالب تاویل ہے کہ وہ شخص خود نام نہیں اور اس روایت کے لفظ یہ ہیں کہ وہ شخص سب سے بڑا نام ہے۔ علماء نے اس میں دو تاویلیں فرمائیں۔

ایک یہ کہ مجازاً نام سے ذات مراد ہے یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا یہ نام رکھا۔

دوسری یہ کہ خبر میں حذف مضاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر

یہ نام ہے۔

مصباح و اشعة اللمعات و سراج المنیر شرح جامع صغیر میں تاویل ثانی ذکر کی۔ امام قرطبی نے مفہم اور امام نووی نے منہاج اور علامہ مفتی نے حواشی جامع صغیر میں اول پر جزم و اختصار کیا۔

بلکہ تاویل دوم پر افعال التفصیل اس کے غیر پر صادق آئے گا کہ بلاشبہ ملک الاملاک نام رکھنے سے اللہ یا رحمن نام رکھنا بدرجہا بدتر و خبیث تر ہے۔

ابو العاصیہ شاعر کی نسبت منقول ہوا کہ اس کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام اللہ اور دوسری کا نام رحمن (والعیاذ باللہ تعالیٰ) ذکر کیا جاتا ہے کہ پھر اس نے اس سے توبہ کر لی تھی۔

اور قاطع ہر کلام یہ کہ حدیث کی تفسیر کرنے والا خود حدیث سے بہتر کون ہوگا یہی حدیث صحیح مسلم شریف کی دوسری روایت میں ان لفظوں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامة و اخبثہ و اغیظہ رجل کان یسمی ملک الاملاک لا ملک الا اللہ .

قیامت کے دن سب سے زیادہ خدا کے غضب میں اور سب سے بڑھ کر خبیث اور سب سے زیادہ خدا کا مبغوض وہ شخص ہے جس کا نام ملک الاملاک کہا جاتا ہے، بادشاہ کوئی نہیں خدا تعالیٰ کے سوا۔

بالجملہ حدیث حکم فرما رہی ہے کہ اس نام والا روز قیامت تمام جہان سے زیادہ خدا تعالیٰ کے غضب و عذاب میں ہے۔ امام قاضی عیاض نے فرمایا، سب سے بڑھ کر جس پر غضب الہی ہوگا۔ علامہ طیبی نے کہا، اللہ تعالیٰ اسے سخت تر عذاب فرمائے گا، اور شک نہیں کہ سخت تر عذاب و غضب نہ ہوگا مگر کافر پر۔ اور ملک الاملاک نام رکھنا بالاجماع کفر نہیں ہو سکتا جب تک استغراق حقیقی مراد نہ لے۔ تو حاصل حدیث یہ نکلا کہ جس شخص نے بدعوئی الوہیت و خدائی اپنا نام ملک الاملاک رکھا اس پر سب سے زیادہ سخت عذاب و غضب رب

الارباب ہے اور یہ قطعاً حق ہے اور اسے مانحن فیہ سے علاقہ نہیں۔

ممانعت کی وجہ

خامساً : اس معنی حق حقیقت سے جس میں وہ نام رکھنے والا ضرور صفت خاص رب العزت بلکہ الوہیت سے بھی بڑھ کر منزلت کا مدعی قطعاً مستحق اشد العذاب الابدی ہے۔ تنزل لیجیے تو علماء نے سبب نہی یہ بتایا ہے کہ اس نام سے اس کا تکبر ہونا پیدا ہے۔

مراقاة میں ہے :

الملك الحقیقی لیس الا هو و ملکینہ غیرہ مستعارۃ فمن سمی بهذا الاسم نازع اللہ بردائہ و کبریائہ و لما استنکف ان یکون عبد اللہ جعل له الخزی علی رؤس الاشهاد.

مائل حقیقی تو وہی ذات ہے اور دوسروں کی ملکیت عارضی، لہذا جس نے اس نام (ملک الملوک) سے اپنا نام رکھا اس نے ردائے الہی اور اس کی کبریائی سے منازعت کی۔ اور جب اس نے بندۂ خدا ہونے سے تکبر کیا تو علی الاعلان ذلت و رسوائی اس کے لیے مقرر کر دی گئی۔

حاصل یہ کہ علت نہی یہ ہے کہ اس نے تکبر کیا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے سے نفرت کی۔ ان کلمات کو اگر ان کی حقیقت پر رکھے جب تو وہی وجہ سابق ہے کہ حدیث اسی کی نسبت ہے جو حقیقی اصلی شاہنشاہی یعنی الوہیت کا مدعی اور عبدیت سے منکر ہو۔ ورنہ کم از کم اس قدر ضرور کہ علت منع تکبر بتاتے ہیں تو ممانعت خود اپنے آپ شہنشاہ کہنے سے ہوئی کہ اپنی تعظیم کی اور اپنے آپ کو بڑا جانا دوسرے نے اگر معظم دینی کی تعظیم کی، اسے خدا تعالیٰ کے بڑا کیے سے بڑا جانا تو اسے تکبر سے کیا علاقہ۔

اب یہ حدیث اس طریق کی طرف راجع ہوئی کہ آقا کو منع فرمایا کہ اپنے غلام کو اپنا بندہ نہ کہے۔

حالاں کہ قرآن و حدیث و اقوال جمیع علمائے امت میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و الصالحین من عباد کم . اور اپنے لائق بندوں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لیس علی المسلم فی عبده و لا فرسہ صدقة .

مسلمان کے (عبد) غلام اور گھوڑے میں صدقہ نہیں۔

اس مسئلے کی تحقیق فتاوائے فقیر (امام احمد رضا) میں بحمد اللہ تعالیٰ بوجہ اتم ہے۔

حاصل یہ کہ یہ ساری ممانعتیں تکبر سے بچنے کے لیے ہیں اور یہ کہ تکبر خود اپنے کہنے میں ہو سکتا ہے دوسروں کو کہنے میں تکبر کا کیا محل۔ پھر اپنے آپ کو کہنے میں بھی حقیقہ حکم نیت پر دائر ہوگا اگر بوجہ تکبر و تعالیٰ ہے قطعاً حرام ورنہ نہیں۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے کیا۔

اس کی نظیر یہی کہ اپنے غلام کو اے میرے بندے کہنا یہ بہ نیت تکبر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

دوسری نظیر اپنے آپ کو عالم کہنا ہے کہ برسبیل تفاخر حرام ورنہ جائز۔ حدیث شریف میں ہے، جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں وہ جاہل ہے۔

حالاں کہ نبی اللہ سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا۔

انی حفیظ علیم .

بیشک میں حفاظت کرنے والا ہوں، عالم ہوں۔

تیسری نظیر اسباب ازار ہے یعنی تہبند یا پائے ٹخنوں سے نیچے خصوصاً زمین تک پہنچتے رکھنا کہ اس

کے بارے میں کیا کیا سخت وعیدیں وارد، یہاں تک فرمایا کہ

تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت ان سے بات نہ کرے گا اور ان کی طرف نظر نہ فرمائے گا اور انھیں پاک نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ تہبند لٹکانے والا اور دے کر احسان رکھنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال چلتا کرنے والا۔

پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! بیشک میرا تہبند ضرور لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ میں اس کی خاص احتیاط اور خیال رکھوں، فرمایا تم ان میں سے نہیں ہو جو براہ تکبر و ناز ایسا کریں۔ امام بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت فرمایا۔

نام اور وصف میں فرق ہے

سادساً: حدیث میں ممانعت ہے تو نام رکھنے کی، کسی کے وصف میں کوئی بات بیان کرنے اور نام رکھنے میں بڑا اہل ہے۔ آخر نہ دیکھا کہ حدیثوں میں عزیز و حکم و حکیم نام رکھنے کی ممانعت آئی اور عزت و حکم و حکمت سے قرآن و حدیث میں بندوں کا وصف فرمایا گیا، جن کی سندیں اوپر گزریں۔ نیز اس کی نظیر حابس الفیل و سائق البقرات ہے کہ رب عزوجل کے یہ نام رکھنا حرام اور وصف وارو۔

جب واقعہ حدیبیہ میں ناقہ قصوا شریف بیٹھ گئی اور لوگوں نے کہا ناقہ نے سرکشی کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہ اس نے سرکشی کی نہ اس کی یہ عادت۔

لکن حبسها حابس الفیل .

بلکہ اسے حابس فیل نے روک دیا یعنی جس نے ابرہہ کے ہاتھی کو بٹھا دیا اور کعبہ معظمہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا۔ عز جلالہ۔

اکیدر بادشاہ دومۃ الجندل کے واقعہ میں حضرت بحیرہ طائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

تبارک سائق البقعات انی

رایت اللہ یهدی کل ہاد

جانوروں کا چلانے والا بابرکت ہے، میں نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ ہر ہدایت چاہنے والے کو ہدایت

(مولف)

دیتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا کلام پسند کیا اور فرمایا، اللہ تیرا منہ بے دندان نہ

کرے۔ نوے برس جیسے کسی دانت کو جنبش نہ ہوئی۔

حاصل بحث

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

حاصل بحث یہ ہے تمام وہ کلام کہ ان اکابر متقدمین و متاخرین ائمہ دین و فقہائے معتمدین و

عرفائے کاملین کی طرف سے فقیر نے حاضر کیا اور ممکن کہ خود ان کے پاس اس سے بھی بہتر جواب ہو، و

فوق کل ذی علم علیم .

سابقاً : اس سب سے قطع نظر کر کے یہی فرض کر لیجئے کہ معاذ اللہ ان تمام اکابر پر طعن ثابت ہو

اور جواب معدوم تو انصافاً فقیر (امام احمد رضا) کا مصرع ”حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو“ اب بھی اس روش پر

نہیں کہ ان ائمہ و علما نے قطعاً غیر خدا کو شہنشاہ و قاضی القضاة کہا ہے حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کو بھی نہیں بلکہ کسی عالم یا ولی یا نرے حکام دنیوی کو اور وہ مصرع اس معنی میں ہرگز متعین نہیں۔ ہم پوچھتے ہیں

لفظ شہنشاہ حضرت عزت جل جلالہ سے مخصوص ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو سرے سے فناء شبہ زائل، اور اگر ہے تو

جو لفظ اللہ عزوجل کے لیے خاص تھا اسے غیر اللہ پر کیوں حمل کیجئے؟ شہنشاہ سے اللہ ہی کیوں نہ مراد لیجئے کہ

روضہ بمعنی قبر نہیں بلکہ خیاباں اور کیاری کو کہتے ہیں قال اللہ تعالیٰ فی روضۃ یحبرون قبر پر اس کا

اطلاق تشبیہ بلیغ ہے جیسے روایت اسدا یومی حدیث شریف میں قبر مومن کو روضة من ریاض الجنة فرمایا۔ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری، تو روضہ شہنشاہ کے معنی ہوئے الہی خیاباں، خدا کی کیاری۔ اس میں کیا حرج ہے۔

جب قرآن عظیم نے مدینہ طیبہ کی ساری زمین کی اضافت اللہ عزوجل کی طرف فرمایا۔

الم تکن ارض اللہ واسعة فتھا جروا فیھا

کیا خدا کی زمین یعنی مدینہ کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے۔

تو خاص روضہ انور کو الہی روضہ، شاہنشاہی خیاباں، ربانی کیاری کہنے میں کیا حرج ہے۔

بائیں ہمہ جب فقیر بعون القدر آیت و حدیث سے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مالک الناس، ملک الناس، مالک الارض، مالک رقاب الامم ہونا ثابت کر چکا تو لفظ پر اصرار یا خلاف دلالت پر انکار کی حاجت نہیں، یہ بھی ہمارے علماء سے بعض متاخرین کا قول ہے اس کے لحاظ سے بجائے شہنشاہ، شہ طیبہ کہیئے کہ وہ شاہ طیبہ بھی ہیں اور شاہ تمام روئے زمین بھی اور شاہ تمام اولین و آخرین بھی، جن میں ملوک و سلاطین سب داخل، بادشاہ ہو یا رعیت وہ کون ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ غلامی سے باہر سر نکال سکتا ہے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسرا ست

کسیکے خاک درش نیست خاک بر سراو

محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہاں کی عزت و آبرو ہیں، جو ان کے در کی خاک نہیں تو اس

کے سر پر مٹی ہے۔ (فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ)



مالک کونین

وَسَلَّمَ
عَلَيْهِ
صَلَّى اللهُ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

النبي أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ نَفْسِهِ
یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

(الاحزاب/۶)

مالک کونین ﷺ

رب عزوجل جملہ مخلوقات کا خالق ہے اس نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کائنات اور پوری مخلوقات کا مالک بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ جس چیز کا خالق ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مالک ہیں۔ حضور ہر چیز کے مالک ہیں یہاں تک کہ مومنین کے جان و مال کے بھی مالک ہیں بلکہ حضور مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے کو سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملکیت و ولایت میں سمجھے ورنہ وہ سنت و ایمان کی حلاوت و لذت سے محروم رہے گا۔

اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے جو روح افزا اقوال و ارشادات نقل فرمائے ہیں انہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف، پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف نقلا و تذکیرا پھر علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں

من لم یرو لایة الرسول علیہ السلام فی جمیع احوالہ و لم یر نفسہ فی ملکہ لا یدوق حلاوة سنتہ.

جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ جانے وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ زبور شریف

میں فرماتا ہے:

يا احمد فاضت الرحمة على شفتيك من اجل ذلك بارك عليك فتقلد
السيف فان بهاءك و حمدك الغالب (الی قوله) الامم يخرون تحتك كتاب حق
جاء الله به من اليمن و التقديس من جبل فاران و امتلاء ت الارض من تحميد احمد و
تقدیسہ و ملک الارض و رقاب الامم .

اے احمد تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا میں اسی لیے تجھے برکت دیتا ہوں تو اپنی تلوار جمائل کر
کہ تیری چمک اور تیری تعریف ہی غالب ہے، سب امتیں تیرے قدموں میں گریں گی۔ سچی کتاب لایا اللہ
برکت و پاکی کے ساتھ مکہ کے پہاڑ سے، بھرگئی زمین احمد کی حمد اور اس کی پاکی بولنے سے، احمد مالک ہوا
ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقة بن طیسلة ثنی معن بن
ثعلبة المازنی و الحی بعد ثنی الاعشى المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن احمد زوائد
مسند میں بطریق عوف بن کھمس بن الحسن بن صدقة بن طیسلة الخ. اور امام ابو جعفر طحاوی
شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذكور نحو روایة احمد سند او متنا اور ابن
خیثمة و ابن شاہین بهذا الطريق و بغیره اور بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم
بطریق الجنید بن امین بن ذروة بن نضلة بن بهصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہ نضلة
حضرت اشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

کہ یہ خدمت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر
ہوئے اور اپنی منظوم عرض مسامح قدسیہ میں عرض کی جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی :

یا مالک الناس و دیان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے، حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر شکایت رفع فرمادی۔

یہ مالکیت حقہ صادقہ صادقہ شاملہ تامہ کاملہ حضور پر نور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبریٰ حضرت کبریٰ عز و علا تمام جہان پر حاصل ہے

قال الله تعالى النبي اولی بالمؤمنین من انفسهم

نبی زیادہ والی و مالک و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال تبارک و تعالیٰ ما کان لمومن و لا مومنة اذا قضی اللہ و رسوله امر ان یکون لهم الخیرة من انفسهم و من یعص اللہ و رسوله فقد ضل ضلالا مبینا۔

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا کہ انھیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ اور رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولی بالمؤمنین من انفسهم۔

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ (مولف)

اسے احمد اور بخاری و مسلم اور نسائی و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(النور والضياء فی احکام بعض الاسماء)

فاروق اعظم کا فرمان

امام ابو حذیفہ اسحاق بن بشر فتوح الشام اور حسن بن بشر ان اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ

سیرت مصطفیٰ جان رحمت

بعد چہارم

marfat.com

Marfat.com

ائمہ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں برسر منبر فرمایا
قد كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فكنت عبده و خادمه .

میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا تو میں حضورہ عبد تھا حضورہ بندہ اور
حضور کا خدمتی تھا۔

نیز ابن بشران امالی اور ابو احمد دہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لاکائی کتاب
النتہ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب امیر المومنین
حضرت عمر خلیفہ ہوئے منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا حمد و درود کے بعد
فرمایا

ايها الناس اني قد علمت انكم كنتم تونسون مني شدة و غلظة و ذلك اني
كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و كنت عبده و خادمه .

لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گزار تھا۔ الحدیث

(النور والفضياء في احكام بعض الاسماء)

نبی مومنوں کے والی ہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے ولی و والی ہیں

اللہ عزوجل فرماتا ہے النبی ولی بالمومنین من انفسهم

نبی مسلمانوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولی بالمومنین من انفسهم .
 میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔ احمد و بخاری و مسلم اور نسائی و ابن ماجہ نے ابو
 ہریرہ سے یہ حدیث روایت کی۔

مدد مناوی شرح میں فرماتے ہیں :

لانی الخليفة الاكبر الممد لكل موجود

اس لیے کہ میں اللہ عز و جل کا نائب اعظم اور تمام مخلوق الہی کا مدد رساں ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما من مومن الا و انا اولی به فی الدنیا و
 الآخرة اقرؤا ان شتم النبی اولی بالمومنین من انفسهم فایما مومن مات و ترک مالا
 فلیرثه عصبه من كانوا و من ترک دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاه .

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں تمہارے جی،
 میں آئے تو یہ آئیے کہ یہ پڑھو کہ نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے تو جو مسلمان مرے اور
 ترک چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ
 میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و علی آلک و بارک وسلم۔ بخاری و مسلم
 اور ترمذی نے ابو ہریرہ سے اور ابو داؤد و ترمذی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ حدیث
 روایت کی۔

امام عینی عمدة القاری میں زیر حدیث مذکور میں فرماتے ہیں المولیٰ الناصر یہاں مولیٰ بہ معنی
 مددگار ہے۔ (الامن والعلی)

اللہ ورسول نگہبان ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ ورسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ

جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ ورسول اس کے نگہبان ہیں۔ ترمذی نے بافادہ تحسین اور ابن ماجہ نے

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

علامہ مناوی تیسیر میں اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای حافظ من لا حافظ لہ

یعنی ارشاد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کا کوئی حافظ نہیں اللہ ورسول اس کے حافظ ہیں۔

حضور ولی و کار ساز ہیں

جب سیدنا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ان کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے یتیم بچوں کو خدمت اقدس میں یاد فرمایا وہ حاضر ہوئے حضرت عبد

اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کر کے فرماتے ہیں

فجاءت امناء فذکرت یتیمان فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم العیلة

تخافین علیہم وانا ولیہم فی الدنیا و الآخرة .

میری ماں نے حاضر ہو کر حضور پناہ بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہماری یتیمی کی شکایت کی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالاں کہ میں ان کا ولی و

(الامن والعلی)

کار ساز ہوں دنیا و آخرت میں

عیسیٰ علیہ السلام کے ولی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم فی الدنیا و الآخرة لیس بینی و بینہ نبی .

دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ عیسیٰ بن مریم کا ولی میں ہوں، مجھ میں اور ان (کے بیچ) میں کوئی نبی نہیں۔ احمد و بخاری و مسلم اور ابو داؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۳۷)

نبوت و ولایت

نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے، اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریات دین سے ہے اس کا اعتقاد مدار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتیٰ کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۷۰)

حضور مالک جنت ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کی عطا سے مالک جنت ہیں، معطی جنت ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

امام حجۃ الاسلام غزالی پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ پھر علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ان الله تعالى ملكه الارض كلها و انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يقطع ارض الجنة ما شاء منها لمن شاء فارض الدنيا اولى .

اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام زمینوں کا حضور کو مالک کر دیا ہے حضور جنت کی زمین میں سے جتنی چاہیں جسے چاہیں جاگیر بخشیں تو دنیا کی زمین کا کیا ذکر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۳۶)

زمین کے مالک

صحراؤں، جنگلوں کی افتادہ زمینیں بادشاہ کی ملک نہیں ہوتیں وہ اصل ملک خدا اور رسول پر ہیں۔ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔ حدیث میں ہے۔

عادی الارض لله ورسوله

افتادہ زمینیں اللہ ورسول کی ملک ہیں۔ جل جلالہ وصلى الله تعالى عليه وسلم۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۰۶)

اسے امام بیہقی نے شعب الایمان میں طاؤس اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے موقوفاً روایت

کیا

مسلمان اور ان کا مال حضور کی ملکیت ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے جان و مال کے مالک ہیں اگر وہ کسی مسلمان سے کچھ طلب فرمائیں وہ معاذ اللہ سوال نہیں بلکہ یقیناً ایسا ہے جیسے مولیٰ اپنے غلام سے اس کی کمائی کا کچھ لے

کہ غلام اور اس کی کمائی سب مولیٰ کی ملک ہے۔ اسی لیے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔

ہا انا و مالی الالک یا رسول اللہ .

میں اور نہ میں نے یہ سب غنور ہی کے ہیں یا رسول اللہ!

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۷۵۵۔ قوانین العلماء)

خزانہ کرم حضور کے دستِ رحمت میں

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالیٰ مکنہ

من عطاء کل ما اراد من خزائن الحق .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا (یعنی حضور نے ربیعہ سے فرمایا

کہ مانگ کیا مانگتا ہے) اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔

پھر لکھا :

و ذکر ابن سبع فی خصائصہ وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعہ ارض الجنة یعطی منها

ما شاء لمن یشاء .

یعنی ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریم میں ذکر کیا ہے

کہ حت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں۔

انما جل ابن حجر کی جوہر منظم میں فرماتے ہیں :

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کریمہ و مراند

نعمہ طوع یدیہ و تحت ارادۃ یعطی منها من یشاء و یمنع من یشاء .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست و قدرت کے فرماں بردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دیے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔
(فتاویٰ افریقہ ۱۱۹)



رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم

شُرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

لنؤمنوا بالله ورسوله ونفرزوه ونؤفروه ونبحموا بكرة وأصيلا

تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(الفح/۹)

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم

امت پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے حقوق میں ایک نہایت ہی اہم اور بہت ہی بڑا حق یہ بھی ہے کہ ہر امتی پر فرض عین ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ سے نسبت و تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کی تعظیم و توقیر اور ان کا ادب و احترام کرے اور ہرگز ہرگز کبھی ان کی شان میں کوئی بے ادبی نہ کرے احکم الحاکمین کا فرمان والا شان ہے کہ :

انا ارسلناک شامدا و مبشرا و نذیرا التومنونوا باللہ و رسولہ و تعزروه و توقروه و تسبحوه بکرة و اصیلا .

بیشک ہم نے تمہیں (اے رسول) بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس بات پر تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ :

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دینے والا، یا ان کی ذات، ان کے خاندان، ان کے دین، ان کی کسی خصلت میں نقص بتانے والا یا اس کی طرف اشارہ کنایہ کرنے والا، یا حضور کو بد گوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا، یا آپ کو عیب لگانے والا، یا آپ کی شان کو چھوٹی بتانے والا، یا آپ کی تحقیر کرنے والا بادشاہ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا۔

اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لعنت کرنے والا، یا آپ کے لیے بددعا کرنے والا، یا

آپ کی طرف کسی ایسی بات کی نسبت کرنے والا جو آپ کے منصب کے لائق نہ ہو، یا آپ کے لیے کسی مضرت کی تمنا کرنے والا، یا آپ کی مقدس جناب میں کوئی ایسا کلام بولنے والا جس سے آپ کی شان میں استخفاف ہوتا ہو، یا کسی آزمائش یا امتحان کی باتوں سے آپ کو عار دلانے والا جسی سلطان اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا، اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ اور اس مسئلہ میں علماء امصار اور سلف صالحین کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا۔

محمد بن حنون علیہ الرحمۃ نے فرمایا: کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والا اور آپ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور توہین رسالت کرنے والے کی دنیا میں یہ سزا ہے کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔

اسی طرح علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلقین یعنی آپ کے اصحاب، آپ کے اہل بیت، آپ کی ازواج مطہرات وغیرہ کو گالی دینے والے کے بارے میں فرمایا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اہل بیت اور آپ کی ازواج مطہرات اور آپ کے اصحاب کو گالی دینا، یا ان کی شان میں تنقیص کرنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا ملعون ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس قدر ادب و احترام کرتے تھے اور آپ کی مقدس بارگاہ میں اتنی تعظیم و تکریم کا مظاہرہ کرتے تھے کہ عروہ بن مسعود ثقفی جب کہ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور کفار مکہ کے نمائندہ بن کر میدان حدیبیہ میں گئے تھے تو وہاں سے واپس آ کر انھوں نے کفار کے مجمع میں علی الاعلان یہ کہا تھا کہ :

اے میری قوم! میں نے بادشاہ روم قیصر اور بادشاہ فارس کسریٰ اور بادشاہ حبشہ نجاشی، سب کا دربار دیکھا ہے مگر خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے درباریوں کو اپنے بادشاہ کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا

جنتی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کبار اپنے آقائے نامدار کے دربار میں تعظیم و تکریم کے جذبات سے سرشار رہتے تھے۔

سر پر چڑیاں

حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرین مجلس کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت مقدسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

جس وقت آپ کلام فرماتے تھے تو آپ کی مجلس میں بیٹھنے والے صحابہ کرام اس طرح سر جھکا کر خاموش اور سکون کے ساتھ بیٹھے رہا کرتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، جس وقت آپ خاموش ہو جاتے تو صحابہ کرام گفتگو کرتے اور کبھی آپ کے سامنے کلام میں تنازعہ نہیں کرتے اور جو آپ کے سامنے کلام کرتا آپ توجہ کے ساتھ اس کے کلام کو سنتے رہتے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو جاتا۔

عمر و بن العاص کے تین دور

حضرت عمر و بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بستر موت پر اپنے صاحبزادے سے اپنی زندگی کے تین دور کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پہلی حالت یہ تھی کہ میں کفر کی حالت میں سب سے زیادہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو یقیناً میں دوزخی ہوتا۔

دوسری حالت مسلمان ہونے کے بعد تھی کہ کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ عظمت و جلالت والا کوئی بھی نہ تھا اور میں

آپ کی ہیبت کی وجہ سے آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر مجھ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا جائے تو میں اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا، اگر میں اس حال پر مر گیا تو مجھے امید ہے کہ میں اہل جنت میں سے ہوتا۔

تیسری حالت میری گورنری اور حکومت کی تھی جس میں مجھے اپنا حال معلوم نہیں۔

کون بڑا

امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قباث بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ؟ انہوں نے کہا کہ بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہیں مگر میری پیدائش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ہوئی ہے۔

حضرت براء کا ادب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر کمال ادب اور آپ کی ہیبت سے برسوں دریافت نہیں کر سکتا تھا۔ (مولف)

تعظیم رسول کے بغیر عبادت مقبول نہیں

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور اس کے بغیر عبادت قبول نہ ہونے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

قرآن عظیم میں ان کی تعظیم کو اپنی عبادت سے مقدم رکھا کہ فرمایا :

لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه وتسبحوه بكرة واصيلا.

تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ ورسول پر اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو یعنی

نماز پڑھو۔

تو سب میں مقدم ایمان ہے کہ بے اس کے تعظیم رسول مقبول نہیں، اس کے بعد تعظیم رسول ہے کہ بے اس کے نماز اور کوئی عبادت مقبول نہیں۔ یوں تو عبد اللہ تمام جہان ہے مگر سچا عبد اللہ وہ ہے جو عبد مصطفیٰ ہے ورنہ عبد شیطان ہوگا۔ (المفلووظ حصہ اول)

عبد المصطفیٰ ہی درحقیقت مومن ہے

عبد اللہ بمعنی خلق خدا و ملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے، مومن وہی ہے جو عبد المصطفیٰ ہے۔

امام الاولیاء و مرجع العلماء سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

من لم یر نفسه فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یدوق حلاوة

الایمان.

جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ نہ چکھے گا۔

آخر نہ دیکھا جب اللہ عز و جل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لیے تمام ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا، کیا وہ اس وقت عبد اللہ ہونے سے نکل گیا؟ اللہ کا مخلوق، اللہ کا مملوک نہ رہا؟ حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفیٰ کی تعظیم کو سر نہ جھکا، عبد المصطفیٰ نہ بنا لہذا مردود و ابدی و ملعون سرمدی ہوا۔ آدمی کو اختیار ہے چاہے عبد المصطفیٰ بنے اور ملائکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

و انكحوا الايامى منكم و الصالحين من عبادكم و امانكم.

تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انھیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو۔ کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبده و لا فرسہ صدقة.

مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا

كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و كنت عبده و خادمه .

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمت گار تھا۔

مثنوی شریف میں قصہ خریدار بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔

گفت ما دو بندگان کوی تو

کردمش آزاد ہم بر روی تو

اللہ عزوجل فرماتا ہے قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة

اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انک ہو انعنوز الرحیم۔

اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں خطاب فرماؤ کہ اے میرے بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے وہی ہے بخشنے والا مہربان۔

بندۂ خود خواند احمد در رشاد

جملہ عالم را بخواں قل یا عباد

یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے

اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

یہ سب دلائل اس بات پر ہیں کہ عبدالمصطفیٰ ہی درحقیقت عبد اللہ ہے۔ (احکام شریعت دوم)

ذکر اقدس کے وقت قیام

جو لوگ ذکر ولادت کے وقت قیام کرنے کو بدعت و ناجائز کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پورا بیان تو بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے اور آخر میں قیام کیا جاتا ہے یا تو پورا بیان حالت قیام میں پڑھا جائے یا اگر ایسا نہیں تو آخر میں بھی قیام نہ کیا جائے کہ ایسا کرنا بدعت ہے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ اس بات کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود سے۔

(احکام شریعت حصہ دوم)

اصل ایمان

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم و محبت اصل ایمان و مدار ایمان ہے، جس کے بغیر عبادت مقبول نہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے

لتؤمنوا بالله ورسوله و تعزروه و توقروه .

یعنی یہ رسول کا بھیجنا کس لیے ہے خود فرماتا ہے، اس لیے کہ تم اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا جاتا ہے۔

بارگاہ رسالت کا ادب

قرآن عظیم میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يا ايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي و لا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم و انتم لا تشعرون .

اے ایمان والو نہ بلند کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اور اس کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روضہ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے اور یہی آیت تلاوت کی۔ (الکوٰۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ)

محبت رسول مدار ایمان ہے

اہل سنت و جماعت کا مدار ایمان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہے جب تک اپنے ماں باپ اولاد تمام جہان سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین .

تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ

پیارا نہ ہوں۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ)

تعظیم رسول مدار ایمان ہے

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان ہے جو ان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے جسے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے، معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گویا دشمنی ہے۔

حکم تعظیم

افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لیے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو، جیسے سجدہ۔ وہاں خاص کاشیوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل نے مطلق بلا تقیید و تحدید انبیاء و اولیاء علیہم افضل

الصلاة والثناء كما حکم فرمایا:

قال الله تعالى: و تعزروه و توقروه .

رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

وقال تعالى فالذين آمنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذي انزل معه اولئك هم المفلحون .

جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم و مدد اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے۔

وقال تعالى لئن اقمتم الصلاة و اتيتم الزكوة و امنتم برسلي و عزرتموهم و اقرضتم الله قرضا حسنا لا كفرن عنكم سياتكم و لا دخلنكم جنت تجري من تحتها الانهر .

اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کے لیے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹا دوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں۔
(فتاویٰ افریقہ)

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا تعظیم ہے

قیام، وقت ذکر ولادت خیر الانام علیہ و علی آلہ و افضل الصلاة والسلام صد ہا سال سے بلا دواریہ اسلام میں رائج و معمول اور اکابر ائمہ و علماء میں مقرر و مقبول۔ شرع میں اس سے منع مفقود اور بے منع شرعی، منع مردود۔ علی الخصوص حریم طیبین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ صلی اللہ علی منورہا و بارک وسلم کہ مبداء و مرجع دین

وایمان ہیں وہاں کے اکابر علماء و مفتیان مذاہب اربعہ مدت سے اس فعل کے فاعل و عامل و قائل و قابل ہیں۔ ائمہ معتمدین نے اسے حرام نہ فرمایا بلکہ بلاشبہ مستحب و مستحسن ٹھہرایا۔

علامہ جلیل الشان علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت مبارکہ انسان العیون میں تصریح فرمائی کہ یہ قیام بدعت حسنہ ہے اور ارشاد فرماتے ہیں۔

وقد وجد القيام عند ذكر اسمه صلى الله تعالى عليه وسلم من عالم الامة و
اقتداء الائمة دينا و ورعاتقى الدين سبكى رحمة الله تعالى عليه و تابعه على ذلك
مشايخ الاسلام فى عصره ، فقد حكى بعضهم ان الامام السبكى اجتمع عنده جمع
كثير من علماء عصره فانشد فيه قول الصرصرى فى مدحه صلى الله تعالى عليه وسلم .
قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب على فضة من خط احسن من كتب
وان ينهض الاشراف عند سماعه قياما صفوفا او جثيا على الركب
فعند ذلك قام الامام السبكى و جميع من فى المجلس فحصل انس كثير
بذلك المجلس و كفى ذلك فى الاقتداء.

بیشک وقت ذکر نام پاک حضور سید الانام علیہ افضل الصلوة والسلام قیام کرنا امام تقی الملتہ والدین
سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پایا گیا جو اس امت مرحومہ کے عالم اور دین و تقویٰ میں اماموں کے امام ہیں اور
اس قیام پر ان کے معاصرین ائمہ کرام مشائخ الاسلام نے ان کی متابعت کی، بعض علماء یعنی انھیں امام اجل
کے صاحبزادے امام شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب بن ابی الحسن تقی الملتہ والدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں
نقل فرمایا کہ امام سبکی کے حضور ایک جماعت کثیر اس زمانہ کے علماء کی مجتمع ہوئی۔ اس مجلس میں کسی نے امام
صرصری کے یہ اشعار نعت حضور سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ

مدح مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے یہ تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوش نوئیس ہو اس کے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھی جائے۔ اور جو لوگ شرف دینی رکھتے ہیں وہ ان کی نعت سن کر صف باندھ کر سر و قد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں۔

ان اشعار کے سنتے ہی حضرت امام سبکی و جملہ علماء کرام حاضرین مجلس مبارک نے قیام فرمایا اور اس کی وجہ سے اس مجلس میں نہایت انس حاصل ہوا۔ علامہ جلیل حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس قدر پیروی کے لیے کفایت کرتا ہے۔

عارف باللہ مولانا سید جعفر برزنجی قدس سرہ العزیز "عقد الجوبہ برنی مولد النبی الازہر" میں فرماتے ہیں:

قد استحسن القيام عند ذکر ولادة الشريفة ائمة رواية و دراية فطوبى لمن
كان تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم غاية مراحمه و مرماه .

بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر و ولادت کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن سمجھا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو شاذمانی اس کے لیے جس کی نہایت مراد و مقصود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۶۰، ۶۱۔ اقامۃ القیامۃ)

فاضل اجل سیدی جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے اس کی شرح الکوکب الازہر علی عقد الجوبہ میں اس مضمون پر تقریر فرمائی۔

فقیر محدث مولانا عثمان بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ اثبات قیام میں فرماتے ہیں:

القيام عند ذكر ولادة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم امر لا
شك في استحبابه و استحسانه و ندبه يحصل لفاعله من الثواب الاوفر و الخير

الاکبر لانه تعظیم ای تعظیم للنبی الکریم ذی الخلق العظیم الذی اخرجنا اللہ به من ظلمات الکفر الی الایمان و خلصنا اللہ به من نار الجهل الی جنات المعارف و الایقان فتعظیمه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیہ مسارعة الی رضاء رب العالمین و اظهار اقوی شعائر الدین و من یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب و من یعظم حرمان اللہ فهو خیر له عند ربه .

قرأت مولود شریف میں ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو قیام کرنا بے شک مستحب و مستحسن ہے جس کے فاعل کو ثواب کثیر و فضل کبیر حاصل ہوگا کہ وہ تعظیم ہے اور کیسی ہے تعظیم ان نبی کریم صاحب خلق عظیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی جن کی برکت سے اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں ظلمات کفر سے نور ایمان کی طرف لایا اور ان کے سبب ہمیں دوزخ جہل سے بچا کر بہشت معرفت و یقین میں داخل فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں خوشنودی رب العالمین کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعائر دین کا آشکار ہونا اور جو تعظیم کرے شعائر خدا کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے اور جو تعظیم کرے خدا کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

پھر بعد نقل دلائل فرمایا ہے۔

فاستفید من مجموع ما ذکرنا استخباب القیام له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر ولادته لما فی ذلک من التعظیم له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقال القیام عند ذکر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدعة لا نأقول لیسن کل بدعة مذمومة .
کما اجاب بذلك الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقی حین سئل عن فعل المولد استحب او مکروه و هل ورد فیہ شی او فعل به من یقتدی به فاجاب بقوله الولیمة و اطعام الطعام مستحب کل وقت فکیف اذا انضم الی ذلک السرور بظهور نور النبوة

فی هذا الشهر الشريف و لا تعليم ذلك عن السلف و لا يلزم من كونه بدعة
مكروهة فكم من بدعة مستحبة بل واجبة اذا لم تنضم بذلك مفسد و الله الموفق.

یعنی ان سب دلائل سے ثابت ہوا کہ ذکر ولادت شریف کے وقت قیام مستحب ہے کہ اس میں نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے کوئی یہ نہ کہے کہ قیام تو بدعت ہے اس لیے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہر بدعت بری
نہیں ہوتی جیسا کہ یہی جواب دیا امام محقق ولی ابو ذر عہ عراقی نے جب ان سے میلاد کو پوچھا تھا کہ مستحب
ہے یا مکروہ اور اس میں کچھ وارد ہوا ہے یا کسی پیشوا نے کی ہے تو جواب میں فرمایا ولیمہ اور کھانا کھلانا ہر وقت
مستحب ہے پھر اس صورت کا کیا پوچھنا جب اس کے ساتھ اس ماہ مبارک میں ظہور نبوت کی خوشی مل جائے
اور ہمیں یہ امر سلف سے معلوم نہیں نہ بدعت ہونے سے کراہت لازم کہ بہتیری بدعتیں مستحب بلکہ واجب
ہوتی ہیں جب ان کے ساتھ کوئی خرابی مضموم نہ ہو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں :

قد اجتمعت الامة المحمدية من اهل السنة و الجماعة على استحسان القيام
المذكور و قد قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة .

بیشک امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہل سنت و جماعت کا اجماع و اتفاق ہے کہ یہ قیام
مستحسن ہے اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

امام علامہ مد القی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

جرت عادة القوم بقيام الناس اذا انتهى المداح الى ذكر مولده صلى الله
تعالى عليه وسلم و هي بدعة مستحبة لما فيه من اظهار السرور و التعظيم الخ نقله
المولى الدمياطي .

یعنی عادت قوم کی جاری ہے کہ جب مدح خواں ذکر میلاد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے تو لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ بدعت مستحبہ ہے کہ اس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔

علامہ ابو زید اپنے رسالہ میلاد میں لکھتے ہیں۔

استحسن القيام عند ذكر الولادة .

ذکر ولادت کے وقت قیام مستحسن ہے۔

خاتمة المحدثین زین الحرمین الکریم مولانا سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی اپنی کتاب مستطاب الدر السنیة فی الرد علی الوہابیہ میں فرماتے ہیں :

من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الفرح بلیلة و لادۃ قراءۃ المولد و القيام عند ذکر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اطعام الطعام و غیر ذلك مما يعتاد الناس فعله من انواع البر فان ذلك كله من تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و قد افردت مسئلة المولد و ما يتعلق بها بالتالیف و اعتنى بذلك كثير من العلماء فالقروا فی ذلك مصنفات مشحونة بالادلة و البراهین فلا حاجة لنا الی اطالته بذلك .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے حضور کی شب ولادت کی خوشی کرنا اور مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت اقدس کے وقت کھڑا ہونا اور مجلس شریف میں حاضرین کو کھانا دینا اور ان کے سوا اور نیکی کی باتیں کہ مسلمانوں میں رائج ہیں کہ یہ سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے ہیں اور یہ مسئلہ مجلس میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے جس میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں اور بکثرت علماء دین نے اس کا اہتمام فرمایا اور دلائل و براہین سے بھری ہوئی کتابیں اس میں تالیف فرمائیں تو ہمیں اس مسئلہ میں تطویل کلام کی

حاجت نہیں۔

شیخ مشائخنا خاتمة المحققین امام العلماء سید المدرسین مفتی الحنفیة بمكة المحمیه سیدنا برکتنا علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں :

القیام عند ذکر مولده الا عطر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استحسنه جمع من السلف فهو بدعة حسنة .

ذکر مولد اعطر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کو ایک جماعت سلف نے مستحسن کہا تو وہ بدعت حسنة ہے۔

پھر علامہ انباری کی موردالظمان سے نقل فرماتے ہیں :

قال الامام السبکی و جمیع من بالمجلس و کفی بمثل ذلك فی الاقتداء آہ ملخصا .

امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس نے قیام کیا اور اس قدر اقتدا کے لیے بس ہے۔

مولانا جمال عمر قدس سرہ کے اس فتویٰ پر موافقت فرمائی مولانا صدیق بن عبدالرحمن کمال مدرس مسجد حرام اور حضرت علامہ الوری علم الہدی مولانا وشینا و برکتنا السید احمد زین دحلان شافعی اور مولانا محمد بن محمد کتشی مکی اور مولانا حسین بن ابراہیم مکی مالکی مفتی مالکیہ وغیرہم اکابر علماء نے نفعنا اللہ تعالیٰ بعلومہم آمین۔

یہی مولانا حسین دوسری جگہ فرماتے ہیں استحسنه کثیر من العلماء و هو حسن لما .
يجب علينا تعظیمه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسے بہت علماء نے مستحسن رکھا۔ اور وہ حسن ہے کہ ہم پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب

ہے

مولانا محمد بن یحییٰ حنبلی مفتی حنابلہ فرماتے ہیں نعم يجب القيام عند ذكر ولادته صلى الله تعالى عليه وسلم اذ يحضر روحانيته صلى الله تعالى عليه وسلم فعند ذلك يجب التعظيم و القيام

ہاں ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام ضرور ہے کہ روح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم و قیام ضرور ہوا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ”يجب القيام“ سے مراد تاکید ہے محل ادب میں ایسا بولا جاتا ہے جیسے عرف و محاورہ میں خاص دوست کے لیے کہا جاتا ہے حقک واجب علی یعنی مجھ پر تمہارا حق واجب ہے۔

مولانا عبداللہ بن محمد مفتی حنفیہ فرماتے ہیں استحسنه كثيرون

اسے بہت علمائے مستحسن رکھا ہے۔

شیخ مشائخنا مولانا الامام الاجل الفقيه المحدث سراج العلماء عبداللہ سراج مکی مفتی حنفیہ فرماتے ہیں توارثه الانمة الاعلام و اقره الانمة و الحکام من غير نكير منكرور درادو لهذا كان حسنا و من يستحق التعظيم غيره صلى الله تعالى عليه و سلم و يكفى اثر عبد الله بن مسعود رضى الله تعالى عنه ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن.

یہ قیام مشہور بڑے بڑے اماموں میں متواتر چلا آتا ہے اور اسے ائمہ و حکام نے برقرار رکھا اور کسی نے رد و انکار نہ کیا لہذا یہ مستحب ٹھہرا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا اور کون مستحق تعظیم ہے اور سیدنا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس چیز کو اہل اسلام نیک سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی نیک ہے۔

اسی طرح مفتی عمر بن ابی بکر شافعی نے اس کے استحباب و استحسان پر تصریح فرمائی۔

فتوائے علماء حرمین محترمین جس پر مفتی مکہ معظمہ مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی اور رئیس العلماء شیخ المدرسین مولانا جمال حنفی اور مفتی مالکیہ مولانا حسین ابراہیم مکی اور سید المحققین مولانا احمد بن زین شافعی اور مدرس مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا محمد بن محمد غرب شافعی اور مولانا عبدالکریم بن عبدالکحیم حنفی مدنی اور فقیہ جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری نزہل مدینہ منورہ اور مولانا ابراہیم بن محمد خیار حسینی شافعی مدنی کی مہریں ہیں اور اصل فتویٰ مزین بخطوط و مشاہیر علماء ممدوحین فقیر نے پچشم خود دیکھا اور مدتوں فقیر کے پاس رہا جس میں اکثر مسائل متنازع فیہا پر بحث فرمائی ہے۔ اور بدلائل باہرہ مذہب و ہابیت کو سراسر باطل و مردود ٹھہرایا ہے۔ اس میں دربارہ قیام مذکور

و اما قیام اهل الاسلام عند ذکر ولادته عليه الصلاة والسلام في ذلك المحفل اشاعة للتعظيم و اظهار الاحترام فقد صرح في انسان العيون المشهور بالسيرة الحلبية باستحسانه كذلك و قال العلامة البرزنجي في رسالة المولد قد استحسن القيام عند ذكر مولده الشريف ائمة ذو دراية و رواية فطوبى لمن كان تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم غاية مراعاة و مراعاة انتهى بلفظه امام الحكم بحرمت ذلك التعظيم و مما نعة بدليل عدم ذكره بالخصوص في السنة فهو فاسد عند جمهور المحققين قال في عين العلم و الاسرار بالمساعدة فيما لم ينه عنه و صار مضاروا بعد عصرهم حسن و ان كان بدعة الخ اقول والدليل على هذا ما روى ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً و موقوفاً ما راہ المسلمون حسناً فهو عند اللہ حسن و قوله عليه

الصلاة و السلام خالقوا الناس باخلاقهم رواه الحاكم و قال صحيح على شرط الشيخين و قال الامام حجة الاسلام في الاحياء الادب الخامس موافقة القوم في القيام اذا قام واحد منهم في وجد صادق غير رياء او تكلف او قام باختيار من غير وجد فلا بد من الموافقة و ذلك من ادب الصحبة و لكل قوم رسم و لا بد من مخالفة الناس باخلاقهم كما ورد في الخبر لا سيما اذا كانت اخلاقها فيها حسن العشرة و طيب القلب و قول القائل ان ذلك بدعة لم يكن في الصحابة فليس كلما يحكم باباحة منقولا عن الصحابة و انما المخدور بدعة تراخى منه مامورا بها و لم ينقل النهي عن شي من هذا و كذلك سائر انواع المساعدات اذا قصد بها تطيب القلب و اصطلاح عليهما جماعة فالاحسن المساعدة عليها الا فيما ورد نهى لا يقبل التاويل انتهى كلام الامام حجة الاسلام باختصار المرام .

یعنی ذکر ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت اس محفل میں اہل اسلام کا اشاعت تعظیم و اظہار احترام کے لیے قیام کرنا بتقریح انسان العیون مشہور بہ سیرت حلبیہ مستحسن ہے۔ اور علامہ برزنجی رسالہ مولد میں فرماتے ہیں قیام وقت ذکر مولد شریف ائمہ ذورایت و روایت کے نزدیک مستحب ہے تو خوشی ہو اسے جس کی غایت مراد و مراد تعظیم حضور سید الانام علیہ الصلاة والسلام ہے انتہی اور اس تعظیم کو بدیں وجہ کہ اس خصوصیت کے ساتھ حدیث میں مذکور نہیں حرام و ممنوع کہنا جمہور محققین کے نزدیک فاسد ہے عین العلم میں فرماتے ہیں جس چیز سے شروع میں نہیں نہ آئی اور بعد زمانہ سلف کے لوگوں میں جاری ہوئی اس میں موافقت کر کے مسلمانوں کا دل خوش کرنا بہتر ہے اگرچہ وہ چیز بدعت ہی ہو الخ میں کہتا ہوں اور اس پر دلیل وہ حدیث جو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد اور خود ان کے قول سے مروی ہوئی کہ اہل اسلام جس چیز کو نیک جانیں وہ خدا کے نزدیک بھی نیک

ہے اور وہ حدیث کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرو حاکم نے اسے روایت کیا اور کہا کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور امام حجۃ الاسلام غزالی احياء العلوم میں فرماتے ہیں پانچواں ادب قوم کی موافقت کرنا ہے قیام میں جب کوئی ان میں سے سچے وجد میں بے نمائش و تکلف یا بلا وجد اپنے اختیار سے کھڑا ہو تو ضرور ہے کہ سب حاضرین اس کی موافقت کریں اور کھڑے ہو جائیں کہ یہ آداب صحبت سے ہے اور ہر قوم کی ایک رسم ہوتی ہے اور لوگوں سے ان کی عادتوں کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا اور خصوصاً جب ان عادتوں میں اچھا برتاؤ اور دلوں کی خوشنودی ہو اور کہنے والے کا یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے صحابہ سے ثابت نہیں تو یہ کب ہے کہ جس چیز کے جواز کا حکم دیا جائے وہ صحابہ سے منقول ہو بری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا کاٹ کرے اور ان باتوں سے نہ کہیں نہ آئی اور ایسے ہی سب مساعدتیں جب ان کے دل خوش کرنا مقصود ہو اور ایک جماعت نے اس پر اتفاق کر لیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان کی موافقت کی جائے مگر ان باتوں میں جن سے ایسی صریح نہی وارد ہوئی کہ لائق تاویل بھی نہیں یہاں تک امام حجۃ الاسلام غزالی کا ارشاد تھا کہ باختصار منقول ہوا۔ انتہی۔

ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا مستحب و مستحسن ہے

آخر روضۃ النعیم میں جو فتوائے علماء کرام مطبوع ہوئے ان میں فتوائے ۸ حضرات علماء مدینہ منورہ میں بعد اثبات حسن و خوبی محفل میلاد شریف مذکور

و الحاصل ان ما يوضع من الولايم في المولد الشريف و قراءته بحضرة المسلمين و انفاق المبرات و القيام عند ذكر ولادت الرسول الامين صلى الله تعالى عليه وسلم و رش ماء الورد و ايقاد البخور و تزيين المكان و قراة شي من القران و الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و اظهار الفرح و السرور فلا شبهة في انه

بدعة حسنة مستحبة و فضيلة شريفة مستحسنة اذ ليس كل بدعة حراما بل قد تكون واجبة كتنصب الادلة للرد على الفرق الضالة و تعليم النحو و سائر العلوم المعينية على فهم الكتاب و السنة كما ينبغي و مندوبة كبناء الربط و المدارس و مباحة كالتوسع في الماكل و المشارب اللذيذة و الثياب كما في شرح المناوي على جامع الصغير عن تهذيب النووي فلا ينكرها الا مبتدع و للاستماع لقوله بل على حاكم الاسلام ان يعزروه و الله تعالى اعلم .

یعنی خلاصہ مقصود یہ ہے کہ میلاد شریف میں ویسے کرنا اور حال ولادت مسلمانوں کو سنانا اور خیرات و مبرات بجالانا اور ذکر ولادت رسول امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور گلاب چھڑکنا اور خوشبوئیں سلگانا اور مکان آراستہ کرنا اور کچھ قرآن پڑھنا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور فرحت و سرور کا ظاہر کرنا بیشک بدعت حسنة مستحبة اور فضیلت شریفہ مستحسنة ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ کبھی واجب ہوتی ہے جیسے گمراہ فرقوں کے رد کے لیے دلائل قائم کرنا اور نحو وغیرہ وہ علوم سیکھنا جن کی مدد سے قرآن و حدیث بخوبی سمجھ میں آسکیں اور کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے سرانمیں اور مدرسے بنانا کبھی مباح جیسے لذیذ کھانے پینے اور کپڑوں میں وسعت کرنا جیسا کہ علامہ مناوی نے شرح جامع صغیر میں تہذیب امام علامہ نووی سے نقل کیا تو ان امور کا انکار وہی کرے گا جو بدعتی ہوگا۔ اس کی بات سننا نہ چاہیے بلکہ حاکم اسلام پر واجب ہے کہ اسے مزادے واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس فتویٰ پر مولانا عبدالباری و ابراہیم بن خیار وغیرہ تائید میں علماء کی مہر میں ہیں اور فتوائے علماء مکہ معظمہ میلاد و قیام کا استحباب علمائے سلف سے نقل کر کے فرماتے ہیں :

فالمنكر لهذا مبتدع بدعة سيئة مذمومة لانكاره على شي حسن عند الله و المسلمين كما جاء في حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال ما راہ المسلمون

حسنا فهو عند الله حسن و المراد من المسلمين ههنا الذين كملوا الاسلام كالعلماء العالمين و علماء العرب و المصر و الشام و الروم و الاندلس كلهم رواه حسنا من زمان السلف الى الآن فصار الاجماع و الامر الذي ثبت به اجماع الامة فهو حق ليس بضلال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة فعلى حاكم الشرع تعزيز المنكر و الله تعالى اعلم .

پس مجلس و قیام کا منکر بدعتی ہے اور اس منکر کی بدعت سیئہ و مذمومہ کہ اس نے ایسی چیز پر انکار کیا جو خدا و اہل اسلام کے نزدیک نیک تھی جیسا کہ حدیث بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آیا ہے کہ جس چیز کو مسلمان نیک اعتقاد کریں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور یہاں مسلمانوں سے کامل مسلمان مراد ہیں جیسے علمائے باعمل اور اس مجلس و قیام کو عرب و مصر و شام و روم و اندلس کے تمام علمائے سلف نے آج تک مستحسن جانا تو اجماع ہو گیا اور جو اجماع امت سے ثابت ہو وہ حق ہے گمراہی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میری امت گمراہی پر اجتماع نہیں کرتی پس حاکم شرع پر لازم ہے کہ منکر کو سزا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ انتہی

اس فتویٰ پر حضرت سید العلماء احمد دحلان مفتی شافعیہ و جناب مستطاب شیخا و برکتنا سراج الفضلاء مولانا عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ و مولانا حسن مفتی حنابلہ و مولانا محمد شرقی مفتی مالکیہ وغیر ہم پینتالیس علماء کی مہریں ہیں اور فتوائے علمائے جدہ میں مجیب اول مولانا ناصر بن علی بن احمد۔ مجلس میلاد اور اس میں قیام و تعیین یوم و تزئین مکان و استعمال خوشبو و قرأت قرآن و اظہار سرور و اطعام طعام کی نسبت فرماتے ہیں :

بہذه الصورة المجموعة من الاشياء المذكورة بدعة حسنة مستحبة شرعا لا ينكرها الا من في قلبه شعبة من شعب النفاق و البغض له صلى الله تعالى عليه وسلم و كيف يسوغ له ذلك مع قوله تعالى و من يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب .

جس مجلس میں یہ سب باتیں کی جائیں وہ شرعاً بدعت حسنہ ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق کی شاخوں سے ایک شاخ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت ہے اور یہ انکار اسے کیوں کر روا ہوگا۔ حالاں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

مولانا عباس بن جعفر بن صدیق فرماتے ہیں

ما اجاب به الشيخ العلامة فهو الصواب لا يخالفه الا اهل النفاق و ما في السؤال فهو حسن كيف و قد قصد بذلك تعظيم المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم لا حرمانا الله تعالى من زيارة في الدنيا و لا من شفاعته في الاخرى و من انكر من ذلك فهو محروم .

شیخ علامہ ناصر بن احمد بن علی نے جواب دیا وہی حق ہے اس کے خلاف نہ کریں گے مگر منافقین اور جو کچھ سوال میں مذکور ہے سب حسن ہے اور کیوں نہ حسن ہو کہ اس سے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں محروم نہ کرے ان کی زیارت سے دنیا میں اور نہ ان کی شفاعت سے آخرت میں اور جو اس سے انکار کرے گا وہ ان دونوں سے محروم ہے

مولانا احمد قباح لکھتے ہیں:

اعلم ان ذكر ولادة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما وقع من المعجزات و الحضور لسماعه سنة بلا شك و ريب لكن من هذه الصورة المجموعة من الاشياء المذكورة كما هو المعمول في الحرمين الشريفين و جمع ديار العرب بدعة حسنة مستحبة يثاب فاعلها و يعاقب منكرها .

جان تو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت و معجزات کا ذکر اور اس کے سننے کو حاضر ہونا بیشک سنت ہے مگر یہ ہیئت مجموعی جس میں قیام وغیرہ اشیائے مذکورہ ہوتی ہیں جیسا کہ حرمین شریفین اور تمام دیار عرب کا معمول ہے اور یہ بدعت حسنہ مستحبہ ہے جس کے کرنے والے کو ثواب اور منکر و مانع پر عذاب۔

مولانا محمد بن سلیمان لکھتے ہیں :

نعم اصل ذکر المولد الشريف و سماعه سنة و بهذه الكيفية المجموعة بدعة حسنة مستحبة و فضيلة عظيمة مقبولة عند الله تعالى كما جاء في اثر عبد الله بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما راہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن و المسلمون من زمان السلف الى الآن من اهل العلم و العرفان كلهم راہ حسنا بلا نقصان فلا ينكر و لا يمنع من ذلك الا مانع الخير و الاحسان و ذلك عمل الشيطان .

ہاں اصل ذکر مولد شریف اور اس کا سننا سنت ہے اور اس کیفیت مجموعی کے ساتھ جس میں قیام وغیرہ ہوتا ہے۔ بدعت حسنہ مستحبہ اور بڑی فضیلت پسندیدہ خدا ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد جسے مسلمان نیک سمجھیں وہ خدا کے نزدیک نیک ہے اور مسلمان سلف سے آج تک علماء اولیاء سب اسے مستحسن بلا نقصان سمجھتے آئے تو اس سے منع و انکار نہ کرے گا مگر وہ کہ خیر اور بھلائی سے روکنے والا ہوگا اور یہ کام شیطان کا ہے۔

مولانا احمد جلیس لکھتے ہیں :

الحمد لله و كفى و الصلاة و السلام على المصطفى نعم ذكر و لادة النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معجزة و حلية و الحضور لسماعه و تزئین المكان و رش ماء الورد و البخور بالعود و تعیین اليوم و القيام عند ذكر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم و اطعام الطعام و تقسیم التمر و قراءة شي من القرآن كلها مستحبة بلا شك و ريب و الله تعالى اعلم بالغيب .

خدا کو حمد ہے اور وہ کافی ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔ ہاں ولادت و معجزات و حلیہ شریفہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اور اس کے سننے کو حاضر ہونا اور مکان سجانا اور گلاب چھڑکنا اور اگر بتی سلگانا اور دن مقرر کرنا اور ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا اور کھانا کھلانا اور خرے بانٹنا اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھنا سب بلا شک و شبہ مستحب ہے۔

مولانا محمد صالح لکھتے ہیں :

امة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من العرب و المصر و الشام و الروم و الاندلس و جميع بلاد الاسلام مجتمع على استحبابه و استحسانه .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت عرب و مصر شام و روم و اندلس و تمام بلاد الاسلام سے اس کے استحباب و استحسان پر اجماع و اتفاق کیے ہوئے ہیں اور اسی طرح احمد بن عثمان و احمد بن عجلان و محمد صدقہ و عبد الرحیم بن محمد زبیدی نے لکھا اور تصدیق کیا تھا۔

فتاوائے علماء جده میں مولانا یحییٰ بن اکرم فرماتے ہیں :

الف في ذلك العلماء و حثوا على فعله فقالوا لا ينكرها الا مبتدع فعلى حاكم الشريعة ان يعزره .

علماء نے اس بارے میں کتابیں تالیف فرمائیں اور اس کے فعل پر رغبت دی اور فرمایا اس کا انکار نہ کرے مگر بدعتی تو حاکم شرع پر اس کی تعزیر لازم۔

مولانا شامی فرماتے ہیں :

لا ینکر هذا الا من طبع الله على قلبه و قد نص علماء السنة على ان هذا من المستحسن المثاب عليه و رد و ارد الحسن على منكره الخ.

اس کا انکار نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل پر خدا نے مہر کر دی اور بیشک علمائے اہل سنت نے تصریح فرمائی کہ یہ مستحسن و کارِ ثواب ہے اور منکر کا خوب رد فرمایا۔

مولانا علی بن عبداللہ لکھتے ہیں :

لا یشک فیہ الا مبتدع یلیق بہ التعزیر.

اس میں شک وہی کرے گا جو بدعتی قابل سزا ہوگا۔

مولانا علی طحان لکھتے ہیں :

قراءة المولد الشريف والقيام فيه مستحب و من انكر ذلك فهو جحد لا يعرف مراتب الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم.

مولد شریف پڑھنا اور اس میں قیام کرنا مستحب ہے اور منکر ہٹ دھرم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدر معلوم نہیں۔

مولانا محمد بن داؤد بن عبدالرحمن لکھتے ہیں :

مستحب یشاب فاعله و لا ینکره الا مبتدع

مستحب کرنے والا ثواب پائے گا اور منکر بدعتی ہوگا۔

مولانا محمد بن عبداللہ لکھتے ہیں :

قراءة المولد الشريف و القيام عند ذكر ولادة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

و كل شي في السؤال حسن بتعظيم المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم و من يستحق التعظيم غيره .

مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت نبی علیہ السلام کے وقت قیام کرنا اور جتنی باتیں سوال میں مذکور ہیں سب بہ سب تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن ہیں اور حضور کے سوا تعظیم کا مستحق کون ہے۔

مولانا احمد بن خلیل لکھتے ہیں:

هو الصواب اللایق بتعظیم المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم فعنى حاكم الشريعة المطهره زجر من انكر و تعزيره .

یہی حق ہے اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناسب نہیں حاکم شریعت مطہرہ پر لازم کہ منکر کو جہز کے اور سزا دے۔

مولانا عبدالرحمن بن علی حنفی لکھتے ہیں :

استحسنوا القيام تعظيما له اذا جاء ذكر مولده صلى الله تعالى عليه وسلم و ما صار تعظيما له صلى الله تعالى عليه وسلم فوجب علينا اداؤه و القيام به ولا ينكر ما ذكرنا الا مبتدع مخالف عن طريق اهل السنة و الجماعة لا استماع و اصفاء لكلامه و على حاكم الاسلام تعزيره .

علماء نے وقت ذکر ولادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کی تعظیم کے لیے قیام مستحسن سمجھا اور جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ٹھہری تو اس کا ادا کرنا اور بجالانا ہم پر واجب ہو گیا اور اس کا انکار نہ کرے گا مگر بدعتی مخالف طریقہ اہل سنت و جماعت جس کی بات نہ سننے کے قابل نہ توجہ کے لائق اور

حاکم اسلام پر اس کی تعزیر واجب ہے۔

بالجملہ سردست اس قدر کتب و فتاویٰ و افعال و اقوال علماء ائمہ سے اس قیام مبارک کے استحسان و استحباب کی سند صریح حاضر ہے جس میں سو سے زائد ائمہ و علماء کی تحقیق و تصدیق روشن و ظاہر اور رسالہ غایۃ المرام میں علمائے ہند کے بھی فتوے چھپے ہیں پچاس سے زیادہ مہریں و دستخط ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۶۲ تا ۷۱۔ اقامۃ القیامۃ)

تعظیم ذکر تعظیم ذات

ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ ذکر پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اور صور تعظیم سے ایک صورت قیام بھی ہے اور یہ صورت وقت قدم معظم بجالائی جاتی ہے اور ذکر ولادت شریف حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عالم دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے تو یہ تعظیم اسی ذکر کے ساتھ مناسب ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۷۳۔ اقامۃ القیامۃ)

بتول زہرا کا قیام تعظیم

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکریم حضرت بتول زہرا کے لیے قیام فرماتے اور حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام کرتیں۔

صحابہ کا قیام تعظیم

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اٹھتے تھے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۲)

تشریف نہ لے جاتے۔

حکم تعظیم اور سجدہ تحیت کی تحریم

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا

بلغنی ان رجلا قال یا رسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض
 افلا نسجد لک قال لا و لکن اکرموا نبیکم و اعرفوا الحق لاهله فانه لا ینبغی ان
 یسجد لاحد من دون اللہ تعالیٰ فانزل اللہ تعالیٰ ما کان لبشر الی قوله بعد اذ انتم
 مسلمون.

مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا
 آپس میں، کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں؟ فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا ہے اسے اسی
 کے لیے رکھو اس لیے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری :

بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوة میں عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اتاہ آت فقال یا
 رسول اللہ ناضح آل فلان قد ابق علیہم فنہض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 (لذکرت القصة و فیہ سجود البعیر لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال فقال اصحابہ یا
 رسول اللہ بہیمۃ من البہائم تسجد لک لتعظیم حقک فنحن احق ان نسجد لک قال
 لا لو کنت امرا احدا من امتی ان یسجد بعضهم لبعض لامرت النساء ان یسجدن
 لاوزاجہن.

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آ کر عرض کی فلاں گھر

کا شتر آبق بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے ہم نے عرض کی حضور اس کے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے، اونٹ کی نظر جمال انور پڑ پڑنا اور اس کا سجدہ میں گرنا، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لیے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا نہیں۔ اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

سجدہ خاص حق خدا ہے

امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

و اللفظ لابن ماجة قال لما قدم معاذ من الشام سجد للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال ما هذا يا معاذ قال اتيت الشام فوافقتم يسجدون لاساقتهم و بطارقهم فوردت في نفسي ان نفل ذلك بك فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلا تفعلوا فاني لو كنت آمرا احدا ان يسجد لغير الله لامرت امراءة ان تسجد لزوجها.

جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا معاذ یہ کیا؟ عرض کی میں ملک شام گیا تھا وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہ کرو۔ میں اگر سجدہ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

اقول : یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعیف نہیں ابن ابی حبان نے اسے صحیح میں روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔

حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

انه اتى الشام فرأى النصارى يسجدون لاساقتهم و رهبانهم و رأى اليهود يسجدون لاجارهم و رهبانهم فقال لاى شى تفعلون هذا قالوا هذا تحية الانبياء قلت فنحن احق ان نضع نبينا فقال نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم انهم كذبوا على انبيائهم كما حرفوا كتابهم لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المراءة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها.

وہ شام کو گئے دیکھا نصاریٰ اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو، ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے۔ معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انھوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے۔ میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد مسند اور ابو بکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روئی۔

انه لما رجع من اليمن قال يا رسول الله رايت رجالا باليمن يسجد بعضهم لبعض افلا نسجد لك قال لو كنت امرا بشرا يسجد لبشر لامرت المراءة ان تسجد لزوجها.

وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا اگر میں کسی بشر کو بشر کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اقول: یہ حدیث صحیح ہے اس کے سب راوی رجال بخاری و مسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح رہیں لا جرم دو واقعے ہیں۔ اول بار شام میں یہود و نصاریٰ کو دیکھ کر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی۔ دو بارہ اہل یمن کو دیکھ کر آئے اب اپنے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اس میں بوجہ مخالفت یہود و نصاریٰ کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نبی ارشاد کو محتمل سمجھا اور بسبب احتمال نبی حتیٰ اس بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں صرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی۔

ابوداؤد سنن اور طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال اتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم احق ان يسجد له قال فاتيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت انى اتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فانت يا رسول الله احق ان يسجد لك ارايت لو مرت بقبرى ا كنت تسجد له قلت لا قال فلا تفعلوا لو كنت امرا احدا ان يسجد لاحد لامرت النساء ان يسجدن لزوجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق.

میں شہر حیرہ میں (کہ قریب کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہر پار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں۔ خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر یہ حال و خیال عرض کیا فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کرو گے میں نے عرض کی نہ، فرمایا تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس

حق کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے ان کا ان پر رکھا ہے۔

ابوداؤد نے سکوتاً اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریحاً کہا ہے حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا۔ جیسا کہ اتحاد السادة المتقين میں ہے۔

مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ .

مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ (مولف)

تفسیر کبیر میں بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے ہے :

قال دخل الجاثلیق علی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاراد ان یسجد له فقال له علی اسجد لله و لا تسجد لی .

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصاریٰ کا سفیر حاضر ہوا۔ حضرت کو سجدہ کرنا چاہا فرمایا مجھے سجدہ نہ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۷۸، ۴۸۱، ۴۸۴۔ زبدۃ الزکیۃ)

نام اقدس معظم ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

نام اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے خالی ”رسول رسول“ کہنا اگر بقصد ترک تعظیم ہے تو کفر ہے، ورنہ بلا ضرورت ہو تو برکات سے محرومی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۱۷۳)

ذکر ولادت کے وقت قیام

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر رقم طراز ہیں۔

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلاة والسلام جس طرح حرمین طہیین و مصر و شام و سائر بلاد اسلام میں رائج و معمول ہے ضرور مستحسن و مقبول ہے۔

علامہ سید جعفر برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ جن کا رسالہ میلاد مبارک حرمین طہیین و دیگر بلاد عرب و عجم میں پڑھا جاتا ہے اس رسالہ میں فرماتے ہیں :

قد استحسن القيام عند ذکر ولادته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمة ذر و رواية و درایة فطوبی لمن کان تعظیمه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غاية مراحمہ و مرامہ .

بیشک ذکر ولادت اقدس کے وقت قیام کرنا ان اماموں نے مستحسن جانا جو اصحاب روایت و ارباب درایت تھے تو خوشی اور شادمانی ہو اس کے لیے جس کی نہایت مراد و غایت مقصود محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۲۳)

سروں پر پوندے

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خشوع و خضوع اور تعظیم بجالانے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مزید تحریر فرماتے ہیں۔

ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

قال اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اصحابہ حولہ کان علی رؤسہم

الطیر .

میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور کے اصحاب حضور کے گرد تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ یعنی سر جھکائے، گردنیں خم کیے، بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی یا پتھر جان کر سروں پر آ بیٹھیں، اس سے بڑھ کر اور خشوع کیا ہوگا۔

ہند بنت ابی ہالہ ابوصاف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث حلیہ اقدس میں ہے۔

اذا تكلم اطرق جلساءه كان على رؤسهم الطير.

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے جتنے حاضران مجلس ہوتے سب گردنیں جھکا لیتے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔

عجب ست باوجودت کہ وجود من بماند

تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن بماند

یہ بات کتنی بھی ہے کہ آپ کے وجود میں میرا وجود گم ہو گیا، جب آپ تکلم میں آئے تو مجھے مجال سخن

(مولف)

نہ رہی۔

ذکر رسول کے وقت وقار و خشوع

امام ابو ابراہیم نجفی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

واجب علی کل مومن متی ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ذکر عندہ ان

ینخض و ینخس و یتوقر و یسکن من حرکتہ و یاخذ فی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بہ

نفسہ لو کان بین یدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یتأدب بما ادبنا اللہ تعالیٰ بہ .

ہر مسلمان پر واجب ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرے یا اس کے سامنے حضور کا ذکر آئے خشوع و خضوع بجالائے اور باوقار ہو جائے اور اعضاء کو حرکت سے باز رکھے اور حضور کے لیے اس ہیبت و تعظیم پر ہو جائے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو اس پر طاری ہوتی اور ادب کرے جس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیں ان کا ادب سکھایا ہے۔

امام علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں اس قول کے نیچے لکھتے ہیں :

يفرض ذلك و يلاحظه و يتمثله فکانه عنده .

یعنی یاد حضور کے وقت یہ قرار دے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو حاضر ہوں اور حضور کا خیال کرے اور صورت اقدس کا تصور باندھے گویا حضور کے سامنے حاضر ہے۔

امام اجل سیدی قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں امام تجیبی کا ارشاد نقل کر کے فرماتے

ہیں :

و هذه كانت سيرة سلفنا الصالح و ائمتنا الماضين رضی اللہ تعالیٰ عنہم .

ہمارے سلف صالح و ائمہ سابقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی داب و طریقہ تھا۔

اور فرماتے ہیں :

کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونه و ینحی .

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے رنگ ان کا بدل جاتا

اور جھک جاتے۔

نسیم میں ہے :

لشدة خشوعه .

یہ جھک جانا بہ سبب شدت خشوع تھا۔

شفا شریف وغیرہ تصانیف علماء میں اس قسم کی بہت روایات مذکور۔

شاہ ولی اللہ قصیدہ ہمزئیہ میں لکھتے ہیں :

ینادی ضارعا بخضوع قلب و ذل و ابتہال و التجاء

رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضاء

دیکھو صاف بتاتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوندا اور حضور سے عرض حاجت کرے تو

تضرع و خضوع قلب و تذلل و الحاح و زاری سب کچھ بجالائے۔

یعنی گڑ گڑاتے ہوئے حضور قلب اور تذلل و الحاح و زاری کے ساتھ ندا کرے کہ اے اللہ کے

رسول، اے مخلوق کے بہتر، ہم قیامت کے دن آپ کی بخشش چاہتے ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳۲، ۵۳۵۔ انہار الانوار)

کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور والا کوندا کر کے عرض کرتے ہیں بابی انت و امی یا رسول اللہ..

میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ، اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا

کہ حضور کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی۔ لا اقسام بہذ البلد.

نسیم کی دلکشا عبارت یہ ہے۔

قد قالوا ان هذا القسم ادخل في تعظيمه صلى الله تعالى عليه وسلم من القسم بذاته و بحياته كما اشار اليه عمر رضى الله تعالى عنه بقوله بابي انت و امي يا رسول الله قد بلغت من الفضيلة عنده ان اقسام بتراب قدميك فقال لا اقسام بهذا البلد.

علماء نے فرمایا ہے کہ ذات و حیات مصطفیٰ کی قسم سے زیادہ شہر مصطفیٰ کی قسم میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے جیسا کہ اس کی طرف امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قول میں اشارہ فرمایا کہ میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ، اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پا کی قسم یاد فرمائی اور فرمایا لا اقسام بهذا البلد.

مواہب میں ہے :

على كل حال فهذا متضمن للقسم ببلد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و لا يخفى ما فيه من زيادة التعظيم، و قد روى ان عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه قال للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم بابي انت و امي يا رسول الله لقد بلغ من فضيلتك عند الله ان اقسام بحياتك دون سائر الانبياء و لقد بلغك من فضيلتك عنده ان اقسام بتراب قدميك فقال لا اقسام بهذا البلد.

یعنی ہر حال میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر مکرم کی قسم کو شامل ہے اور اس میں جو تعظیم کی زیادتی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ اور مروی ہے کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ، آپ کی فضیلت و بزرگی اللہ عزوجل کے نزدیک اس حد کو پہنچی ہے کہ اس نے آپ کی حیات اقدس کی قسم یاد فرمائی انبیاء سابقین میں سے کسی کی قسم یاد نہیں کی اور آپ کی فضیلت اللہ عزوجل کے نزدیک اس مرتبہ کو پہنچی ہے کہ

اس نے حضور کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی اور فرمایا لا اقسام بهذا البلد قسم ہے مجھے اس شہر مکرم کی۔

(مولف)

مدارج میں اسے نقل کر کے فرمایا :

یعنی سوگند خوردن بہلہ کہ عبارت است از زمینے کہ پے سپر میکند آزا سوگند بخاک پائے خوردن است و این لفظ در ظاہر نظر سختی در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سوگند میخورد بخاک پائے حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نظر بحقیقت معنی صاف و پاک ست کہ غبارے بر آن نہ و تحقیق این سخن آنست کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بچیزے غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت و تمیز آں چیزست نزد مردم و نسبت بایشاں تا بدانند کہ آں امرے عظیم و شریف است نہ آں کہ اعظم است نسبت بوئے تعالیٰ الخ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۱۔ منیر العین)

یعنی اس شہر کی زمین کی قسم یاد فرماتا ہے جو آپ کے قدموں کے نیچے پامال ہوتی ہے گویا کہ آپ کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی ہے، ظاہر نظر میں یہ لفظ جناب باری عز اسمہ کی نظر میں سخت معلوم ہوتا ہے چوں کہ انہوں نے، رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاک پاکی قسم یاد فرماتا ہے۔ لیکن نظر بحقیقت ہر غبار سے یہ معنی پاک و صاف ہیں اس کی تحقیق یہ ہے کہ رب العزت جل جلالہ کا اپنی ذات و صفات کے سوا کسی غیر چیز کی قسم یاد فرمانا اظہار شرف و فضیلت و دیگر اشیاء کے مقابلے میں اس چیز کو ممتاز کرنے کے لیے ہے جو لوگوں میں موجود ہے تاکہ لوگ جان سکیں کہ یہ چیز نہایت عظمت و شرافت والی ہے۔ تفصیل کلام یہ ہے کہ رب العزت جل جلالہ نے کئی مرتبہ متعدد چیزوں پر قسم یاد فرمائی ہے، کبھی اپنی ذات و صفات کے ساتھ قسم یاد فرمائی اور کبھی ان بعض مخلوقات کی قسم یاد کی جو ذات و صفات باری تعالیٰ کی عظمت پر دلیل و نشان کے قبیل سے ہیں جیسے آسمان، زمین، دن اور رات وغیرہ کہ یہ اس کی آیات عظیمہ اور دلائل قدرت خارجہ میں ہیں۔

نجوم، کواکب، شمس و قمر یہ مطالع انوار، مظاہر اسرار اور عالم کو روشن کرنے، نسل انسانی کی مصلحتوں کو منضبط کرنے اور راہ معلوم کرنے کے اسباب و علل اور شیاطین کو مار بھگانے کے موجب ہیں۔

بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے اسرار کے ادراک سے کوتاہ بینوں کی نظریں عاجز و قاصر ہیں، پروردگار عالم جل جلالہ نے ان کی قسم یاد فرمائی ہے مثلاً و التین و الزیتون قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی۔ کون جان سکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان میں کتنی حکمتیں ودیعت فرمائی ہیں اور کتنے اسرار پنہاں فرمائے ہیں یہ سب اظہار فضیلت اور بہ نسبت دیگر اشیاء کے انھیں ممتاز فرمانے کے لیے ہے۔ یہی حال آدمیوں کی قسم کا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کے ساتھ قسم یاد فرمائی۔

(ترجمہ مع اضافہ از مدارج النبوة مترجم جلد اول)

تعظیم کے سب طریقے محبوب ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

بحمد اللہ مسلمانوں کے ایمان میں تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عین ایمان، ایمان کی جان ہے اور علی الاطلاق مطلوب شرع تو جو کچھ بھی، جس طرح بھی، جس وقت بھی، جس جگہ بھی تعظیم اقدس کے لیے بجالائے خواہ وہ بعینہ منقول ہو یا نہ ہو سب جائز و مندوب و مستحب و مرغوب و مطلوب و پسندیدہ و خوب ہے جب تک اس خاص سے نہ آئی ہو، جب تک اس خاص میں کوئی حرج شرعی نہ ہو وہ سب اس اطلاق ارشاد الہی و تعزروہ و توقروہ میں داخل اور امثال حکم الہی کا فضل جلیل اسے شامل ہے۔

ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ جو کچھ جس قدر ادب و تعظیم حبیب رب العالمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں زیادہ مداخلت رکھے اسی قدر زیادہ خوب ہے۔

فتح القدر امام محقق علی الاطلاق و منک متوسط و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔

ما كان ادخل من الادب والاجلال كان حسنا.

جو بات ادب و تعظیم میں زیادہ مداخلت رکھے وہ بہتر ہے۔ (مولف)

امام ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں :

تعظيم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بجميع انواع التعظيم التي ليس فيها

مشاركة الله تعالى في الالوهية امر مستحسن عند من نور الله ابصارهم.

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجالانا تعظیم کے تمام اقسام و انواع کے

ساتھ جن میں کوئی بات الوہیت میں اللہ تعالیٰ کے شریک نہ ہو تو ان کے نزدیک امر مستحسن ہے جنہیں اللہ

تعالیٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۶۵۔ نوح السلامۃ)

ایمان و عبادت اور نبی کی تعظیم

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک موقع پر فرماتے ہیں :

ایمان صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت و عظمت کا نام ہے تو جس کے دل

میں جس قدر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت و عظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل اور جس

قدر کم اتنا ہی ایمان ناقص، اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین.

قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے بیشک جب تک محبت دینی، ایمانی، اختیاری، ایقانی میں محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔

انزال کتب و ارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے لیے ہے۔

ابن عساکر سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا۔

و لقد خلقت الدنيا و اهلها لا عرفهم كرامتك و منزلتك عندى و لو لاک
لما خلقت الدنيا.

میں نے دنیا و مخلوقات دنیا اسی لیے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرما دوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزا ہے اور دارالجزا کو دارالعمل پر تقدم ضروری ہے جب دارالعمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دارالجزا کہاں سے آتی؟

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عز و علانے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی۔

لو لا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء . .

اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے نہ میں تمہیں پیدا کرتا نہ آسمان و زمین بناتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و ما جعلنا القبلة التي كنت عليها الا لنعلم من يتبع الرسول ممن ينقلب على

عقبه .

ہم نے نہ کیا وہ قبلہ جس پر تم تھے مگر اس لیے کہ علانیہ ظاہر ہو جائے کہ کون براہ غلامی تمہارا اتباع

کرتا ہے اور کون اٹھے پاؤں پھرتا ہے۔

دیکھو! آیہ کریمہ صاف ارشاد فرماتی ہے کہ فرضیت قبلہ صرف اس لیے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و اطاعت کرنے والوں کی پہچان سب کو معلوم ہو جائے۔

آیہ کریمہ، و ما خلقت الجن و الانس لا ليعبدون (میں نے جن و انسان اسی لیے بنائے کہ میری عبادت کریں) حدیث مذکور سیدنا سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منافی نہیں۔ تخلیق جن و انس عبادت کے لیے اور عبادت سے حضرت عزت جل جلالہ کو نہ کوئی نفع نہ اس کے ترک سے کوئی ضرر، وہ غنی حمید ہے احکام عبادت کی تشریح اسی لیے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامان، مطیع و فرمانبردار، ان کے حکم سے اٹھے پاؤں پھر جانے والے نابکار، سب پر ظاہر ہو جائے کہ عبادت الہی و تعظیم و محبت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متلازمین ہیں۔ متلازمین میں ایک کا ذکر دوسرے کا موکد ہوتا ہے نہ کہ تانی و منافی۔

ایمان کے دو رکن ہیں۔

لا الہ الا اللہ .

محمد رسول اللہ

آیہ کریمہ رکن اول کو بتاتی ہے۔ الا ليعبدون اسی لیے بتایا کہ میری پرستش کریں یعنی لا الہ

الا اللہ ۔

اور حدیث شریف رکن دوم کا اشعار فرما رہی ہے۔ لا عرفہم کرامتک اسی لیے بتایا کہ تمہارا

مرتبہ پہچانیں یعنی محمد رسول اللہ۔

ولہذا اہل ادب و ایمان کے نزدیک تعظیم و محبت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل کار و اہم

فرائض و مناسبات قبول جملہ افعال حسنہ ہے، اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز، اور تعظیم و محبت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم و اعظم۔

علی کی نماز اور تعظیم رسول

غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوائے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم و محبت کا پلہ غلب آیا۔ اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتی توارت بالحجاب .

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بین کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کی یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی۔

الہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا امیر المؤمنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

بارگاہ اقدس کا ادب

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ خدا کا پیغام یہ ہے کہ :

ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل حبط ہو جاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب و ہیبت روز افزوں کرتی اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تعظیم رسول کے سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں :

نہ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سد ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

☞

اے شوق دل یہ سجدہ گر ان کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو

●

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش)



درود و سلام کے فضائل و احکام

ان پر درود جن کو حجرت تک کریں سلام
ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے

ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

﴿اللہ و ملائکتہ بصلوٰہ علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا فمبیا﴾
 بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب جانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور
 خوب سلام بھیجو۔
 (الاحزاب/۵۶)

درود و سلام کے فضائل و احکام

واضح ہو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام عرض کرنے کے ضمن میں یہ آئیہ کریمہ اس کی اصل و بنیاد ہے ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما۔

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر صلوة بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر خوب درود و سلام بھیجو۔

اس آئیہ کریمہ میں حق تعالیٰ نے صلوة علی النبی کی نسبت اپنی ذات کریم اور اپنے فرشتوں کی طرف فرمائی ہے اور مسلمانوں کو حضور پر صلوة و سلام عرض کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ صلوة کے معنی میں علماء کرام کے مختلف اور متعدد اقوال ہیں۔ چنانچہ ابوالعالیہ جو کہ تابعین میں سے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کا صلوة بھیجنے کے یہ معنی لیے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فرشتوں کے سامنے اپنے نبی کی ثنا کرنا اور اس کی بزرگی بیان کرنا ہے۔ اور حضور پر فرشتوں کا صلوة بھیجنا تو اس کے معنی فرشتوں کا دعا کرنا اور بارگاہ الہی میں عزت و عظمت کے اضافہ کی درخواست کرنا ہے، اور یہی معنی مسلمانوں سے ہیں کہ انھیں اس کا حکم فرمایا گیا، اس سے مراد زیادتی و برکت کو طلب کرنا ہے۔

اور مقاتل کہتے ہیں کہ صلوة اللہ کے معنی اس کی مغفرت، اور صلوة ملائکہ کے معنی استغفار ہیں، اور ضحاک کہتے ہیں کہ صلوة اللہ کے معنی اس کی رحمت، اور ان کی ایک روایت میں مغفرت کے ہیں، اور صلوة ملائکہ کے معنی دعائیں دعائے رحمت و مغفرت کے ہیں۔ اور فرشتوں کا اپنا کام ہی مسلمانوں کے لیے استغفار کرنا ہے۔

شیخ عزالدین عبدالسلام اپنی کتاب مسمی بہ "شجرة المعارف" میں فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلاۃ و سلام عرض کرنا بارگاہ رب العزت میں ہماری سفارش و شفاعت کرنا نہیں ہے اس لیے کہ ہم جیسے امتی کی سفارش آپ جیسے نبیوں کے لیے نہیں ہوتی، لیکن حق تعالیٰ نے ہمیں حقوق بجالانے اور شکرگزاری کرنے کا حکم ہر اس شخص کے لیے دیا ہے جو احسان کرے۔ بالخصوص اس عظیم احسان و عطا کی بنا پر جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم پر فرمایا ہے، چوں کہ ہم کما حقہ، اس کا بدل ادا کرنے سے عاجز تھے اس بنا پر حق تعالیٰ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ چوں کہ ہم بدل کرنے سے عاجز ہیں لہذا بارگاہ عزت میں ہی دعا کرتے ہیں کہ وہی حضور کی عظمت و کبریائی کے لائق اور اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس عزت و کرامت کے مطابق جو اس کی بارگاہ میں ہے رحمت و برکت اور تعظیم نازل فرمائے۔

قاضی ابو بکر بن العربی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام بھیجنے کا فائدہ دراصل صلاۃ و سلام بھیجنے والے کے لیے ہی ہے۔ بایں سبب کہ صلاۃ و سلام عرض کرنا مضبوطی عقیدت، خلوص نیت، اظہار محبت، مداومت بر طاعت، معرفت حق، وساطت، اور اس واسطے کہ احترام پر دلالت کرتا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دعا کرنا اور حضور کے لیے فیض اور خیر و برکت کی استدعا کرنا درحقیقت مخلوق کے لیے دعا کرنا ہے اور یہ اس پانی کے حکم میں ہے جو پر نالہ سے بہا جاتا ہے اور زمین میں سما جاتا ہے پھر وہ بخارات بن کر اوپر چڑھتا ہے اور بارش بن کر سب کو فیض پہنچاتا ہے، لہذا یہ دعا ساری مخلوق کو شامل ہے۔

فائدہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام عرض کرنے کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ فرض ہے یا مستحب؟ مذہب مختار یہ ہے کہ یہ فرض ہے اس لیے کہ ظاہر امر و حکم و وجوب کے لیے ہے لیکن فی الجملہ اگرچہ عمر میں ایک ہی مرتبہ ہو، جیسے کہ آپ کی نبوت و رسالت کی شہادت دینا۔

اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ صلاۃ و سلام کی کثرت کرنا بغیر کسی تخصیص و تقلید اور کسی گنتی و شمار کے

واجب ہے۔ اس لیے کہ حق تعالیٰ نے ہر مسلمان پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا فرض قرار دیا ہے اور اس کے لیے کسی خاص دعا کا تعین کرنا نہیں فرمایا ہے، لہذا واجب یہ ہے کہ بکثرت صلاۃ و سلام بھیجا جائے اور کسی وقت اس سے غافل نہ رہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی لیا جائے اور آپ کا تذکرہ کیا جائے ہر بار صلاۃ و سالم عرض کرنا واجب ہے، علماء فرماتے ہیں کہ مختار یہی مذہب ہے۔ اور مواہب لدنیہ میں کہا گیا ہے کہ اسی مذہب کے قائل امام طحاوی، جماعت حنفیہ، حلیمی اور جماعت شافعیہ ہیں اور قاضی ابوبکر بن العربی مالکی فرماتے ہیں کہ اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور ایسا ہی زنجیری نے بھی کہا ہے۔ یہ تمام حضرات اور تمام جماعتیں اس حدیث سے استدلال کرتی ہیں کہ فرمایا۔

من ذکرت عنده فلم یصل علی فمات دخل النار .

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر صلاۃ و سلام نہ بھیجے اور اسی حال میں مر جائے تو اسے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اسے ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنا زیادہ ہے کہ

رغم انف من ذکرت عنده فلم یصل علی .

یعنی ناک کے بل گھسیٹا جائے گا وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود و سلام نہ بھیجے۔ اسے حاکم نے صحیح کہا ہے۔

اور انہوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ فرمایا :

شقی عبد ذکرت عنده فلم یصل علی .

یعنی وہ بندہ بد نصیب ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود و سلام نہ بھیجے۔ طبرانی نے اسے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا۔

یہ استدلال اس لیے ہے کہ ترک پر وعید فرمانا و جوہ کی علامتوں میں سے ہے۔

نیز رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے حکم کا فائدہ آپ کے احسان کے بدلے اور اس کے مکافات میں ہے اور حضور کا احسان مستمر اور دائمی ہے لہذا جب بھی ذکر کیا جائے تو یہ حکم اس پر موکد و لازم ہوگا۔

نیز ان حضرات کا استدلال اس آیت کریمہ سے بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا :

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعا بعضکم بعضا۔

رسول کے پکارنے کو آپس کے ایک دوسرے کے پکارے کی مانند نہ بناؤ۔

لہذا اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا جائے یا آپ کا ذکر کیا جائے اور آپ پر صلاۃ و سلام نہ بھیجا جائے تو لوگوں کے ساتھ پکارنے اور یاد کرنے میں برابری ہو جاتی ہے۔

انتباہ

مناسب ہے بلکہ افضل ہے کہ سلام کے بھیجتے یا لکھتے وقت صلاۃ بھی ساتھ ملائی جائے۔ اور امام نووی صلاۃ کو بغیر سلام کے ملائے مکروہ بتاتے ہیں اس لیے کہ حق تعالیٰ نے دونوں کا حکم فرمایا ہے۔

فتح الباری میں کہا گیا ہے کہ تنہا صلاۃ بھیجنا اور سلام بالکل نہ بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر ایک مرتبہ سلام بھیجے اور دوسری مرتبہ صلاۃ بھیجے بغیر کسی وقفہ یا خلل کے تو مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ مواہب لدنیہ میں ہے

اور تنہا صیغہ غائب کے ساتھ غیر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے نہ استعمال کیا جائے مطلب یہ

ہے کہ کسی غیر نبی کو ”علیہ السلام“ نہ کہا جائے۔ لیکن حاضر و مخاطب کے لیے استعمال کیا جائے اور اس طرح کہا جائے سلام علیک یا السلام علیک

اور رموزہ کنایہ یا مخفف جیسا کہ عام لوگوں میں رائج ہے اس پر راضی نہ ہو کیوں کہ یہ بہت ہی شنیع اور قبیح فعل ہے، جیسا کہ عام طور پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ”صلعم“ یا صلل یا اور علیہ السلام کے لیے ”یا عم اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے ”وغیرہ مہمل النفاظ بولتے اور لکھتے ہیں بلاشبہ یہ درود شریف کی اہانت اور استخفاف ہے اس سے بچنا فرض ہے۔

ایک درود دس رحمتیں

حدیث شریف میں ہے :

من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشاء۔

جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے، وہ کتنا خوش نصیب اور عظیم المرتبت ہے جس پر حق تعالیٰ رحمت اور برکت نازل فرمائے۔

اس جگہ ایک اعتراض یہ لاتے ہیں کہ یہ کیسے جائز ہوگا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو بندہ ایک مرتبہ صلاۃ بھیجے اور اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایک کا عدد جو حدیث میں آیا ہے وہ بندے کا فعل ہے اس حکم کے تحت کہ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ (جو ایک نیکی لائے اس کا بدلہ دس گنا ہے) حق تعالیٰ ایک کا بدلہ دس گنا عطا فرماتا ہے۔ اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ حق تعالیٰ جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ بھیجتا ہے وہ بھی ایک ہی ہو۔ وہ مالک ہے جتنی مقدار میں چاہے حضور پر صلاۃ بھیجے۔ چوں کہ بندہ صلاۃ و سلام اور دعا کرنے پر مامور ہے اور وہ کہتا ہے کہ اے خدا! میں تیرے اس حکم کو بجالانے میں عاجز و مجبور ہوں تو ہی اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلاۃ نازل فرما جیسا

کہ تیرے جلال اور حضور کے جمال کے لائق ہے۔

لہذا حق تعالیٰ اپنے کمال رحمت و مہربانی سے جو لائق ہے بھیجتا ہے اور اس کے نزدیک اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جیسی عزت اور درجہ ہے اسی کی مناسبت سے بھیجتا ہے، یہ بات بالکل ظاہر ہے، نیز یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایک درود اس دس کے مقابلہ میں جو بندہ پر نازل فرمائے یہ سو ہزار درجہ کامل تر ہو اس لیے کہ مقدار کی کمی، کیفیت کی زیادتی کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک گوہر سو ہزار پیسوں کے مقابلے میں ہوتا ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ کی آنکھوں سے خوشی و مسرت نمایاں تھی اور آپ کا چہرہ منور پر مسرت تھا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج آپ کے رخ انور میں خوشی و مسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے؟ فرمایا جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ کو یہ پر مسرت نہیں بناتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو بندہ بھی آپ کی امت کا آپ پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلاۃ و سلام بھیجتا ہوں۔ اور ایک روایت میں مطلق آیا ہے جو بندہ صلاۃ و سلام آپ پر بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر صلاۃ و سلام بھیجتا ہے۔ گویا مقصود اس جگہ بیان مطلق ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ مجھ پر صلاۃ و سلام بھیجتا ہے حق تعالیٰ اس پر اس وقت تک صلاۃ و سلام بھیجتا ہے جب تک وہ مجھ پر بھیجتا رہے۔ لہذا بندے کو اختیار ہے کہ کم بھیجے یا زیادہ بھیجے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر گنا صلاۃ بھیجتے ہیں لہذا بندہ کم کرے یا زیادہ۔

ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں

نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ مٹا کر اس کے دس درجے بلند فرمائے گا۔ یہ دس گناہوں کا مٹانا اور دس درجے بلند کرنا عمل درود کے اجر و ثواب کے ساتھ مخصوص ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ موثر و کارآمد ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

اس جگہ ایک نکتہ یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا، درود بھیجنے والے پر رحمت کے نزول کو واجب کرنے کا حکم رکھتا ہے تو ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں جتنی بھی کمیت اور مقدار اور کیفیت میں مبالغہ کیا جائے گا اتنا ہی اس پر رب العزت کی بارگاہ سے فیضان و نزول رحمت زیادہ ہوگا لیکن اس نوعیت کے مطابق ہوگا جتنا اس کے حال کے لائق و مناسب ہے۔ غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات و سعادات ہے اور اہل سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بنا پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

درود پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھنے کے حکم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود عمر میں ایک بار تو بالا جماع فرض قطعی ہے۔ اور امام شافعی ہر نماز میں فرض، اور ہر بار کہ ذکر شریف آئے علماء کو وجوب و استحباب میں اختلاف، امام طحاوی کا مذہب ہر مرتبہ وجوب ہے ذاکر و سامع پر، باقانی و حلبي و صاحب بحر الرائق و تنویر الابصار وغیرہم علماء نے اسی کو صحیح و

رانج و مختار و معتمد فرمایا اور دلیل اسی کو مقتضی و هو الذی ندبنا اللہ بہ البتہ در صورت اتحاد مجلس دفعا للخرج تداخل مسلم۔ (النیرۃ الوضیۃ شرح الجوہرۃ المضمیۃ)

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں :

بالاجماع امت مرحومہ عمر میں ایک بار ہر مسلمان پر درود پڑھنا فرض قطعی اور عند المحققین ہر بار کہ ذکر شریف حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے واجب ہے۔ (ذیل المدعا لاسن الوعا)

نام اقدس کے بعد علم یا صلعم وغیرہ لکھنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد بعض لوگ یا عم اور صلعم وغیرہ لکھتے ہیں، اس کی ممانعت کو واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اللھم صل و سلم و بارک علیہ و علی الہ و صحبہ ابداء درود شریف کی جگہ فقط صا د یا عم یا صلعم یا صلعم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ وہ الفاظ بے معنی ہیں اور فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لہم میں داخل، کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انھیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی، فانزلنا علی الذین ظلموا رجلاً من السماء بما كانوا یفسقون تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔

یوں تحریر میں القلم احدی اللسانین بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیف شان نبوت بتایا۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے۔

یحافظ علی کتب علیہ الصلاة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا یسام من تکرارہ وان لم یکن فی الاصل و یصلی بلسانہ ایضاً و یکرہ الرمز

بالصلاة و الترضی بالكتابة بل یکتب ذلک کله بکماله . و فی المواضع عن التارخانیة من کتب علیه السلام بالهمزة و المیم یکفر لانه تخفیف و تخفیف الانبیاء علیهم الصلاة و السلام کفر بلا شک ، و لعله ان صح النقل مقیده بقصده و الا فالظاهر انه لیس بکفر نعم الاحتیاط فی الایهام و الشبهة . اہ مختصراً .

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہو اگرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے۔ درود یا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیے۔ تا تاریخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام، ہمزہ اور میم سے لکھا کافر ہو گیا۔ کیوں کہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اگر یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہوگی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے ہاں احتیاط، ایہام اور شبہ سے بچنے میں ہے۔ (مؤلف)

(صلوات الصفا فی نور المصطفیٰ)

درود میں تخفیف سخت منع ہے

درود میں تخفیف یا اسے کم کر کے لکھنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں:

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ مہمل بے معنی صلعم یا صلعم یا فقط یا علیہ الصلاة والسلام کے بدلے عم یا عم لکھنا ایسا ہے کہ نام اقدس کے ساتھ درود شریف کے بدلے یوں ہی کچھ الم غلم بلنا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جس نے درود شریف کا ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ علامہ سید طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں فتاویٰ تا تاریخانیہ سے منقول ہے من کتب علیہ السلام بالهمزة و المیم یکفر لانه تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر۔

یعنی کسی نبی پاک کے ساتھ درود یا سلام کا ایسا اختصار لکھنے والا کافر ہو جاتا ہے کہ یہ ہلکا کرنا ہوا،

اور معاملہ شان انبیاء سے متعلق ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان ہلکا کرنا ضرور کفر ہے۔

شک نہیں کہ اگر معاذ اللہ قصد استخفاف شان ہو تو قطعاً کفر ہے حکم مذکور اسی صورت کے لیے یہ ہے لوگ صرف کسل، کاہلی، نادانی، جاہلی سے ایسا کرتے ہیں تو اس حکم کے مستحق نہیں مگر بے برکتی، بے دولتی، کم بختی، زبور قسمتی میں شک نہیں۔

اقول: ظاہر ہے کہ القلم احد اللسانین قلم بھی ایک زبان ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حرف (ضم) لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر۔ لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں۔ اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے۔ فقط یا عم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع و ممنوع ہے یہاں تک کہ تا تاریخانیہ میں اس کو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۴۱)

ایک سائل کو تنبیہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی آغاز جواب میں فرماتے ہیں:

سائل کو جواب مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ درود شریف کی جگہ جو عوام و جہال صلعم یا ع یا م یا ص یا صلعم لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے القلم احد اللسانین جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یوں ہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا۔ ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لہم میں نہ داخل ہوں نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۴)

ایک اور سائل کو تنبیہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

جواب مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجیے سوال میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صلعم لکھا ہے یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی صلعم لکھتا ہے، کوئی عم، کوئی اور یہ سب بیہودہ و مکروہ و سخت ناپسند و موجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہیے اگر تحریر میں ہزار جگہ نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے۔

علامہ طحطاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں :

و یکرہ الرمز بالصلاة و الترضی بالكتابة بل یکتب ذلک کله بکماله ، و فی بعض المواضع من التارخانیة من کتب علیہ السلام بالهمزة و المیم یکفر لانه تخفیف و تخفیف الانبیاء کفر بلا شک .

لکھنے میں درود اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میم یا ہمزہ وغیرہ سے اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا جائے۔ اور فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ جو علیہ السلام کو ہمزہ اور میم ساتھ لکھے وہ کافر ہے اس لیے کہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کرام کی شان میں توہین و تخفیف بلاشبہ کفر ہے۔ علیہم الصلاة والسلام۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱)

زیارت اقدس حاصل ہونے کا طریقہ

حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت شریفہ حاصل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ درود شریف کی کثرت شب میں اور سوتے وقت کے علاوہ ہر وقت تکثیر رکھے بالخصوص اس درود شریف کو بعد عشا سو بار یا

جتنی بار پڑھ سکے پڑھے

اللهم صل على سيدنا محمد كما امرتنا ان نصلى عليه اللهم صل على سيدنا محمد كما هو اهلہ اللهم صل على سيدنا محمد كما تحب و ترضى له اللهم صل على روح سيدنا محمد فى الارواح اللهم صل على جسد سيدنا محمد فى الاجساد اللهم صل على قبر سيدنا محمد فى القبور صلى الله على سيدنا محمد و مولانا محمد.

حصول زیارت اقدس کے لیے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم اقدس کے لیے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد و بے انتہا۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائی

(المسلمو ظ حصہ اول)

جدائی اور ملاقات سے کیا مطلب دوست کی رضا و خوشی طلب کرو، اس کے علاوہ کسی اور کی تمنا کرنا باعث افسوس ہے۔

درود و سلام کا جواب

حدیث : جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اسے جواب دیتا ہوں۔ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ وبرکاتہ اسے امام احمد و ابو داؤد نے روایت کیا۔

حدیث : جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرمائے (در بار شاہی کا داب ہے کہ حاضرین کی عرض بھی عرض بیگی کے ذریعہ سے ہوتی ہے ورنہ حضور پر دلوں کے ارادے تک روشن ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و

آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائے اور روز قیامت میں اس کا شفیق و گواہ ہوں۔ اسے جو ہر منظم وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔

حدیث : اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے اٹھائی کہ وہ اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ اسے طبرانی نے روایت کیا۔

حدیث : میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری زندگی میں۔ اسے اصہبانی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث : میری حیات و وفات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں تمہارے اعمال میرے حضور پیش کیے جاتے ہیں میں نیکیوں پر شکر کرتا اور برائیوں پر تمہارے لیے استغفار فرماتا ہوں۔ اسے حارث نے اپنی مسند میں روایت کیا۔ (النیرۃ الوضیۃ فی الجوہرۃ المضمیۃ)

تشہد میں حضور پر سلام پیش کرنا

احیاء العلوم میں ہے احضر فی قلبک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و شخصہ الکریم و قل سلام علیک ایہا النبی و رحمة اللہ وبرکاتہ .

التحیات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور کی صورت پاک کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیک ایہا النبی و رحمة اللہ وبرکاتہ .

میزان امام شعرانی میں ہے سمعت سیدی علیا الخواص رحمة اللہ تعالیٰ علیہ یقول انما امر الشارع المصلی بالصلاة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی التشہد لینه الغافلین فی جلوسہم بین یدی اللہ عزوجل علی شہود بینہم فی تلک الحضرة فانه لا یفارق حضرة اللہ ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافہة .

میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام عرض کرنے کا اس لیے حکم دیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انھیں آگاہ فرمادے کہ اس حاضری میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھیں اس لیے کہ حضور کبھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے جدا نہیں ہوتے پس بالمشافہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے ثم اختاره بعدہ السلام علی النبی تنویہا بذکرہ و اثباتا للاقرار برسالتہ و اداء لبعض حقوقہ۔

پھر اس کے بعد التحیات میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام اختیار کیا ان کا ذکر پاک بلند کرنے کو اور ان کی رسالت کا اقرار ثابت اور ان کے حقوق سے ایک ذرہ ادا کرنے کے لیے۔

(اللوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ)

درود سے دعا قبول ہوتی ہے

بیہقی و ابوالشیخ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدعاء محبوب عن اللہ حتی یصلی علی محمد و اہل بیتہ۔

دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت پر درود نہ بھیجی جائے۔

کثرت درود کے فوائد

امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ہیں۔

جب چہارم شب گزرتی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر فرماتے اے لوگو! خدا کی یاد کرو، خدا کی یاد کرو، آئی راجھہ اس کے بعد آتی ہے رادفہ۔ آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جو ان میں ہیں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں سے حضور کے لیے کس قدر مقرر کروں فرمایا جتنی چاہے، میں نے عرض کی چہارم، فرمایا جس قدر چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی نصف، فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی اپنی کل دعا حضور کے لیے کر دوں یعنی اپنی کل دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں، فرمایا ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیری سب مہمات کفایت کرے گا اور تیرے سب گناہ بخش دے گا۔

احمد و طبرانی باسناد حسن راوی اور یہ طبرانی کی حدیث ہے۔

کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنی تہائی دعا حضور کے لیے کروں فرمایا اگر تو چاہے۔ عرض کی دو تہائی فرمایا ہاں، عرض کی کل دعا کے عوض درود مقرر کروں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنا دے گا۔

اور بیشک درود سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لیے دعا میں نہیں۔ بلکہ ان کے لیے دعا تمام امت مرحومہ کے لیے دعا ہے کہ سب انھیں کے دامن دولت سے وابستہ ہیں۔

سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

(ذیل المدعا الحسن الوعاء)

پوری دنیا کی سلامتی آپ کی سلامتی میں ہے۔

روضہ انور پر فرشتوں کا درود و سلام

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مزار اطہر کے گرد حلقہ باندھے صلاۃ و سلام عرض کرتے ہیں، شام کو وہ بدل دیے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور آتے ہیں کہ صبح تک ماہ رسالت پر ہالہ ہو کر عرض صلاۃ و سلام کرتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۳۵)

اور فرماتے ہیں :

امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ اور ابن النجار کی کتاب ”الدرر الثمینیۃ فی تاریخ المدینۃ“ میں کعب احبار سے مروی ہے کہ انھوں نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابو عبد اللہ محمد قرطبی کے لفظ یہ ہیں کہ

روی ابن المبارک عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انها قالت ذکر وارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کعب الاحبار حاضر فقال کعب الاحبار .

یعنی امام ابن المبارک نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا اور اس وقت کعب احبار حاضر تھے تو کعب احبار نے کہا۔

ہر صبح ستر ہزار فرشتے اتر کر مزار اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کرتے اور اس کے گرد حاضر رہ کر صلاۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں، جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یوں ہی طواف کرتے اور صلاۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں، یوں ہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

حتى اذا انشقت عنه الارض خرج في سبعين الفا من الملائكة يزفونه صلى
الله تعالى عليه وسلم.

جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے، ستر ہزار ملائکہ کے
ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور کو بارگاہ عزت میں یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کو کمال اعزاز و
اکرام و فرحت و سرور و راحت و آرام و تزک و احتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۰۱)

زیارت جمال انور کی تعلیم

حدیث میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں جمال جہاں آراء کی
زیارت سے مشرف ہونے کے لیے تعلیم فرمائی۔

در منظم امام ابو القاسم محمد لولوی بستی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من صلى على روح محمد في الارواح و على جسده في الاجساد و على قبره
في القبور رأني في منامه و من رأني في منامه رأني يوم القيامة و من رأني يوم القيامة
شفعت له و من شفع له شرب من حوضي و حرم الله جسده على النار.

جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس پر ارواح میں اور جسم اطہر پر اجسام میں اور قبر انور پر قبور
میں درود بھیجے وہ مجھے خواب میں دیکھے اور جو خواب میں دیکھے مجھے قیامت میں دیکھے گا اور جو مجھے قیامت
میں دیکھے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا اور جس کی میں شفاعت فرماؤں گا وہ میرے حوض کریم سے پیئے گا
اور اللہ عزوجل اس کے بدن پر دوزخ کو حرام فرمائے گا۔ اللهم ارزقنا بجاهه عندك آمين.

علماء فرماتے ہیں یعنی یوں درود شریف پڑھو، اللهم صل علی روح سیدنا محمد فی الارواح اللهم صل علی جسد سیدنا محمد فی الاجساد اللهم صل علی قبر سیدنا محمد فی القبور.

قبر کریم پر درود بھیجنے کا حکم ہوا اور درود وہ تعظیم ہے کہ بالاستقلال انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۵۹۔ بریق المنار)

فرشتہ کے ذریعہ درود کی پیشی

امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی و عقیلی اور ابن النجار و ابن عساکر و ابوالقاسم اصہبانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔

ان لله تعالیٰ ملکا اعطاه اسماع الخلائق (زاد الطبرانی کلہا) قائم علی قبری (زاد الی یوم القيامة) فما من احد یصلی علی صلاۃ الا ابلغنیہا.

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے خدا نے تمام جہان کی بات سن لینے کی قوت عطا کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر حاضر ہے جو مجھ پر درود بھیجتا ہے یہ مجھ سے عرض کرتا ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ عبدالرؤف شرح جامع صغیر میں اعطاه اسماع الخلائق کی شرح میں یوں فرماتے ہیں۔

ای قرة یقتدر بہا علی سماع ما ینطق بہ کل مخلوق من انس و جن و غیرہما (زاد المناوی فی ای موضع کان) .

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت دی ہے کہ انسان جن و غیرہما تمام مخلوق الہی کی زبان

سے جو کچھ نکلے اسے سب کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہیں کی آواز ہو۔

اور ویلی ہی نے مسند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اکثروا الصلاة على فان الله تعالى و كل لي ملكا عند قبری فاذا صلی علی رجل من امتی قال لی ذلک الملک یا محمد ان فلان بن فلان یصلی علیک الساعة .
مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ سے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجا ہے
اللهم صل و بارک علی هذا الحبيب المجتبی و الشفیع المرتجی و علی الہ و اصحابہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین صلاة تدرؤم بدوامک و تبقى بقاءک کما هو اهل له و کما انت اهل له آمین آمین الہ الحق آمین .

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو
در مجلس آں نازنین حرفے گرازا ما میرود

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۴۰۔ حیات الموات)

ہم اس امید و آرزو میں جان دیتے ہیں کہ اس محبوب کی بارگاہ میں ہماری کوئی ایک بات پہنچ جائے
اے قاصد تو میرا پیغام دوبارہ پہنچا دے۔

دعا کے بدلے درود

حاجی کو افعال حج میں جن مقامات پر دعا کرنے کا حکم ہے اگر وہ دعائیں حاجی کو یاد نہ ہوں تو ان کی جگہ پر درود پڑھنا کافی ہے اسی بات کو امام احمد رضا بریلوی اس طرح تحریر فرماتے ہیں :

ملترزم، رکن عراقی، میزاب رحمت پھر رکن شامی یہ سب دعا کے مواقع ہیں ان کے لیے خاص خاص دعائیں کہ جو جواہر البیان شریف (تصنیف خاتم المحققین حضرت مولانا نقی علی رضا خاں صاحب بریلوی والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) میں مذکور ہیں سب کا یاد کرنا دشوار ہے اس سے وہ اختیار کرو جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وعدے سے تمام دعاؤں سے بہتر و افضل ہے یعنی یہاں اور تمام مواقع میں اپنے لیے دعا کے بدلے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا یکفیک همک و یغفر لک ذنبک .

ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنا دے گا اور تیرے گناہ معاف فرما دے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۷۰۱۔ انوار البشارة)

کثرت درود اور گناہ کی معافی

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی بیان فرماتے ہیں :

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے۔ درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے، جہاں نجاست پڑی ہو ہاں رک جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کر لے کہ اس قدر با وضو روزانہ انو ادب کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سو بار سے کم نہ ہو زیادہ جس قدر نباہ سکے بہتر ہے۔ علاوہ اس کے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں درود جاری رکھے اور اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ ایک صیغہ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں فرق نہ ہو۔

درود شریف اور کلمہ طیبہ اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب مطلوب ہے۔ کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ عز و جل تک اس کے پہنچنے میں کوئی روک نہیں اور استغفار کے لیے فرمایا شادمانی

ہے اسے جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار بکثرت پائے۔ اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کر دینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۲)

نام پاک بار بار سننے سے درود پڑھنے کا حکم

نام پاک حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختلف جلسوں میں جتنی بار لے یا سنے ہر بار درود شریف پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھے گا گنہگار ہو گا اور سخت سخت وعیدوں میں گرفتار۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ اگر ایک ہی جلسہ میں چند بار نام پاک لیا یا سنا تو ہر بار واجب ہے یا ایک بار کافی، اور ہر بار مستحب ہے؟

بہت علماء قول اولیٰ طرف گئے ہیں ان کے نزدیک تو ایک جلسہ میں ہزار بار کلمہ شریف پڑھے تو ہر بار درود شریف بھی پڑھتا جائے اگر ایک بار بھی چھوڑا گنہگار ہوا۔ مجتہبی و در مختار و غیرہما میں اسی قول کو مختار و اصح کہا۔

فی الدر المختار اختلاف فی وجوبہا علی السامع و الذاکر کلمہ ذکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و المختار تکرار الوجوب کلمہ ذکر و لو اتحد المجلس فی الاصح . او بتلخیص .

در مختار میں ہے کہ جب جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کیا جائے تو ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود کی تکرار واجب ہونے میں اختلاف ہے اور مذہب مختار یہ ہے کہ جب بھی حضور کا ذکر اقدس کیا جائے تو درود پڑھنا واجب ہے اگرچہ مجلس متحد ہو، یہی صحیح ہے۔ (مولف)

دیگر علماء نے بنظر آسانی امت قول دوم اختیار کیا ان کے نزدیک ایک جلسہ میں ایک بار درود

ادائے واجب کے لیے کفایت کرے گا زیادہ کے ترک سے گنہگار نہ ہوگا مگر ثواب عظیم و فضل جسیم سے بیشک محروم رہا۔ کافی و قنیہ وغیرہا میں اسی قول کی تصحیح کی۔

فی رد المحتار صححہ الزاہدی فی المجتبیٰ لکن صحح فی الکافی وجوب الصلاة مرة فی کل مجلس کسجود التلاوة للخرج الا انه یندب تکرار الصلاة فی المجلس الواحد بخلاف السجود.

و فی القنیة قبل یکفی فی المجلس مرة کسجدة التلاوة و به یفتی و قد جزم بهذا القول المحقق ابن الہمام فی زاد الفقیر . اہ ملتقطا .

رد المحتار میں ہے کہ زاہدی نے مجتبیٰ میں اس کی تصحیح کی لیکن کافی میں جو تصحیح ہے وہ یہ ہے کہ ایک بار ایک مجلس میں درود پڑھنا واجب ہے تاکہ تخرج نہ ہو جیسے سجدہ تلاوت کہ ایک مجلس میں ایک ہی واجب ہوتا ہے ہاں مجلس ایک ہونے کی صورت میں درود پاک کی تکرار مستحب ہے بخلاف سجدہ تلاوت کے کہ وہ ایک مجلس میں مکرر ہونے سے مستحب نہیں۔

اور قنیہ میں کہا گیا کہ سجدہ تلاوت کی طرح ایک مجلس میں ایک بار پڑھنا ہی کافی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور محقق ابن ہمام نے ”زاد الفقیر“ میں اسی قول پر جزم کیا ہے۔ (مولف)

بہر حال مناسب یہی ہے کہ ہر بار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتا جائے کہ ایسی چیز جس کے کرنے میں بالاتفاق بڑی بڑی رحمتیں برکتیں ہیں اور نہ کرنے میں بلاشبہ بڑے فضل سے محرومی اور ایک مذہب قوی پر گناہ و معصیت، عاقل کا کام نہیں کہ اسے ترک کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۸۱)

نام پاک سن کر درود کا حکم

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں رقمطراز ہیں :

اللہ عزوجل کا نام پاک سن کر رحم ہے کہ عزوجل یا جل جلالہ یا اس کے مثل کلمات تعظیماً کہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر واجب ہے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام یا اس کے مثل کلمات درود کہے۔ مگر یہ دونوں وجوب بیرون نماز میں ہیں، نماز میں سوا ان کلمات کے جو شارع علیہ السلام نے مقرر فرمادیے ہیں اور کی اجازت نہیں خصوصاً جہر یہ نماز میں وقت قرأت امام مقتدی کا سننا اور خاموش رہنا واجب ہے یوں ہی امام کے خطبہ پڑھتے ہیں جب اللہ عزوجل اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء طیبہ آئیں سامعین دل میں کلمات تشدیس و درود کہیں زبان سے کہنے کی وہاں بھی اجازت نہیں، نماز میں نام الہی سن کر جلا و علایا نام مبارک سن کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا اگر بقصد جواب ہے تو نماز جاتی رہے گی سہواً ہو یا قصداً اور اگر بلا قصد جواب ہو تو قصداً ممنوع اور سہواً پر مواخذہ نہیں۔

در مختار میں ہے :

سمع اسم اللہ تعالیٰ فقال جل جلالہ او النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فصلی علیہ او قراء الامام فقال صدق اللہ و رسوله لفسد ان قصد جوابہ .

یعنی نماز میں اللہ عزوجل کا نام پاک سنا اور جل جلالہ کہا یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سنا اور حضور پر درود پڑھایا امام نے قرأت کی اور صدق اللہ و رسوله، کہا تو اگر جواب کا قصد ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۴۴۹)

درود سے نفاق دور ہوتا ہے

کشف الغمہ عن جمیع الامہ میں ارشاد فرمایا :

کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من صلی علی طہر قلبہ من النفاق کما
یطہر الثوب بالماء ، و کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول من قال صلی اللہ علی

محمد فقد فتح على نفسه سبعين بابا من الرحمة و القى الله محبته في قلوب الناس فلا يبغضه الا من في قلبه نفاق.

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر درود بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے جیسے کپڑا پانی سے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کہے صلی اللہ علی محمد اس نے ستر دروازے رحمت کے اپنے اوپر کھول لیے، اللہ عزوجل اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۶۰۔ منیر العین)

خوشبو سونگھ کر درود پڑھنا

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

اما من استيقظ عند اخذ الطيب او شمه الى ما كان عليه صلى الله تعالى عليه وسلم من محبته للطيب و اكثاره منه فتذكر ذلك الخلق العظيم فصلى عليه صلى الله تعالى عليه وسلم حينئذ لما وقر في قلبه من جلالته و استحقاقه على كل امته ان يلحظوه بعين نهاية الاجلال عند رؤية شئ من آثاره او ما يدل عليها فهذا لا كراهة في حقه فضلا عن الحرمة بل هو آت بما فيه اكمل الثواب الجزيل و الفضل الجميل و قد استحبه العلماء لمن رأى شئنا من آثاره صلى الله تعالى عليه وسلم و لا شك ان من استحضر ما ذكرته عند شمه الطيب يكون كالرائي لشيء من آثاره الشريفة في المعنى فليس له الاكثار من الصلاة و السلام عليه صلى الله تعالى عليه وسلم.

ہاں خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت متنبہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوہست رکھتے اور

بکثرت استعمال فرماتے تھے اس خلقِ عظیم کو یاد کرنے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجئے کہ حضور کی عظمت اور تمام امت پر حضور کا یہ حق ہوتا اس کے دل میں جما کہ جب حضور کے آثار شریفہ یا ان پر دلالت کرنے والی کوئی چیز دیکھیں تو نہایت تعظیم کی آنکھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کریں تو ایسے کے حق میں حرمت چھوڑ کر اہت کیسی اس نے تو وہ وہ کام کیا جس پر ثواب کثیر و فضل جیسا پائے گا کہ زیارت آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنا علماء نے مستحب رکھا ہے اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور کیا وہ گویا معنی بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو اسے تو اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی کثرت سنت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۶، منیر العین)

درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ

طبرانی بختم اور ابو نعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں :

اجعل شرائف صلاتک و نوامی برکاتک و رافۃ تحیتک علی محمد عبدک و رسولک الخاتم لما سبق و الفاتح لما اغلق۔

الہی اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکوں کے کھولنے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدد و باباءہ ختم النبوة)

درود سے رسول کی قربت نصیب ہوگی

امام بخاری تاریخ میں اور ترمذی وابن حبان بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے راوی :

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اولی الناس بی یوم القیامة اکثرهم

علی صلاة .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر درود بھیجے گا۔

فاضل شارح نے فرمایا یعنی قیامت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب اور سب سے زیادہ میری شفاعت کا حقدار وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا تھا اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت سچی محبت اور کمال ربط پر دلالت کرتی ہے تو لوگوں کے مدارج حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرب میں اس امر میں لوگوں کے تفاوت کے حساب سے ہوں گے۔

محدثین کرام نے اس حدیث سے علماء حدیث کی فضیلت پر استدلال کیا اور اس پر دلیل پکڑی کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قریب ہیں اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتے ہیں۔ جب کوئی حدیث ذکر کرتے ہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اس مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا دو مرتبہ یا کم از کم ایک مرتبہ درود پڑھتے ہیں جیسا کہ معلوم ہے اور اس کا مشاہدہ ہے۔

بیہقی بروایت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثقہ راویوں سے حدیث بیان کرتے ہیں :

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر و اعلیٰ من الصلاة فی کل یوم جمعة

فان صلاة امتی تعرض علی فی کل یوم جمعه فمن کان اکثرهم علی صلاة کان اقربهم

منی منزلة .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر جمعہ کے دن بکثرت درود بھیجو اس لیے کہ تمہارا

درود جمعہ کے دن میرے اوپر پیش ہوتا ہے تو سب سے زیادہ جو میرے اوپر درود بھیجے گا وہ درجے میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب ہوگا۔
(الزلزال الاثقی من بحر سبقة الاثقی)

اشعار

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ رحمت میں درود و سلام کا ذکر امام احمد رضا بریلوی اس انداز میں فرماتے ہیں :

ان پر سلام جھکو تحیت شجر کی ہے
ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے
یہ بارگاہِ مالک جن و بشر کی ہے
خوبی انھیں کی جوت سے شمس و قمر کی ہے
تمایک انھیں کے نام تو ہر بحر و بر کی ہے
کلے سے تر زباں درخت و حجر کی ہے
بجا یہ بارگاہِ دعا و اثر کی ہے
راحت انھیں کے قدموں میں شوریدہ سر کی ہے
مرہم یہیں کی خاک تو خستہ جگر کی ہے
یہ جلوہ گاہ مالک ہر خشک و تر کی ہے
ٹوپی یہیں تو خاک پہ ہر کج و فر کی ہے
یہ گرد ہی تو سرمہ سب اہل نظر کی ہے

ان پر درود جن کو حجر تک کریں سلام
ان پر درود جن کو کس بے کساں کہیں
جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام
شمس و قمر سلام کو حاضر ہیں السلام
سب بحر و بر سلام کو حاضر ہیں السلام
سنگ و شجر سلام کو حاضر ہیں السلام
عرض و اثر سلام کو حاضر ہیں السلام
شوریدہ سر سلام کو حاضر ہیں السلام
خستہ جگر سلام کو حاضر ہیں السلام
سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام
سب کر و فر سلام کو حاضر ہیں السلام
اہل نظر سلام کو حاضر ہیں السلام

بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارشِ درر کی ہے

چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود

یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے
رخست ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے
اور بارگاہِ مرحمت عام ترکی ہے

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
جو ایک بار آئے دو بارہ نہ آئیں گے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
اے وائے بے کسی تمنا کہ اب امید
یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے

کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں
لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

ہر چراغِ مزار پر قدسی
لاکھوں قدسی ہیں کامِ خدمت پر

طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود
تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود

کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود
تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام

حق درودیں تم پہ بھیجے
تم مدام اس کو سراہو

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)



عصمت انبیاء کرام

عظیم الصلوٰۃ والسلام

ما ضل صاحبکم و ما غوی
تمھارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے

(انجم/۲)

عصمت انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام

بارگاہ قدس جل اسمہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو اتم نعمت اور اکمل کمال جاہ و جلال و کرامت اور برکات و مرتبت وارد و فائز ہیں سورہ فتح ان سب پر مشتمل ہے کیوں کہ حق تعالیٰ نے رسول پاک کی مدح و ثنا کا اس میں خطبہ پڑھا ہے

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر و یتیم نعمته علیک و یهدیک صراطا مستقیما و ینصرک اللہ نصرا عزیزا۔

پیشک ہم نے تمہارے لیے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

واضح رہنا چاہیے کہ اللہ سبحانہ و عز اسمہ کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فتوحات و فیوضات صوریہ اور معنویہ اور کرامات و برکات ظاہرہ و باطنہ جو فائز و صادر ہیں وہ غیر متناہی اور حدود و شمار سے باہر ہیں۔ ان میں سے ایک تو شہروں کی فتوحات، بندگان خدا کی تسخیر، حصول غنائم، تقویت دین، کثرت امت اور احکام اسلام کی اشاعت ہے اور سب سے بڑی مکہ مکرمہ کی فتح ہے۔ کیوں کہ فتح مکہ کے بعد تمام عرب قبائل اور لوگوں کی جماعتیں فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم قدس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس سورت میں اس کے فتح ہونے کا وعدہ فرمایا گیا اور یہ فتح یقینی طور پر واقع ہونے کا تذکرہ ماضی کے صیغہ اور فتح مبین کے ساتھ کیا گیا۔ چونکہ یہ فتح ظاہر و باہر اور دین میں عزت و شوکت اور حصول یقین میں اضافہ کا موجب ہے۔ فتح مبین کے معنی عزت و شوکت کو ظاہر کرنے

والی اور دین اسلام کو غلبہ مرحمت فرمانے والی فتح بھی مروی ہے۔

اور آ یہ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کی تفسیر و تشریح میں بکثرت اقوال ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو آپ کی بعثت نبوت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں واقع ہوئی۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ قول مردود ہے اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جاہلیت کی ہوا تک نہ لگی اور یہ کہ آپ قبل از نبوت اور بعد از نبوت معصوم ہیں۔

اور مجاہد نے کہا کہ ما تقدم قضیہ ماریہ میں اور ما تاخر حضرت زید کی زوجہ سے عقد کا ارادہ فرمانے کے بارے میں ہے۔ امام سبکی فرماتے ہیں یہ قول باطل ہے اس لیے کہ قضیہ ماریہ اور حضرت زید کی زوجہ کے بارے میں اصلاً ذنب ہے ہی نہیں جو ایسا اعتقاد رکھتا ہے وہ غلطی کرتا ہے۔ زنجبیری نے کشاف میں اور تبعیت میں بیضاوی نے بھی اس کو نقل فرمادیا کہ اس سے مراد وہ تمام لغزشیں ہیں جو محل عتاب ہیں۔ امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قول بھی مردود ہے اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت ثابت ہے۔ البتہ ایسے صغائر جو ان کے مرتبہ اور شان کو کم نہ کرنے والے ہوں اس میں اختلاف ہے۔

معتزلہ اور بہت سے غیر معتزلہ اس کے جواز کی طرف گئے ہیں اور بعض کے نزدیک مسلک مختار ممانعت ہے اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل کی پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ لہذا ان سے ایسا فعل کیسے ہو سکتا ہے جو ناشائستہ اور ناموزا ہے۔

اور حشویہ، حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جرأت و جسارت کرتے ہیں اور وہ ان پر مطلقاً

بغیر کسی قید کے جائز رکھنے کے قائل ہیں۔ انہیں مشویوں کی طرف ان کے اس قول کی نسبت لگتی ہے۔ یہ
مجموع یعنی لائق الثقات اور صحت کے قائل نہیں ہے۔ کیوں کہ امت کا اجماع اس کے خلاف ہے اور یہ
لوگ انبیاء علیہم السلام ووالسلام پر صفاً نیکو جائز رکھتے ہیں ان کے پاس نہ کوئی شخص ہے اور نہ کوئی شیئ۔ یہ
وہ صرف اسی آیت کو یا اس قسم کی دوسری آیتوں کو اپنا ماخذ ٹھہراتے ہیں اور ان کا جواب بخوبی خود
ہے۔

صفاً نیکو جائز رکھنے کے بارے میں ابن عقیل فرماتے ہیں کہ یہ صفاً نیکو زیادہ میں سے ہیں
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے واقع ہونے میں یا نہیں اور اس میں اختلاف کرتے ہیں لیکن صحیح نہیں
ہے کہ حضور سے ان میں سے جو بھی واقع نہ ہوں، اس میں اختلاف فرماتے ہیں کہ میں ان میں سے جو کوئی
شک و شبہ نہیں رکھتا کہ آپ سے جو واقع نہیں ہو۔ آپ کے اس قول و حال کے برخلاف وہی گمان نہیں
کیسے ہو سکتا ہے جب کہ آپ کی صحت میں حق تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا يَسْطِقُ عَلَى الْبَيْتِ ابْنُ حَوَارٍ وَلَا وَحْيِي يُوْحِي

یہ تھا اپنی خوشی سے فرماتا ہی نہیں، یہیں ہے جو وہی جوئی ہے۔

بعض مشرکین فرماتے ہیں کہ اس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت و نبوت کا ذکر ہے اور
ہے اور اس میں کوئی شبہ و شک نہیں ہے اور فرماتے ہیں کہ اس جگہ صحت کا حکم ہے اور یہ اس
صحت میں آگے کی جیسے۔

يُغْفِرُ لَكَ ذُنُوبَكَ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ وَمَنْ تَحَرَّىٰ حَتْمًا لَمْ يَفِدْ حَتْمًا

غفرک و فیدت حرمہ

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے (سبب سے) اگلے پچھلے گناہ بخشے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی پچھلی حیات میں بھی اور اگلی حیات میں بھی اپنی عصمت و پناہ میں رکھے۔ یہ قول انتہائی حسن قبول میں ہے۔

بلاشبہ بلغاء نے قرآن کے اسلوب کو بلاغت میں شمار کیا ہے کہ تخفیف و کمی کے مقامات کو لفظ مغفرت، غفور اور توبہ سے قرآن میں کناہ کیا گیا ہے۔

مفسرین یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جس جگہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی توبہ و مغفرت کا ذکر فرمایا ہے وہاں ان کی ان لغزش و خطا کا بھی ذکر فرمایا ہے جو ان سے صادر ہوئیں جیسے کہ

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں فرمایا

و عصى آدم ربه .

اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔

اور حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں فرمایا :

انى اعظك ان تكون من الجاهلین .

میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں کہ نادان نہ بن۔

اور حضرت یونس علیہ الصلاۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا :

فظن ان لن نقدر عليه .

تو انھوں نے گمان کیا کہ ہم ان پر قابو نہ پاسکیں گے۔

اور حضرت داؤد علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا :

فلا تتبع الهوى .

تو تم اپنی خواہش کی پیروی نہ کرو۔

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصہ میں فرمایا:

فوكزه موسى .

تو موسیٰ نے اس (قبطنی) کو گھونسا مارا۔

لیکن سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں فتح کو مقدم رکھا اور اس کے بعد گزشتہ و آئندہ کے غفران ذنوب کا ذکر فرمایا اور ذنوب کو پوشیدہ رکھا۔

شیخ عزیز الدین عبدالسلام اپنی کتاب المسکمی بہ ”نہایت السؤل فیما سخ من تفضل الرسول“ میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام نبیوں پر بکثرت وجوہ فضیلت بخشی ہے۔ پھر انھوں نے ان وجوہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بتائی کہ :

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی اگلے پچھلے ذنوب کی مغفرت کی خبر دے دی ہے، حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے سبھی نبیوں کو ان جیسی خبر نہیں دی، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ انھیں سرے سے اس سے باخبر کیا ہی نہیں گیا، اسی بنا پر جب عرصات محشر میں امتیں ان سے شفاعت کی درخواست کریں گی تو وہ اپنی لغزشوں کو بیان کریں گے اور اس مقام کی بیعت سے شفاعت میں پہل کا اظہار نہیں فرمائیں گے۔ اور جب وہ تمام مخلوق اس مقام میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کریں گی تو حضور فرمائیں گے ہاں یہ میرا ہی کام ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفصیل یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے لیے پہلے فتح مبین کا اثبات فرمایا

اس کے بعد مغفرت ذنوب کا ذکر فرمایا، بعد ازاں اتمام نعمت، اثبات ہدایت صراط مستقیم اور نصر عزیز یعنی غالب مدد کا ذکر فرمایا، لہذا اثابت اور متعین ہوا کہ مقصود اثبات ذنوب نہیں ہے بلکہ اس کی نفی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و یتم نعمتہ علیک .

اور تم پر اپنی نعمتیں تمام و کمال فرمائیں۔

واضح ہو کہ ہر قسم کے فضائل و کمالات اور کرامات و برکات اس کلمہ میں داخل ہیں اور خاص و عام نعمتوں میں سے جتنا کچھ ذکر کیا جائے یا تصور و خیال میں آئے وہ سب اندیشہ و خیال اور عدد و شمار کے محاسبہ سے عاجز و قاصر ہے، اس کے ذکر و بیان سے حال و قال کی زبان گونگی ہے، حیثہ اظہار و بیان میں جو کچھ ہے وہ سب اجمال ہے اور اس کی تفصیل امکانی قدرت سے باہر ہے۔

فان فضل رسول اللہ لیس له

حد فی عرب عنہ ناطق بضم

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کمال کی کوئی حد نہیں ہے کہ بولتے وقت منہ سے

اس کا اظہار کیا جائے۔

اور تعظیم نعمت اور دنیوی و اخروی نعمتوں کی شمولیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ دو

نعمتوں کا ذکر فرمایا۔

ایک ہدایت صراط مستقیم ہے جو کہ اصل اصول نعیم اور مشرفوز و فلاح اور لوگوں کی ہدایت ہے

کیوں کہ بعثت و رسالت کا یہی مقصد اصلی ہے۔

دوسرا دنیوی ہے جس کا مقصد بھی دین سے جس طرح کہ پہلا ہے اور جو صلاح عالم اور کارخانہ موجودات کے نظام پر منتج ہے۔ چنانچہ فرمایا :

و یهدیک صراطا مستقیما و ینصرک اللہ نصرا عزیزا.

اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

ابن عطا فرماتے ہیں کہ اس صورت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے متعدد عظیم نعمتیں جمع فرمائی ہیں۔

ایک کھلی فتح جو اجابت اور قبول کی نشانیوں میں سے ہے۔

- دوم مغفرت جو محبت کی علامتوں میں سے ہے۔

سوم اتمام نعمت جو اختصاص کی نشانیوں میں سے ہے۔

چہارم ہدایت جو ولایت کی علامتوں میں سے ہے۔

چنانچہ مغفرت تمام نقائص و عیوب سے تبری و تزییہ یعنی ہر آلائش سے پاکی و صفائی سے کنایہ ہے اور اتمام نعمت بدرجہ کامل آپ کی تبلیغ و رسالت ہے۔ اور ہدایت، مشاہدہ کی طرف دعوت ہے اور آپ کی شان اتنی بلند فرمائی کہ کوئی چیز قرب حق میں اس مرتبہ سے اونچی و فائق متصور نہیں ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

ہر قسم کے گناہ سے انبیاء معصوم ہیں

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی عصمت و عفت ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس

سرہ ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں :

جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تسلیم قبل بعثت و بعد بعثت بہر حال غمدا و سہوا کفر و ضلالت سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں۔ اسی طرح منفرات ذنوب و محقرات امور سے باجماع، نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اس امر سے جو باعث نفرت خلق و تنگ و عار و بدنامی ہوا، چہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون و جذام و برص و دوائے نسب و زنائے امہات و ازواج۔

بعد بعثت تمام کبار سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح و حق و معتمد میں صفائے سے بھی۔ اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتماد نہیں بلکہ انصافاً سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ بتا رہی ہے۔ مجوز نے اس نکتہ سے غفلت کی لہذا اس کا قول نادانستہ مصادم اجماع واقع ہوا۔

حق یہ ہے کہ بعد بعثت صد و ربیرہ سہوا سے بھی معصوم ہیں اور سہوا صغیرہ و غیر منفرہ میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور اجماع اہل قلب جانب منع۔ اسے امام ابن حجر کی وغیرہ نے اختیار فرمایا ہے اور حق یہ ہے کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنی و حقیقہ نافرمانی خود ہی مرتفع ہے۔

کفر و ضلال و منفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اس قدر میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اس وقت ثابت ہو یا نہ ہو۔

(امور تبلیغیہ میں اعتقاد یہ ہے کہ) تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً اس میں تعدد مخالفت سے بالا راوہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو و خطا سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہر اولہ جواز ہے مگر اس پر تقریر ممکن نہیں بلکہ انتباہ واجب ہے اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مطلقاً سہونا جائز مانتے ہیں۔ اس قول کی تفصیل و تاویل فقیر کے الفیوض المکیہ (حاشیہ الدولۃ المکیہ) میں ہے۔

(احکام شریعت حصہ سوم)

علامہ بغوی نے بعض لوگوں کا قول نقل کیا کہ جو کچھ حضرت یوسف علیہ السلام سے (زینحاکہ تعلق سے) سرزد ہو گیا، گناہ صغیرہ ہے اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے صغائر کا صدور جائز ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں یہ بات (یعنی گناہ صغیرہ کی انبیاء کی طرف نسبت) اسی وقت صحیح ہے جب کہ محض صغیرہ کا قرب مراد ہو اور نکاب نہیں۔

فائدہ

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے گناہ صغیرہ کے سرزد ہونے کے بارے میں جو لوگ جواز کے قائل ہیں ان کی تردید میں قاضی عیاض فصل فی الرد علی من اجاز علیہم الصغائر کے تحت لکھتے ہیں۔

جن فقہاء و محدثین نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے گناہ صغیرہ جائز قرار دیا ہے اور جن متکلمین نے ان کی آواز پر بیک کبی، انہوں نے قرآن پاک کی کئی آیات اور بہت سی احادیث کے ظاہر کو دلیل بنایا۔ لیکن ظاہر کو دلیل بنانے سے کبار کا جواز اور اجماع کا خلاف لازم آتا ہے اور اس (کبار) کا کوئی مسلمان بھی قائل نہیں مزید برآں صغائر کے جواز کا قول کس طرح کیا جاسکتا ہے کیوں کہ جن آیات کو دلیل بنایا گیا ہے ان کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے اور اس کے مقتضی میں کئی احتمالات باہم مقابل ہیں۔ نیز اسلاف کے اقوال بھی ان دلائل کے خلاف ہیں پس ان (مجوزین) کا مذہب اجماع بھی نہیں۔ اور ان آیات مستدلہ کے معانی میں زمانہ قدیم سے اختلاف بھی چلا آ رہا ہے۔ نیز ان کی بات کے غلط ہونے اور اس کے غیر کی صحت پر دلیل قائم ہے تو اس کا ترک اور صحیح قول کی طرف رجوع واجب ہے۔

یوسف علیہ السلام بری ہیں

آیت کریمہ و لقد همت به و هم بها کے تحت امام بغوی نے صیغہ مجہول (راوی) کے ساتھ ایک روایت نقل فرمائی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے سے باہر تشریف لا کر بادشاہ کے پاس پہنچے اور حضرت زلیخا نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا یہ بات (یعنی قید خانہ سے باہر آنے کے لیے استفسار کیا کہ اب ان عورتوں کا کیا خیال ہے؟) اس لیے کہی تاکہ بادشاہ کو پتہ چل جائے کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں ارتکاب خیانت نہیں کیا۔ اس بات پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا اے یوسف (علیہ السلام) کیا اس وقت بھی نہیں جب آپ نے قصد فرمایا؟ آپ نے فرمایا میں اپنے نفس کو بے عیب نہیں بتاتا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ یہ اس قول کے مطابق ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت زلیخا کا قصد فرمایا حالانکہ صحیح بات اس کے خلاف ہے۔ (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمایا تھا) اور شفا شریف میں اس مسئلہ کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔

ذنوب کا مطلب

امام بغوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کے ضمن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول نقل کیا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے گناہوں کا ذکر عار دلانے کے لیے نہیں بلکہ اپنے انعامات کے اظہار کے لیے فرمایا نیز یہ بتانے کے لیے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ذنوب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے مراد صورت گناہ ہے ورنہ حقیقتہً گناہ سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نہایت دور اور منزہ و مبرا ہیں۔

ارادہ کی دو قسم

و لقد همت به و هم بها الآیة کے تحت علامہ بغوی نے بعض محققین کا قول نقل فرمایا کہ ارادہ کی دو قسمیں ہیں :

(۱) ارادہ ثابتہ، یعنی جس میں عزم، رضا وغیرہ پائے جائیں اور اس پر مواخذہ ہے۔

(۲) اختیار و عزم کے بغیر نفس کی خواہش اور اس پر مواخذہ نہیں جب تک کہ عمل نہ ہو یا زبان

پر نہ آئے۔

اس ضمن میں علامہ بغوی نے ایک روایت نقل فرمائی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اگر عمل نہ کرے، ایک نیکی کا ثواب لکھتا ہوں اور اگر اسے عملی جامہ پہنائے تو دس نیکیوں کا ثواب۔ اور اگر برائی کا ارادہ کرے تو جب تک عمل نہ کرے معاف ہے۔ عمل کی صورت میں اسی کے مثل گنہ لکھا جاتا ہے (یعنی ایک گنہ)۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں و ہم بھا لولا ان رأی برهان ربہ الآیة میں ارادہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں منقولہ جملہ اقوال میں سے یہ قول نہایت عمدہ ہے۔ (تعلیقات رضا)

نبوت کے بارے میں اعتقاد

شفا شریف میں ہے من دان بالوحدانية و صحة النبوة و نبوة نبينا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لكن جوز علی الانبياء الكذب فيما اتوا به ادعى في ذلك المصلحة بزعمه او لم يدعها فهو كافر باجماع۔

جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا، اللہ عزوجل کا کذب جائز ماننے والا کیوں کر بالا جماع کافر و مرتد نہ ہوگا۔ (اللوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوحابیۃ)



پناہ بے کسماں ﷺ

سے تو سائل واستمداد

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله واتقوا اليه الرجاء و جاهدوا في سبيله لعلكم تفلحوا۔
 اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ
 (المائدہ/۳۵)

پناہ بے کساں ﷺ سے تو سئل واستمداد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارگاہ الہی میں وسیلہ بنا کر دعا مانگنا جائز بلکہ مستحب ہے اسی کو تو سئل واستغاثة و تشفع وغیرہ مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو خدا کے دربار میں وسیلہ بنانا یہ حضرات انبیاء مرسلین کی سنت اور سلف صالحین کا مقدس طریقہ ہے اور یہ تو سئل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ سے پہلے آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کی وفات اقدس کے بعد تینوں حالتوں میں ثابت ہے۔

ولادت سے قبل تو سئل

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے دنیا میں آکر باری تعالیٰ سے یوں دعا مانگی کہ:

یا رب اسئلک بحق محمد ان تغفر لی

اے پروردگار میں تجھ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرمادے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کس طرح پہچانا حالانکہ میں نے ابھی تک ان کو پیدا بھی نہیں فرمایا۔ حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا کہ اے پروردگار! جب تو نے مجھے پیدا فرما کر میرے بدن میں روح پھونکی تو میں نے سراٹھا کر دیکھا کہ عرش مجید کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے سمجھ لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا کر عرش پر تحریر کرایا ہے وہ یقیناً تیرا سب سے بڑا محبوب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم (علیہ الصلاۃ والسلام) بیشک تم نے سچ کہا وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں چوں کہ

تم نے ان کو میرے دربار میں وسیلہ بنایا ہے اس لیے میں نے تم کو معاف کر دیا اور سن لو کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت فرمایا ہے۔

ظاہری حیات اقدس میں توسل

حضرات صحابہ کرام آپ کی مقدس مجالس میں حاضر ہو کر جس طرح اپنی دین و دنیا کی تمام حاجتیں طلب فرماتے ہیں اسی طرح اپنی دعاؤں میں آپ کو وسیلہ بھی بنایا کرتے تھے بلکہ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنی دعاؤں میں رسول کی مقدس ذات کو خداوند تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائیں۔

ایک نابینا بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو چاہے تو صبر کر، صبر تیرے حق میں اچھا ہے جب اس نے دعا کے لیے اصرار کیا تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے یوں دعا مانگو

اللهم انى اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبى الرحمة يا محمد انى
توجهت بك الى ربى فى حاجتى هذه لتقضى لى اللهم لشفعه لى .

یا اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش کیا ہے، اپنی اس ضرورت میں تاکہ وہ پوری ہو جائے یا اللہ تو میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

اس حدیث کو ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ ہذا حدیث حسن صحیح غریب اور امام بیہقی و طبرانی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے مگر امام بیہقی نے اتنا اور کہا ہے کہ اس

تاجیانے ایسا کیا اور اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔

دعائوی میں وسیلہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جب انتقال ہوا اور ان کی قبر تیار ہو گئی تو خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر اس قبر میں لیٹ کر آپ نے یوں دعا فرمائی کہ

یا اللہ میری ماں (چچی) فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کشادہ فرما دے بوسیلہ اپنے نبی اور ان نبیوں کے وسیلے سے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں کیوں کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحییٰ بن یحییٰ کی کفالت میں تھے تو حضور کی یہ چچی یعنی ابوطالب کی بیوی فاطمہ بنت اسد آپ کا بڑا خاص خیال رکھتی تھیں یہ اسی احسان کا بدلہ تھا کہ آپ نے ان کو اپنی چادر مبارک کا کفن پہنایا اور خود اپنے دست رحمت سے ان کی قبر کی لحد کھودی اور ان کی قبر میں کچھ دیر لیٹ کر دعا فرمائی۔

واللہ! اس قبر میں قیامت تک رحمت کے پھولوں کی بارش ہوتی رہے گی جس قبر والے پر رحمہ للعالمین کی رحمت کا اتنا بڑا اکرم ہوا۔

وفات اقدس کے بعد توسل

وفات اقدس کے بعد بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی حاجتوں اور مصیبتوں کے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی دعاؤں میں وسیلہ بنایا کرتے تھے بلکہ آپ کو پکار کر آپ سے استغاثہ کیا کرتے تھے۔

بارش کے لیے استغاثہ

حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن حارث صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمائیں، وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں ان سے ارشاد فرمایا کہ تم حضرت عمر کے پاس جا کر میرا سلام کہو اور بشارت دے دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہہ دو کہ وہ نرمی اختیار کریں۔ اس شخص نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خبر دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے پھر کہا اے رب میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اسی چیز میں کہ جس سے میں عاجز ہوں۔

فتح کے لیے آپ کا وسیلہ

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اپنا خط امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ”مقام یرموک“ میں بھیجا اور سلامتی کی دعا مانگی۔ حضرت عبد اللہ بن قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجد نبوی سے باہر آئے تو ان کو خیال آیا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی کہ میں نے روضہ اقدس پر سلام نہیں عرض کیا۔ چنانچہ واپس جا کر جب قبر انور کے پاس حاضر ہوئے تو وہاں حضرت عائشہ، حضرت عباس و حضرت علی و حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر تھے۔ حضرت عبد اللہ بن قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے جنگ یرموک میں اسلام کی فتح کے لیے دعا کی درخواست کی تو حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ

یا اللہ! ہم اس نبی مصطفیٰ و رسول مجتبیٰ کے جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا

قبول ہوئی اور خدا نے ان کو معاف فرمادیا۔ ان ہی کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن قرط پر ان کا راستہ آسان کر دے اور دور کو نزدیک کر دے اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فرما کر ان کو فتح عطا فرمادے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اب آپ جائیے، اللہ تعالیٰ حضرت عمر و عباس و علی و حسن و حسین و ازواج نبی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی دعا کو رد نہیں فرمائے گا جب کہ ان لوگوں نے اس کی بارگاہ میں اس نبی کا وسیلہ پکڑا ہے جو اکرم المخلوق ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت عمر کا دعا میں وسیلہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ان کے دور خلافت میں قحط پڑ جاتا تھا تو وہ بارش کے لیے اس طرح دعا مانگا کرتے تھے کہ

یا اللہ! ہم تیرے نبی کو وسیلہ بنا کر دعا مانگا کرتے تھے تو اس وقت تو ہم کو بارش دیا کرتا تھا اب ہم تیرے دربار میں تیرے نبی کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں لہذا تو ہم کو بارش عطا فرما۔

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے بعد تابعین و تبع تابعین اور دوسرے سلف صالحین نے ہمیشہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے توسل و استغاثہ کا سلسلہ جاری رکھا اور بحمد و تعالیٰ اہل سنت و جماعت میں آج تک اس کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔ (مولف)

(سیرت مصطفیٰ)

استعانت حقیقیہ و غیر حقیقیہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ استعانت حقیقیہ و غیر حقیقیہ میں تفریق کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

استعانت حقیقیہ یہ ہے کہ اسے قادر بالذات و مالک مستقل و غنی بے نیاز جانے کہ بے عطائے الہی وہ خود اپنی ذات سے اس کام کی قدرت رکھتا ہے اس معنی کا غیر خدا کے ساتھ اعتقاد ہر مسلمان کے نزدیک شرک ہے نہ ہرگز کوئی مسلمان غیر کے ساتھ اس معنی کا قصد کرتا ہے بلکہ واسطہ وصول فیض و ذریعہ و وسیلہ قضائے حاجات جانتے ہیں اور یہ قطعاً حق ہے خود رب العزت تبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں حکم فرمایا و ابتغوا الیہ الوسیلۃ اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

امام علامہ خاتم المجتہدین تقی المملۃ والدین فقیہ محدث ناصر النہ ابو الحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب مستطاب شفاء السقام میں استمداد و اعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کر کے ارشاد فرماتے ہیں

لیس المراد نسبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی الخلق و الاستقلال بالافعال هذا لا یقصدہ مسلم فصرف الکلام الیہ و منعه من باب التلبیس فی الدین و التشویش علی عوام الموحدین .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور کو خالق اور قائل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو کوئی مسلمان ارادہ نہیں کرتا تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی کتاب افادات نصاب جو ہر منظم میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں

فالتوجه و الاستغاثۃ بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و بغيرہ لیس لہما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلک و لا یقصد بہما احد منہم سواہ فمن لم ینشرح صدرہ لذلك فلیک علی نفسہ نسال اللہ العافیۃ و المستغاث بہ فی الحقیقۃ هو اللہ و النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واسطۃ بینہ و بین المستغیث فهو سبخنہ مستغاث بہ و الغوث منہ خلقا و ایجادا و النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مستغاث بہ و الغوث منہ سببا و کسبا .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا حضور کے سوا انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ و الثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں۔ اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ حقیقۃ فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ و واسطہ ہیں۔ تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریادرسی یوں ہے کہ مراد کو خلق و ایجاد کرے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریادرسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔ (برکات الامداد لابل الاستمداد)

حضور نے چند قبائل کی مدد فرمائی

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی میں ہے چند قبائل عرب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کی حضور والانے مدد عطا فرمائی

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتاہ رعل و ذکوان و عصبیۃ و بنو لحيان فزعموا انہم قد اسلموا و استمدواہ علی قومہم فامدہم

النبي صلى الله تعالى عليه وسلم . الحديث .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چند قبائل یعنی رعل و ذکوان، عصبہ اور بنو لحيان آئے اور اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اور اپنی قوم پر حضور سے مدد طلب کی تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی مدد فرمائی۔ (مولف)

وفد ہوازن کی استعانت

جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اپنے اموال و اہل و عیال کہ مسلمان غنیمت میں لائے تھے حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا صليتم الظهر فقولوا انا نستعين برسول الله على المؤمنين او المسلمين في نساءنا و ابنائنا.

جب ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں۔

نسائی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔

حدیث فرماتی ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرتے ہیں۔

ایک نابینا نے دعا مانگی

حدیث صحیح و جلیل و عظیم جسے نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و طبرانی و حاکم و بیہقی نے سیدنا عثمان

بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام حافظ الحدیث زکی الدین عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے اس کی تصحیح کو مسلم و برقرار رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز کہے

اللہم انی اسئلك و اتوجه الیک بنیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه لیقضی لی اللہم فشفعه فی .

ابنی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے جو مہربانی کے نبی ہیں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو ابنی انہیں میرا شفیع کران کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ (تابینا نے ابھی یہ دعا ختم نہیں کی تھی کہ ان کی آنکھیں آگئیں)

حسن حصین شریف کی بعض روایات میں لتقضی لی بصیغۃ معروف ہے یعنی یا رسول اللہ حضور میری حاجت روا فرمادیں۔

مولانا فاضل علی قاری علیہ رحمۃ الباری حرز ثمین شرح حسن حصین میں فرماتے ہیں و فی نسخة بصیغۃ الفاعل ای لتقضی الحاجة و المعنی تکنون سبباً لحصول حاجتی و وصول مرادی فالاستناد مجازی .

مطلب یہ ہے کہ آپ میرے حصول حاجت کے سبب اور میری مراد برآری کے ولی ہو جائیں میرا اعتماد و وثوق آپ ہی پر ہے۔

ایک حاجت مند کی حاجت برآری

سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ خلافت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں یہی دعا ایک صاحب حاجتمند کو تغایم فرمائی۔

مجمع کبیر امام طبرانی میں یہ حدیث یوں ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے امیر المؤمنین ان کی طرف التفات نہ فرماتے نہ ان کی حاجت پر غور کرتے ایک دن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے شکایت کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ایت السیضاة فتوضا ثم آت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم اني اسئلك و اتوجه اليك نبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم نبى الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربى فيقضى حاجتى و تذكر حاجتك و راح الى حتى اروح معك.

وضو کی جگہ جا کر وضو کر پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو پھر یوں دعا کرو کہ الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی رحمت کے ذریعے سے متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے اور اپنی حاجت کا ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں۔

صاحب حاجت نے جا کر ایسا ہی کیا پھر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر حاضر ہوئے دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا امیر المؤمنین نے اپنے ساتھ بٹھالیا اور فرمایا کیسے آئے انھوں نے اپنی حاجت عرض کی امیر المؤمنین نے فوراً روا فرمائی پھر ارشاد فرمایا کیا اتنے دنوں میں تم نے اس وقت ہم سے اپنی حاجت کہی اور فرمایا جب کبھی تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔

اب یہ صاحب امیر المؤمنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکلے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے امیر المؤمنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

والله ما كلمته و لكن شهدت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و اتاد رجل ضرير تشكى اليه ذهاب بصره فقال له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ايت الميضاة فتوضا ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات فقال عثمان بن حنیف فوالله ما تفرقنا و طال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كأنه لم يكن به ضرر قط.

خدا کی قسم میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہے یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت حضور سے عرض کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پھر یہ دعائیں پڑھ، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس اٹھیا رہے ہو کر آئے گویا کبھی ان کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا۔ امام طبرانی اس حدیث کی متعدد اسنادیں ذکر کر کے فرماتے ہیں و الحدیث صحیح یہ حدیث صحیح ہے۔

ما شاء اللہ کہنے کی بحث

احمد والبی داؤد نے یوں مختصر اور ابن ماجہ نے بسند حسن اس طرح مطولا روایت کی

حدثنا هشام بن عمار ثنا سفین بن عیینة عن عبد الملك بن عمير عن ربيع بن حراش عن حذيفة بن اليمان رضى الله تعالى عنهما ان رجلا من المسلمين راى فى

النوم انه لقي رجلا من اهل الكتاب فقال نعم القوم انتم لولا انكم تشركون تقولون ما شاء الله و شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم و ذكر ذلك للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال اما و الله ان كنت لا عرفها لكم قولوا ما شاء الله ثم ما شاء محمد صلى الله تعالى عليه وسلم .

یعنی اہل اسلام سے کسی صاحب کو خواب میں ایک کتابی ملا وہ بولا تم بہت خوب لوگ ہو اگر شرک نہ کرتے تم کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ان مسلم نے یہ خواب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی فرمایا سنتے ہو خدا کی قسم تمہاری اس بات پر مجھے بھی خیال گزرتا تھا یوں کہا کرو جو چاہے اللہ پھر جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ حدیث ابن ابی شیبہ و طبرانی و بیہقی و غیرہم نے بھی روایت کی۔

ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا

اذا حلف احدكم فلا يقبل ما شاء الله و شئت و لكن ليقبل ما شاء الله ثم شئت .

جب تم میں کوئی شخص قسم کھائے تو یوں نہ کہے کہ جو چاہیں اللہ اور میں چاہوں ہاں یوں کہے کہ جو

چاہے اللہ پھر میں چاہوں۔

نیز ابن ماجہ و احمد و بغوی و ابن قانع و غیرہم نے یہی مضمون طفیل بن سخرہ برادر مادری ام المؤمنین

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اور مسند امام احمد میں بسند حسن صحیح یوں ہے کہ انھیں خواب میں کچھ

یہوی ملے انھوں نے ابنیت عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام ماننے کا ان پر اعتراض کیا انھوں نے کہا تم خاص کامل

لوگ ہو اگر یوں نہ کہو کہ جو چاہے اللہ اور چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر کچھ نصاریٰ ملے ان سے بھی

ابنیت مسیح کے جواب میں یہی سنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خواب عرض کیا حضور نے خطبے میں بعد حمد و ثنائے الہی فرمایا

انکم کنتم تقولون کلمة کان یمنعنی الحیاء منکم ان انہا کم انہا لا تقولوا ما شاء اللہ و ما شاء محمد.

تم لوگ ایک بات کہا کرتے تھے مجھے تمہارا لحاظ رکھنا تھا کہ تمہیں اس سے منع کر دوں یوں نہ کہو جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سنن نسائی میں بسند صحیح بطریق مسعر عن معبد بن خالد عن عبد اللہ بن یسار قتیلہ بنت صفی جہنیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

ان یہود یا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انکم تند دون و انکم تشرکون تقولون ما شاء اللہ و شئت و تقولون و الکعبۃ فامرہم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ارادوا ان یحلفوا ان یقولوا و رب الکعبۃ و یقول احد ما شاء اللہ ثم شئت.

یعنی ایک یہودی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی بیشک تم لوگ اللہ کا برابر والا ٹھہراتے ہو بیشک تم لوگ شرک کرتے ہو یوں کہتے ہو جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اور کعبے کی قسم کھاتے ہو اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم فرمایا کہ قسم کھانا چاہیں تو یوں کہیں رب کعبہ کی قسم اور کہنے والا یوں کہے جو چاہے اللہ اور پھر جو چاہو تم۔ یہ حدیث سنن بیہقی میں بھی ہے۔

نیز ابن سعد نے طبقات اور طبرانی معجم کبیر میں بطریق مسعر اور ابن مندہ نے بطریق

المسعودی عن معبد الجہدلی عن ابن یسار الجہنی عن قتيلة الجهنية رضى الله تعالى عنها رواية کی اور امام احمد نے سند میں اس طریق مسعودی سے بسند صحیح یوں روایت فرمائی

حدثنا يحيى بن سعيد ثنا يحيى المسعودى ثنى معبد بن خالد عن عبد الله بن يسار عن قتيلة بنت صيفى الجهنية قالت اتى حبر من الاحبار رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا محمد نعم القوم انتم لولا انكم تشركون قال سبحان الله و ما ذاك قال تقولون اذا حلفتم و الكعبة قالت فامهل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شيئا ثم قال انه قد قال فمن حلف فليحلف برب الكعبة قال يا محمد نعم القوم انتم لولا انكم تجعلون لله ندا قال سبحان الله و ما ذاك قال تقولون ما شاء الله و شئت قالت فامهل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم شيئا قال انه قد قال ما شاء الله فليفصل بينهما ثم شئت .

یعنی یہود کے ایک عالم نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی اے محمد آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر شرک نہ کیجیے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا؟ کہا آپ کعبہ کی قسم کھاتے ہیں اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ مہلت دی یعنی ایک مدت تک کچھ ممانعت نہ فرمائی پھر فرمایا یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو قسم کھائے وہ رب کعبہ کی قسم کھائے... یہودی نے عرض کی اے محمد آپ بہت عمدہ لوگ ہیں اگر اللہ کا برابر والا نہ ٹھہرائیے فرمایا سبحان اللہ یہ کیا؟ کہا آپ کہتے ہیں جو چاہے اللہ اور چاہو تم۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہلت تک کچھ نہ فرمایا بعد میں فرمادیا اس یہودی نے ایسا کہا ہے تو اب جو کہے کہ جو چاہے اللہ تو دوسرے کے چاہنے کو جدا کر کے کہے کہ پھر چاہو تم۔

مشیت ذاتیہ و عطائیہ

اس مشیت مبارکہ عطائیہ کے باعث صحابہ کرام نام الہی عز جلالہ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملا کر کہا کرتے تھے کہ اللہ ورسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا مگر آزاں جا کہ طریق ادب سے اقرب و انسب یہ ہے کہ مشیت ذاتیہ و مشیت عطائیہ میں فرق مراتب نفس کلام سے واضح ہو کہ کسی کو تو ہم مساوات نہ نزرے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کلمے پر خیال گزرتا تھا پھر ملاحظہ فرماتے کہ یہ اہل توحید ہیں معنی حق و صدق انھیں ملحوظ میں محبت خدا اور رسول اور نام پاک خلیفۃ اللہ الاعظم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تبرک و توسل انھیں اس قول پر باعث ہے اور بات فی نفسہ شرعاً ممنوع نہیں کہ واؤ مطلق جمع کے لیے ہے نہ مساوات، نہ معیت کے واسطے لہذا منع نہ فرماتے تھے جب اس یہودی نے معاذ اللہ شرک کا الزام دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رائے کریمہ کا زیادہ رجحان اسی طرف ہوا کہ ایسے لفظ کو جس میں احمق بدعتی مخالف جائے طعن جانے دوسرے سہل لفظ سے بدل دیا جائے کہ صحابہ کرام کا مطلب تبرک و توسل برقرار رہے اور مخالف کج فہم کو گنجائش نہ ملے۔ مگر یہ بات طرز عبارت کے ایک نونہ آداب سے تھی معنا تو قطعاً صحیح تھی لہذا اس کافر کے کہنے کے بعد بھی چنداں لحاظ نہ فرمایا گیا یہاں تک کہ ظہیر بن سحر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خواب دیکھا اور روایے صادقہ القائے ملک ہوتا ہے اب اس خیال کو زیادہ تقویت ہوئی اور ظاہر ہوا کہ بارگاہِ عزت میں یہی ٹھہرا ہے کہ یہ لفظ مخالفوں کا جائے پناہ ٹھہرا ہے بدل دیا جائے جس طرح رب العزت جل جلالہ نے راعنا کہنے سے منع فرمایا تھا کہ یہود عنود اسے اپنے مقصد مرڈود کا ذریعہ کرتے ہیں اور اس کی جگہ انظرنا کہنے کا ارشاد ہوا تھا لہذا خواب میں کسی بندہ صالح کو اعتراض کرتے نہ دیکھا کہ یوں تو بات فی نفسہ محل اعتراض نہ ٹھہرتی بلکہ خواب بھی دیکھا تو انھیں یہود و نصاریٰ کو معترض نہ دیکھا تا کہ ظاہر ہو کہ صرف دہن دوزی مخالفان کی مصلحت داعی تبدیل لفظ ہے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یوں نہ کہو کہ اللہ ورسول چاہیں تو کام ہوگا بلکہ یوں کہو کہ اللہ

پھر اس کا رسول چاہے تو کام ہوگا (پھر) کا لفظ کہنے سے وہ تو ہم مساوات کہ ان یہود و نصاریٰ کو گھورتا ہے باقی نہ رہے گا۔

شیخ محقق قدس سرہ نے یہاں یہ نکتہ ذکر فرمایا۔

درینجا غایت بندگی و تواضع و توحیدست زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در غیر خود اسناد مشیت اگرچہ بطریق تاخر و تبعیت باشد تجویز کرد اما در حق خود بآں نیز راضی نہ شد بلکہ امر کرد باسناد مشیت بہ پروردگار تعالیٰ انتہائے بے توہم شرکت۔

یعنی اس جگہ انتہائے بندگی اور تواضع اور توحید ہے کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریم کے علاوہ مشیت کی نسبت کو جائز قرار دیا اگرچہ یہ تاخر و تبعیت کے طریقے پر ہو مگر اپنے لیے اس پر بھی راضی نہ ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے مشیت کی نسبت اس طرح کرنے کا حکم فرمایا جس میں شرکت کا وہم و شائبہ نہ ہو۔

علامہ طیبی نے ایک اور توجیہ لطیف و دقیق کی طرف اشارہ کیا کہ

انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راس الموحدين و مشیتہ معمورة فی مشیتہ اللہ تعالیٰ و مضمحلہ فیہا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سردار موحدين ہیں اور حضور کی مشیت اللہ عزوجل کی مشیت میں مستغرق و گم ہے۔

اقول: تقریر اس اشارہ لطیفہ کی یہ ہے کہ عطف واو سے ہو خواہ ثم خواہ کسی حرف سے، معطوف و معطوف علیہ میں مغایرت چاہتا ہے بلکہ ثم بوجہ افادہ فصل و تراخی زیادہ مفید مغایرت ہے اور سید الموحدين صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے لیے کوئی مشیت جدا گانہ اپنے رب عزوجل کی مشیت سے رکھی ہی نہیں۔

ان کی مشیت بعینہ خدا کی مشیت ہے اور مشیت خدا بعینہ ان کی مشیت، اور عطف کر کے کہیے تو دوئی سمجھی جائے گی کہ اللہ کی مشیت اور ہے اور رسول کی مشیت اور۔ لہذا یہاں عطف کے لیے ارشاد نہ فرمایا فقط مشیت اللہ وحدہ کا ذکر بتایا کہ اس میں خود ہی مشیۃ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آجائے گا۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عام الرمادہ

خلافت فاروقی میں ایک سال مدینہ میں قحط عظیم پڑا اس سبب عام الرمادہ نام رکھا گیا یعنی ہلاک و تباہی جان و مال کا سال۔ امیر المؤمنین عمرو بن عاص کو مصر میں فرمان بھیجا یہ شتہ ہے بندۂ خدا عمر امیر المؤمنین کی طرف سے ابن عاص کے نام

سلم اما بعد فلعمری یا عمر و ما تبالی اذا شبت انت و من معک ان اہلک
انا و من معی فی اغوثاہ ثم یا غوثاہ و یردد قوله .

سلام کے بعد واضح ہو مجھے اپنی جان کی قسم اے عمرو جب تم اور تمہارے ملک والے سیر ہوں تو د
تمہیں کچھ پروا نہیں کہ میں اور میرے ملک والے ہلاک ہو جائیں ارے فریاد کو پہنچ ارے فریاد کو پہنچ اور اس
کلمہ کو بار بار تحریر فرمایا۔

عمر و بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب حاضر کیا یہ عرضی بندۂ خدا امیر المؤمنین عمر کو عمرو بن
عاص کی طرف سے

اما بعد فیالیک ثم یا لیک و قد بعثت الیک بعیرا اولہا عندک و آخرہا
عندی و السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ .

بعد سلام معروض حضور میں بار بار خدمت کو حاضر ہوں پھر بار بار خدمت کو حاضر ہوں میں نے

حضور میں وہ کارواں روانہ کیا ہے جس کا اول حضور کے پاس ہوگا اور آخر میرے پاس، اور حضور پر سلام اور اللہ عزوجل کی رحمت اور برکتیں۔

عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کارواں حاضر کیا کہ مدینہ طیبہ سے مصر تک یہ تمام منزلہائے دور دراز اونٹوں سے بھری ہوئی تھیں، یہاں سے وہاں تک ایک قطار تھی جس کا پہلا اونٹ مدینہ طیبہ میں تھا اور پچھلا مصر میں سب پر اناج تھا امیر المومنین نے وہ تمام اونٹ تقسیم فرمادے ہر گھر کو ایک ایک اونٹ مع اپنے بار کے عطا ہوا کہ اناج کھاؤ اور اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت کھاؤ چربی کھاؤ کھال کے جوتے بناؤ جس کیڑے میں اناج بھرا تھا اس کا لحاف وغیرہ بناؤ۔ یوں اللہ عزوجل نے لوگوں کی مشکل دفع کی امیر المومنین حمد بجالائے۔

اسے ابن خزیمہ نے صحیح میں، حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں اسلم مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عبدالحکم نے لیث بن سعد سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

محبوبان خدا کی مشکل کشائی

انبیاء و اولیاء و صلحاء کی مشکل کشائی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے

ہیں :

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ و محمدیہ میں فرماتے ہیں کل من کان

متعلقا بنبی او رسول او ولی فلا بد ان یحضر و یاخذ بیدہ فی الشدائد.

جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ضرور ہے کہ وہ نبی و ولی اس کی مشکلوں کے وقت

تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے۔ (فتاویٰ افریقہ)

حضرت عمر کا تو سل

صحیح بخاری میں ہے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی انا نتوسل اليك بعم نبينا صلي الله تعالى عليه وسلم فاسقنا.

الہی ہم تیری طرف تو سل کرتے ہیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ باران رحمت بھیج۔
(ذیل المدعا للاحسن الوعاء)

حضور سے مسلمان کا تو سل

ہر صاحب ایمان کا عقیدہ ہے کہ حضور اپنی امت کی دست گیری اور حاجت مند کی حاجت روائی فرماتے ہیں اور اہل ایمان وقت حاجت حضور کو پکارتے اور وسیلہ بناتے ہیں، امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

مسلمان کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو سل رچا ہوا ہے اس کی کوئی دعا تو سل سے خالی نہیں ہوتی اگرچہ بعض وقت زبان سے نہ کہے۔

مولانا قدس سرہ مشنوی شریف میں فرماتے ہیں :

اے بسا نا وردہ استنا بگفت

جان او با جان استنا ست هقت

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۶۰)

امام احمد رضا بریلوی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

حق جل و علا غز مجذہ کی طرف اس کے محبوبوں سے تو سل محمود و مقصود و سنت ماثورہ و طریقہ مامورہ

اور ہنگام تو سئل ان کی جانب توجہ درکار یہاں تک کہ جب خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزار مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف فرمایا۔

و لم تصرف وجهک عنہ و ہو وسیلتک و وسیلة ابیک آدم علیہ الصلاة و السلام الی اللہ تعالیٰ یوم القیامہ بل استقبلہ و استشفع بہ فیشفعک اللہ تعالیٰ .

کیوں اپنا منہ ان سے بھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرا اور تیرے باب آدم علیہ الصلاة والسلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں بلکہ انھیں کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔

امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں اس کو بیان فرمایا ہے۔

اور سوال حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے استعینوا بالصبر و الصلاة (صبر اور نماز سے مدد طلب کرو) پھر کامل اکسیر یہ ہے کہ کسی محبوب خدا کے قریب جائے اسی طرف حق جل و علانے قرآن عظیم میں ہدایت فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے۔

و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاء وک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ تو اباً رحیماً .

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کے لیے استغفار کرے تو بیشک اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سبحان اللہ! خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے مگر ارشاد یوں ہوتا ہے کہ گناہ گار بندے تیری خدمت میں حاضر ہو کر ہم سے دعائے بخشش کریں اور قدیم اجدیثا علماء و صلحا اس آئیہ کریمہ کو

زمانہ حیات و وفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عام اور حاضری مزار مبارک کو حاضری مجلس اقدس کی مثل سمجھا کیے اور اوقات زیارت میں یہی آئیے کریمہ تلاوت کر کے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہے۔

اس مضمون کی بہت روایات و حکایات مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ و مدارج النبوة و جذب القلوب الی دیار المحبوب و خلاصۃ الوفانی اخبار المصطفیٰ و غیر ہا تصانیف علماء میں مذکور و مشہور بعض ان سے حضرت مقدم المحققین خدمت والد قدس سرہ الماجد (حضرت علامہ نقی علی رضا خان بریلوی والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی) نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں ذکر کر کے اس مسئلے کا اثبات فرمایا من شاء فلیتشر ف بمطالعتہ .

اسی طرح بہت علماء مصنفان مناسک باب زیارت شریفہ مدینہ طیبہ میں وقت حاضری اس آیت کو پڑھ کر استغفار کا حکم دیتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۳۸۔ انہار الانوار)

حضور عالم کی مدد فرماتے ہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

امام ابن حجر کی افضل القرئی میں فرماتے ہیں

لانه الممد لهم اذ هو الوارث للحضرة الالهية و المستمد منها بلا واسطة دون غيره فانه لا يستمد منها الا بواسطته و لا يصل لكامل منها شي الا و هو من بعض مدده و على يديه .

تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس

کامل کو جو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔

ہمز یہ شریف میں ارشاد فرمایا :

كل فضل في العالمين فمن فضل

النبي استعارة الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے

مانگے کوئی ہے۔

شرح سیدی عثمانی میں ہے

نعمتان ما خلا موجود عنهما ، نعمة الايجاد و نعمة الامداد ، هو صلى الله

تعالى عليه وسلم الواسطة فيهما اذ لولا سبقت وجوده ما وجد موجود و لولا وجود

نوره في ضمائر الكون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذي وجد اولاً و له تبع الوجود و

صار مرتبطاً به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود و نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود

نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں، تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے

وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔ (صلاة الصفائی نور المصطفیٰ)

حضور کے توسل سے دشمن پر فتح

ابن عساکر سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

لم يزل الله يتقدم في النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى آدم فمن بعده و لم
تزل الامم تبسا شربه و تستفتح به حتى اخرج الله في خير امته و في خير قرون و في
خير اصحاب و في خير بلد.

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد کے سب انبیاء علیہم
الصلاة والسلام سے پیشین گوئی فرماتا رہا اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں منائیں اور
حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین
قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے :

و كانوا من قبل يفتحتون على الذين كفروا فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به
فلعنة الله على الكافرين .

یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے پھر جب وہ جانا پہچانا ان
کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھنکار منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے۔

اللهم انصرنا عليهم بالنبي المبعوث في آخر الزمان الذي نجد صفته في

التوراة .

الہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اس نبی آخر الزماں کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

اس دعا کی برکت سے انھیں فتح دے جاتی۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

وسیلہ حضور سے آدم کی توبہ قبول ہوئی

حاکم بیہقی طبرانی آجری ابو نعیم ابن عساکر امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی اے رب میرے صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما رب العالمین نے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیوں کر پہچانا عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا، جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا نہ تجھے بناتا۔

بیہقی و طبرانی کی روایت میں ہے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی :

رایت فی کل موضع من الجنة مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ اکرم خلقک علیک .

میں نے جنت میں ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

مواہب میں مروی ہے :

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے باہر آئے ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام الہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا عرض کی الہی یہ محمد کون ہے؟ فرمایا :

هذا ولدك الذي لولاه ما خلقتك .

یہ تیرا بیٹا ہے یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا عرض کی الہی اسی بیٹے کی حرمت سے اس باپ پر رحم فرما، ارشاد ہوا اے آدم اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔ (تجلی الیقین)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادۃ التصحیح اور بیہقی دلائل النبوة میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی

یا رب اسئلک بحق محمد ان غفرت لی .

الہی میں تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا اے آدم تو نے محمد کو کیوں کر پہچانا حالاں کہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا عرض کی الہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے فرمایا :

صدقت یا آدم انه لا حب الخلق الی و اذ سالتنی بحقه فقد غفرت لک و لولا

محمد ما خلقتک (زاد الطبرانی) وهو آخر الانبیاء من ذریعتک .

اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لیے مغفرت فرمائی اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور کے توسل سے معافی چاہنا

بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں، اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول
لوجدوا اللہ تو اباً رحیماً۔

اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضور مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل، فریاد، استغاثہ، طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں :

روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اہل الاسلام .
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔ (جزاء اللہ غدوہ باباۃ ختم النبوۃ)

وسیلہ، جنت کی ایک منزل ہے

احمد مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیرت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ

جلد چہارم

marfat.com

Marfat.com

سئلوا لله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله و

ارجوا ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة .

اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے شایان نہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں، تو جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس پر میری شفاعت اترے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے فرمایا:

اعلى درجة في الجنة لا ينالها الا رجل واحد ارجوا ان اكون هو .

(وسیلہ) بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا نگر ایک مرد، امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں

ہوں۔

علماء فرماتے ہیں خدا اور رسول جس بات کو بکلمہ امید و ترجی بیان فرمائیں وہ یقینی الوقوع ہے۔

(تجلی الیقین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں استمداد و

استغاثہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں :

گزا جاتا ہے کھیل میرا آقا آقا سنوار آقا
منجد ہار پہ آکے ناؤ ٹوٹی دے ہاتھ کہ ہوں میں پار آقا
ٹوٹی جاتی ہے پیٹھ میری اللہ یہ بوجھ اتار آقا

میں دور ہوں تم تو ہو میرے پاس سن لو میری پکار آقا
 مجھ سا کوئی غمزدہ نہ ہوگا تم سا نہیں غم گسار آقا
 گرداب میں پڑ گئی ہے کشتی ڈوبا ڈوبا اتار آقا
 اتنی رحمت رضا پر کر لو لایقربہ البوار آقا

تیری رحمت سے صنی اللہ کا بیڑا پار تھا
 تیرے صدقے سے نجی اللہ کا بجا تر گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
 پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

میرے گر چہ گناہ ہیں حد سے سوائے ان سے امید ہے تجھ سے زجا
 تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد کیسے توڑیں یہ بت پندار ہم
 دم قدم کی خیر اے جان مسیح در پہ لائے ہیں دل پیار ہم
 اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر جن کو ملتا نہیں کوئی یا اور
ہر طرف سے وہ پر ارماں پھر کر ان کے دامن میں چھپا کرتے ہیں
اپنے دل کا بے انہیں سے آرام سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب در کے غلام چارہ درد رضا کرتے ہیں

پریشانی میں نام ان کا دل صد چاک سے نکلا
دور شان رحمت کے سبب جرات بے اے پیارے
اجابت شانہ کرنے آئی گیسوئے توسل کو
نہ رکھ بہر خدا شرمندہ عرض بے تامل کو

و اللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

عاصیو . تمام او دامن ان کا وہ نہیں باتھ " جھٹکنے والے
سینو ان سے مد مانگے جاؤ پڑے بکتے رہیں بکنے والے

مانگ من مانتی منھ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ منگتا سے یہ کہنا کیا ہے

ہم ہیں ان کے وہ ہیں تیرے تو ہوئے ہم تیرے
اس سے بڑھ کر تیری سمت اور وسیلہ کیا ہے

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

بیتھے اٹھتے حضور پاک سے
التجا و استعانت کیجیے

شر خیر شور سور شرر دور نار نور
بشری کہ بارگاہ یہ خیر البشر کی ہے
مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رو ہوں کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

بے ان کے واسطے کہ خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوں بے بصر کی ہے

جالوں پہ جال پڑ گئے لہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

تم ہو حفیظ و معیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمھاری ہے آس
بس ہے یہی آسرا تم پہ کروروں درود

بہر خدا مرہم بنہ از کار من بکشا گرہ
مولا ز پا افتادہ ام دارم شہا چشم کرم
فریاد رس دادے بدہ دستے بما افتاد گان
مہر عرب ماہ عجم رحے بحال بند گان

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین
یا امان الخائفین یا ملتجی امداد کن

تم سے غم کو کیا تعلق بے کسوں کے غم زدا ہو

تھے ویلے سب نبی تم اصل مقصود ہدی ہو

مطلق کے داد رس سب کے فریاد رس
 ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
 کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
 ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
 (حدائق بخشش)



ندائے یارسول اللہ ﷺ

نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا
مفلو سامان دولت کیجیے

اَمِنْ يَجِيبُ الْمَغْضِرَ اَوْ لَا وَاَعَاءَ بِنْتِغِ الْمَوءِ
يا وہ جو لا چار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی

(القرآن)

ندائے یارسول اللہ ﷺ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو قدر و منزلت اور اعزاز و اکرام ہے اس کا اثر ہے یہ کہ حق تعالیٰ ندا کے وقت آپ کو وصف نبوت و رسالت کے ساتھ مخاطب فرماتا ہے چنانچہ یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول (اے نبی، اے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دیگر تمام نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ یاد فرمایا ہے چنانچہ فرمایا یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا ایہا المزمّل (اے جھرمٹ مارنے والے) یا ایہا المدثر (اے چادر اوڑھنے والے) جیسے محبت آمیز الفاظ سے مخاطب فرماتا یہ ارباب ذوق اور اہل محبت پر ظاہر ہے کہ اس میں کتنی محبت، پیار اور مہربانی جلوہ گر ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوة اول)

مقربین کو وسیلہ بنانا

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ یارسول اللہ یا ولی اللہ یا علی مشکل کشا کہنا اور انبیاء و اولیاء سے مدد طلب کرنا جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا :

جائز ہے جب کہ انھیں بندہ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انھیں باذن الہی و المدبرات امر سے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں مل سکتا۔ اور اللہ عز و جل کے دیے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا، ایک حرف نہیں سن سکتا، پتک نہیں پلا سکتا، اور پتک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

(احکام شریعت حصہ اول)

نام پاک سے ندا کا حکم

حضور اقدس انیس بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر ندا کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی تو جہت بک الی ربی تاہم اس کی جگہ یار رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہئے۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین۔ الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

نص العلماء ان الروایۃ ان جاءت فی دعاء مثلا کدعاء التوجۃ الذی لقنہ ضریرا فابصر بندانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باسمہ فلیبد لہ بنحو یا رسول اللہ ، فان دعاء ہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باسمہ الکریم حرام .

اقول وقد نص فقہاءنا بمنع الولد من دعاء والدیہ و المرأۃ من نداء زوجها بالاسماء فرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احق .

علماء فرماتے ہیں کہ اگر کسی دعا میں (یا محمد) مروی ہو جیسے ایک نابینا صحابی کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے توجہ (یعنی یا محمد انی تو جہت بک الخ) کی تعلیم دی تو وہ صحابی حضور کو ندا کرنے کے سبب سے اٹھیارے ہو گئے یعنی انھیں آنکھیں عطا ہو گئیں تو اس کی جگہ یار رسول اللہ، یا نبی اللہ، کہنا چاہئے اس

لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ فقہاء کرام اولاد کو والدین کا نام اور عورت کو شوہر کا نام لے کر کارنے کو منع فرماتے ہیں تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادب و تکریم کے زیادہ مستحق ہیں یعنی حضور کا اسم گرامی لے کر پکارنا بدرجہا اولیٰ منع ہے۔ (مولف)

(المعتمد المستند ۱۳۹)

یا کے ذریعہ ندا کا ثبوت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ

نماز کے بعد یا اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بکلمہ یا ندا کرنا اور التماساً و السلام علیک یا رسول اللہ کہتا جائز ہے یا نہیں؟ جو لوگ اس سے منع کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

آپ نے فرمایا:

کلمات مذکورہ پیشک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جانی یا خصال مثل (گمراہ، گمراہ گر) جسے اس مسئلہ کے متعلق قدرے تفصیل درکار ہو وہ شفاء الشام، امام غلامہ بقیۃ المجتہدین، کرامات الملئ والہ والدین ابوالحسن علی سبکی۔ والموابب الدنیۃ، امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری، وشرح موابب العارم زرقانی، ومطالع المسرات علامہ قاسمی و مرقۃ شرح مشکوٰۃ علامہ قاری، ولغات، اشعۃ اللغات شروع مشکوٰۃ و جذب القلوب ان دیار الحبوب و مدارج النبوة تسائیف شیخ محتسب مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔ وانشال الترقی شرح ام الترقی، امام ابن حجر مکی وغیرہ کتب کلام علماء کرام وفتاویٰ عظام علیہم رحمۃ الرحمن العظام رجوع لائے یا قصیر (امام احمد رضا) کا رسالہ ”الابواب فی فیض الاولیاء بعد الوصال“ مطالعہ کرے۔ یہاں فقہ جتد ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے۔

حدیث مذیل بطراز تراویح جیسے ان منسفی و ان مترندی ولبن ماجوسی و تہذیبی و امام الامام ابن

خزیمہ و ابو القاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نمازیوں کہے

اللهم انى اسئلك و اتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربي فى حاجتى هذه ليقضى لى اللهم فشفعه فى .

الہی میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں، تیرے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے یار رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو الہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

عثمان غنی کی حاجت روائی

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے :

ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حاجة له و كان عثمان لا يلتفت اليه و لا ينظر فی حاجته فلقى عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فشكى ذلك اليه فقال له عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ايت الميضاة فتوضا ثم ايت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم انى اسئلك و اتوجه اليك بنبينا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبي الرحمة يا محمد انى اتوجه بك الى ربي ليقضى حاجتى و تذكر حاجتك و رح الى حتى اروح معك فانطلق الرجل صنع ما قال قاله .

ثم اتى باب عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه فجاء البواب حتى اخذه بيده فادخله عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه فاجلسه معه على الطنفسة و قال له ما حاجتك فذكر حاجته فقضاها ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة و قال ما كان لك من حاجة فاتنا ثم ان الرجل خرج من عنده فلقى عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه فقال له جزاك الله خيرا ما كان ينظر فى حاجتى و لا يلتفت الى حتى كلمته فى فقال عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه والله ما كلمته .

ولكن شهدت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و اتاه رجل ضريب فشكى اليه ذهاب بصره فقال له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ايت الميضاة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات فقال عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه فوالله ما فرقنا و طال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كانه لم يكن به ضر قط .

یعنی ایک حاجت منداپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه کی خدمت میں آتا جاتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے اس نے عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ، الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی الله تعالى عليه وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ صلی الله تعالى عليه وسلم میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے اور اپنی حاجت ذکر کر کے پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں حاجت مند نے کہ (وہ بھی صحابی یا لا اقل کبار تابعین سے تھے) یوں ہی کیا۔

پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا مطلب پوچھا عرض کی فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا کہ اتنے دنوں میں تم نے

اپنا مطلب آج بیان کیا، پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمدے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تمہارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا تھا۔

مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یوں ہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آگیا گویا وہ کبھی اندھانہ تھا۔

ابن عمر کا پاؤں کھل گیا

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں والحدیث صحیح امام بخاری کتاب الادب المفرد اور امام ابن السنی اور امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں

ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خدرت رجله فقیل له اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمداه فانتشرت .

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا کسی نے کہا انھیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت ابن عمر نے باواز بلند کہا یا محمداه فوراً پاؤں کھل گیا۔

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں سویا تو یا محمداه کہا اچھا ہو گیا۔ اور یہ امر دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداه کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاۃ امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ہذا

مما تعاہدہ اہل المدینة

اہل مدینہ نے اس عہد کی تجدید کی ہے۔

بلال بن حارث کو بشارت

حضرت بلال بن حارث مزنی سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروق ۱۸ھ میں واقع ہوا ان کی قوم بنی مزنیہ نے درخواست کی کہ مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انہوں نے اصرار کیا آخر ذبح کی کھال کھینچی تو زری سرخ ہڈی نکلی دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی یا محمد اہ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی اسے کامل میں ذکر کیا گیا ہے۔

عبدالرحمن ہذلی کی ٹوپی

امام مجتہد فقیہ کامل عبدالرحمن ہذلی کو فی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین اور اکابر تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں۔ سر پر ٹوپی رکھتے جس میں لکھا ہوا تھا محمد یا منصور اور ظاہر ہے کہ القلم احد اللسانین قلم دوزبانوں میں سے ایک ہے۔

ہشیم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انھیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں

ورأيتہ علی رأسہ قلنسوة اطول من ذراع مکتوب فیہا محمد یا منصور۔

میں نے انھیں اس حال میں دیکھا کہ ان کے سر پر گز بھر کی ٹوپی تھی جس میں لکھا تھا محمد یا

منصور اسے تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

تین اولیاء کی حکایت

امام ابن جوزی نے کتاب بیون الحکایت میں تین اولیاء عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنان شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے تھے

فاسرهم الروم مرة فقال لهم الملك انى اجعل فيكم الملك و ازوجكم بناتى
و تدخلون فى نصرانية فابوا و قالوا يا محمداه .

یعنی ایک بار نصارا نے روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداه .

بادشاہ نے تیل گرم کر کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا (یعنی جب تیسرے کو دیگ کے قریب لایا گیا تو بادشاہ کے ایک درباری کو رحم آ گیا اور اس نے کہا اے بادشاہ اس کو چالیس دنوں کی مہلت دیجیے میں اس کو بہلا پھسلا کر نصرانی بنا لوں گا، درباری اس مجاہد کو اپنے گھر لایا اور خوبصورت جوان لڑکی کو اس کے پاس رکھ دیا تاکہ وہ لڑکی اس مجاہد کو اپنے حسن پر فریفتہ کر کے اس کو نصرانی بنا لے۔ مگر یہ متقی مجاہد دن بھر روزہ رکھتا اور ساری رات نوافل پڑھتا۔ درباری کی لڑکی اس مجاہد کے تقویٰ اور عبادت سے اس قدر متاثر ہو گئی کہ وہ اس مجاہد پر خود عاشق ہو گئی اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئی، اور رات کو دو گھوڑے لا کر مجاہد سے کہا کہ چلو ہم دونوں اس شہر سے دور نکل جائیں اور وہاں ہم نکاح کر کے ایک ساتھ رہیں۔ (مولف) (نورانی تقریریں۔ علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی)

وہ دونوں (شہید) چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کے لیے بھیجا ہے۔ انہوں نے حال پوچھا فرمایا

ما كانت الا الغصة (الغوطة) التى رأيت حتى خرجنا فى الفردوس .

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت الفردوس میں تھے۔
امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

كانوا مشهورين بذلك معروفين بالشام في الزمن الاول .
یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف ہے۔
پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازاں جملہ پر بیت ہے۔

سيعطى الصديقين بفضل صدق
نجات في الحيات و في الممات

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔
یہ واقعہ عجیب نفس روح پرور ہے میں اسے بخیاں تطویل مختصر کر گیا تمام و کمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے۔ جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔ یہ واقعہ طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے۔
جیسا کہ روایت میں خود اس کا ذکر موجود ہے۔ اور طرطوس میں ایک شہر ہے یعنی دار السلام کی سرحد کا شہر، جسے خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آباد کیا۔ جیسا کہ امام سیوطی نے اسے تاریخ الخلفاء میں بیان کیا ہے۔ ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لا اقل تبع تابعین سے تھے۔

یا کے ذریعہ استمداد

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں :

و صلی علیک اللہ یا خیر خلقہ و یا خیر ما ہول و یا خیر واہب

و یا خیر من ینرجی لکشف رزیه
و انت بخیر من هجوم مصیبه
و من جوده قد فاق جود السحاب
اذا انشبت فی القلب شر المخاطب
اور خود اس کی شرح اور ترجمہ میں کہتے ہیں :

فصل یازدہم در اہتال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے
بہترین خلق خداوندی بہترین کیسکہ امید داشتہ باشد اے بہترین عطا کنندہ و اے بہترین کیسکہ امید داشتہ
باشد از و ازالہ مصیبتے و اے بہترین کیسکہ سخاوت اور زیادہ دست از باران ابر با گواہی میدہم کہ تو پناہ دہند و منی
از هجوم کردن مصیبتے و قتیکہ بخالاند در دل بدترین چنگال با۔ اھ ملخصاً۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عابی میں گڑ گڑا کر دعا کرتا ہوں کہ اے مخلوق خدا میں
سب سے افضل و بہترین تجھ پر رحمت خداوندی نازل ہو۔ اے افضل و اکمل جو شخص تجھ سے کسی چیز کی امید
رکھتا ہے تو تو عطا کرتا ہے۔ اے مخلوق میں سب سے اعلیٰ و بالا جو شخص تجھ سے (مصیبتوں سے) نجات کی
امید رکھتا ہے تو اس کی مصیبتوں کا ازالہ کرتا ہے۔ اے مخلوق میں سب سے برتر جو شخص کہ تجھ سے سخاوت کی
امید رکھتا ہے تو سخاوت کے بادل گواہی دیتے ہیں تو مصیبتوں کے هجوم سے نجات دینا جس وقت کہ بدترین
لوگ دل میں مصیبتوں کے کانٹے چبھوتے ہیں۔

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں :

ذکر بعض حوادث زماں کہ در اں حوادث لا بدست از استمداد بروح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم۔

کچھ ایسے زمانے کے حوادث ہیں کہ اس میں حادثات ضروری ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی روح سے استمداد سے رفع ہو جاتے ہیں۔

یہی شاہ صاحب مدنیہ ہمز یہ میں لکھتے ہیں

ینادی ضارعا بخضوع قلب
رسول اللہ یا خیر البرایا
اذا ما حل خطب مد لهم
الیک توجہی وبک استنادی
و ذل و ابتہال والتجاء
نوالک ابتفی یوم القضا یا
فانت الحصن من کل البلاء
و فیک مطامعی و بک ارتجائی

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں :

فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات و التسلیمات ندا کند زار و خوار شدہ
بشکستگی دل و اظہار بیقدری خود بہ باخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسول خدا اے
بہترین مخلوق عطا ئے ترا می خواہم روز فیصل آوردن و قتیکہ فرود آید و کار عظیم در غایت تاریکی پس تو کی پناہ از ہر
بلا بسوئے تست رو آوردن من بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من۔ اھ ملخصاً۔

تضرع و انکساری، التجاء و اخلاص اور خشوع و خضوع سے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات و
التسلیمات کو پکارے کہ اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات ہم قیامت کے دن تیری عطا چاہتے ہیں جس
وقت مشکلات اور بلائیں گھیرے ہوں تیری پناہ میں رہوں۔ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اور تجھ ہی سے امیدیں
وابستہ رکھتا ہوں۔

اس بحث کے اختتام پر امام احمد رضا بریلوی نے ندا کا جواز التحیات سے ثابت کرتے ہوئے تحریر

فرمایا ہے۔

التحیات سے ندا کا ثبوت

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے، التحیات ہے جسے ہر نمازی

نماز کے دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ .

اگر ندامت معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجیب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسی ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نداء، حاشا وکلا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے۔ جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے التحیات لله و الصلوات و الطیبات سے حمد الہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں۔ سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے :

لا بد ان یقصد بالفاظ التشهد معانیہا التي وضعت لها من عنده كما قد یحی اللہ و یسلم علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی نفسه و علی اولیاء اللہ .

الفاظ تشہد کے معنی موضوع لہا کا قصد ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ذات اقدس اور اولیاء اللہ پر تحیت و سلام نازل فرماتا ہے۔

تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے :

و یقصد بالفاظ التشهد معانیہا مرادة له (علی وجہ الانشاء) کانه یحی اللہ تعالیٰ و یسلم علی نبیہ و علی نفسه و علی اولیائہ (لا الاخبار) عن ذلک ذکرہ فی المجتبیٰ .

الفاظ تشہد سے اس کے مرادى معنی کا قصد کرے (بطور انشاء نہ بطور خبر) گویا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی و ذات اقدس اور اولیاء اللہ پر تحیت و سلام نازل فرماتا ہے اسی کا مجتہبی میں ذکر ہے۔

علامہ حسن شرنبلالی مرآتی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں:

يقصد معانيه مرادة على انه ينشاءها تحية و سلاما منه .

اس معنی مراد کا اس طرح قصد کرے کہ اس ذات نبی پر تحیت و سلام کا انشاء ہو۔ اسی طرح بہت علماء نے تصریح کی۔

اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گڑھتے ہیں، صلاۃ و سلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا جائز اور ان کے ماوراء میں ناجائز، حالاں کہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود و سلام ہی نہیں بلکہ امت کے تمام افعال و اعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش و قار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ و سینہ سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یوں ہی تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور والدین و اعزہ و احباب سب پر عرش اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری“ میں وہ سب حدیثیں جمع کی تھیں یہاں اسی قدر لیس ہے کہ امام جلال عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ليس من يوم الا و تعرض على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اعمال امته

غداة و عشيا فيعرفهم بسيماهم و اعمالهم .

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمال امت ہر صبح و شام پیش نہ

کیے جاتے ہوں تو حضور کا اپنے امتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے۔
(انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ)

عمر فاروق کی ندا

یا کے ذریعہ ندا کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی تحریر نے فرمایا ہے :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور والا کوندا کر کے بابی انت و تاملی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان یارسول اللہ، کہہ کر حضور کے فضائل جلیلہ و شمائل جمیلہ عرض کرنا، کہ اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کو پہنچا کہ حضور کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی لا اقسام بهذا البلد .

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۰۔ منیر العین)

نام پاک لے کر خطاب کی ممانعت

امت مرحومہ پر نبی کریم عالیہ افضل الصلاۃ و التسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا حرام ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا .

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو، بلکہ یوں عرض کرو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سید المرسلین،

یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین . صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم .

ابو نعیم حنفرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

قال كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنهاهم الله عن ذلك اعظاما لبيته
صلى الله تعالى عليه وسلم فقالوا يا نبى الله يا رسول الله .

یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نبی فرمائی جب
سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہا کرتے۔

بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں
راوی :

لا تقولوا يا محمد و لكن قولوا يا رسول الله ، يا نبى الله .

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہو۔

والہذا علماء تصریح فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور
واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب
سے تجاوز کرے۔

بلکہ امام زین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا، اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی تو جہت بک الی ربی تاہم اس کی جگہ یارسول
اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہئے حالانکہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا مخلصو! سامان دولت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

•
 بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
 یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

•
 بکار خویش حیرانم انہنی یا رسول اللہ
 ندارم جز تو بلجائے ندانم جز تو ماوائے
 اگر رانی و گر خوانی غلام انت سلطانی
 چوں محشر فتنہ انگیزد بلائے بے اماں خیزد
 پریشانم پریشانم انہنی یا رسول اللہ
 توئی خود ساز و سامانم انہنی یا رسول اللہ
 دگر چیزے نمی دانم انہنی یا رسول اللہ
 بجویم از تو درانم انہنی یا رسول اللہ

رضایت سائل بے پر توئی سلطان لا تنہر
 شہا بہر ازیں خوانم انہنی یا رسول اللہ

(حدائق بخشش)



اللہ ورسول کی طرف توبہ ورجوع

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو غفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود

بنا لڑھا اللزبن آمنوا توبوا لعل اللہ توبہ نصوحا
اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے

(التحریم/۸)

اللہ ورسول کی طرف توبہ و رجوع

جو بارگاہ رب ذوالجلال کا گنہگار ہے وہ بارگاہ رسالت کا نافرمان و عصیاں شعار ہے اگر کسی سے کوئی گناہ یا بے ادبی سرزد ہو جائے تو وہ پہلے بارگاہ محبوب ذوالجلال میں حاضر ہو۔ پھر خدا سے استغفار کرے تو اس کی توبہ قبول ہونے کی امید ہے کیوں کہ رب عزوجل نے قرآن حکیم میں یہی حکم فرمایا ہے کہ میرے حبیب عرش و قارصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو، اور توبہ و رجوع کرو۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی طریقہ تھا کہ ان سے کوئی لغزش ہوتی تو وہ فوراً پناہ بے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں حاضر ہو کر عذر طلبی کرتے۔ اس مضمون سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

حضرت عائشہ کی توبہ

صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ انہوں نے ایک تصویر دارقالین خریدا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے دروازے پر رونق افروز ہوئے اندر قدم کرم نہ رکھا ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے چہرہ انور میں اثر ناراضی پایا (اللہ انھیں ناراض نہ کرے دونوں جہاں میں) عرض کرنے لگیں

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ماذا اذنبت.

یا رسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

صحابہ کی توبہ

چالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم باہم بیٹھے مسئلہ قدر و جبر میں بحث کرنے لگے ان میں صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے روح امین جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ حضور اپنی امت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا صحابہ سمجھے کہ کوئی نئی بات ہے آگے حدیث کے پیارے پیارے الفاظ دلکش و دل نواز یوں ہیں۔

وخرج علیہم ملتما لونه متوردة و جنتاہ کا نما تفقا بحب الرمان الحامض
فنهضوا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاسرین اذرعہم ترعدا کفہم و
اذرعہم فقالوا تبنا الی اللہ ورسولہ . الحدیث

یعنی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ان پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ چہرہ اقدس کا (شدت جلال سے) دہک رہا ہے دونوں رخسار مبارک گلاب کی طرح سرخ ہیں گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف (عاجزی کے ساتھ) کلاسیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی ہم اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتے ہیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

طبرانی نے کبیر میں اسے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ و صدیق و فاروق وغیرہم اکثالیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نے توبہ کرنے میں قابل التوبہ جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا اور حضور پر نور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا حالاں کہ توبہ بھی اصل حق حضرت عزت جل جلالہ کا ہے۔ (الامین والعلی) (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۹۵)

کعب بن مالک کی توبہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے جب ان کی توبہ قبول ہوئی انھوں نے موائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی

يا رسول الله ان من تمام توبتي ان انخلع من مالي صدقة الى الله و الى رسوله صلي الله تعالى عليه وسلم.

یا رسول اللہ میری توبہ کی تمامی یہ ہے کہ میں اپنے سارے مال سے نکل جاؤں اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے صدقہ کر کے جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد انصاری شریف صحیح بخاری میں ہے :

ای صدقة خالصة لله و الرسول الله صلي الله تعالى عليه وسلم . فالى بمعنى اللام .

یعنی اس حدیث میں اللہ ورسول کی طرف صدقہ کرنے کے معنی اللہ ورسول کے لیے تصدق ہیں تو حاصل یہ کہ اپنا سارا مال خاص خدا ورسول کے نام پر تصدق کر دوں۔ تبارک و تعالیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابولبابہ وغیرہ کی توبہ

جب ابولبابہ وغیرہ بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے غزوہ تبوک میں ہمراہ رکاب سعادت حاضر نہ

ہوئے تھے اپنے آپ کو مسجد اقدس کے ستونوں سے باندھ دیا کہ جب تک حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ
علیہ نہ کھولیں گے نہ کھلیں گے آیت اتری

خذ من اموالہم صدقة تطہرہم و تزکیہم بہا وصل علیہم ان صلوتک سکن
لہم

اے نبی لے لو ان توبہ کرنے والوں کے مالوں سے صدقہ کہ تم پاک کرو انہیں اور تم ستھرا کر دو
انہیں گناہوں سے اس صدقے کے سبب اور دعائے رحمت کرو ان کے حق میں تمہاری: عان کے دلوں کا
چین ہے۔ (الامن والعلی)

نبی التوبہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی التوبہ ہیں اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی رقم طراز ہیں :
امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و نبی التوبہ و نبی الرحمة .

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا خلائق کو حشر دینے والا اور توبہ و رحمت کا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسم اقدس ”نبی التوبہ“ کے خصائص

نام مبارک نبی التوبہ عجیب جامع و کثیر المنافع نام پاک ہے۔ اس کے خصائص و لطائف ملاحظہ
ہوں۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ ورجوع الی اللہ کی دو تیس پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں۔

(۲) ان کی برکت سے خلافت کو توبہ نصیب ہوئی۔

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیاء کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زائد ہوئی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموعہ جمع امم سے۔ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالیٰ اسی ہماری اور چالیس باقی سب امتیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔

(۵) اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔

(۶) اقوال: بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لیے توبہ لانا وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء خیم الخسلاۃ وانشاء سب ان کے نائب ہیں تو روز اوں سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی واقع ہوئی یا ہوتی پائے گی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں یعنی توابعین کے نبی۔ اقوال: اب اوفس یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان ہیں۔ حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

(۹) ان کی امت توابعین ہیں و صنف توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں

التائبون فرماتا ہے۔ جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع۔

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت و ترک فی الحال و عزم و امتناع پر کفایت کی گئی نبی الرحمة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لیے اگلی امتوں کی سخت و شدید باران پر نہ آنے دیے اگلوں کی توبہ سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی گو سالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے اس وقت توبہ قبول ہوئی۔

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔ ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیات المقربین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات و قرب و مشاہدہ میں ہیں و للآخرة خیر لک من الاولى جب ایک مقام اجل و اعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۲) باب توبہ: انھیں کی امت کے آخر عہد میں باب توبہ بند ہوگا۔ اگلی نبوتوں میں اگر کوئی نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے، یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود۔ تو جوان کے دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لیے کہیں توبہ نہیں۔

(۱۳) فاتح باب توبہ: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب سے پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ

انہیں کے تو سئل سے تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلہ توبہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۳) کعب کا خون : وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لیے ہمیشہ مفتوح ہے جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانہ انصرانیت میں مباح فرما دیا ہے ان کے بھائی بکیر بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لکھا

طر الیہ فانہ لا یرد من جاء تائباً.

ان کے حضور اڑ کر آؤ جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رو نہیں فرماتے۔

اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں ”قصیدہ بانث سعاد“ نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں :

انبثت ان رسول اللہ از عدنی

والعشر عند رسول اللہ مامول



انی اتیت رسول اللہ معتذراً

والعذر عند رسول اللہ مقبول

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذرو ملت قبول پاتا ہے۔

توراة مقدس میں ہے :

لا بجزی بالسینة السینة و لكن یعفو و یغفر .

احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔

(۱۵) نبی توبہ: اقول، وہ نبی توبہ ہیں بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

(۱۶) اقول، وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے توبہ ایک نعمت عظمیٰ بلکہ اجل نعم ہے۔

(۱۷) اقول، وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ جس جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ماذا اذنت .

یا رسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

مجمع کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ابو بکر صدیق و عمر فاروق و غیر ہما چالیس باطل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلا کر لرزتے کانپتے حضور سے عرض کی:

تبنا الی اللہ و الی رسولہ .

ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

اقول: توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا، جس کی معصیت کی ہے، اس سے عہد اطاعت کی تجدید کر کے اسے راضی کرنا اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

من يطع الرسول فقد اطاع الله .

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس کا عکس نقیض یہ ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اس نے رسول کی اطاعت نہ کی، یعنی جس نے اللہ کی نافرمانی کی اس نے رسول کی نافرمانی کی۔ اور قرآن عظیم حکم دیتا ہے کہ اللہ ورسول کو راضی کرو۔

اللہ ورسوله احق ان يرضوه ان كانوا مومنين .

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ ورسول ہیں اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

توبہ قبول کرنے والے نبی

امام احمد و ابن سعد و ابن ابی شیبہ اور امام بخاری تاریخ اور ترمذی شاکل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے ارشاد فرمایا۔

انا محمد و انا احمد و انا نبی الرحمة و نبی التوبة و انا المقفی و انا الحاشر و

نبی الملاحم .

میں محمد میں احمد ہوں میں رحمت کا نبی ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں سب میں آخر نبی ہوں میں حشر
دینے والا ہوں میں جہادوں کا نبی ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)



بشریت انبیاء

علیہم الصلاۃ والسلام

شکل بشر میں نور الہی نہ ہو
کیا قدر اس خمیرہ ماء و مدر کی ہے

قل انما انا بشر متلکم یوحی الی
تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے

(الکہف/۱۱۰)

بشریت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام

مسئلہ فضل بشر بر ملک

فرشتوں پر بشر کی افضلیت کا مسئلہ جس پر جمہور اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے، اس تفصیل سے مشہور ہے کہ خواص بشر یعنی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام خواص ملائکہ پر یعنی حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل، حاملان عرش مقربین کرو بیاں اور روحانیین پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اسی طرح مواہب لدنیہ میں تفسیر کی گئی ہے۔

اور عقائد (نسفی) کی عبارت یہ ہے کہ رسل البشر افضل من رسل الملائکہ.

یعنی رسولان بشر فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں۔

فرشتوں کی وہ جماعت جن کا ذکر ہوا ظاہر ہے کہ یہ فرشتوں کے مرسلین ہیں کیوں کہ یہ مرسلین ملائکہ فرشتوں کی جماعتوں کو تبلیغ احکام الہی اور تعلیم دیتے ہیں اور عوام بشر جن سے مراد اولیاء و صلحاء و اتقیاء ہیں نہ کہ فساق و فجار۔ (تو یہ عامہ ملک سے افضل ہیں جو کہ غیر مرسلین ملائکہ ہیں)

فائدہ

شعب الایمان میں اس پر عاصیوں، فاسقوں کی تنقیص کی گئی ہے اس کی عبارت جیسا کہ نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ ملائکہ اور بشر کے بارے میں پرانے لوگ اور آج کے لوگ بحث کرتے ہیں چنانچہ یہ فیصلہ کرنا ہے کہ رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور اولیاء بشر اولیاء ملائکہ سے افضل ہیں۔

اور جمہور اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ بعض اشاعر و ملائکہ کی افضلیت کی طرف گئے ہیں۔

اور قاضی ابوبکر باقلانی جو اس مذہب کے بہترین فاضل اور شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ہیں ان کے نزدیک مسلک مختار یہی ہے۔ عبد اللہ حلیمی بھی اسی جانب ہیں۔ اور امام غزالی کے کلام سے بھی بعض مقامات میں یہی منہجوم نکلتا ہے۔

اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ بحیثیت مجرد اور قرب کے ملائکہ افضل ہیں اور کثرت ثواب کے لحاظ سے بشر افضل ہیں۔ اہل سنت کی افضلیت سے مراد کثرت ثواب ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں کہا گیا ہے۔

شیخ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو علمائے شافعی میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ساری عمر مسئلہ افضلیت کو خطرہ میں نہ لائے نہ اس کی نفی کرے اور نہ اثبات کرے تو میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن اس سلسلے میں اس سے کچھ بھی نہ پوچھا جائے گا۔

فرشتوں میں بھی بعض، بعض سے افضل ہیں اور ان میں سب سے افضل حضرت جبریل علیہ السلام ہیں کہ ان کو روح الامین کہا جاتا ہے وہ مظہر علم اور حامل وحی ہیں۔ ان کے علاوہ تین فرشتے تمام فرشتوں سے افضل ہیں۔

تمام رسول، تمام نبیوں سے افضل ہیں اور بعض رسول بھی بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ آپ سید المرسلین، خاتم النبیین اور تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل ماصلی علی احد من الانبیاء والمرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

(مدارج النبوة جلد اول)

عوارض بشری

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس خاک و ان عالم پر لباس

بشری میں تشریف لائے ہیں اس طرح ان کے اجسام اور ظاہری حالات تمام کے تمام انسانوں کی طرح ہیں اور ان اجسام پر آفات، تغیرات، مصائب اور عوارض صحت و علالت کا ظہور ممکن ہے اس طرح ان حضرات کو بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے غرضیکہ ان حضرات پر بھی عوارض کا دوسرے انسانوں کی طرح طاری ہونا جائز ہے اور ان عوارض کے صدور کی وجہ سے ان کی ذات قدسیہ میں کسی نقص کا اطلاق نہیں ہوتا۔

چنانچہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیل بھی ہوئے آپ کو گرمی و سردی کا احساس بھی ہوا، بھوک پیاس بھی لگی اور راحت و آرام، غم و غصہ سے بھی واسطہ ہوا، تکالہ و ملال بھی ہوا، کمزوری اور کبرسنی بھی لاحق ہوئی ایک مرتبہ آپ سواری سے گرے جس کی وجہ سے پہلو زخمی ہوا، جنگ احد میں اگلے چار دندان مبارک شہید ہوئے آپ کو زہر بھی دیا گیا اور آپ پر جادو بھی کیا گیا اور آپ نے چھپنے بھی لگوائے، آپ نے جہاز پھونک بھی کیا اور اللہ سے پناہ بھی طلب کی پھر حیات ظاہری کا وقت مکمل ہوا اور اس حیات ظاہری کی تکمیل کے بعد اس دارالحسن سے سفر آخرت فرما کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

یہ سب وہ بشری کیفیات ہیں جن سے چھٹکارا ممکن نہیں علاوہ ازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے مبعوث ہونے والے انبیاء کو بظاہر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تکالیف سے واسطہ پڑا۔ چنانچہ انھیں قتل بھی کیا گیا، آگ میں ڈالا گیا، آرے سے بھی چیرا گیا، بعض نبیوں کی اللہ تعالیٰ نے بہت سے اوقات حفاظت بھی فرمائی اور ان میں وہ حضرات بھی شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ کفار سے محفوظ فرمایا مثلاً سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلبہ کفار کے وقت حفاظت فرمائی، غزوہ احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے ابنِ قمرہ کے ہاتھ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کرنے سے روک لیا۔

طائف میں جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تبلیغ دین کے لیے تشریف لے گئے اور کفار نے آپ پر حملہ کیا تو خالق کائنات نے ان کافروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غار ثور میں پناہ گزیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے قریش مکہ کی آنکھوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے سے بے بس

کر دیا، اسی طرح رب العالمین نے ہادی انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غورث کی تلوار، ابو جہل کے تیروں اور سراقہ کے گھوڑے سے محفوظ فرمایا۔

حضور علیہ السلام ہماری طرح بشر نہ تھے

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! مجھے اپنا جیسا خیال نہ کرو اور میری ذات سے مماثلت کا تصور ذہن میں نہ لاؤ کیوں کہ میری کیفیت تمہاری ظاہری حالات سے مختلف ہے میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا قلب بیدار رہتا ہے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ میری اور تمہاری کیا برابری میں تو ایسی حالت میں وقت گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا کہ میں خود نہیں بھولتا بلکہ مجھے اس لیے بھلا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے نتیجے پر میرا اتباع کیا جائے اور امت کے لیے میرا فعل سنت قرار پائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ آپ کا باطن، قلب و روح آپ کے جسم مبارک اور ظاہر حالت کے خلاف ہے اور جو مصائب و آلام آپ کی ذات کو پہنچیں مثلاً بھوک، ضعف، نیند، بیداری وہ تمام کی تمام جسم ظاہر سے متعلق رہی ہیں اور ان تمام سے آپ کا باطن محفوظ رہا ہے اس لیے یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت دوسرے انسانوں سے منفرد اور ممتاز تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام باطنی اعتبار سے دوسروں سے بالکل الگ اور جدا ہیں کیوں کہ انسانوں میں سے اگر کوئی شخص سوتا ہے تو نیند اس کے جسم اور قلب پر بھی حاوی ہوتی ہے اس کے برخلاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حالت نوم اور بیداری میں ایک ہی طرح حاضر القلب رہتے ہیں اور ان دونوں میں آپ پر کوئی فرق نہ ہوتا تھا بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وجہ سے آپ حالت نوم میں حدیث سے محفوظ و معصوم تھے اور اس کی وجہ قلب کی بیداری تھی۔

اسی طرح بھوک کی وجہ سے انسانوں کے اجسام کی توانائی ختم ہو جاتی ہے، رنگ و روپ جاتا رہتا ہے، قوت مدافعت ختم ہو جاتی ہے جب کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی تمام تکالیف سے محفوظ رہتے تھے۔ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے ایسی کوئی بات لاحق نہیں ہوتی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسروں کے برخلاف تندرست و توانا رہتے تھے نہ قوت کم ہوتی تھی اور نہ چہرہ تامار میں کوئی تبدیلی نظر آتی تھی اور اس سلسلہ میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد: ہماری رہبری کرتا ہے حضور نے فرمایا کہ جب میں سوتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا اور پاتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام حالات جو عالم دنیا سے متعلق ہوں مثلاً مرض ہو یا جاوہ یا غصہ وہ آپ کے باطن پر اثر انداز نہ ہوتے تھے اور نہ ان کی وجہ سے معمولات میں کوئی خلل واقع ہوتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر ایسی کوئی نسبت جس سے اس امر کا اظہار ہو کہ ان امور سے آپ کے باطن میں کسی قسم کا ضعف یا خلل واقع ہوا تھا مناسب نہیں۔ اسی طرح یہ خیال کرنا کہ آپ کی زبان مبارک یا جوارح سے کسی ایسے امر کا ظاہر ہونا جو آپ کی ذات اقدس کے شایان شایان نہ ہو درست نہیں اور نہ ایسی بات کا خیال کرنا جائز ہے یا یہ خیال کرنا کہ جس طرح ایسے امور میں دوسرے انسانوں کی کیفیات ہوتی ہیں ویسی ہی کیفیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی طاری ہوئی ہوگی یہ بھی غلط ہے۔ (مولف)

(شفا شریف مترجم جلد دوم)

انبیاء کو بشر کہنا شیوہ کفار ہے

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

وہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنا سا بشر مانتے تھے اس لیے کہ ان کی رسالت کے منکر تھے کہ ما

انتم الا بشر مثلنا و ما انزل الرحمن من شی انتم الا تکذبون۔

تم تو نہیں مگر ہماری مثل بشر اور رحمن نے کچھ نہیں اتارا تم نرا جھوٹ کہتے ہو۔

واقعی جب ان خبیثاء کے نزدیک وحی و نبوت باطل تھی تو انھیں اپنی ہی بشریت کے سوا کیا نظر آتا لیکن ان سے زیادہ دل کے اندھے وہ کہتی و نبوت کا اقرار کریں اور پھر انھیں اپنا ہی سا بشر جانیں۔ زید کو قل انما انا بشر مثلکم سوچنا اور یوحی الی نہ سوچنا، جو غیر متناہی فرق ظاہر کرتا ہے۔ زید نے اتنا ہی نکلایا جو کافر لیتے تھے۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بشریت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت سے الٹی ہے۔ وہ ظاہری صورت میں ظاہر بینوں کی آنکھوں میں بشریت رکھتے ہیں جس سے متصوّد خلق کا ان سے انس حاصل کرنا اور ان سے فیض پانا والہذا ارشاد فرماتا ہے

و لو جعلنہ ملکا لجعلنہ رجلا و للبسنہ علیہم ما یلبسون۔

اور اگر ہم فرشتے کو رسول کر کے بھیجتے تو ضرور اسے مرد ہی کی شکل میں بھیجتے اور ضرور انھیں اسی شہ میں رکھتے جس دھوکے میں اب ہیں۔

ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری صورت دیکھ کر انھیں اوروں کی مثل بشر سمجھنا ان کی بشریت کو اپنا سا جاننا ظاہر بینوں، کور باطنوں کو دھوکا ہے، شیطان کے دھوکے میں پڑے ہیں۔

بمسرئ با اولیاء بر داشتند

انبیاء را ہچوں خود پنداشتند

اولیاء کے ساتھ برابری کرتے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرح سمجھتے ہیں۔ (مولف)

حضور کے بشری افعال

ان کا کھانا پینا سونا یہ افعال بشری اس لیے نہیں کہ وہ ان کے محتاج ہیں حاشا،

سیرت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ

جلد چہارم

marfat.com

Marfat.com

لست کا حد کم انی ابیت عند ربی يطعمنی و يسقینی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم میں سے کسی کے مثل نہیں ہوں میں تو میرے رب کے قرب خاص میں رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (مولف)

ان کے یہ افعال بھی اقامت سنت و تعلیم امت کے لیے تھے کہ ہر بات میں طریقہ محمودہ لوگوں کو عملی طور سے دکھائیں سکھائیں، جیسے ان کا سہو و نسیان، حدیث میں ہے

انی لا انسی و لکن انسی لیستن بی .

میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں تاکہ حالت سہو میں امت کو طریقہ سنت معلوم ہو۔

امام اجل محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں۔

انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان لا ياتى الاحوال البشرية لاجل نفسه
المكرمة بل ذلك منه صلى الله تعالى عليه وسلم على طريق التانيس البشرية لاجل
الاقتداء به صلى الله تعالى عليه وسلم الا ترى الى قول عمر رضى الله تعالى عنه انى لا
تزوج النساء و مالى اليهن حاجة.

وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم حيب الى من دنياكم الطيب و النساء و
جعلت قره عيني فى الصلاة فانظر الى حكمة قوله صلى الله تعالى عليه وسلم حيب و
لم يقل احببت و قال من دنياكم فاضافها اليهم دونه صلى الله تعالى عليه وسلم فدل
على انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان حبه خالصا بمولاه عزوجل يدل عليه قوله
صلى الله تعالى عليه وسلم و جعلت قره عيني فى الصلاة فكان صلى الله تعالى عليه
وسلم بشرى الظاهر ملكى الباطن فكان صلى الله تعالى عليه وسلم لا ياتى الى شى من

احوال البشرية الا تانيسا لامة و تشریعا لها لا انه محتاج الى شى من ذلك كما تقدم و للجهل بهذه الاوصاف الجليلة و الخصال الحميدة قال الجاهل المسكين مال هذا الرسول يا كل الطعام و يمشى فى الاسواق.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احوال بشری کھانا پینا، سونا، جماع اپنے نفس کریم کے لیے نہ فرماتے تھے بلکہ بشر کو انس دلانے کے لیے کہ ان افعال میں حضور کی اقتداء کریں کیا نہیں دیکھتا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور مجھے ان کی کچھ حاجت نہیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری دنیا میں سے خوشبو اور عورتوں کی محبت دلائی گئی، یہ نہ فرمایا کہ میں نے انہیں دوست رکھا اور فرمایا تمہاری دنیا میں سے، تو اسے اوروں کی طرف اضافت فرمایا نہ اپنے نفس کریم کی طرف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم ہوا، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اپنے مولیٰ عزوجل کے ساتھ خاص ہے جس پر یہ ارشاد کریم دلالت کرتا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری صورت بشری اور باطن ملکی ہے۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ افعال بشری محض اپنی امت کو انس دلانے اور ان کے لیے شریعت قائم فرمانے کے واسطے کرتے تھے نہ یہ کہ حضور کو ان میں سے کسی شئی کی کچھ حاجت ہو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ انہیں اوصاف جلیلہ و فضائل حمیدہ سے جہل کے باعث بے چارے جاہل یعنی کافر نے کہا اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے۔

عمر نے سچ کہا کہ یہ قول انما انا بشر مثلکم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہ فرمایا بلکہ اس کے فرمانے پر مامور ہوئے جس کی حکمت تعلیم تو اضع و تانیس امت و سد غلو نصرانیت ہے۔

حضور رسول بشر اور خدا کے بندے ہیں

سبح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی امت نے ان کے فضائل پر خدا اور خدا کا بیٹا کہا پھر فضائل محمد یہ

میرت معظنی جان رحمت - حجۃ

جلد چہارم

marfat.com

Marfat.com

علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ والتحمیۃ کی عظمت شان کا اندازہ کون کر سکتا ہے، یہاں اس غلو کے سدباب کے لیے تعلیم فرمائی گئی کہ، کہو میں تم جیسا بشر ہوں خدایا خدا کا بیٹا نہیں ہاں یوحی الہی رسول ہوں۔ دفع افراط نصرانیت کے لیے پہلا کلمہ تھا اور دفع تفریط ابلہیت کے لیے دوسرا کلمہ، اسی کی نظیر جو دوسری جگہ ارشاد ہوا

قل سبحن ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔

تم فرما دو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں، میں تو انسان رسول ہوں۔

انھیں دونوں کے دفع کو کلمہ شہادت میں دونوں لفظ کریم جمع فرمائے گئے اشہدان

محمد اعبده ورسوله بندے ہیں خدا نہیں، رسول ہیں خدا سے جدا نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۳۳-۱۳۴)

حضور افضل البشر ہیں

یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر اور افضل بشر ہیں، ورنہ حضور کی بشریت کا انکار کرنا کفر ہے، یعنی حضور ظاہر میں بشر ہیں اور باطن میں اس سے افضل و اعلیٰ، اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے، حقیقت باطنی بشریت سے ارفع و اعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور اہروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔ قال تعالیٰ قل سبحن ربی هل کنت الا بشرا رسولا۔

تم فرما دو پاکی ہے میرے رب کو میں خدا نہیں، میں تو انسان رسول ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۶۷)

بشریت، نورانیت کے منافی نہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

وہ بشر ہیں مگر عالم غلوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار

جگہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں :

لست کمثلکم .

میں تم جیسا نہیں۔

و یروی لست کھینتکم .

میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

و یروی ایکم مثلی .

تم میں سے کون مجھ جیسا ہے۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نور درخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو

وہ نور علی نور ہیں۔

الا ان محمدا بشر لا کالبشر

بل هو یاقوت بین الحجر

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں مگر افضل البشر جیسے یاقوت پتھر ہے مگر پتھروں میں ممتاز و منفرد

(نفسی الفی عمین استنار بنورہ کل شیء)

ہے۔



شان رسالت میں گستاخی کے احکام

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

بَعْدُ فَوَلَّى بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔
(التوبہ/۷۴)

شان رسالت میں گستاخی کے احکام

کتاب ہدایت قرآن مجید میں رب کریم نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ادنیٰ گستاخی کو بھی حرام قرار دیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے یا ذات نبوی میں نقص نکلانے والے کے بارے میں یہ بات اجماع امت سے ثابت ہو چکی ہے کہ ایسا شخص بدترین خلائق اور واجب القتل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة و اعدلہم عذابا

مہینا۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے آخرت کا عذاب مقرر کر دیا ہے۔

والذین یوذون رسول اللہ لعنہم عذاب الیم۔

جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

و ما کان لکم ان توذوا رسول اللہ و لا ان تنکحوا ازواجہ من بعد ابدان

ذلکم کان عند اللہ عظیمًا۔

تمہارے لیے یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کی حیات ظاہری کے بعد ان کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرو بلاشبہ یہ بات بہت سخت ہے۔

الفاظ تنقیص

وہ کلمات جن سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی منقصدت کا پہلو نکلتا ہو مثلاً کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بر ملا گالی دے یا ایسے کلمات کہے جو عیب جوئی کے لیے استعمال ہوتے ہوں یا ان الفاظ سے آپ کی ذات اقدس، آپ کے مبارک دین، اسوہ یا خصائل میں سے کسی خصلت کو زک پہنچتی ہو یا ذات نبوی پر کسی قسم کی تعریض کرے یا اسی قسم کے اور دوسرے الفاظ استعمال کرے ایسے تمام الفاظ سب و شتم میں شمار ہوں گے اور ایسے الفاظ کہنے والے کے لیے یہی حکم ہے جو اہانت نبی کرنے والے کے لیے یعنی واجب القتل ہے۔

یہاں یہ امر قابل لحاظ و توجہ ہے کہ ایسا کوئی شخص کسی رعایت کا مستحق نہیں لہذا ایسے کلمات میں نہ تو کوئی استثناء گوارا کیا جائے گا اور نہ صراحت و کنایہ کے الفاظ میں کسی قسم کا شک و شبہ روار کھا جائے گا۔

ایسا ہی طرز عمل اس شخص کے ساتھ روار کھا جائے گا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس پر لعنت کے الفاظ استعمال کرے یا حضور کے حق میں بددعا کرے یا ایسے کلمات آپ سے منسوب کرے جو آپ کے شایان شان نہیں یا آپ کے نقصان کا خواہاں ہو یا آپ کی ذات اقدس پر گزرنے والے مصائب کا تذکرہ کر کے شرم دلانے کی کوشش کرے یا وہ عوارض بشری جن کا صدور ذات نبوی کے لیے جائز یا معبود ہوان کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو حقیر جانے یہ تمام امور اہانت و منقصدت کے قبیل سے شمار کیے جائیں گے اور ان کلمات کا وہی حکم ہے جو توہین رسالت کے مرتکب کے لیے ہے۔

ابو بکر منذر فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم مثلاً امام مالک، امام احمد، لیث، اسحاق، اور امام شافعی وغیرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے وہ واجب القتل ہے اور ایسے دریدہ دہن و گستاخ شخص کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی یہی مسلک امام اعظم اور ان کے رفقاء امام ثوری اور

کوفہ کے دوسرے علماء اور مسلمانوں کا بھی ہے اور ان سب نے اس قول کی درستی پر مہر تصدیق ثبت کی ہے اور ولید بن مسلم نے اسی کے مثل امام مالک کا قول بھی نقل کیا ہے۔ لیکن طبری نے امام ابوحنیفہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ احکام اس کے لیے ہیں جو حضور علیہ السلام کی شان میں کمی کرے یا ذات نبوی سے بیزاری کا اظہار کرے یا حضور علیہ السلام کی تکذیب کرے۔

محمد بن سحون فرماتے ہیں کہ علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ شاتم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ان کی ذات میں نقص تلاش کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید وارد ہے اور امت مسلمہ کو یہ حکم ہے کہ یہ شخص واجب القتل بھی ہے اور اس پر اکتفاء نہیں بلکہ ایسے دریدہ دہن اور گستاخ کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ (مولف) (شفاء شریف مترجم جلد دوم)

اسی بات کو ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

شفاء شریف ۳۲۱۔ اجمع العلماء ان شاتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم المنقص له کافر و الوعيد جار علیہ بعذاب اللہ تعالیٰ و من شک فی کفرہ و عذابه فقد کفر۔

یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے بیشک وہ بھی کافر ہو گیا۔

نسیم الریاض جلد چہارم ۳۸۱ میں امام ابن حجر مکی سے ہے ما صرح بہ من کفر الساب و الشاک فی کفرہ ہو ما علیہ ائمتنا و غیرہم۔

یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو

اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر، یہی مذہب ہمارے سائمتہ وغیرہم کا ہے۔

گستاخ کے لیے حکم

فتح القدر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم ۴۰۷ کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقلبه کان مرتداً فالسب بطریق اولی و ان سب سکران لا یعفی عنه .

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کینہ ہو وہ مرتد ہے تو گستاخی کرنے والا بدرجہ اولیٰ کافر ہے اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔

بحر الرائق جلد پنجم ۱۳۵ میں بعینہ کلمہ مذکور ذکر کر کے ۱۳۶ پر فرمایا سب واحد من الانبیاء

کذلک فلا یفید الانکار مع البینة لا فانا جعل انکار الردة توبة ان کان مقبولة .

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لیے وہاں توبہ قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں اس سے اصلاً یہاں معافی نہ دیں گے۔

در احکام علامہ مولیٰ خسر جلد اول ۲۹۹ اذا سبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او واحداً من الانبیاء صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مسلم فلا توبة له اصلاً واجمع العلماء ان شاتمہ کافر ومن شک فی عذابه و کفرہ کفر .

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اسے ہرگز معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانهر شرح ملتقى الابرار، جلد اول ص ۲۱۸ اذا سبه صلى الله تعالى عليه وسلم او واحدا من النبىاء مسلم و لو سكران فلا توبة له تنجيه كالزندق و من شك فى عذابه و كفره فقد كفر.

یعنی جو مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے اگرچہ نشہ کی حالت میں تو اس کی توبہ پر بھی دنیا میں اسے معافی نہ دیں گے جیسے دہریے بے دین کی توبہ نہ سنی جائے گی اور جو شخص اس گستاخی کرنے والے کے کفر میں شک لائے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

ذخيرة العقبى علامہ انخى يوسف ۲۴۰ قد اجمعت الامة على ان الاستخفاف بنبينا صلى الله تعالى عليه وسلم و باى نبى كان عليهم الصلاة و السلام كفر سواء فعله على ذلك مستحلام فعله معتقد الحرمة و ليس بين العلماء خلاف فى ذلك و من شك فى كفره و عذابه فقد كفر.

یعنی بیشک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی نبی کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے، خواہ اسے حلال جان کر اس کا مرتکب ہوا ہو یا حرام جان کر بہر حال جمیع علماء کے نزدیک کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ایضاً ۲۴۲ لا یغسل و لا یصلی علیہ و لا یکفن اما اذا تاب و تبرأ عن الارتداد و دخل فى دین الاسلام ثم مات غسل و کفن و صلی علیہ و دفن فى مقابر المسلمین .

یعنی وہ گستاخی کرنے والا جب مر جائے تو نہ اسے غسل دیں نہ کفن دیں نہ اس پر نماز پڑھیں ہاں اگر توبہ کرے اور اپنے اس کفر سے براءت کرے اور دین اسلام میں داخل ہو اس کے بعد مر جائے تو غسل، کفن، نماز، مقابر مسلمین میں دفن سب کچھ ہوگا۔

تنویر الابصار، شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی، کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة الا

الکافر بسب نبی الخ.

یعنی ہر مرتد کی توبہ قبول ہے مگر کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا ایسا کافر ہے کہ دنیا میں سزا سے بچانے کے لیے اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔

در مختار، الکافر بسب نبی من الانبياء لا تقبل توبته مطلقاً و من شک فی عذابه و

کفرہ کفر.

” یعنی کسی نبی کی توہین کرنا ایسا کفر ہے جس پر کسی طرح معافی نہ دیں گے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔

کتاب الخراج سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱۲ قال ابو یوسف و ایما رجل

مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت زوجته.

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا کہے یا تکذیب کرے یا کوئی عیب

لگائے یا شان گھٹائے وہ بلاشبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

مرتد کا حکم

وجیز امام کروری جلد ۳، ص ۳۲۱ لو ارتد و العیاذ باللہ تعالیٰ تحرم امرأته و یجوز

النکاح بعد اسلامه و المولود بینہم قبل تجدید النکاح بالوطی بعد التکلم بکلمة الکفر

ولد زنا ثم ان اتی بکلمة الشهادة علی الشهادة لا یجلیہ ما لم یرجع عما قاله لان بقیاتہما

علی العادة لا یرتفع الکفر اذا سب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او واحدا من

الانبياء عليهم الصلاة والسلام فلا توبة له و اذا شتمه عليه الصلاة والسلام سكران لا يعفى و اجمع العلماء ان شاتمہ كافر و من شك في عذابه و كفره كفر. اهـ.

یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے اس سے پہلے اس کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہوگا حرامی ہوگا اور یہ شخص اگر عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے کچھ فائدہ نہ دے گا جب تک اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہ دیں گے اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

غنیۃ ذوالاحکام ۳۰۱ محل قبول توبۃ المرتد ما لم تکن ردتہ بسب النبی او بغضہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان کان بہ لا تقبل توبتہ سواء جاء تائباً من نفسه او شہد علیہ بذلک بخلاف غیرہ من المکفرات .

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے مگر اس کافر مرتد کے لیے اس کی اجازت نہیں۔

اشباہ والنظائر قلمی، باب الردۃ، لا تصح ردۃ السكران الا الردۃ بسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ لا یعفی عنہ و کذا فی البزازیۃ و حکم الردۃ بینونۃ امراء تہ مطلقاً (ای سواء رجع او لم يرجع اه غمز العیون) و اذا مات علی ردتہ لم یدفن فی مقابر المسلمین و لا اهل ملة و انما یلقى فی حفرة کالکلب و المرتد اقبح کفرا من الکافر

الأصلی و اذا شهد و اعلی مسلم بالردة و هو منکر لا يتعرض له لا لتكذیب الشهود
العدول بل لان انكاره توبة ، رجوع فثبت الاحكام التي للمرتد ما تاب من حبط
الاعمال و بینونة الزوجة و قوله لا يتعرض له انما هو فی مرتد تقبل توبته فی الدنيا لا
الردة بسب النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اهـ۔

یعنی نشہ کی بے ہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بے ہوشی کافر نہ کہیں گے
نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بے ہوشی
سے بھی صادر ہو تو اسے معافی نہ دیں گے اور معاذ اللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح
سے نکل جاتی ہے اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی
ارتداد پر مرجائے والعیاذ باللہ تعالیٰ تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں نہ کسی ملت
والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے
۔ مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے اور اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا
فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے نہ اس لیے کہ گواہان عادل کو
جھوٹا ٹھہرایا بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ و رجوع سمجھیں گے ولہذا گواہان عادل کی گواہی اور اس
کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری
کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور جو و نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی مگر نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں
یوں ہی کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلاۃ والسلام۔

فتاویٰ خیر یہ علامہ خیر الدین ربلی استاذ صاحب درمختار جلد اول ۹۵ من سب رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ مرتد و حکمہ حکم المرتدین و یفعل بہ ما یفعل بالمرتدین و

لا توبة له اصلاً و اجمع العلماء انه كافر و من شك في كفره كفر. اهـ .

جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کریم میں گستاخی کرے وہ مرتد ہے اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے اس سے وہی برتاؤ کیا جائے گا جو مرتدوں سے کرنے کا حکم ہے اور اسے دنیا میں کسی طرح معافی نہ دیں گے اور باجماع تمام علمائے امت وہ کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۹، ۴۰، ۴۱)

حضور اللہ کے بندے ہیں

حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے بھی ہیں اور اس کے رسول بھی، حضور سے نہ بندہ خدا ہونے کا انکار کیا جاسکتا ہے نہ رسول ہونے کی نفی بلکہ ان کی جناب میں یہی اعتقاد و ایمان رکھنا لازم ہے کہ حضور بندہ خدا بھی ہیں اور اس کے پیارے رسول بھی ورنہ اس کے خلاف اعتقاد رکھنے والا کافر ہے، اسی مضمون سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے نہیں وہ قطعاً کافر ہے۔

قال الله تعالى و انه لما قام عبد الله يدعوه .

(اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ (یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا)

و قال تعالى تبرک الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً .

(بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے

والا ہو)

و قال تعالى سبحان الذي اسرى عبده ليلاً .

(پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا)

وقال تعالیٰ و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا.

اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے (ان خاص) بندے پر اتارا

وقال تعالیٰ الحمد لله الذی انزل علی عبدہ الکتب .

(سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر کتاب اتاری)

وقال تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی .

(اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی) (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۶۷)

حضور کو غریب و مسکین کہنا حرام ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں آپ کی عاشقانہ تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

حضور اقدس قاسم النعم، مالک الارض و رقاب الامم، معطی منعم، قسم قیم، ولی والی، علی عالی، کاشف الکرب، رافع الرتب، معین کافی، حفیظ وانی، شفیع شافی، غفوعانی، غفور جمیل، عزیز جلیل، وہاب کریم، غنی عظیم، خلیفہ مطلق حضرت رب، مالک الناس و دیان العرب، ولی الفضل جلی الافضال، رفیع المثل، ممتنع الامثال، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و شرف و اعظم کی شان ارفع و اعلیٰ میں الفاظ مذکورہ ”فقیر غریب مسکین“ وغیرہ کا اطلاق ناجائز و حرام ہے۔

خزانة الاکل مقدسی ورد المختار و اخرستی میں ہے جب ذکرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

باسماء معظمہ فلا يجوز ان يقال انه فقیر غریب مسکین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ان کے جلیل القدر عظیم ناموں سے کرنا واجب ہے، حضور

(مؤلف)

کو فقیر غریب مسکین کہتا جائز نہیں۔

زر قانی علی المواہب میں ہے قال تعالیٰ ووجدک عائلاً فاغنی نص علی انہ اغناہ
بعد ذلک فزال عنہ ذلک الوصف فلا یجوز وصفہ بہ بعد۔

اللہ عزوجل کا فرمان کہ تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا، اس بات پر نص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس
کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غنی کر دیا تو وہ وصف زائل ہو گیا پھر اس کے بعد اس کا اطلاق جائز
نہیں۔ (مؤلف)

اسی میں ہے :

الیتیم من الیتیم موت الاب قبل بلوغ الولد او من الانفراد کدرۃ یتیمہ کما قبل
فی قولہ تعالیٰ الم یجدک یتیمای و احدافی قریش عدیم النظیر۔
یتیم یا تو یتیم سے بنا ہے اس وقت معنی یہ ہوگا کہ وہ یتیم بڑکا جس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا
باپ مر جائے۔

یا انفراد سے بنا ہے جو یکتا اور تنہا کے معنی میں ہے جیسے در یتیم یعنی وہ موتی جو صدف میں تنہا رہے
جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان الم یجدک یتیمای کے بارے میں کہا گیا ہے کہ رب نے حضور وقریش میں
یکتا اور بے نظیر پایا۔ (مؤلف)

تیسیم الریاض جلد رابع ۴۵۰ میں ہے :

الانبیاء علیہم الصلاة والسلام لا یوصفون بالفقر و لا یجوز ان یقال لنبینا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر و قولہم عنہ الفقر فخری لا اصل لہ۔

انبیاء علیہم الصلاہ والسلام پر فقر کا اطلاق جائز نہیں اور ہمارے نبی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقیر کہنا جائز نہیں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ فقر میرا سرمایہ فخر ہے، اس کی کوئی اصل نہیں۔ (مولف)

اسی کے ۳۷۸ میں ہے :

قال الزرکشی کالسبکی لا يجوز ان يقال له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر او مسکین و هو اغنی الناس باللہ تعالیٰ لا سيما بعد قوله تعالیٰ ووجدک عائلاً فاغنی و قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللهم احیني مسکینا اراد به المسکنة القلبية بالخشوع و الفقر فخری باطل لا اصل له کما قال الحافظ ابن حجر العسقلانی :

امام زرکشی نے امام سبکی کے مثل فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقیر یا مسکین کہنا جائز نہیں کیوں کہ حضور تو اللہ عزوجل کی مدد سے لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہیں خاص طور سے آیہ کریمہ ووجدک عائلاً فاغنی کے نزول کے بعد۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ مجھے مسکین رکھ تو اس سے مراد قلبی سکون ہے جو خشوع و خضوع سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ فرمان کہ فقر میرا فخر ہے، باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا۔ (مولف)

امام سبکی کی سیف المسلول میں شفا سے منقول ہے :

ان فقهاء الاندلس افتوا بباراقۃ دم من وصفه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالفقر فی اثناء مناظرته بالیتیم ، ثم زعم ان زهده لم یکن قصداً و لو قدر علی الطیبات اکلها . فقہائے اندلس نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا جس نے مناظرہ کے درمیان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فقیر اور یتیم کہا، پھر اس نے یہ اختراع کیا کہ حضور کا زہد قصداً نہیں تھا (یعنی زہد یہ ہے کہ

وسعت کے باوجود تقویٰ و پرہیزگاری کے طور پر خود ہی تنگی اختیار کرنا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالک کو نین ہونے کے باوجود ہد کو اختیار فرمایا) اور اگر اچھی چیزوں پر قادر ہوتے تو ضرور کھاتے۔

(مولف)

امام بدر زکشی بیان کرتے ہیں :

عن بعض الفقهاء المتأخرين انه كان يقول لم يكن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقيرا من المال و لا حاله حال الفقر بل كان اغنى الناس بالله تعالى و قد كفى امر دنياہ فی نفسه و عیالہ .

فقہاء متاخرین سے منقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال کے لحاظ سے فقیر نہیں تھے اور نہ حضور کا حال فقیروں جیسا تھا بلکہ حضور تو لوگوں میں سب سے غنی تھے اور جو تھا وہ دنیاوی معاملے میں حضور اور حضور کے اہل و عیال کے لیے نہایت کافی تھا۔

(مولف)

و قد صح انه صلى الله تعالى عليه وسلم استعاذ من فتنة الفقر كما استعاذ من فتنة الغنى .

اور یہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ منقول ہے کہ حضور نے فقر و محتاجی کے فتنہ سے پناہ مانگی جیسا کہ مال داری کے وبال و فتنہ سے پناہ مانگی ہے۔

(مولف)

حضور کو بیچارہ کہنا قرآن کی تکذیب ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

بے چارہ وہ کہ کسی بلا میں گرفتار اور بے کس، بے بس، بے یاور، بے یار ہو جو اس سے خلاص کا کوئی

حیلہ نہ پائے۔

یہ ضرور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے رب عزوجل پر افتراء اور قرآن عظیم کی تکذیب اور کفار ملعونہ کی تصدیق ہے، جنہوں نے بکا تھا ان محمد ا و دعه ربہ .

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا۔

جس پر سورۃ الفصحی شریف نازل ہوئی و الضحیٰ و الیل اذا سجدی . ما ودعک ربک
و ما قلی . و للآخرة خیر لک من الاولی .

اے پیارے تمہارے روئے درخشاں کی قسم، تمہاری زلف مشکیں کی قسم، نہ تمہیں تمہارے رب
نے چھوڑا نہ بیزار ہوا، جو آن آگے آتی ہے تمہارے لیے گزشتہ آن سے بہتر ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

کیا معاذ اللہ ان کو اس ناپاک لفظ سے تعبیر کیا جائے گا، جن کا رب فرماتا ہے الا تنصروه فقد

نصرہ اللہ .

اگر تم کوئی ان کی مدد نہ کرو تو اللہ واحد قہار ان کا مددگار۔

کیا معاذ اللہ ان کو کہا جائے گا جن کے لیے ان کا موٹی عزوجل فرماتا ہے فان اللہ هو مولہ و
جبریل و صالح المومنین و الملائکة بعد ذلک ظہیر .

بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد فرشتوں کی فوجیں ان کی مدد
کو حاضر ہیں۔

کیا معاذ اللہ ان کو کہا جائے گا جو اس ظاہری تنہائی اور ایک جہان برسر عداوت و پر خاش ہونے کی
حالت میں اپنے یار غار سے فرماتے تھے لا تحزن ان اللہ معنا .

غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸)

اپنی کہنا حضور کی توہین ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول اعظم و نائب اکبر و خلیفہ اعظم ہیں۔ اپنی وہ ہوتا ہے جس کو پیام یا خط پہنچانے کے سوا کوئی سرداری اور حکومت نہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اکرم میں اس لفظ کا استعمال کرنا بیشک تنقیص و توہین ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۵۵)

گستاخی کے سبب منافقین کا فرہوئے

رب عزوجل فرماتا ہے :

يُحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ.

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک شخص کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت

اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی، کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے۔

اور فرماتا ہے :

و لئن سألتهم ليقولن انا كنا نخوض و نلعب قل ابا لله و آياته و رسوله كنتم تستهزون . لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم.

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں :

انه قال في قوله تعالى و لئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب . قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلاں بوادی كذا و ما يدرب به بالغيب .

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ اللہ ورسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ وقرآن ورسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر ٹھہرایا۔

(تمہید ایمان)

شان رسالت کی تنقیص کفر ہے

امام مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں :

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانث منه امراته .

جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جو رو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔

شفا شریف و بزاز یہ و درر و غرر و فتاویٰ خیر یہ وغیر ہا میں ہے :

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و من شک فی عذابه
و کفرہ کفر۔

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک میں گستاخی
کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔
مجمع الأنهر ودر مختار میں ہے۔

و اللفظ له الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبته مطلقاً و من شک فی
عذابه و کفرہ کفر۔

جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے
عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ (اجماع سے یہ ثابت ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول ہوگی اور
کفر مٹ جائے گا)

نسیم الریاض میں ہے

من قال فلان اعلم منه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابه فحکمه حکم
الساب۔

جو کہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے علم میں زائد ہے تو اس نے حضور پر عیب لگایا
اس کا حکم وہی ہے جو گستاخی کرنے والے کا حکم ہے۔ (مولف)
(تمہید ایمان)



حدود شرعیہ

بَدْرُ حَرَزُو رَنْدُ زَمْرُو بَدْعُ رَنْدُ وَرَسُولُهُ بِرَحْمَةِ جَنَّتِ حَبْرِي مَوْجَعَهَا لَلَّذِي خَلَقَتْ فِيهَا وَوَدَّعَ (الْفُوزِ الْعَقِيمِ -
 یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے
 نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔
 (النساء، ۱۳)

حدود شرعیہ

رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی طرف سے جو شریعت بیضاء لے کر تشریف لائے وہ سراسر بندوں کی صلاح و فلاح اور خیر خواہی کے لیے ہے، وہ احکام جن کے بجالانے کا حکم ہے ان میں انسان کے لیے تو بھلائی ہے ہی، اور وہ احکام جن کے نہ کرنے اور ان سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے ان میں بھی دینی و دنیوی فائدے و منافع مضمروں پہاں ہیں خواہ یہ کسی کے فہم و ادراک میں آئے یا نہ آئے۔

جس طرح معروف کے بجالانے پر ثواب کا مژدہ دیا گیا ہے اسی طرح منکر کے ارتکاب پر عذاب کی وعید سنائی گئی ہے اور یہ کہ جو منکر شرعی کا مرتکب ہو اس کے لیے دنیوی طور پر سزا بھی رکھی گئی ہے تاکہ نظام مملکت مختل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجرموں کو سزائیں دیں اور ان پر حدود الہیہ کا نفاذ فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بھی اختیار ہے کہ وہ جسے چاہیں سزادیں اور جسے چاہیں بری کر دیں۔

اس سلسلہ میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

حدود میں حیلہ

حیلہ شرعیہ کا جواز قرآن عظیم و احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی تھی کہ اپنی زوجہ مقدسہ کو سو کوڑے ماریں گے رب العزت جل و علانے فرمایا وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث۔

یعنی سو پتھیوں ایک جھاڑو بنا کر اس سے ایک دفع مار لو اور قسم جھوٹی نہ کرو۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کمزور شخص پر حد لگانے میں اسی حیلہ جمیلہ پر عمل فرمایا

ارشاد ہوا :

خذوا له عشكا لافيه مائة شمراخ ثم اضربوه واحداً .

شاخہائے خرما کا ایک گچھالے کر جس میں سو شاخیں ہوں اس سے ایک بار مار دو۔

اسے احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد اور بغوی نے اسی طرح شرح السنۃ میں اور احمد و ابن ماجہ نے سعد بن

عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ترویانی اپنی مسند میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان ولیدۃ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حملت من الزنا

فسئلت من اجلک فقالت احبنی المقعد فسنل فاعترف فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم انه لضعیف عن الجلد فامر بمائة عشکول و ضربہ بها ضربة واحداً . ۵۱ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک لڑکی زنا سے حاملہ ہو گئی اس سے پوچھا گیا

کہ یہ کس کا حمل ہے تو اس نے کہا کہ فلاں کو میری سرین اچھی لگی پھر اس شخص سے پوچھا گیا جس کے لیے

لڑکی نے کہا تھا تو اس نے اعتراف کر لیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو کوڑے کی طاقت نہیں

رکھتا تو فرمایا کہ خرما کی شاخوں کا ایک گچھالو اور اس سے ایک بار مار لو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۳۶۔ رادع العسف)

حضرت ماعز کو رجم کیا گیا

عہد رسالت اقدس میں زنا کا ثبوت گواہوں سے کبھی نہ ہوا البتہ دو بار یہ ہوا کہ مجرموں نے خود

اقرار کر لیا۔

پہلا واقعہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

دوسرا ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

دونوں مجرم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور شرعی سزا کے خواست گار ہوئے کہ ہم پاک ہو جائیں دونوں کو سنگسار کیا گیا۔

جس وقت حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنگسار کیا آپ بھاگے لیکن سنگساریوں نے پکڑ کر قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کل واقعہ بیان کیا فرمایا تم نے چھوڑ کیوں نہ دیا جب وہ بھاگا تھا اور فرمایا اس نے ایسی توبہ کی کہ اگر تمام شہر پر تقسیم کی جائے سب کو کافی ہو۔

صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کچھ برے الفاظ فرمائے اس پر ارشاد ہوا برا نہ کہو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے۔

ایک عورت کو رجم کیا گیا

اسی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے جرم کا خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اقرار کیا اور سزا کی خواست گار ہوئی۔ ارشاد فرمایا تیرے پیٹ میں حمل ہے بعد وضع حمل آنا، بعد فراغ حمل بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ اس بچہ کو اب کیا کروں فرمایا اس کو دودھ پلاؤ، یہ ارشاد عالی سن کر وہ بی بی واپس گئیں اور بعد دو برس بچہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا عرض کی حضور اب یہ روٹی خود کھاتا ہے بچہ لے کر رجم فرمایا۔ (المسلفو ظ حصہ اول)

ایک مجرم کو رجم کیا گیا

ترمذی شریف میں ہے :

حدثنا محمد بن يحيى ثنا محمد بن يوسف عن اسرئيل ثنا سماك بن حرب عن علقمة بن وائل الكندي عن ابيه ان امرأة خرجت على عهد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تريد الصلاة فتلقاها رجل فتجللها فقضى حاجته منها فصاحت فانطلق و مربها رجل فقالت ان ذلك الرجل فعل بي كذا وكذا فانطلقوا فاخذوا الرجل الذي ظننت انه وقع عليها فاتوها فقالت نعم هو هذا فاتوا به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلما امر به ليرجم قام صاحبها الذي وقع عليها فقال يا رسول الله انا صاحبها فقال لها اذهبي فقد غفر الله لك و قال للرجل قولا حسنا و قال للرجل الذي وقع عليها ارجموه و قال لقد تاب توبة لوتا بها اهل المدينة لقبول منهم.

زمانہ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک عورت نماز کے لیے نکلی راستے میں ایک آدمی ملا اسے کپڑے سے ڈھانک دیا اور اس سے اپنی ضرورت پوری کی تو عورت نے شور مچایا اتنے میں وہ آدمی بھاگ گیا اور اس کے پاس ایک دوسرا آدمی آیا (اس کی مدد کے لیے) تو عورت نے کہہ دیا کہ وہ آدمی یہی ہے جس نے میرے ساتھ ایسا کیا لوگ آئے اور اس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت کا گمان تھا کہ اسی نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے پھر اس کو عورت کے پاس لائے تو اس نے کہا کہ ہاں وہ یہی ہے، اس کے بعد لوگ اسے بارگاہ رسالت میں لائے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو وہ شخص جس نے درحقیقت اس عورت سے زنا کیا تھا اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کا ساتھی میں ہوں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تم جاؤ اللہ نے تجھے بخش دیا اور اس آدمی (جس کی طرف عورت نے پہلے اشارہ کیا تھا) سے اچھی بات ارشاد فرمائی اور زانی کو سنگسار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر اسے اہل مدینہ کرتے تو ان سب کی توبہ قبول ہوتی۔ (مولف)

مصباح کے لفظ یہ ہیں :

عن علقمة بن وائل عن ابيه ان امراءة خزجت على عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تريد الصلاة فتلقاها رجل فتجللها فقضى حاجته منها فصاحت و انطلق و مرت عصابة من المهاجرين فقالت ان ذلك فعل بي كذا و كذا فاخذوا الرجل فاتوا به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لها اذهبي غفر الله لك و قال الذي وقع عليها ارجموه و قال لقد تاب توبة لو تابها اهل المدينة لقبل منهم.

عہد نبوی میں ایک عورت نماز کے ارادہ سے نکلی ایک شخص ملا اسے کپڑے سے ڈھانک کر اس سے اپنی ضرورت پوری کی عورت چلائی اور وہ شخص چلا گیا پھر مجاہدین کا ایک گروہ آیا تو عورت نے کہا کہ اس نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا، اس آدمی کو پکڑ کر بارگاہ رسالت میں لائے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت سے فرمایا تم جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی اور زانی کے لیے فرمایا کہ اسے سنگسار کرو اور فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے اہل مدینہ کریں تو قبول ہو۔ (مولف)

ایک شخص کو قید کر دیا گیا

جامع ترمذی میں بسند حسن معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

حدثنا علي بن سعيد الكندي ثنا ابن المبارك عن معمر عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حبس رجلا في تهمة ثم خلى عنه . حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تہمت میں قید کر دیا پھر اسے چھوڑ دیا۔ (مولف)

چور کو قتل کرنے کا حکم

ابو یعلیٰ اور شاشی اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک میں ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں محمد بن

حاطب اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح ان کے بھائی حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلص فامر بقتله فقیل انه سرق فقال اقطعوه ثم جئ به بعد ذلك الی ابی بکر و قد قطعت قوائمه فقال ابو بکر ما اجد لك شيئا الا ما قضی فيك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يوم امر بقتلك فانه كان اعلم بك فامر بقتله .

صحیح مستدرک کے لفظ حارث بن حاطب سے یہ ہیں :

ان رجلا سرق علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاتى به فقال اقتلوه فقالوا انما سرق قال فاقطعوه ثم سرق ايضا فقطع ثم سرق علی عهد ابی بکر فقطع ثم سرق حتى قطعت قوائمه ثم سرق الخامس فقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه كان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلم بهذا حيث امر بقتله اذهبوا فاقتلوه .

حاصل یہ کہ خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر کیا گیا جس نے چوری کی تھی ارشاد ہوا اسے قتل کر دو، عرض کی گئی اس نے چوری ہی تو کی ہے فرمایا خیر ہاتھ کاٹ دو، پھر اس نے دوبارہ چوری کی اور قطع کیا گیا سہ بارہ زمانہ صدیق اکبر میں پھر چرایا اور قطع کیا گیا، چوتھی بار پھر چوری کی اور قطع کیا گیا، پانچویں بار پھر چرایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حقیقت خوب جانتے تھے جب کہ اول ہی بار تیرے قتل کا حکم فرمایا تھا تیرا وہی علاج ہے جو حضور کا ارشاد تھا لے جاؤ اسے قتل کر دو اب قتل کیا گیا۔

(ازاحۃ العیب)



امر بالمعروف ونہی عن المنکر

وامر بالمعروف ونہی عن المنکر واللہ عاقبہ الامور
اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے سب کاموں کا انجام۔

(الحج/۴۱)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خیر خواہی، اخلاص اور ادائے حقوق ظاہر، مخفی ہر حالت میں واجبات دین و اسلام میں ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ :

الدين نصيحة .

دین سراپا نصیحت و خیر خواہی ہے۔

صحابہ کرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ کس کے لیے نصیحت و خیر خواہی ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول، قرآن اور عام و خاص مسلمانوں کے لیے ہے۔ ایک روایت میں ائمہ مسلمین اور عام مسلمان آیا ہے۔

یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے اور تمام دینی علوم اس اجمال کے احاطہ میں مندرج ہیں۔

جوامع الکلم، اس حدیث کو کہتے ہیں جو لفظوں کی کمی میں انتہائی مختصر و موجز ہو اور معانی میں کثرت و وسعت کا جامع و حاوی ہو۔ یہ قسم، کلام محمدی میں اعظم و اشرف اور دلائل و شواہد میں آپ کا کمال ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

اوتيت جوامع الكلم و اختصر لي الكلام .

مجھے جوامع الکلم دیا گیا اور میرے لیے کلام کو مختصر کیا گیا۔

اس حسن و خوبی کا اظہار اور حسن و جمال کے دقائق کی جنسوں کا بیان حد و شمار سے باہر ہے، یہ کلام

بدیع المثال ہے اور اس کلام کی جلالت اور اسرار و حقائق کے انواع و اقسام احاطہ فہم و عقل سے خارج ہیں۔

نصیحت کے لغوی معنی خالص و صاف ہونے کے ہیں، اور غسل ناصح ایسے شہد کو کہتے ہیں جو موم

وغیرہ سے پاک و صاف کر لیا گیا ہو۔ اس جگہ صفا و خلوص مراد ہے جو ادائے حقوق اور منسوح لہ کے لیے ارادہ خیر میں ہو۔

لہذا نصیحت اللہ، سے مراد حق تعالیٰ کے ساتھ وحدانیت اور ہر اس وصف کے ساتھ جو اس کے لائق ہے اور ذات و صفات باری تعالیٰ کی تقدیس و تزییہ ہر اس چیز سے جو اس کے کمال کے لائق نہیں صحت اعتقاد ہے۔ اور شریعت کے اوامر و نواہی کو بجالانا اور اس کے احکام کو ماننا اور جہاد سے دین کی مدد کرنا اور ایسے اسباب مہیا کرنا جو دین و ملت کی تقویت و بقا کا موجب ہیں جیسے علم و عمل اور عبادت میں اخلاص برتنا۔

اور نصیحت رسول، میں یہ ہے کہ حیات ظاہری اور حیات باطنی دونوں حالتوں میں آپ کی حمایت، نصرت، خدمت، احیاء سنت، مخالفوں کو اس سے باز رکھنا اور ان سے مدافعت کرنا، اخلاق کریمہ کی مانند اخلاق سنوارنا اور آداب جمیلہ کی مانند عادت و خصلت بنانا۔

اسحاق بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ نصیحت رسول، کا مطلب ہر اس چیز کی تصدیق کرنا ہے جو آپ دین میں خدا کی طرف سے لائے اور سنت کو مضبوط تھا ماننا اور اس کی اشاعت کرنا، اس پر لوگوں کو عمل کرنے کی ترغیب و تلقین کرنا اور خدا اور اس کے رسول اور اس کی کتاب کی طرف دعوت دینا اور اس پر کمر بستہ رہنا اور عمل کرنا۔

ابو بکر آجری فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نصیح و خیر خواہی آپ کی حیات میں بھی ہے اور بعد وفات بھی۔ اور آپ کی حیات میں صحابہ کرام کی خیر خواہی آپ کے لیے مدد، غزوات میں شرکت، صحبت احباب اور دشمنان رسول سے عداوت سے تھی۔ اور آپ کی فرماں برداری کرنے، طاعات بجالانے اور جان و مال کے قربان کرنے میں تھی۔ اور بعد وفات، عظمت و بزرگی کا لحاظ

رکھنا، شدت سے آپ کی محبت پر قائم رہنا اور تعلیم سنت اور تفقہ فی الدین پر مداومت اور مواظبت کرنا، اہل بیت و اصحاب رسول سے محبت کرنا اور جو سنت سے برگشتہ ہے اور اس پر معترض ہے اس سے مجاہبت و بغض رکھنا اور آپ کی امت پر شفقت کرنا اور اخلاق و سیرت اور آداب نبوی کے جاننے میں جستجو و کوشش کرنا اور اس پر قائم رہنا۔

نصیحت رسول اللہ، کے زمرے میں آپ کی محبت، تعظیم، آداب اور ہر عیب و معصیت سے جو مقام نبوت و رسالت کے لائق نہیں ہیں ان سے آپ کی عزت و جلالت کو پاک جاننا ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کو ملحوظ رکھنے میں قاعدہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ عز و علا کے مرتبہ الوہیت و صفات قدس کے بعد جو کمال اور خوبی ہے وہ آپ کے لیے ثابت ہے اور آپ سے محبت رکھنے کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو آپ سے نسبت رکھتی ہے جیسے علماء، صلحا، شہر و امصار خصوصاً اہل بیت و قرابت رسول ان سب سے مودت و اکرام کیا جائے۔

اور نصیحت کتاب اللہ، یہ ہے کہ قرآن پاک پر ایمان لائے اور جو کچھ اسمیں ہے اس پر عمل کرے، اس کی آیتوں میں غور و خوض کرے، اس کے معانی کو سمجھے، ان علوم کو حاصل کرے جو اس کے متعلق ہیں۔ اور اس کی تلاوت ہمیشہ طہارت کی رعایت کے ساتھ حسن صوت، حضور قلب اور اس کی عظمت کے ساتھ کرے اور اس کے سمجھنے اور غور کرنے کی کوشش کرے اور اہل زلیغ و ضلالت کی تاویلات اور ملحدوں اور زندیقوں کے مطاعن سے دور رہے۔

نیز کتاب اللہ کے حقوق کے لوازمات سے یہ ہے کہ اس میں شک و شبہ اور اعتراض نہ لائے اور ایسی تفسیر جو بے سند غیر منقول از سلف اور خلاف شرع ہو اپنی خواہش سے نہ کرے جیسا کہ بعض جاہل لوگ اور اس زمانے کے ابوالفضول لوگ کرتے ہیں اور اس کا تفسیر قرآن نام رکھتے ہیں اور اتنا نہیں جانتے کہ

من فسر القرآن برائہ فقد کفر.

جس نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ کافر ہو گیا۔

اور عام مسلمانوں کے لیے نصیحت، یہ ہے کہ ان کے حقوق کی رعایت کرے، مصالحت میں ان کی رہنمائی کرے، اور دین و دنیا کے معاملات میں قول و فعل سے مدد کرے اور غافلوں کو تنبیہ کرے، جاہلوں کو راہ دکھائے، محتاجوں کی دستگیری کرے، عیبوں کی پردہ پوشی کرے، مضر توں کو دور کرے، ان کو نفع پہنچائے، ان کے جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور مسلمانوں کو ذلت اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے، اپنے کام اور دہن کو ان کی ایذا رسانی سے محفوظ رکھے، نیکیوں کی تلقین کرے اور برائیوں سے بچائے۔

اور عام لوگوں کی نصیحت، میں سے یہ ہے کہ ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرے، دقائق و حقائق کا ذکر نہ کرے، اسرار کا انکشاف نہ کرے اور علماء کے اقوال اور ان کے اختلافات کو غیر علماء پر اظہار کا بھی یہی حکم ہے۔

اور خواص مسلمانوں کے لیے نصیحت کرنا یہ ہے (اکثر خواص سے مراد امراء و سلاطین لیتے ہیں کیوں کہ وہ لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں) کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ مسلمان حاکموں کی اطاعت، ان کی مدد و اعانت کے حق میں کی جائے اور انہیں احسن طریقہ سے نرمی و آشتی کے ساتھ نیکی کی تلقین کریں اور انہیں خدا کے خوف سے ڈرائیں۔ اور مسلمانوں کے وہ امور جن سے وہ غافل ہیں اور ان سے پوشیدہ ہیں ان سے انہیں خبردار کیا جائے۔ اور ان پر خروج و بغاوت نہ کی جائے اور لوگوں میں انہیں رسوا نہ کیا جائے اور نہ لوگوں کے دلوں کو فساد پر آمادہ کیا جائے اور رعیت کے احوال کی اصلاح اور لوگوں کے مہموں کے انتظام میں جو وہ امور انجام دیں اس میں ترغیب دی جائے۔ اور ان کی طرف سے جو سختی و شدت اور ظلم پہنچے اس پر صبر و تحمل کیا

(مدارج النبوۃ جلد اول)

جائے اور ان کے لیے دعائے خیر کی جائے۔ (مولف)

نصیحت کا بے مثل طریقہ

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ایک شخص کو نصیحت کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ایک شخص خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے زنا حلال فرمادیجیے، صحابہ کرام نے انھیں قتل کرنا چاہا کہ خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ گستاخی کے الفاظ کہے حضور نے منع فرمایا اور ان سے فرمایا قریب آؤ وہ قریب حاضر ہوئے اور قریب فرمایا یہاں تک کہ ان کے زانوزانوائے اقدس سے مل گئے اس وقت ارشاد فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ، فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ، فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ، فرمایا تیری پھوپھی سے عرض کی نہ، فرمایا تیری خالہ سے عرض کی نہ، فرمایا کہ جس سے تو زنا کرے گا آخر وہ بھی کسی کی ماں، یا بیٹی، یا بہن، یا پھوپھی، یا خالہ ہوگی۔ یعنی جو بات اپنے لیے نہیں پسند کرتا دوسرے کے لیے کیوں پسند کرتا ہے دست اقدس ان کے سینے پر مار کر دعا فرمائی کہ الہی زنا کی محبت اس کے دل سے نکال دے۔ وہ صاحب کہتے ہیں جب میں حاضر ہوا تھا تو زنا سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چیز نہ تھی اور اب اس سے زیادہ کوئی چیز مجھے مبعوض نہیں۔

اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری تمھاری مثال ایسی ہے کہ جیسے کسی کا اونٹ بھاگ گیا اور لوگ اسے پکڑنے کو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں جتنا دوڑتے ہیں وہ زیادہ بھاگتا ہے اس کے مالک نے کہا تم لوگ ٹھہر جاؤ اس کی راہ میں جانتا ہوں۔ سبز گھاس کا ایک مٹھالے کر چکارتا ہوا

اونٹ کے قریب گیا اور اسے پکڑ لیا اور بٹھا کر اس پر سوار ہو لیا۔

فرمایا اس وقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا۔

قبر پر چلنے کی ممانعت

حدیث میں (حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) فرمایا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھنا مجھے اس سے آسان ہے کہ مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

دوسری حدیث میں فرمایا اگر میں انگارے میں پاؤں رکھوں یہاں تک کہ وہ جوتے کا تلا توڑ کر میرے تلوے تک پہنچ جائے تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔

یہ وہ فرما رہے ہیں کہ واللہ اگر مسلمان کے سر اور سینے اور آنکھوں پر قدم اقدس رکھ دیں تو اسے دونوں جہاں کا چین بخش دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب قبرستان میں جوتا پہنے نکلے فرمایا:

یا صاحب السبتین الق سبتیک لا تؤذ صاحب القبر و لا یوذیک.

اے بال صاف کیے ہوئے جوتے والے اپنے جوتے کو پھینک نہ تو صاحب قبر کو ستانہ وہ تجھے ستائے۔

قبر پر بیٹھنے کی ممانعت

حاکم و طبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا فرمایا یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذ صاحب القبر و لا یوذیک.

اوقبروالے قبر سے اتر آئے تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

امام احمد بسند حسن انھیں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا:

لا تؤذ صاحب هذا القبر .

اس قبر والے کو ایذا نہ دے، یا فرمایا لا تؤذہ اسے تکلیف نہ پہنچا۔

(اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین)

حضور کا امر بالمعروف

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا امرتکم بشی فأتوا منه ما استطعتم و اذا نہیتکم عن شی فاجتنبوه .

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم اسے بقدر استطاعت بجالاؤ اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اس سے احتراز کرو۔ (مولف)

کشف بزودی میں مروی ہے :

ترک ذرة مما نہی اللہ عنه افضل من عبادۃ الثقلین .

اللہ نے جس چیز سے منع فرمایا اس کا ایک ذرہ بھی چھوڑ دینا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔ (مولف)

(خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال)

احمد و بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذرونی ما ترککم فانما ہلک من کان قبلکم بکثرة سوالہم واختلافہم علی انبیانہم فاذا نہیتکم عن شیء فاجتنبوہ واذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم.

یعنی جس بات پر میں نے تم پر تنگی نہ کی اس میں مجھ سے تفتیش نہ کرو کہ اگلی امتیں اسی بلا سے ہلاک ہوئیں، میں جس بات سے منع کروں اس سے بچو اور جس کا حکم دوں اسے بقدرت بجالاؤ۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۲۷، انوار الانوار)

حضور نے تصویر دار پر وہ پھینک دیا

امام مالک و امام احمد و امام بخاری و امام مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من سفر و قد سترت سہوۃ لی بقرام فیہ نماثل فلما راہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلون وجہہ و قال یا عائشۃ اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیامۃ الذین یضاء ہون بخلق اللہ .

و فی روایۃ للشیخین قام علی الباب فلم یدخل فعرفت فی وجہہ الکراہیۃ فقلت یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ماذا اذبت فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ فیقال لہم حیوا ما خلقتم و قال ان البیت الذی فیہ الصور لا تدخلہ الملائکۃ .

و فی اخری لہما تناول الستر فہتکہ و قال من اشد الناس عذابا یوم القیامۃ

الذین یصورون هذه الصور.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک دروازے پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اسے ملاحظہ فرما کر رنگ چہرہ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے ام المؤمنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ پردہ اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ان پر روز قیامت عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

تصویر دار پردہ کاٹ دینے کا حکم ہوا

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتانی جبریل علیہ الصلاة والسلام فقال لی مربراس التماثل یقطع فتصیر
کھیأة الشجر و أمر بالستر فیقطع فیجعل و سادتین منبوذتین تو طنان . هذا مختصر .

میرے پاس جبریل امین علیہ الصلاة والسلام نے حاضر ہو کر عرض کی حضور مورتوں کو حکم دیں کہ ان کے سر کاٹ دیے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لیے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مندی بنالی جائیں کہ زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴۴۔ شفاء الوالہ)

حضور دعوت سے واپس آئے

نسائی وابن ماجہ وشاشی وابویعلیٰ اور ابو نعیم حلیہ اور ضیاء صحیح مختارہ میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی

صنعت طعاما فدعوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجاء فرأی
تصاویر فرجع (زاد الاربعة الاخیرون) فقلت یا رسول اللہ ما رجعت بابی و امی قال
ان فی البیت سترافیه تصاویر و ان الملائکة لا تدخل بیتا فیہ تصاویر .

میں نے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر
کچھ تصویریں بنی دیکھیں واپس تشریف لے گئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار
کس سبب سے حضور واپس ہوئے فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں
نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔

حضور تصویروں کو توڑ دیتے

صحیح بخاری و سنن ابوداؤد میں حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ان النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یترک فی بیتہ شیئا فیہ تصالیب الا نقضہ .
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اسے بے توڑے نہ چھوڑتے۔

کعبے کی تصاویر

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

انہ قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البیت فوجد فیہ صورة ابراهیم و صورة مریم علیہما الصلاة والسلام فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما لہم فقد سمعوا ان الملائکة لا تدخل بیتا فیہ صورة . الحدیث ہذا لفظہ فی الحج .

و فی الانبیاء ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما رای الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بہا فمحیت الحدیث .

و فی المغازی فاخرج صورة ابراهیم و اسماعیل علیہما الصلاة والسلام . الحدیث ہذا کلہا روايات البخاری .

و ذکر ابن ہشام فی سیرتہ قال و حدثنی بعض اهل العلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل البیت یوم الفتح فرای فیہ صورة الملائکة و غیرہم فرای ابراهیم علیہ الصلاة والسلام مصورا . ف ذکر الحدیث الی ان قال ثم امر بتلك الصور کلہا فطمست .

ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اس میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل و حضرت مریم و ملائکہ کرام علیہم الصلاة والسلام وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں کچھ پیکر دار، کچھ نقش دیوار، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار ہو بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اس میں ملائکہ رحمت نہیں جاتے، پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب منادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں۔ انھیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ و حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہما و علیہما و بارک و سلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں۔ جب تک

کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہو گیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اسے شرف نہ بخشا۔

مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

قال كان في الكعبة صورة فامر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عمر بن الخطاب ان يمحوها قبل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثوبا و محاهها به فدخلها صلى الله تعالى عليه وسلم و ما فيها شيء .

و فی حدیثہ عند الامام الواقدی و كان عمر قد ترك صورة ابراهيم فلما دخل صلى الله تعالى عليه وسلم رأها فقال يا عمر الم أمرک ان لا تدع فيها صورة ثم رأى صورة مريم فقال امحوا ما فيها من الصورة قاتل الله قوما يصورون ما لا يخلقون .

عمر بن شیبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم دخل الكعبة فامرني فاتيته بماء في دلو فجعل يبل الثوب و يضر به على الصور و يقول قاتل الله قوما يصورون ما لا يخلقون .

ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان المسلمين تجردوا في الازر و اخذوا الدلاء و انجروا على زمزم يغسلون الكعبة ظهرها و بطنها فلم يدعوا اثرا من المشركين الا محوه و غسلوه .

حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ انھیں مٹا دو۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ

کرام چادریں اتار اتار کر احتمال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زم زم شریف سے ڈول کے ڈول بجا کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا، کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں منائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھو کر مٹا دیے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اس وقت اندر رونق افروز ہوئے اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا۔ پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بخش بخش کپڑا ترا کر کے ان کے منانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی ماراں تصویر بنانے والوں پر۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۳۵، ۱۳۶۔ شفاء الوباء)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی کعبے کی تصاویر سے متعلق فرماتے ہیں :

کعبہ معظمہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل و حضرت مریم خیم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر بنی تھیں کہ یہ حبرک ہیں ناجائز فعل تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود دست مبارک سے انھیں دھویا۔ (المملوٰظ، حصہ دوم)

تصویر کے باعث جبریل امین نہیں آئے

سنن ابی داؤد و جامع ترمذی و سنن نسائی و صحیح ابن حبان و شرح معانی الآثار امام طحاوی و مستدرک حاکم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اتاني جبريل قال اتيتك البارحة فلم يمنعني ان اكون دخلت الا انه كان على الباب تماثيل و كان في البيت قرام

ستر فیہ تماثل و کان فی البیت کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھینۃ الشجر و مر بالستر فلیقطع فلیجعل و سادتین منبوذتین توطنان و مر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ میں گزشتہ شب حاضر ہوا تھا مجھے دروازے کی تصویروں نے گھر میں آنے سے روک دیا اور گھر میں ایک تصویر دار سرخ پردہ تھا اور کتابھی تھا تو حضور ان تصویروں کے کاٹ دینے کا حکم دیں تاکہ درخت کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کے لیے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر اس کی دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈالی جائیں پاؤں سے روندی جائیں اور کتے کو بھی نکال دینے کا حکم فرمائیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۱۴، شفاء الوالہ)

تصویر دار گدا

امام احمد و بخاری ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

انہا اتخذت علی سہوۃ لها ستر فیہ تماثل فہتکہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت نجلس علیہما.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں نے گھر کے دروازے کے لیے ایک پردہ بنایا جس میں تصویریں تھیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس کے دو گدے بنا لیے اور ہم گھر میں ان پر بیٹھتے تھے۔

تصویر کو بنظر تعظیم رکھنا جائز نہیں، ورنہ اگر اہانت یا پامال کی جگہ ہو تو حرج نہیں۔ (مولف)

طحاوی میں ہے :

قالت اشتریت نمرقة فیہا تصاویر فلما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فراھا تغیر ثم قال یا عائشة ما هذا فقلت نمرقة اشتریتھا لک تقعد علیہا قال انا لا ندخل بیتا فیہ تصاویر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے دیکھتے ہی غضبناک ہو کر فرمایا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ گدا ہے آپ کے بیٹھنے کے لیے میں نے خریدا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اس گھر میں نہیں جاتے ہیں جس میں تصویریں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۱۸، شفاء الوالہ)

یہاں بھی یہی مقصود ہے کہ تعظیم و عزت کے طور پر ہو تو ممنوع و حرام ورنہ اگر اہانت و تذلیل کے لیے ہے تو کراہت نہیں۔ (مولف)

حضور کا فیصلہ

صاحب شریعت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انکم تختصمون الی فعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من بعض فاقضی لہ علی نحو مما اسمع فمن قضیت لہ بحق مسلم فانما ہی قطعة من النار فلیاخذھا او لیترکھا۔

تم میرے حضور اپنے مقدمات پیش کرتے ہو کہ ایک اگر اپنی چرب زبانی کے باعث حجت میں بازی لے جائے اور ہم اسے ڈگری دے دیں اور واقع میں اس کا حق نہ ہو تو ہمارا ڈگری فرمانا اسے مفید نہ ہوگا وہ مال نہیں اس کے حق میں جہنم کی آگ کا گڑھا ہے۔

ائمہ ستہ اور مالک و احمد نے یہ حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۵۱۱۔ المہذبۃ الاحمدیہ)

ایک عورت کو مردے پر رونے سے منع فرمایا

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زجر امراءۃ من البکاء علی ابنہا و قال ان احدکم اذا بکی استعبر لہ صو یحبہ فی عباد اللہ لا تعذبوا اخوانکم .

ایک بی بی اپنے بیٹے پر رو رہی تھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں منع کیا اور فرمایا جب تم میں کوئی روتا ہے تو اس کے رونے پر مردے کو بھی آنسو نکل آتے ہیں تو اے خدا کے بندے اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔

فائدہ

یہ بی بی حضرت قبیلہ بنت مخزمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ و طبرانی نے ان سے روایت کی۔ وہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا طریقہ ہے کہ دنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک کرو اور مرے پیچھے ایذا دو۔

فوالذی نفس محمد بیدہ ان احدکم لیبقی فیستعبر لہ صو یحبہ فی عباد اللہ لا تعذبوا موتاکم .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمہارے رونے پر تمہارا مردہ رونے لگتا ہے تو اے خدا کے بندو اپنی اموات کو عذاب نہ کرو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۴۷، الوفاق التین)

امر بالمعروف سے حضور کی خصوصیت

ابن جریر و ابو یعلیٰ و بزار ابو ہریرہ سے اور بیہقی ابو ہریرہ و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

(فیہ قولہ عزوجل لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر ما اعطی الانبیاء

السابقین علیہم الصلاة و السلام من الفضائل) اعطیتک ثمانية اسہم الاسلام و

الہجرة و الجهاد و الصلاة و الصدقة و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النهی عن

المنکر .

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم

الصلاة و السلام کے فضائل و مناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا

کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا فرمائے۔ اسلام اور ہجرت و جہاد اور نماز و صدقہ اور رمضان کے روزے و امر

بالمعروف ونہی عن المنکر۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۶)

زیور کی زکوٰۃ

حدیث صحیح زکوٰۃ حلی مروی سنن ابی داؤد و نسائی :

امراء ة اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معها ابنتها و فی ید بنتها

مسکتان غلیظتان من ذهب فقال تعطین زکوٰۃ هذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک

اللہ بہما یوم القیامة سوارین من نار قال فخلعتہما فالقتہما الی النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فقالت ہما للہ و رسولہ .

یعنی ایک بی بی خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ان کی بیٹی ان

کے ساتھ تھیں دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دی گئی عرض کی نہ، فرمایا کیا تجھے پسند ہے کہ اللہ عزوجل قیامت میں ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے ان بی بی نے اتار کر ڈال دیے اور عرض کی یہ اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے ہیں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۳۔ منیر العین)



فضائل مکہ مکرمہ

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سرکا موقع ہے او جانے والے

للا افعم بهنزا البدر و انت حمل بهنزا البدر
مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو

(البلد/۲۰۱)

فضائل مکہ مکرمہ

مکہ معظمہ کی فضیلت میں سے یہ ہے کہ خانہ کعبہ ارکان حج اور تقریبات ادا کرنے کی جگہ ہے جیسا کہ حج و عمرہ، باوجود ثواب اور فضائل کے جو ان اعمال کے ادا کرنے میں وارد ہوئے ہیں۔ اور مکہ مکرمہ کی فضیلت میں سے یہ بھی ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مکة خیر بلاد اللہ۔ مکہ اللہ کے شہروں میں سے بہترین شہر ہے۔

اور دوسری روایت میں احب ارض اللہ، بھی ارشاد ہوا ہے۔

یعنی اللہ کی زمین میں مکہ مکرمہ سب سے محبوب ترین شہر ہے۔

جب سید کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے مکہ مکرمہ سے کوچ فرمایا تو مقام معلیٰ کے قریب خرورہ یا برجون میں سے کسی ایک جگہ پر کھڑے ہو کر مکہ معظمہ سے یہ خطاب کیا۔ اے بزرگ شہر تو میرے نزدیک محبوب ترین شہر ہے، اگر تیری قوم مجھ کو باہر نہ کرتی تو میں یہاں سے ہرگز نہ جاتا۔

آپ کا یہ ارشاد گرامی مکہ معظمہ کی افضلیت کو ثابت کر دیتا ہے اور اس شہر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہونے کی کافی دلیل ہے۔ (مولف) (جذب القلوب الی دیار المحبوب)

عزم گناہ پر مواخذہ

مکہ معظمہ کی عظمت و بزرگی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما من بلد یواخذ العبد فیہا بالہمة قبل العمل الا مکة .

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جس میں

(مؤلف)

گناہ کرنے سے پہلے صرف عزم گناہ پر مواخذہ ہو۔

ساکنان مکہ اور حرم مکہ

وقال سعيد بن المسيب للذي جاء من اهل المدينة يطلب العلم يرجع الى المدينة فانا نسمع ان ساكن مكة لا يموت حتى يكون الحرم عنده بمنزلة الحل لما يستحل من حرمها.

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص مدینہ طیبہ سے حصول علم کے لیے مکہ آئے تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ منورہ لوٹ جائے کہ ہم نے سنا ہے کہ مکہ معظمہ کا باشندہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ حرم اس کے نزدیک حل کے مثل ہو جائے گا کہ وہ حرم کو حل تصور کرے گا۔ (مؤلف)

مکہ کا گناہ

و عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطیئة اصبها بمكة اغر علی من سبعین خطیئة بغيرها.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر مکہ کا ایک گناہ زیادہ بھاری ہے دوسری جگہ کے ستر گناہوں سے۔ (مؤلف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۷۸۔ صیقل الرین)

مکہ میں مجاورت مناسب نہیں

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد حج تمام قوافل پر درہ لے کر دورہ فرماتے اور ارشاد کرتے۔ اے اہل یمن یمن کو جاؤ، اے اہل شام شام کا راستہ لو، اے اہل عراق عراق کو کوچ کرو، کہ اس سے تمہارے رب کی بیت کی ہیبت تمہاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی۔ (ابن القفال فی استحسان قبلۃ الاجلال)



فضائل مدینہ طیبہ

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

المدينة خیر من مكة
مکہ سے بہتر مدینہ ہے۔

(الحديث)

فضائل مدینہ طیبہ

واضح ہو کہ اجمال امت اور علماء کا اس پر اتفاق ہے افضل مقامات اور بزرگ ترین شہروں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں زاد اللہ تشریفاً و تعظیماً۔ لیکن ان دونوں شہروں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت اور ترجیح دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعد اجماع تمام علماء نے اس مقام کو فضیلت دی ہے جو اعضاء شریفہ سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موضع قبر شریف سے ملائے ہوئے ہیں تمام اجزائے زمین سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ سے بھی۔

اور بعض علماء نے تو یہاں تک کہا ہے کہ تمام سموات حتیٰ کہ عرش سے بھی، اور کہتے ہیں اگرچہ کتب قوم میں صریح ذکر آسمانوں اور عرش اعظم کا نہیں آیا ہے لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے سامنے کہی جائے اس پر توقف اور انکار کی راہ مسدود ہو جائے۔ آسمان وزمین آپ کی تشریف آوری ہی کی وجہ سے معزز ہیں بلکہ اگر تمام اجزائے زمین کو تمام آسمانوں پر اس لیے ترجیح دی جائے کہ حضور سر دار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف کی جگہ اجزائے زمین سے ہے تو گنجائش ہے۔ اور آخر اس کلام کا فضیلت دینے میں آسمانوں اور زمینوں کے خلاف واقع ہے وہ امام نووی کے کلام کا تقاضا ہے۔

وہ یہ ہے کہ جمہور علماء زمین پر آسمانوں کو فضیلت دیتے ہیں اور بعضے زمین کو آسمان پر اس لیے فضیلت دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مستقر اور جائے مدفن ہے تو آسمان ان کی ارواح مقدسہ کا محل اور مقرر ہے۔ لیکن جب یہ ثابت ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں تو جمہور کے کلام کا جواب نہایت واضح ہے اس لیے اس صورت میں زمین جس طرح سے جسموں کے لیے جائے قرار ہے محل ارواح بھی ہے۔ خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ جتنی جگہ میں مزار اقدس ہے اس جگہ کو چھوڑ کر شہر مکہ کو شہر مدینہ پر، اور شہر مدینہ کو شہر مکہ پر فضیلت دینے میں علماء کا اختلاف ہے۔

مذہب امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت اور امام مالک و اکثر علمائے مدینہ، مدینہ کو مکہ پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور بعض دوسرے علماء بھی جو مکہ کو مدینہ پر فضیلت دیتے ہیں وہ کعبہ شریف کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ شہر مدینہ شہر مکہ سے افضل ہے لیکن خانہ خدا سب سے افضل ہے۔

بالآخر فیصلہ اس پر ٹھہرا کہ قبر شریف سید کائنات علیہ افضل الصلاۃ واکمل التحیات مطلقاً اور بالعموم افضل واکرم ہے۔

خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف، اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے افضل ہے اور باقی مدینہ افضل ہے باقی مکہ افضل ہے باقی مدینہ سے۔ اس میں اختلاف ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس شہر شریف سے جتنی زیادہ محبت ہے اتنی کسی شہر سے نہیں ہے۔ اسی میں آپ نے اقامت فرمائی اور یہیں آپ نے فتوحات عظیمہ حاصل کیں اور یہیں کمالات شریفہ موعودہ کو پہنچے اور یہی جگہ اسلام کی قوت، دین کے رواج، تمام اول و آخر خیر و برکات کا سرچشمہ اور جملہ کمالات ظاہر و باطن کا معدن اور سعادت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ کا مبداء ہے۔ انھیں وجوہ سے یہ تمام قطعاً ارضی و سماوی سے ممتاز ہے۔

اور ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مرقد شریف اور قبر پاک آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہیں ہے کوئی نعمت من جملہ نعمتہائے دنیوی و اخروی سے اس کا مقابلہ اور برابری نہیں کر سکتی، اور کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے اس کی زیارت کی برابری نہیں کر سکتا۔ اگر آپ اس بات کا لحاظ کریں جو متعدد طریقہ سے احادیث صحیحہ میں آئی ہیں تو ظاہر ہو جائے گا کہ ہر نفس کی پیدائش اسی مٹی سے ہے

جہاں وہ دفن ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ پیدائش نفس پاک حضرت سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ کی مٹی سے ہے۔ اور اس طرح سے اکثر وہ نفوس آل و اصحاب اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو اس شہر میں آرام فرما ہیں یہیں کی مٹی سے تھے اور مدینہ منورہ کے لیے یہ فضیلت و شرافت کافی ہے۔ (مولف)

(جذب القلوب الی دیار المحبوب)

مدینہ مکہ سے افضل ہے

مدینہ طیبہ کی افضلیت ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جمہور حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ طیبہ افضل ہے اور یہی مذہب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ایک صحابی نے کہا مکہ معظمہ افضل ہے فرمایا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انہوں نے کہا واللہ بیت اللہ و حرم اللہ، میں کچھ نہیں کہتا کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے؟ انہوں نے کہا بخدا خانہ خدا و حرم خدا، فرمایا میں خانہ خدا و حرم خدا میں کچھ نہیں کہتا۔ کیا تم کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے وہ وہی کہتے رہے اور امیر المومنین یہی فرماتے رہے اور یہی میرا مسلک ہے۔

صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

المدينة خير لهم لو كانوا يعلمون.

مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

دوسری حدیث نص صریح ہے کہ فرمایا :

المدينة افضل من مكة .

مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

اور تفاوت ثواب کا جواب باصواب شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب دیا کہ مکہ میں کیت زیادہ ہے اور مدینہ میں کیفیت، یعنی وہاں مقدار زیادہ ہے اور یہاں قدر افزوں۔ جسے یوں سمجھئے کہ لاکھ روپیہ زیادہ کہ پچاس ہزار اشرفیاں، گنتی میں وہ دو نے ہیں اور مالیت میں یہ دس گنی، مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی لاکھ نیکیاں ہیں یوں ہی ایک گناہ لاکھ گناہ ہیں اور وہاں گناہ کے ارادے پر بھی گرفت ہے جس طرح نیکی کے ارادے پر ثواب۔ مدینہ طیبہ میں نیکی کے ارادے پر ثواب اور گناہ کے ارادے پر کچھ نہیں اور گناہ کرے تو ایک ہی گناہ اور نیکی کرے تو پچاس ہزار نیکیاں۔ عجب نہیں کہ حدیث میں خیر لہم کا اشارہ اسی طرف ہو کہ ان کے حق میں مدینہ ہی بہتر ہے۔ (المملو ظ حصہ دوم)

مدینہ کو میثرب کہنا جائز نہیں

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ کو میثرب کہا جاتا تھا، حضور کی تشریف آوری کے بعد اس کا نام مدینہ طیبہ رکھا گیا اور میثرب کہنے سے منع کر دیا گیا۔ اب اسے میثرب کہنا جائز نہیں، اسی بات کو دلائل سے واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

مدینہ کو میثرب کہنا جائز و ممنوع و گناہ ہے اور کہنے والا گنہ گار۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سمی المدینة یثرب فلیستغفر اللہ ہی طابہ ہی طابہ .

جو مدینہ کو میثرب کہے اس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے۔ امام احمد نے بسند صحیح براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فتسمیہا بذلك حرام لان

الاستغفار انما هو عن خطیئة .

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاة شریف میں فرماتے ہیں :

قد یحکی عن بعض السلف تحريم تسمية المدينة بـيـثـرب و يؤيده ما رواه احمد (فذكر الحديث المذكور ثم قال) قال الطيبي رحمه الله تعالى فظهر ان من يحقر شان ما عظمه الله تعالى و من وصف ما سماه الله تعالى بالايمن بما لا يليق به يستحق ان يسمى عاصيا الخ .

بعض سلف سے مدینہ کو یثرب کہنے کی حرمت مروی ہے اور امام احمد کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے پھر حدیث مذکور ذکر کر کے کہا کہ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو اللہ کے معظم کردہ کی تحقیر کرے اور جو چیزیں ایمان سے متعلق ہیں اگر کوئی انھیں ایسی چیز یا ایسی بات سے متصف کرے جو ان کے لائق نہیں تو وہ گنہگار ہوگا۔ (مولف)

قرآن عظیم میں کہ لفظ یثرب آیا وہ رب العزّة جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے و اذ قالت طائفة منهم يا اهل يثرب لا مقام لكم .

یثرب کا لفظ فساد و ملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کر کے یثرب کہتے، اللہ عزوجل نے ان پر رد کے لیے مدینہ طیبہ کا طابہ نام رکھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: يقولون يثرب و هي المدينة .

وہ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے۔ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ

حدیث روایت کی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان اللہ تعالیٰ سمی المدینة طابة ..

بیشک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا۔ امام احمد و مسلم اور نسائی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت فرمائی۔

مرقاۃ میں ہے

المعنى ان الله تعالى سماها في اللوح المحفوظ او امر نبيه ان يسميها بها ردا على المنافقين في تسميتها بيثرب ايماء الى تثريبهم في الرجوع اليها.

یعنی اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام لوح محفوظ میں رکھایا اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ نام رکھنے کا حکم فرمایا تا کہ مدینہ کو یثرب کہنے میں منافقین کا رد ہو جائے اور اس کی طرف رجوع کرنے میں منافقین کی توبیخ و ملامت کی طرف اشارہ بھی ہے۔ (مولف)

اسی میں ہے :

قال النورى رحمه الله تعالى قد حكى عن عيسى بن دينار ان من سماها يثرب كتب عليه خطيئة و اما تسميتها في القران يثرب فهي حكاية قول المنافقين الذين في قلوبهم مرض .

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن دینار سے روایت ہے کہ جس نے مدینہ کو یثرب کہا اس پر گناہ لکھا جائے گا اور قرآن عظیم میں جو لفظ یثرب آیا تو وہ ان منافقین کے قول کی حکایت و نقل ہے جن

(مولف)

کے دلوں میں بیماری ہے۔

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مدینہ نام نہاد از جہت تمدن و اجتماع مردم و استیناس و استلاف ایساں دروے و نبی کرد از خواندن یثرب، یا از جہت آن کہ نام جاہلیت است یا آن کہ نام جاہلیت است یا آن کہ مشتق از یثرب بمعنی ہلاک و فساد و تخریب بمعنی تونخ و ملامت است یا بتقریب آن کہ یثرب در اصل نام صنمے یا یکے از جبارہ بود۔ بخاری در تاریخ خود حدیثی آورده کہ یکبار یثرب گوید باید کہ وہ بار مدینہ گوید تا تدارک و تلافی آن کند و در روایت دیگر آمدہ باید کہ استغفار کند و بعضی گفتہ اند کہ تعزیر باید کرد قائل آن را و آن کہ در قرآن مجید آمدہ است یا اہل یثرب از زبان منافقان است کہ بذکر آن قصد ابانت آن می کردند۔

مدینہ منورہ میں لوگوں کے اجتماع و تمدن اور انیسیت و الفت حاصل کرنے کے سبب سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام مدینہ رکھا اور اسے یثرب کہنے سے منع فرمایا، اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت کا نام ہے یا یہ وجہ ہے کہ وہ جاہلوں کا رکھا ہوا نام ہے یا اس لیے کہ وہ اس یثرب سے مشتق و ماخوذ ہے جو ہلاکت و فساد کے معنی میں ہے اور تخریب کا معنی تونخ و ملامت کے ہے یا اس کا قرینی معنی یہ ہے کہ یثرب اصل میں ایک بت کا نام تھا یا کسی جابر و ظالم کا نام تھا۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے کہ جو ایک مرتبہ یثرب کہے وہ دس مرتبہ مدینہ کہے تاکہ اس کا تدارک و تلافی ہو جائے اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ اسے استغفار کرنا چاہیے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس کے کہنے والے کو سزا دینی چاہیے۔ اور قرآن عظیم میں جو لفظ یثرب آیا ہے نو وہ منافقین کی زبان سے ادا ہونے والے لفظ کی حکایت ہے کہ وہ اس سے ابانت و تحقیر کا قصد کرتے تھے۔

(مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۶۱)

مدینہ پاک کرتا ہے

حدیث صحیح بخاری، انہا طیبہ تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الفضة .

مدینہ تو پاک کرنے والا ہے کہ یہ گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ کی بھٹی چاندی کے زنگ کو۔
(مولف)

شیخ محقق جذب القلوب وغیرہ میں یہ حدیث بیان کر کے فرماتے ہیں :

مراد نفی و ابعاد اہل شر و فساد است از ساحت عزت اس بلدہ طیبہ و بقول اکثر علمائے دین خاصیت مذکورہ روے در جمیع ازمان و دہور پیدا است۔

یعنی مدینہ طیبہ کے میدان عزت سے فتنہ و فساد والوں کو دور کرنا مراد ہے اور اکثر علمائے دین کے قول کے مطابق اس شہر مکرم کی خاصیت ہر زمانے اور ہر دہر میں ظاہر ہے۔
(مولف)

اہل مدینہ سے عداوت کی وعید

مدینہ طیبہ کو جزیرہ عرب پر جس قدر فضیلت ہے اسی قدر ان کی عداوت و بدخواہی کو اہل مدینہ کے ساتھ زیادت ہے۔

اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یکید اهل المدينة احد الا انما ع کما ينما ع الملح فی الماء .

کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ بداندیشہ نہ کرے گا مگر یہ کہ ایسا گل جائے گا جیسے نمک پانی میں۔

بخاری و مسلم نے سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من اراد اهل المدينة بسوء اذا به الله كما يذوب الملح في الماء .
جو اہل مدینہ کے ساتھ کسی طرح کا برا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے ایسا گلا دے جیسے نمک پانی میں
گل جاتا ہے۔

اسے امام احمد و مسلم و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

دوسری حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اذى اهل المدينة اذاه الله و عليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين لا
يقبل منه صرف و لا عدل .

جو مدینہ والوں کو ایذا دے اللہ سے مصیبت میں ڈالے اور اس پر خدا اور فرشتوں اور آدمیوں سب
کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا نفل قبول کرے نہ فرض۔

اسے طبرانی نے کبیر میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اہل عرب سے عداوت کی وعید

طبرانی معجم کبیر میں بہ سند حسن صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

بعض العرب نفاق .

جو اہل عرب سے عداوت رکھے منافق ہے۔

اور بیہقی شعب الایمان حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من سب العرب فاولئک ہم المشرکون .

جو اہل عرب کو سب و شتم کریں وہ خاص مشرک ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۹۷۔ انھی الاکید)

جزیرہ عرب سے شیطان کی مایوسی

پھر اہل عرب کے لیے خاص مژدہ ارشاد ہوا کہ وہ ہرگز شیطانی پرستش میں مبتلا نہ ہوں گے۔

احمد و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الشیطان قد نئس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب و لکن فی التحریش بینہم .

بیشک شیطان اس سے ناامید ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب کے نمازی اسے پوجیں ہاں ان میں جھگڑے اٹھانے کی طمع رکھتا ہے۔

ابویعلیٰ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الشیطان قد نئس ان تعبد الاصنام فی ارض العرب و لکنہ سیرضی منکم بدون ذلک بالمحقرات . الحدیث .

یعنی شیطان یہ امید نہیں رکھتا کہ اب زمین عرب میں بت پوجے جائیں مگر وہ اس سے کم درجہ گناہ

تم سے کرا دینے کو غنیمت جانے گا جو حقیر و آسان سمجھے جاتے ہیں۔

بیہقی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تذکیر اور حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریر اور وحی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وداع کرتے وقت ارشاد فرمایا :

ان الشیطان قد نیس ان یعبد فی جزیرتکم ہذہ و لکن یطاع فیما تحتقرون من اعمالکم فقد رضی بذلک .

یعنی شیطان کو یہ امید نہیں کہ اب تمہارے جزیرے میں اس کی عبادت ہوگی ہاں ان اعمال میں اس کی اطاعت کرو گے جنہیں تم حقیر جانو گے وہ اسی قدر کو غنیمت سمجھتا ہے۔

امام احمد حضرت عبادہ بن صامت و ابوداؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے معار اور وحی حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

ان الشیطان قد نیس ان یعبد فی جزیرۃ العرب .

بیشک شیطان اس سے مایوس ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی پرستش ہو۔

دین و ایمان حجاز و مدینہ کی طرف

پھر خطہ مبارک حجاز یعنی حرمین طیبین اور ان کے مضافات کے لیے اس سے اجل و اعظم بشارت

آئی۔

جامع ترمذی میں عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیة الی جحرھا و لیعقلن الدین من

الحجاز معقل الارویة من الجبل .

بیشک دین حجاز کی طرف ایسا سٹے گا جیسے سانپ اپنی بانہی کی طرف اور بیشک دین حرمین طیبین کو ایسا اپنا مسکن و ما من بنائے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی کو۔

پھر مدینہٴ امینہ کا کہنا ہی کیا ہے کہ وہ تو خاصوں کا خاص اور دین متین کا لول و آخر ملجا و مناص ہے اس کی نسبت بالتخصیص ارشاد ہوا :

ان الايمان ليارز الى المدينة كما تارز الحية الى جحرها .

بیشک ایمان مدینے کی طرف یوں سمٹے گا جیسے سانپ اپنی بانہی کی طرف۔

اسے امام احمد و بخاری و مسلم و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۹۔ انہی الاکید)

مدینہ میں موت

حدیث : جو حرمین میں کسی حرم میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے۔ رواہ البیہقی .

حدیث : جس سے مدینہ میں مرنا ہو سکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔

(المیزة الوضیة شرح الجوهرة المصیبة)

اسے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے اپنے اشعار میں مدینہ منورہ کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی ہے :

ختم ہوگئی پشت فلک اس طعن زمین سے سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

آبادِ رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی

حضورِ خاکِ مدینہ خمیدہ ہونا تھا
کنارِ خارِ مدینہ دمیدہ ہونا تھا
دلِ حزیں تجھے اشکِ چکیدہ ہونا تھا

نہ آسماں کو یوں سرکشیدہ ہونا تھا
اگر گلوں کو خزانِ نا رسیدہ ہونا تھا
کنارِ خاکِ مدینہ میں راحتیں ملتیں

دیکھو گے چمنِ والو جب عہدِ خزاں آیا
کیا دیکھ کے جیتا ہے جو واں سے یہاں آیا

طیبہ کے سوا سب باغِ پامال فنا ہوں گے
طیبہ سے ہم آتے ہیں کہیئے تو جنانِ والو

پہ کیا ہائے حواسوں نے اختلال کیا
بتا تو اس ستمِ آرا نے کیا نہال کیا

مدینہ چھوڑ کے ویرانہ ہند کا چھایا
تو جس کے واسطے چھوڑ آیا طیبہ سا محبوب

ہائے صحرائے عرب ہائے بیابانِ عرب
پھولتے پھلتے ہیں بے فصلِ گلستانِ عرب
کچھ عجب رنگ سے پھولا ہے گلستانِ عرب
پاک ہیں لوٹ خزاں سے گل وریحانِ عرب
چار دن برسے جہاں از بہارانِ عرب

باغِ فردوس کو جاتے ہیں ہزارانِ عرب
فصلِ گلِ لاکھ نہ ہو وصل کی رکھ آس ہزار
صدقے ہونے کو چلے آتے ہیں لاکھوں گلزار
اللہ اللہ بہارِ چمنستانِ عرب
ہشتِ خلد آئیں وہاں کسبِ لطافت کو رضا

زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحائی دوست

مرنے والوں کو یہاں ملتی ہے عمرِ جاوید

آہ کس بزم میں جلوۂ یکتائی دوست

کعبہ و عرش میں کہرام ہے نا کامی کا

رہ گیا ہمرہ زوارِ مدینہ ہو کر
رشک گل جو بنا غنچہ دل وا ہو کر

وائے محرومی قسمت کہ میں پھراب کی برس
صرصر دشتِ مدینہ کا مگر آیا خیال

شبنم سے دھل سکے گی نہ گردِ ملال گل
دو دن کی ہے بہار فنا ہے مال گل

غمگین ہے شوقِ غازہ خاکِ مدینہ میں
بلبل گلِ مدینہ ہمیشہ بہار ہے

کیا غازہ ملا گردِ مدینہ کا جو ہے آج
نکھرے ہوئے جو بن میں قیامت کی پھبن پھول

سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں
چھیڑ کے پردہٴ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

نامِ مدینہ لے لیا چلنے لگی نسیمِ خلد
تور جاناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا

وحشتِ دل نہ پھرا کوہ و بیابان ہم کو
اے جنوں اب تو طے رخصتِ زنداں ہم کو
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

خاص صحرائے مدینہ نہ نکل جائے کہیں
پاؤں غربال ہوئے راہِ مدینہ نہ ملی
جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار

اے خارِ طیبہ دیکھ کہ دامن نہ بھیگ جائے
یوں دل میں آ کہ دیدہ ترکہ کو خبر نہ ہو

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
حرم کی زمین اور قدم رکھ کے چلنا
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

گل طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخل طوبی پہ چمکنے والے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

آب حیات روح ہے زرقا کی بوند بوند
اکسیر اعظم مس دل خاک در کی ہے

او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے
یہ راہ جاں فزا مرے مولیٰ کے در کی ہے
حسرت ملائکہ کو جہاں وضع سر کی ہے
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے
وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جان نو
اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد
شان جمال طیبہ جاناں ہے نفع محض

کعبہ ہے بے شک انجمنِ آرا دلہن مگر
عنبرِ زمینِ عبیر ہوا مشکِ ترِ غبار

ساری بہارِ دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے
اونی سی یہ شناخت تری رہ گزر کی ہے

دشتِ گرد و پیشِ طیبہ کا ادب
مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

مدینہ جانِ جاناں و جہاں ہے وہ سن لیں
حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے

جنھیں جنونِ جاناں سوئے زاغ لے کے چلے
کہ جھوٹے حیلہ مکر و فراغ لے کے چلے

ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیا نہ کرے

(حدائقِ بخشش)



صحابہ کرام اور ان کا تعظیم و توقیر بجالانا

خدا کی قسم مصطفیٰ کے صحابہ
سب آپس میں یک جان و یکدل دو قالب

جو ان میں نفاق و عدوات بتائے
وہ مردود جھوٹا وہ ملعون کاذب

اولئک هم المؤمنون صفا لهم ورحمت عند ربهم و مغفرة و رزقاً کریم.

یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

(الانفال/۴)

صحابہ کرام اور ان کا تعظیم و توقیر بجالانا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور ادب و حقوق کے سلسلے میں صحابہ کرام کی عزت و عظمت، ان کے حق و احسان کی معرفت اور اس کی ادائیگی اور ان کا اتباع و اقتدا کرنا ہے۔ اور ان کے افعال و اعمال اور ان کے آداب و اخلاق کی روشوں اور سنتوں پر عمل کرنا اس حد تک جہاں تک عقل و خرد کی تاب نہیں، اور ان کی اچھے پیرایہ میں تعریف کرنا، ان کے ادب کا لحاظ رکھنا اور انھیں دعا و استغفار سے یاد کرنا ہر ایک صحابی کا حق ہے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ نے ہر صحابی کی یہ تعریف فرمائی ہے، کہ وہ ان سے راضی ہوا ہے۔ ہر صحابی رسول اس کا مستحق ہے کہ اس کی تعریف کی جائے اور استغفار کیا جائے، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کے لیے استغفار کریں مگر کچھ لوگوں کا حال ہے کہ دشنام طرازی کرتے ہیں۔ (روہ مسلم)

لہذا صحابہ کرام پر سب و طعن کرنا اگر اولہ قطعہ کے مخالف ہے جیسے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان باندھنا تو یہ کفر ہے ورنہ بدعت و فسق ہے۔ (کذا قال فی المواہب)

اسی طرح صحابہ کرام کے باہمی تنازعات و مناقشات اور گزرے ہوئے واقعات کے اظہار و بیان سے پہلو تہی کرنا اور زبان کو روکنا بھی ہے اور مورخین کی بے ہنگم خبروں اور جاہلوں کی روایتوں اور غالی شیعوں اور بے دین و گمراہ رافضیوں اور مبتدعین کی باتوں سے اعراض و اجتناب کرنا چاہیے کیوں کہ یہ بد لگام لوگ ان کے جن عیبوں، برائیوں، اور خطاؤں کو بیان کرتے ہیں ان میں اکثر و بیشتر جھوٹ اور افتراء پر مبنی ہیں۔ اور صحابہ کرام کے بارے میں جو ان کے مشاجرات اور محاربات تاریخوں میں پائے جاتے ہیں ان کو جستجو و تلاش کر کے انھیں احسن تاریخوں سے بہتر و صواب محل پر محمول کرنا (جس کے وہ مستحق ہیں) ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اور ان کے کسی عیب و برائی کو کبھی زبان پر نہ لانا چاہیے بلکہ ان کی نیکیوں، خوبیوں، سیرتوں اور

فضائل و محامد ہی کو بیان کرنا چاہیے۔ اور اس کے علاوہ جو کچھ ہو اس سے اغماض و سکوت کرنا چاہیے اس بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی صحبت یقینی ہے اور اس کے ماسوا جو کچھ ہے وہ ظنی اور خیالی ہے۔ اس خصوص میں حق تعالیٰ کا ان کو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز فرمانا کافی ہے۔ اور اگر ان میں سے کسی سے اہل بیت اطہار وغیرہ کے حقوق میں کوئی کوتاہی یا غلطی واقع ہوئی ہے تو بھی یہ امید ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت سے درگزر کر دیے جائیں گے۔ اہل سنت و جماعت کا اس باب میں یہی مذہب اور طریق حق ہے۔ کتب عقائد میں مذکور ہے کہ

لا تذکر احداً منهم الا بخیر۔

تم ان میں سے کسی کو خیر کے سوا یاد نہ کرو۔ اور حدیثوں میں صحابہ کرام کے جو عمومی و خصوصی فضائل مذکور ہیں اس باب میں وہی کافی ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو صحابہ کرام سے بغض رکھتا ہے اور انہیں سب و شتم کرتا ہے وہ مسلمانوں کے زمرے میں نہ تو داخل ہے اور نہ ان کے غنیمت کا حقدار ہے۔ امام مالک نے یہ مسئلہ سورہ حشر کی اس آیت سے استنباط فرمایا،

و الذین جاؤا من بعدہم۔

اور امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص کسی صحابی رسول سے غضب ناک ہو کر جوش غضب و غصہ میں آتا ہے وہ کافر ہے۔ کیوں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے لیغیظ بہم الکفار۔ یقیناً صحابہ کرام سے کافر لوگ ہی غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سورہ فتح کی آخری آیتوں میں تمام مسلمانوں کی تقسیم تین طبقوں پر فرمائی گئی ہے۔

ایک مہاجرین۔

دوسرے انصار۔

تیسرے وہ مسلمان جوان کے بعد ہیں۔

اور ان تینوں طبقوں کی تعریف و توصیف بھی اس آیت میں داخل ہے کہ وہ دعائے نکتے ہیں۔

ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین

آمنوا:

اے رب ہمارے ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان میں ہم سے سبقت لیے

ہوئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی جو ایمان لائے ہیں کدورت نہ ڈال۔

صحابہ کا ادب و تکریم بجالانا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کس طرح کرتے تھے اس ضمن میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی طویل حدیث بیان کی گئی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صفات مذکور ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی ایک بھی نہ تھا اور نہ میری آنکھ میں آپ سے زیادہ کوئی بزرگ و عظیم تر تھا اور میرا حال یہ تھا کہ میری طاقت اتنی نہ تھی کہ میں آپ کو آنکھ بھر کر دیکھ سکوں، اور نہ آپ سے آنکھیں سیر ہوتی تھیں اگر کوئی مجھ سے کہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف بیان کروں تو مجھ میں اتنی قدرت نہیں اس لیے کہ میں آپ کے سامنے اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھا سکتا تھا۔

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہماری حالت یہ تھی کہ جب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے تو اصحاب مہاجرین و انصار کے حلقے میں جلوہ گر ہوتے، ان میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان نشست فرماتے مگر ان میں سے کسی میں تاب و تواں نہ ہوتی کہ آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھ سکے، یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بڑائی اور غایت تعظیم و اجلال کا عالم تھا۔ البتہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی طرف دیکھتے اور متبسم ہوتے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف ملاحظہ فرماتے اور تبسم فرماتے، یہ ان کی باہمی انس و محبت کا عالم تھا، (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوا تو آپ کے صحابہ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا حال یہ تھا گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ مطلب یہ کہ انتہائی سکون و قرار میں تھے جنبش تک نہ کرتے اور نہ سر اٹھاتے تھے اس لیے کہ جس کے سر پر پرندہ بیٹھا ہو اگر وہ حرکت کرے اور سر اٹھائے تو سر پر بیٹھا ہو پرندہ اڑ جائے۔

اور اس حدیث میں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصف مبارک بیان کیا گیا ہے مذکور ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تو ہم نشین صحابہ کرام سروں کو جھکا دیتے اور خاموش ہو جاتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جس وقت ان کو سال حدیبیہ میں قریش نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و احترام کرتے دیکھا اور یہ دیکھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے ہیں تو آب وضو لینے میں جلدی کرتے اور ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ باہم خون خرابہ ہو جائے مگر پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آب دہن مبارک یا آب بنی شریف یا آب حلق مبارک جدا ہونے نہیں پاتا کہ آگے بڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں لے لیتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وسلم کا جو موئے مبارک جدا ہوتا اسے جلدی سے حاصل کر لیتے اور تبرک بنا کر اس کی حفاظت کرتے اور جب کوئی حکم فرماتے تو امثال امر میں شتابی کرتے، جب بات کرتے تو اپنی آوازوں کو پست کر لیتے اور کسی کو یارانہ ہوتا کہ نگاہ اٹھائے اور آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھے، یہ غایت تعظیم اور اجلال کی وجہ سے تھا۔

جب عروہ لوٹ کر قریش کی طرف گئے تو ان کو دیکھتے ہی کہنے لگے اے گروہ قریش! میں نے قیسرو کسریٰ اور نجاشی کو ان کی بادشاہی کے زمانے میں دیکھا ہے مگر قسم ہے خدا کی میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا جیسی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب میں ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ کہا میں نے کسی بادشاہ کے ہم نشینوں کو بھی ایسی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ان کے اصحاب تعظیم کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جس وقت سر مبارک سے قینچی سے بال تراشے جاتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گرد صحابہ جمع ہو جاتے اور بالوں کو ہاتھوں میں لیتے رہتے اور ایک بھی بال گرنے نہیں دیتے۔ بعد میں ان موئے مبارک کو حضور اپنے صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیتے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتہائی آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کی جانب دعوت اسلام اور صلح کے ابتدائی قواعد و ضوابط طے کرنے کے لیے بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دی کہ وہ بیت الحرام کا طواف کر لیں مگر حضرت عثمان نے انکار فرمایا اور فرمایا کہ میں اس وقت تک خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے اس کا طواف نہ فرمائیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کی رعایت کو طواف سے عظیم تر جانا اور حق و صواب بھی یہی ہونا چاہیے کہ کوئی عمل اور کوئی عبادت، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب کی رعایت کے برابر نہیں ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کسی بدو کے آنے کو پسند کرتے کہ وہ حضور سے کوئی ایسی بات پوچھے جو ان کے دین میں فائدہ پہنچائے کیوں کہ خود ان میں اتنی تاب و توان نہ ہوتی کہ آپ کی ہیبت و جلال کی بنا پر کچھ دریافت کر سکیں۔

حضرت مغیرہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دروازے کو ناخنوں سے بجاتے تھے تاکہ کھٹکھٹانے کی آواز سخت و شدید نہ ہو جائے اور حضور کے وقت شریف میں تشویش لاحق نہ ہو۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک سوال پوچھنا چاہتا تھا یہاں تک کہ کئی سال گزر گئے مگر دریافت کرنے کی ہمت نہیں ہوئی باوجودیکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں میں بڑے خوش اخلاق اور صحابہ کرام کے ساتھ بڑی مہربانی و شفقت کا سلوک فرماتے خصوصاً فقراء و مساکین کے ساتھ۔

روایت حدیث میں ادب و احترام

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت و حدیث کی روایت کی تعظیم میں حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سال تک برابر آتا جاتا رہا مگر ان سے کسی وقت بھی بے تعظیمی سے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہتے نہیں سنا اور جب کہ ایک دن بے خیالی میں زبان پر یہ جاری ہو گیا تو وہ اتنے شرمندہ ہوئے کہ ان کے چہرے کا رنگ فق

ہو گیا اور وہ پسینہ پسینہ ہو گئے۔ اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ ان کا چہرہ گرد آلود جیسا ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ایسی بجلی بندھی کہ گردن کی رگیں سوج گئیں۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز ابو حازم کے پاس گئے اس وقت وہ حدیث بیان کر رہے تھے تو حضرت مالک ادھر سے گزر گئے اور فرمایا میں بے وہاں بیٹھنے کی جگہ نہ پائی اور میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں کہ کھڑے کھڑے حدیث (رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حاصل کروں حالاں کہ میں کھڑا ہو سکتا تھا۔

اور حضرت مالک نے فرمایا ایک شخص حضرت ابن المسیب کے پاس آیا اور اس نے ان سے ایک حدیث دریافت کی تو وہ ایک پہلو پر لیٹے ہوئے تھے فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی، اس شخص نے کہا مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آپ تکلیف اٹھائیں اور اٹھ کر بیٹھیں، انہوں نے فرمایا میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ پہلو پر لیٹے لیٹے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں۔

محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ تبسم کناں تھے لیکن جب ان کے سامنے حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کی گئی تو فوراً متواضع ہو کر سر جھکا دیا۔

حضرت ابو مصعب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا دستور تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث مبارک جب بیان کرتے تو پہلے وضو کر لیتے۔

بروایت مالک از جعفر بن محمد منقول ہے کہ حضرت مصعب بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرنے کا عزم فرماتے تو پہلے وضو کرتے اس کے بعد حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کے لیے ایک خاص لباس تیار کر رکھا تھا اسے پہنتے اس کے بعد حدیث بیان کرتے تھے، اس اہتمام کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو فرمایا یہ

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث ہے، مطلب یہ کہ اسے آسان بات نہ جانا چاہیے اس کی تعظیم کرنی چاہیے۔

حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ جب لوگ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے پاس آتے تو پہلے ان کی باندی باہر آتی اور پوچھتی تم شیخ سے حدیث پوچھنا چاہتے ہو یا مسائل شرعیہ؟ اگر لوگ کہتے کہ ہمیں مسائل دریافت کرنے ہیں تو امام مالک فوراً باہر تشریف لاتے اور ان کو مسائل کا جواب عنایت فرما دیتے۔ اگر وہ لوگ کہتے کہ ہمیں حدیث معلوم کرنی ہے تو پہلے غسل خانہ تشریف لے جاتے، غسل کرتے، بدن پر خوشبو ملتے، اور نئے کپڑے پہنتے اور اپنا چغہ جو سیاہ یا سبز ہوتا زیب تن کرتے اور عمامہ سر پر رکھتے، ایک تخت بچھایا جاتا، پھر باہر تشریف لاتے، تخت پر خشوع و خضوع کے ساتھ بیٹھتے، بخور جلایا جاتا اور جب تک حدیث کے بیان سے فارغ نہ ہوتے ہیبت کے ساتھ بیٹھے رہتے۔ یہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان کرنے کے لیے خاص اہتمام تھا۔ اور راہ چلتے یا کھڑے کھڑے یا عجلت میں حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور سلف صالحین بے وضو حدیث بیان کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور حضرت اعمش سے منقول ہے کہ جب وضو نہ ہوتا تو تیمم کرتے۔

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک ہمارے سامنے حدیث بیان کر رہے تھے تو ان کو بچھو نے سولہ مرتبہ ڈنک مارا اور امام مالک کا رنگ متغیر ہو گیا، چہرہ زرد پڑ گیا مگر حدیث کو درمیان میں قطع نہیں فرمایا، جب بیان حدیث سے فارغ ہو گئے اور سب لوگ چلے گئے تو میں نے ان سے عرض کیا اے ابو عبد اللہ میں نے آج آپ کا عجیب حال دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں میں حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اجلال و تعظیم کی بنا پر صبر کرتا رہا۔

اور مشہور ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ ہر حدیث کی کتابت کے لیے اپنی صحیح میں، غسل کرتے اور دو

گانہ ادا کرتے تھے، یہی طریقہ تراجم کتاب الہی کے لکھنے میں اختیار کیا تھا، بعض کہتے ہیں کہ آب زمزم سے غسل کرتے تھے اور مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں دو گانہ ادا کرتے تھے۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

صحابہ رسول و اہل بیت

صحابہ اور اہل بیت کرام کے بارے میں کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

تو اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

(ملائکہ مرسلین و سادات فرشتگان مترجمین) کے بعد اصحاب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جمعین ہیں اور انھیں میں حضرت بتول، جگر پارہ رسول، خاتون جہاں، بانوئے جہاں، سیدۃ النساء فاطمہ زہراء اور دو جہاں کی آقا زادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، جہنم سیادت کے مہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قرۃ العین رسول، امامین کریمین، سعیدین شہیدین، تقمیین نقمیین، نیرین طاہرین، ابو محمد حسن و ابو عبد اللہ حسین اور تمام مادران امت، بانوان رسالت علی المصطفیٰ و علیہم کلہم الصلوٰۃ والتحیۃ داخل کہ،

صحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالت اسلام میں اس چہرہ خدا نما کی زیارت سے مشرف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا۔ ان کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و رفعت سے آگاہ ہے۔

آفتابِ نمروز سے روشن تر کہ محبت جب قدرت پاتا ہے اپنے محبوب کو محبت بد سے بچاتا ہے حق تعالیٰ قادر مطلق ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے محبوب و سید المحبوبین، کیا عقل سلیم تجویز کرتی ہے کہ ایسا قدیر، ایسے ذمی و جاہت جان محبوبی و کان عزت کے لیے خیار خلق کو جلیس و انیس و یار و مدد

گار مقرر نہ فرمائے۔ جو ان میں سے کسی پر طعن کرتا ہے جناب باری تعالیٰ کے کمال حکمت و تمام قدرت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غایت محبوبیت و نہایت منزلت پر حرف رکھتا ہے اسی لیے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم و
من ابغضہم فببغضی ابغضہم من اذا ہم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی
اللہ فیوشک ان یاخذہ .

خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے حق میں انھیں نشانہ نہ بنا لینا میرے بعد، جو انھیں
دوست رکھتا ہے میری محبت سے انھیں دوست رکھتا ہے اور جو ان کا دشمن ہے میری عداوت سے ان کا دشمن
ہے جس نے انھیں ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے
اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو گرفتار کر لے۔ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا۔

پھر امام احمد رضا بریلوی، خارجی، ناصبی اور شیعہ و رافضی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

اب اے خارجیو، ناصبیو، کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ارشاد عام اور جناب باری
تعالیٰ نے آیہ کریمہ رضی اللہ عنہم و رضو عنہ سے جناب ذوالنورین و حضرت اسد اللہ غالب رضی
اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یا اے شیعو، اے رافضیو! ان احکام شاملہ سے خدا و رسول نے حضرت صدیق اکبر،
جناب فاروق اعظم، حضرت مجز جیش العسرة، و جناب ام المومنین محبوبہ سید العالمین عائشہ صدیقہ بنت
صدیق، و حضرت طلحہ و زبیر و معاویہ وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم الی یوم الدین کو خارج کر دیا، اور تمہارے
کان میں کہہ دیا کہ ”اصحابی“ سے ہماری مراد، اور آیت میں ضمیر ”ہم“ کے مصداق ان لوگوں کے سوا ہیں جو تم
ان کے اے خوارج دشمن ہو گئے اور عیاذ باللہ لعن طعن سے یاد کرنے لگے، نہ یہ جانا کہ یہ دشمنی، درحقیقت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنی ہے اور ان کی ایذا حق تبارک و تعالیٰ کی ایذا۔

مگر اے اللہ! تیری برکت والی رحمت اور بیشکلی والی عنایت اس پاک فرقہ اہل سنت و جماعت پر جس نے تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب ہم نشینوں اور گلستان صحبت کے گل چینیوں کو نگاہ تعظیم و اجلال سے دیکھنا اپنا شعار و دثار کر لیا اور سب کو چراغ ہدایت کے ستارے اور فلک عزت کے سیارے جاننا عقیدہ کر لیا، کہ ہر ہر فرد بشر ان کا سرور عدول و اختیار و اتقیاء و ابرار کا سردار، تابعین سے لے کر تاقیامت امت کا کوئی ولی، کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد صادق کے مطابق اوروں کو کوہ احد کے برابر سونا، ان کے نیم صاع جو کے برابر نہیں، جو قرب خدا انھیں حاصل، دوسرے کو میسر نہیں، اور جو درجات عالیہ یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے ان سب کو بالا جمال پر لے درجے کا بروقتی جانتے اور تفصیل احوال پر نظر حرام مانتے، جو فعل کسی کا اگر ایسا منتقل بھی ہو جو نظرِ قہر میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرا ہے اسے محمل حسن پر اتارتے ہیں۔ اور اللہ کا سچا قول رضی اللہ عنہم سن کر آئینہ دل میں زنگ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم فرما چکے۔

اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔

جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔

ناچار اپنے آقا کا فرمان عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، بولناک تبدیہ میں سن کر زبان بند کر دی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کر لیا۔ اور جان لیا کہ ان کے رتبے ہماری عقل سے وراہ ہیں پھر ہمان کے معاملات میں کیا دخل دیں۔ ان میں جو مشاجرات واقعے ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟

گدائے خاک نشینی تو حافظِ مخروط

رموز مملکت خویش خسروان دانند

حاشا کہ ایک کی طرف داری میں، دوسرے کو برا کہنے لگیں، یا ان نزاعوں میں ایک فریق کو دنیا طلب ٹھہرائیں بلکہ بالیقین جانتے ہیں کہ وہ سب مصالِح دین کے خواست گار تھے، جس کے اجتہاد میں جو بات دین الہی و شرع رسالت پناہی جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اصلح و انسب معلوم ہوئی، اختیار کی۔ گوا اجتہاد میں خطا ہوئی اور ٹھیک بات ذہن میں نہ آئی لیکن وہ سب حق پر ہیں۔ ان کا حال بعینہ ایسا ہے جیسا فروع مذہب میں ابوحنیفہ و شافعی کے اختلافات، نہ ہرگز ان منازعات کے سبب اک دوسرے کو گمراہ فاسق جاننا نہ ان کا دشمن ہو جانا۔

بالجملہ ارشادات خدا و رسول عز مجدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتنا یقین کر لیا کہ سب اچھے اور عدل و ثقہ تھے، نئی ابرار ہیں اور ان (مشاجرات و منازعات کی) تفصیل پر نظر گمراہ کرنے والی ہے۔ نظیر اس کی عصمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے کہ اہل حق شاہراہ عقیدت پر چل کر مقصود کو پہنچے، اور ارباب باطل تفصیلات میں خوض کر کے مفاک (ضلالت اور) بددینی میں جا پڑے۔ کہیں دیکھا و عصى آدم ربہ فغوی کہیں ہیں۔ سنا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کبھی موسیٰ و قبطی کا قصہ یاد آیا کبھی داؤد اور اوریہ کا فسانہ سن پایا، لگے چون و چرا کرنے، تسلیم و گردن نہاؤن کے زینہ سے اترنے، پھر ناراضی خدا و رسول کے سوا اور بھی کچھ پھل پایا؟ اور خضتم کالذی خاضوا نے حقت کلمۃ العذاب کا دن دکھایا۔ (الاعتقاد الاحباب فی الجلیل والمصطفیٰ والال والاصحاب)

عشرۃ مبشرہ و خلفائے اربعہ

اب ان سب میں افضل و اعلیٰ و اکمل حضرات عشرہ مبشرہ ہیں۔ وہ دس صحابی جن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت و خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں سنادی تھی وہ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی حضرات خلفاء اربعہ راشدین، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبد

الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔ (مولف)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اور ان میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ان چار ارکان قصر ملت، و چار انہار باغ شریعت، کے خصائص و فضائل، کچھ ایسے رنگ پر واقع ہیں کہ ان میں سے جس کسی کی فضیلت پر تنہا نظر کیجیے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہیں یہی ہیں ان سے بڑھ کر کون ہوگا۔

بہر گلے کہ ازیں چار باغ میں نگر

بہار دامن دل می کشد کہ جا ایں جاست

علی الخصوص شمع شبستان ولایت، بہار چمنستان معرفت امام الواصلین سید العارفین، خاتم خلافت نبوت، فاتح سلاسل طریقت، مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین ابوالائمۃ الطاہرین، طاہر مطہر، قاسم کوثر اسد اللہ غالب مظہر العجائب والغرائب مطلوب کل طالب، سیدنا و مولانا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم و حشرنا فی زمرتہ فی یوم عقیقہ کہ اس جناب گردوں قباب کے مناقب جلیلہ و محامد جمیلہ جس کثرت و شہرت کے ساتھ ہیں دوسرے کے نہیں۔ حضرات شیخین، صاحبین صہیرین، وزیرین امیرین، مشیرین ضجیعین، رفیقین سیدنا و مولانا عبد اللہ العتیق ابو بکر صدیق، و جناب حق مآب ابو حفص عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان والا سب کی شانوں سے جدا ہے اور ان پر سب سے زیادہ عنایت خدا اور رسول خدا جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

بعد انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین کے جو مرتبہ ان کا خدا کے نزدیک ہے دوسرے کا نہیں، اور رب تبارک و تعالیٰ سے جو قرب و نزدیکی اور بارگاہ عرش اشتباہ رسالت میں جو عزت و سر بلندی ان کا حصہ ہے اوروں کا نصیبہ نہیں۔ اور منازل جنت و مواہب بے منت میں انھیں کے درجات سب پر عالی، فضائل و

فواضل و حسنات و طیبات میں انھیں کو تقدم و پیشی، ہمارے علماء و ائمہ نے اس میں مستقل تصنیفیں فرما کر سعادت کو نین و شرافت دارین حاصل کیں ورنہ غیر متناہی کا شمار کس کے اختیار، واللہ العظیم اگر ہزار دفتر ان کے شرح فضائل میں لکھے جائیں یکے از ہزار تحریر میں نہ آئیں، مگر کثرت فضائل و شہرت فواضل چیزے دیگر، اور فضیلت و کرامت امرے آخر، فضل اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ قل ان الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء . اس کی کتاب کریم اور اس کا رسول عظیم علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و التسليم علی الاعلان گواہی دے رہے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں۔

كنت عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاقبل ابو بكر و عمر فقال يا علي

هذان سيدا كهول اهل الجنة و شبابها بعد النبيين و المرسلين

میں خدمت اقدس حضور افضل الانبياء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا کہ ابو بکر و عمر سامنے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی! یہ دونوں سردار ہیں اہل جنت کے سب بوڑھوں اور جوانوں کے، بعد انبیاء و مرسلین کے۔ اسے ترمذی و ابن ماجہ و عبد اللہ بن الامام احمد نے روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی حضور کا ارشاد ہے

ابو بكر و عمر خير الاولين و الاخيرين و خير اهل السموات و خير اهل

الارضين الا النبيين و المرسلين .

ابو بکر و عمر بہتر ہیں سب اگلوں پچھلوں کے، اور بہتر ہیں سب آسمان والوں سے، اور بہتر ہیں

سب زمین والوں سے سوا انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔ ابن عدنی و خطیب اور حاکم نے کتاب الکنی

میں یہ حدیث روایت کی۔

خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بار بار اپنی کرسی مملکت و سطوت خلافت میں افضلیت مطلقہ شیخین کی تصریح فرمائی، اور یہ ارشاد ان سے بتواتر ثابت ہوا کہ اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین نے اسے روایت کیا، اور فی الواقع اس مسئلہ کو جیسا حق مآب مرتضوی نے صاف صاف و اشکاف بہ کرات و مرات (بار بار) جلوات و خلوات و مشاہد عامہ و مساجد جامعہ میں ارشاد فرمایا، دوسروں سے واقع نہیں ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادہ جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر

قال قلت ثم من قال عمر۔

یعنی میں نے اپنے والد ماجد امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہیں ارشاد فرمایا ابو بکر، میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔

ابو عمر بن عبد اللہ حکم بن حجل سے اور دارقطنی اپنی سنن میں راوی جناب امیر کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں۔

لا اجد احدا فضلا علی ابی بکر و عمر الا جلدته جلد المفتری۔

جسے میں پاؤں گا کہ شیخین سے مجھے افضل بتاتا ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا کہ اسی کوڑے ہیں۔

ابوالقاسم ^{طلحی} کتاب السنہ میں جناب علقمہ سے راوی :

بلغ علیا ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر و عمر فصعد المنبر فحمد اللہ و

اثنی علیہ ثم قال ایہا الناس انہ بلغنی ان اقواما یفضلونہ علی ابی بکر و عمر کنت

تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفترى
ثم قال ان خير هذه الامة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم الله
اعلم بالخيرة بعده قال و في المجلس الحسن بن علي فقال و الله لو سمي الثالث
لسمي عثمان

یعنی جناب مولیٰ علی کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انھیں حضرات شیخین پر تفصیل دیتے ہیں پس منبر پر
تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا، اے لوگو مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل
بتاتے ہیں اور اگر میں نے پہلے سے سنا ہوتا تو اس میں سزا دیتا یعنی پہلی بار تفہیم پر قناعت فرماتا ہوں پس اس
دن کے بعد جسے ایسا کہتے سنوں گا تو وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد لازم ہے۔ پھر فرمایا بیشک بہتر اس
امت کے، بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابو بکر ہیں پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے بہتر کون ان کے بعد، اور
مجلس میں امام حسن بھی جلوہ فرماتے انھوں نے ارشاد کیا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام
لیتے۔

بالجملہ احادیث مرفوعہ و اقوال حضرت مرتضوی و اہل بیت نبوت اس بارے میں لا تعداد و لا تحصى
ہیں کہ بعض کی تفسیر فقیر (امام احمد رضا) نے اپنے رسالہ ”نتیجۃ التفصیل لمبحث التفصیل“ میں کی اب اہل سنت
جو نگاہ غور کو کام فرمایا تو تفصیل شیخین کی صداقت و تحسین علی الاطلاق پائیں کہیں جہت و حیثیت کی قید نہ
دیکھی کہ یہ صرف فلاں حیثیت سے افضل ہیں اور دوسری حیثیت سے دوسروں کو افضلیت، لہذا انھوں نے
عقیدہ کر لیا کہ گو فضائل خاصہ و خصائص فاضلہ حضرت مولیٰ علی اور ان کے غیر کو بھی ایسے حاصل جو حضرات
شیخین نے نہ پائے، جیسے کہ اس کا عکس بھی صادق ہے مگر فضل مطلق کلی جو کثرت ثواب و زیادت قرب رب
الارباب سے عبارت ہے وہ انھیں کو عطا ہوا۔ اور اس عقیدہ کا خلاف اول تو کسی حدیث صحیح میں ہے ہی نہیں
اور اگر بالفرض کہیں بوائے خلاف پائے بھی تو سمجھ لے کہ یہ ہماری فہم کا قصور ہے، ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اور خود حضرت مولیٰ و اہل بیت کرام کیوں بلا تقید انھیں افضل و خیر امت و سردار اولین و آخرین بتاتے کیا آیہ کریمہ و انفسنا و انفسکم و حدیث صحیح من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور خبر شدید الضعف و قوی الجرح لحمک لحمی و دمک دمی بر تقدیر ثبوت و غیر ذلک سے انھیں آگاہی نہ تھی، یا تھی تو وہ ان کا مطلب نہ سمجھے یا سمجھے اور اس میں تفضیل شیخین کا خلاف پایا، تو اور تصریحات بینہ و قاطعہ الدلالہ و غیرہ حتملہ الخلاف کو کیسے پس پشت ڈال دیں۔

اور جب ثابت ہو گیا کہ قرب الہی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مزیت و تفوق ہے تو ولایت بھی انھیں کی اعلیٰ ہوئی۔ مگر ایک درجہ قرب الہی جل جلالہ و رزقنا اللہ کا، پر ظاہر ہے کہ سیرالی اللہ میں تو سب اولیاء برابر ہوتے ہیں اور وہاں لا نفرق بین احد من رسلہ، کی طرح لا نفرق بین احد من اولیائہ کہا جاتا ہے (یعنی تمام اولیاء اللہ اصل طریق ولایت یعنی سیرالی اللہ میں برابر ہوتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت و فضیلت کا قول باعتبار سیر فی اللہ کیا جاتا ہے کہ جب سالک عالم لاہوت پر پہنچا، سیر و سلوک تمام ہوا یعنی سیرالی اللہ سے فراغت کے بعد سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور اس کی نہایت و حد نہیں) جب (عالم لاہوت پر پہنچ کر) ماسوائے الہی آنکھوں سے گر گیا اور مرتبہ فنا تک پہنچ کر آگے قدم بڑھا تو وہ سیر فی اللہ ہے اس کے لیے انتہا نہیں اور یہیں تفاوت قرب جلوہ گر ہوتا ہے۔ جس کی سیر فی اللہ زائد وہی خدا سے زیادہ نزدیک پھر بعض بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور بعض کو دعوت خلق کے لیے منزل ماسوتی عطا فرماتے ہیں۔

ان سے طریقہ، خرقہ و بیعت کا رواج پاتا ہے اور سلسلہ طریقت جنبش میں آتا ہے مگر یہ معنی اسے مستلزم نہیں ان کی سیر فی اللہ انگوں سے بڑھ جائے۔ ہاں یہ ایک فضل جدا گانہ ہے کہ انھیں ملا اور دوسروں کو عطا نہ ہوا تو یہ کیا؟ اس کے سوا صد ہا خصائص حضرت مولیٰ علی کو ایسے ملے کہ شیخین کو نہ ملے، مگر قرب و رفعت درجات میں انھیں کو افزونی رہی ورنہ کیا وجہ ہے کہ ارشادات مذکورہ بالا میں انھیں، ان سے افضل و بہتر کہا جاتا ہے اور ان کی افضلیت کا تاکیدانہ انکار کیا جاتا ہے۔ حالاں کہ ادنیٰ ولی، اعلیٰ ولی سے افضل

نہیں ہو سکتا۔

آخر دیکھئے حضرت امیر کے خلفائے کرام میں حضرت سبط اصغر (سیدنا امام حسین) و جناب خواجہ حسن بصری کو تنزل نا سوتی ملا، اور حضرت سبط اکبر (سیدنا امام حسن) سے کوئی سلسلہ جاری نہ ہوا حالاں کہ قرب ولایت امام مجتبیٰ (سیدنا امام حسن) ولایت و قریب خواجہ (حسن بصری) سے بالیقین اتم و اعلیٰ، اور ظاہر احادیث سے سبط اصغر شہزادہ گلگلوں قبا پر بھی ان کا فضل ثابت، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مشاجرات صحابہ کرام

حضرت مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنہوں نے مشاجرات و منازعات کیے۔ ہم اہل سنت ان میں حق، جانب جناب مولیٰ اور ان سب کو بر غلط و خطا اور حضرت اسد اللہی کو بدرجہا ان سے اکمل و اعلیٰ جانتے ہیں۔ مگر بایں ہمہ بلحاظ احادیث مذکورہ زبان طعن و تشنیع، ان دوسروں کے حق میں نہیں کھولتے، اور انھیں ان کے مراتب پر جو ان کے لیے شرع میں ثابت ہوئے رکھتے ہیں، کسی کو کسی پر اپنی ہوائے نفس سے فضیلت نہیں دیتے اور ان کے مشاجرات میں دخل اندازی کو حرام جانتے ہیں۔ اور ان کے اختلافات کو ابو حنیفہ و شافعی جیسا اختلاف سمجھتے ہیں۔ تو ہم اہل سنت کے نزدیک ان میں سے کسی ادنیٰ صحابی پر بھی طعن جائز نہیں چہ جائیکہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی جناب رفیع میں طعن کریں۔ حاشا! یہ اللہ و رسول کی جناب میں گستاخی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تطہیر و بریت میں آیات نازل فرمائے اور ان پر تہمت دھرنے والوں کو و عیدیں عذاب الیم کی سنائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں اپنی سب ازواج مطہرات میں زیادہ چاہیں۔ جہاں منہ رکھ کر عائشہ صدیقہ پانی پییں حضور اسی جگہ اپنا لب اقدس رکھ کر وہیں سے پانی پییں، یوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب ازواج دنیا و آخرت میں حضور ہی کی بیبیاں ہیں مگر عائشہ سے محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے حق میں یہ ارشاد ہوا کہ یہ حضور کی بی بی ہیں دنیا و آخرت میں۔

حضرت خیر النساء یعنی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حکم ہوا کہ فاطمہ تو مجھ سے محبت رکھتی ہے تو عائشہ سے بھی محبت رکھ کہ میں اسے چاہتا ہوں۔ سوال ہوا سب آدمیوں میں حضور کو محبوب کون ہیں؟ جواب عطا ہوا، عائشہ۔

اور زبیر و طلحہ ان سے بھی افضل کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور خواری، اور یہ یعنی طلحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کے لیے ہر وقت جاٹاری رہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان کا درجہ ان سب کے بعد ہے اور حضرت مولیٰ علی کے مقام رفیع و شان منیع تک تو ان سے وہ دور دراز منزلیں ہیں جن میں ہزاروں ہزار، رہوار برق کردار صبار فارتھک رہیں اور قطع مسافت نہ کر سکیں مگر فضل صحبت و شرف صحابیت و فضل و شرف، سعادت اور خدائی دین ہے۔

ہم تو بحمد اللہ سرکار اہل بیت کے غلامان خانہ زاد ہیں، ہمیں معاویہ سے کیا رشتہ کہ خدا نخواستہ ان کی حمایت بے جا کریں مگر ہاں اپنی سرکار کی طرفداری اور ان کا الزام بدگوئیاں سے بری رکھنا منظور ہے کہ ہمارے شہزادہ اکبر حضرت سبط حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسب بشارت اپنے جد امجد سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اختتام مدت خلافت راشدہ عین معرکہ جنگ میں ہتھیار رکھ دیے اور ملک امیر معاویہ کو سپرد کر دیا۔ اگر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ العیاذ باللہ کافر یا فاسق، فاجر یا ظالم، جائز تھے یا غاصب جابر تھے تو الزام امام حسن پر آتا ہے کہ انھوں نے کاروبار مسلمین و انتظام شرع و دین باختیار خود ایسے شخص کو تفویض فرما دیا اور خیر خواہی اسلام کو معاذ اللہ کام نہ فرمایا۔

اگر مدت خلافت ختم ہو چکی تھی اور آپ بادشاہت منظور نہیں فرماتے تو صحابہ حجاز میں کوئی اور قابلیت نظم و نسق دین نہ رکھتا تھا جو انھیں کو اختیار کیا۔ حاشا للہ! بلکہ یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ حضور نے اپنی پیشیں گوئی میں ان کے اس فعل کو پسند فرمایا اور ان کی سیادت کا نتیجہ ٹھہرایا۔

کما فی صحیح البخاری . (اعتقاد الاحباب فی الجحیم والمصطفیٰ والآل والاصحاب)

صحابہ امت کے لیے امان ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النجوم امنة للسماء فاذا ذهبت النجوم اتى السماء ما توعدو انا امنة لا صحابی فاذا ذهبت اتى اصحابی ما یوعدون و اصحابی امنة لامتی فاذا ذهب اصحابی اتى امتی ما یوعدون .

ستارے امان ہیں آسمان کے لیے جب ستارے جاتے رہیں گے آسمان پر وہ آئے گا جس کا اس سے وعدہ ہے یعنی شق ہونا، فنا ہو جانا، اور میں امان ہوں اپنے اصحاب کے لیے جب میں تشریف لے جاؤں گا میرے اصحاب پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے۔ یعنی مشاجرات، اور میرے صحابہ امان ہیں میری امت کے لیے جب میرے صحابہ نہ رہیں گے میری امت پر وہ آئے گا جس کا ان سے وعدہ ہے یعنی ظہور کذب و مذاہب فاسدہ و تسلط کفار۔ احمد و مسلم نے ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

صحابہ کو برا کہنا باعث لعنت ہے

فرماتے ہیں : حب ابی بکر و عمر من الایمان و بغضهم اکفرہ و حب الانصار من الایمان و بغضهم اکفرہ حب العرب من الایمان و بغضهم کفر و من سب اصحابی فعلیہ لعنة الله و من حفضنی فیہم فانا احفظہ یوم القیامہ .

محبت ابو بکر و عمر کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت انصار کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور محبت عرب کی ایمان سے ہے اور ان کا بغض کفر، اور جو میرے اصحاب کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت، اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے میں روز قیامت اس کا حافظ و نگہبان ہوں گا۔ ابن عساکر نے

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

اسامہ بن زید کی محبوبیت رسول

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا و ابن سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں

فرمایا :

احب اہلی من قد انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ .

مجھے اپنے گھر والوں میں سب سے پیارا وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے نعمت دی اور میں نے نعمت

دی۔

ترمذی نے اسے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

لم یکن احد من الصحابہ الا وقد انعم اللہ علیہ و انعم علیہ رسولہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم الا ان المراد المنصوص علیہ فی الكتاب و هو قوله تعالیٰ و اذ تقول

للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ و هو زید لا خلاف فی ذلک و لا شک الخ .

یعنی صحابہ سب ایسے ہی تھے جنہیں اللہ نے نعمت بخشی اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے کہ جس کی تصریح قرآن عظیم میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب فرماتا تھا تو اس سے

جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اس

میں کسی کا خلاف نہ اصلاً شک، اور آیت اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری مگر سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مصداق اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے۔

اسے مرقاۃ میں افادہ کیا گیا ہے۔

حضرت اسامہ سے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں
احمد و ابن ماجہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں

لو كان اسامة جارية لكسوته و حليته حتى انفقہ

اسامہ اگر لڑکی ہوتا تو میں جدائی ہونے تک اس کو اچھے کپڑے پہناتا رہتا اور اسے زیور سے
آراستہ کرتا رہتا۔

یعنی کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ ان کا پیغام آئے سنت مستحبہ ہے اس لیے
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترغیب امت کے لیے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمثیل بیان
فرمائی۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۹، ص ۳۶۴)

اکرام انصار

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اکرموا الانصار فانهم ربوا الاسلام كما يربى
الفرح في وكره.

انصار کی عزت کرو کہ انہوں نے اسلام کو پالا ہے جس طرح پرند کا پٹھا آشیانے میں پالا جاتا ہے۔
دارقطنی نے افراد میں اور دیلمی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا۔

روز احد حضرت طلحہ کا کارنامہ

طلحہ بن عبید اللہ احد العشرة المبشرة رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں روز احد میں نے رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کندھیا لے کر ایک چٹان پر بٹھا دیا کہ مشرکین سے آڑ ہوگئی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پس پشت دست مبارک سے ارشاد فرمایا:

هذا جبریل يخبرني انه لا يراك يوم القيامة في هول الا انكذك من

یہ جبریل مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اے طلحہ وہ روز قیامت تمہیں جس کسی دہشت میں دیکھیں گے اس سے تمہیں چھڑا دیں گے۔ ابن عساکر نے اسے طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مرضی خلفاء سے لوگ جنت میں جائیں گے

ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی بسادی یوم القيامة ابن اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فیوتی بالخلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم فیقول اللہ لہم ادخلوا من شتم الجنة و دعوا من شتم.

روز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں گے اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو چھوڑ دو۔ اسے علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفاء الامام المتقاضی عیاض فی فصل ما اطلع علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من الغیوب میں بیان کیا ہے۔

ابوبکر و عمر اور عثمان کا ذکر جمیل

نزال بن سبرہ فرماتے ہیں ایک دن ہم نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو خوش دل پایا عرض کی یا امیر المؤمنین اپنے یاروں کا حال ہم سے بیان کیجیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ میرے یار ہیں ہم نے عرض کی اپنے خاص یاروں کا تذکرہ کیجیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کا کوئی صحابہ نہیں کہ میرا یار نہ ہو، ہم نے عرض کی ابو بکر صدیق کا حال بیان کیجیے۔

فرمایا یہ وہ صاحب ہیں کہ اللہ عزوجل نے جبریل امین و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم کی زبان پر ان کا نام صدیق رکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ہمارے دین کی امامت کو پسند فرمایا تو ہم نے اپنی دنیا میں بھی انھیں کو پسند کیا۔

ہم نے عرض کی عمر بن خطاب کا حال فرمائیے، فرمایا یہ وہ صاحب ہیں جن کا نام اللہ عزوجل نے فاروق رکھا انھوں نے حق کو باطل سے جدا کر دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرتے سنا کہ ابی عمر بن خطاب کے سبب اسلام کو عزت دے۔

ہم نے عرض کی عثمان کا حال کہیے، فرمایا

ذَلِكْ اَمْرٌ تَدْعِيْ فِي الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى ذُو النُّوْرِينِ كَانَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْتِيْهِ ضَمْنَ لَهٗ فِي الْجَنَّةِ .

یہ وہ صاحب ہیں کہ ملاء اعلیٰ و بزم بالا میں ذی النورین پکارے جاتے ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو شاہزادیوں کے شوہر ہوئے سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے جنت میں ایک مکان کی ضمانت فرمائی ہے۔

اسے خیشمہ، لاکائی اور عشاری نے فضائل الصدیق میں اور ابن عساکر و ابو نعیم نے حضرت عثمان ذی النورین و علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
(الامن والعلی)

ایک صحابی کی کرامت

ابہان بن صغی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں ان کے کفن میں ایک تہبند زائد چلا گیا شب کو اپنے

صاحبزادے کی خواب میں تشریف لائے اور فرمایا یہ تمہند لو اور لگنی پر ڈال دیا صبح ان کی آنکھ کھلی تو وہیں رکھا ملا۔

بلال کو جنت میں آگے دیکھا

ایک بار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا، عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں۔ فرمایا یہ ہی سبب ہے۔

سلمہ بن اکوع کی بیعت و شجاعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی، جہاد کو جارہے تھے پہلی بار فرمایا سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور نے فرمایا سلمہ تم بیعت نہ کرو گے عرض کی حضور بھی کر چکا ہوں فرمایا وایضا پھر بھی، انھوں نے پھر بیعت کی۔ اخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے پھر ارشاد ہوا سلمہ تم بیعت نہ کرو گے عرض کی یا رسول اللہ میں دوبارہ بیعت کر چکا فرمایا وایضا پھر بھی۔ غرض ایک جلسہ میں سلمہ سے تین بار بیعت لی۔ ان پر تاکید بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔

ایک بار عبدالرحمن قاری کہ کافر تھا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا (اسے قرأت سے قاری نہ سمجھ لیں بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھا) سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یا صاحب احساہ یعنی دشمن ہے مگر انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں کوئی آتا ہے یا نہیں تنہا ان کافروں کا تعاقب کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے وہ سوار تھے اور یہ پیادہ مگر نبوی مدد ان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے سے انھیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ

تعاقب میں ہیں اپنا رجز پڑھتے جاتے ہیں۔

اناسلمة بن الاكوع

و اليوم يوم الرضع

میں سلمہ بن اکوع ہوں اور تمھاری ذلت و خواری کا دن ہے، ایک ہاتھ گھوڑے کی کونچوں پر مارتے ہیں وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہو گیا گھوڑوں پر سے اپنے اسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہو کر زیادہ بھاگیں یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انھیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوئی، کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اس کے قریب دوسری پہاڑی پر انہوں نے آرام فرمایا دن ہونے پر وہ اتر کے چلے وہ اسی طرح ان کے پیچھے اور وہی رجز وہی قتل یہاں تک کہ گرداٹھی یہ قتل و تعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے اندیشہ ہوا کہ مبادا کفار کی مدد آئی ہو جب دامن گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوققادہ مع دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لارہے ہیں اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

ابوققادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فارس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا جاتا تھا یعنی لشکر کے سوار جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راجل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی لشکر اقدس کے پیادے۔ ابوققادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہ رسالت میں اسد من اسد اللہ و رسوله فرمایا اللہ و رسول کے شیروں میں سے ایک شیر۔

گھوڑے نے جہاد کی خبر دی

ان (ابوققادہ) کو اس جہاد کی خبر ان کے گھوڑے نے دی تھان پر بندھا ہوا چکا انھوں نے چکارا پھر چکا فرمایا واللہ کہیں جہاد ہے گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کہ کدھر جائیں گے باگ چھوڑ دی

اور کہا جدھر تو جانتا ہے چل گھوڑا اڑا اور یہاں لے آیا۔ اس عبدالرحمن قاری سے پہلے کسی لڑائی میں ان سے وعدہ جنگ ہو لیا تھا یہ وقت اس کے اس وعدہ کے پورا ہونے کا آیا وہ پہلوان تھا اس نے کشتی مانگی انھوں نے قبول فرمائی اس محمدی شیر نے خوک شیطان کو دے مارا خنجر لے کر اس کے سینے پر سوار ہوئے اس نے کہا میری بی بی کے لیے کون ہوگا فرمایا نار اور اس کا گلا کاٹ دیا، یہ کاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اسباب کہ جا بجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے سب لا کر حاضر بارگاہ انور کیا۔

صدیق و فاروق اور بلال کی قرأت

عادت کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحاب کرام کا تفقد احوال فرماتے مثلاً ایک شب نماز تہجد میں صدیق اکبر پر گزر فرمایا صدیق اکبر کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے انھیں دیکھا کہ جا بجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہر ایک سے اس طریقے کا سبب دریافت فرمایا صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ اسمعت من انا جیہ میں جس سے مناجات کرتا ہوں اسے سن لیتا ہوں یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں۔ فاروق نے عرض کی یا رسول اللہ اطر د الشیطان و اوقظ الوسنان .

میں شیطان کو بھگاتا اور سوتوں کو جگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر پڑھے گا اس لیے اس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔ حضرت بلال نے عرض کی یا رسول اللہ کلام طیب یجمع اللہ بعضہ مع بعض .

پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے۔ اس کا مطلب فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآن عظیم ایک لہلہا تا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول قسم قسم کے میوے درمنثور کی

طرح متفرق پھیلے ہوئے کہیں حمد ہے کہیں ثنا کہیں ذکر ہے کہیں دعا کہیں خوف کہیں رجا کہیں نعت حبیب خدا وغیرہا مطالب جدا جدا، جانب الہی سے جس وقت جس طرح کی تجلی وارد ہوتی ہے اسی کی مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کر کے پڑھتا ہوں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کلکم قد اصاب تم سب ٹھیک پر ہو مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست اور اے بلال تم سورت ختم کر کے دوسری سورت کی طرف چلو۔

ابوموسیٰ کی خوش الحانی

اسی طرح ایک شب تہجد میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پڑھنا سنان کی آواز نہایت دلکش ان کا لہجہ کمال دلکشا تھا ارشاد ہوا انھیں داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے الحانوں سے ایک الحان ملا ہے۔ صبح ان کے پڑھنے کی تعریف فرمائی انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور سن رہے ہیں تو اور زیادہ بنا کر پڑھتا۔ (المملوہ ص ۲۰۰)

ایک صحابی کا کشف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحتم۔ تم نے کیوں کر صبح کی عرض کی اصبحتم مومنا حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا۔ ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعوے کی کیا دلیل ہے۔ عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے جنتیوں کو جنت میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں ارشاد فرمایا تم پہنچ لیے ہو اطمینان رکھو۔ (المملوہ ص ۲۰۰)

بلال کی آزادی

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا۔ اس پر صدیق اکبر نے عرض کی :

گفت ما دو بندگان کوئے تو

کردمش آزاد ہم بر روئے تو

کہا ہم دونوں تو آپ کی گلی کے غلام ہیں، میں نے بلال کو آپ ہی کی رضا اور خوشنودی کے لیے

ہی آزاد کیا ہے۔

صحابہ کی تعداد

ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی ہیں۔ سب کے نام نہیں معلوم، وہ صحابہ جن کے نام معلوم ہیں سات ہزار ہیں حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ (المسئوٰظ حصہ سوم)

ابن عباس کے لیے حضور کی دعا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے :

ضمنی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی صدرہ فقال اللهم علمہ الحکمة .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے اپنایا پھر دعا فرمائی الہی اسے حکمت سکھا دے۔

ابن عباس کا علم

ایک مقام پر حبر الامۃ رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علم عظیم کے بارے

میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

اتقان میں ہے ابو الفضل مرسی بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

لو ضاع لی عقل بعیر لوجدته فی کتاب اللہ.

اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے تو میں قرآن عظیم میں اسے پالوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱۸)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

ہر ذی علم جانتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما زمانہ نبوت میں صغیر السن تھے اور ان کا شمار

باعتبار عمر اصغر صحابہ میں ہے اگرچہ بہ برکت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم و فقاہت میں اکثر شیوخ

صحابہ پر مقدم تھے۔ (قمر التمام)

حضرت اسید کی محبت رسول

امام ابو داؤد اپنی سنن میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

بینما هو یحدث القوم و کان فیہ مزاح بینا یضحکهم فطعنه النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فی خاصرته بعد فقال اصبرنی قال اصطر قال ان علیک قمیصا و

لیس علی قمیص فرفع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن قمیصه فاحتضنه و جعل

یقبل کشحہ قال انما اردت هذا یا رسول اللہ .

اس اثنا میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں مزاح تھا لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید

عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکڑی ان کے پہلو میں چبھوئی، انہوں نے عرض کی مجھے بدلہ دیجیے فرمایا لے،

عرض کی حضور تو کرتا پہنے ہیں اور میں ننگا تھا حضور نے کرتا اٹھایا انھوں نے حضور کو اپنی کنار میں لیا اور تہی گاہ اقدس کو چومنا شروع کیا پھر عرض کی یا رسول اللہ میرا یہی مقصود تھا۔ ع

دل عشاق حیلہ گر باشد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ کل من احبہ وبارک وسلم

ابو ذر پر حضور کا کرم

اسی میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ما لقیته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قط الا صافحنی وبعث الی ذات یوم و لم اکن فی اہلی فلما جنت اخبرت بہ فاتیتہ و هو علی سریر فالتزمتنی فکانت تلک اجود و اجود۔

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا، آیا تو خبر پائی، حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ فرماتے، گلے سے لگا لیا اور زیادہ جید اور نفیس تر تھا۔ (وشاح الجیدی فی تحلیل معانقۃ العید)

ثبوت صحابیت کے طریقے

امام ابن حجر عسقلانی اصحابہ فی تمییز الصحابہ میں فرماتے ہیں :

الفصل الثانی فی الطریق الی معرفۃ کون الشخص صحابیا و ذلک باشیاء۔

اولھا ان یثبت بطریق التواتر انہ صحابی۔

ثم بالاستفاضة و الشهرة۔

ثم بان یروی عن احد من الصحابة ان فلانا له صحبة مثلا و کذا عن احاد

التابعین بناء على قبول التزكية من واحد وهو الراجح .

ثم بان يقول هو اذا كان ثابت العدالة و المعاصرة انا صحابی .

دوسری فصل کسی شخص کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی ہونے کی پہچان کے طریق میں اور

یہ چند چیزوں سے ہے۔

اول یہ کہ تو اتر کے طریق سے ثابت ہو کہ وہ صحابی ہے۔

پھر استفاضہ اور شہرت کے ساتھ۔

پھر بایں طور کہ کسی صحابی سے روایت کیا جائے کہ فلاں کو صحبت نصیب ہے مثلاً اور ایسے ہی کسی

ایک تابعی سے کسی ایک سے تزکیہ قبول کرنے کی بناء پر، اور یہی راجح ہے۔

پھر اس طور پر وہ کہے کہ جب اس کی عدالت اور ہم عصر ہونا ثابت ہو کہ میں صحابی ہوں۔

مسلم الثبوت میں ہے

اخبار العدل عن نفسه انه صحابی اذا كان معاصرا لا كالرثن ليس كتعديله

نفسه .

کہ عادل کا خبر دینا اپنی ذات کے بارے میں کہ وہ صحابی ہے جب کہ وہ ہم عصر ہو۔ خواجہ رتن کی

طرح نہ ہو، اپنی تعدیل کے حکم میں نہیں ہے۔

پھر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

کتنے صحابہ ہیں جن کی احادیث ائمہ حدیث قدیم و حدیث نے اپنے صحاح و مسانید و سنن و معاجم

میں تخریج فرمائیں نہ ان کے پاس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی فرمان تھا کہ فلاں ہمارے حضور بارگاہ

عالم پناہ سے شرف یاب ہوا نہ ان سے اس امر پر کوئی شہادت لی گئی نہ اور صحابہ کا محض طلب ہوا ان ثقات کا خود ہی کہنا کہ :

سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ مسرّخ و مقبول ہوا۔

کما افادہ الامام ابو عمر بن عبد البر فی الاستیعاب و اقرہ علیہ حافظ الشان .

جیسا افادہ فرمایا ہے امام ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب میں اور ثابت رکھا ہے اسے حافظ الشان

ابن حجر نے۔ (نقاء السلاف فی احکام البیعة والخلافة)

حضرت انس کی خدمت رسول

وقد کان انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ یخدم النبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم علی سبع بطنہ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بلا معاوضہ

صرف بھر پیٹ کھانے پر کرتے تھے۔ (مولف) (خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال)

صحابہ کی برائی کرنا گمراہی ہے

اخرجه الخطیب البغدادی فی الجامع وغیرہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع و سب اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل

ذلك فعليه لعنة الله و الملائكة . و الناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا و لا عدلا .

خطیب بغدادی نے جامع میں اور ان کے سوا اور محدثین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بد مذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ (فتاویٰ الحرمین برہف ندوۃ المبین)

غمیصان بنت ملحان

امام احمد و مسند و نسائی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں :

دخلت الجنة فسمعت خشفة بين يدي فقلت ما هذه الخشفة فقيل الغميصاء بنت ملحان .

میں بہشت میں رونق افروز ہوا اپنے آگے ایک کھٹکا سنا پوچھا یہ کیا ہے عرض کی گئی غمیصان بنت ملحان۔

حارثہ بن نعمان

امام احمد و نسائی و حاکم باسانید صحیحہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

دخلت الجنة فسمعت فيها قراءة فقلت من هذا قالوا حارثه بن النعمان كذا لكم البر كذا لكم السر .

میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا وہاں قرآن پڑھنے کی آواز آئی پوچھا یہ کون ہے فرشتوں نے عرض کی
حارثہ بن العثمان، نیکی ایسی ہی ہوتی ہے نیکی ایسی ہی ہوتی ہے۔ یہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت امیر
معاویہ رضی اللہ عنہ میں راہی جنتاں ہوئے۔

ابن سعد نے طبقات میں اور حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اس کو بیان کیا ہے۔

نعیم بن عبداللہ

ابن سعد طبقات میں ابو بکر عدوی سے مرسل راوی حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں :

دخلت الجنة فسمعت نعمة من نعیم

میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھکھار سنی۔ یہ نعیم بن عبداللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی
حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنت
اجنادین میں شہید ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں زہری سے اسی طرح ابن اسحاق و مصعب زبیری اور دوسرے
لوگوں نے اس کو بیان کیا ہے جیسا کہ اصابہ میں ہے۔ (عرفان شریعت حصہ سوم)

سجدوں کے نشان

اللہ عزوجل صحابہ کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے

سماهم فی وجوههم من اثر السجود .

ان کی نشانی ان کے چہروں میں ہے سجدے کے اثر سے۔

صحابہ و تابعین سے اس نشانی کی تفسیر میں چار قول ماثور ہیں۔

اول : وہ نور کہ روز قیامت ان کے چہروں پر برکت سجدہ سے ہوگا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و عطیہ عوفی و خالد حنفی و مقاتل بن حبان سے ہے۔

دوم : خشوع و خضوع و روش نیک جس کے آثار صالحین کے چہروں پر دنیا ہی میں بے تصنع ظاہر ہوتے ہیں یہ حضرت عبداللہ بن عباس و امام مجاہد سے ہے۔

سوم : چہرے کی زردی کہ قیام لیل و شب بیداری میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ امام حسن بصری و ضحاک و عکرمہ و ثمر بن عطیہ سے ہے۔

چہارم : وضو کی تری اور خاک کا اثر کہ زمین پر سجدہ کرنے سے ماتھے اور ناک پر مٹی لگ جاتی ہے یہ امام سعید بن جبیر و عکرمہ سے ہے۔

ان میں پہلے دو قول اقوی و اقدم ہیں ہ دونوں خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث سے مروی ہیں اور سب سے قوی و مقدم پہلا قول ہے کہ وہ حضور اقدس کے ارشاد سے بسند حسن ثابت ہے۔

طبرانی معاجیم اوسط و صغیر میں اور ابن مردویہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في قوله عز وجل سيماهم في وجوههم من اثر السجود قال النور يوم القيامة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نشان سجود کی تفسیر میں فرمایا کہ قیامت کے دن ان کے

(مولف)

چہروں کا نور مراد ہے۔

ولہذا امام جلال الدین محلی نے جلالین میں اسی پر اقتصار کیا۔

اقول، سوم میں قدرے ضعف ہے کہ وہ اثر بیداری ہے نہ اثر سجود، ہاں بیداری بغرض سجود ہے۔

اور چہارم سب سے ضعیف تر ہے وضو کا پانی اثر سجود نہیں اور مٹی بعد نماز چھڑا دینے کا حکم ہے سیما و نشانی ہوتی تو زائل نہ کی جاتی، امید ہے کہ سعید بن جبیر سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ بہر حال یہ سیاہ دھبہ کہ بعض کے ماتھے پر کثرت سجود سے پڑتا ہے تفاسیر ماثورہ میں اس کا پتہ نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس و سائب بن یزید و مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کا انکار ماثور۔

صحابہ کی بیعت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

بایعنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی السمع و الطاعة فی العسر و
اليسر و المنشط و المکرة و ان لا ننازع الامر اہله .

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ کریں گے۔

(فتاویٰ افریقہ)

ثعلبہ کا صدقہ قبول نہیں کیا گیا

ایک مرتبہ ثعلبہ نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے دعا

فرمادیتے تھے کہ میں مالدار ہو جاؤں، حضور نے فرمایا تمہارے لیے غریبی بہتر ہے، ثعلبہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ میرے لیے مالداری کی دعا فرمادیتے تھے، حضور نے ان کے اصرار پر دعا فرمادی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ان کا مال یعنی بکریاں اتنی زیادہ ہو گئیں کہ انھیں مدینے سے باہر جانا پڑا، پہلے تو جماعت میں پابندی سے حاضر ہوتے رہے مگر بعد میں صرف جمعہ کو حاضر ہونے لگے۔ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کو ان کے پاس بھیجا کہ بکریوں کی زکوٰۃ ادا کرو اس پر ثعلبہ نے کہا کہ میں غور کروں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے اس کے بعد ان کے بارے میں آیت نازل ہو گئی وہ بارگاہ رسالت میں صدقہ لے کر آئے مگر حضور نے اسے قبول نہ فرمایا، ابو بکر صدیق کی خلافت میں لے آئے انھوں نے قبول نہ کیا، یوں ہی عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں صدقہ لے کر حاضر ہوئے ان حضرات نے بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ حضور نے قبول نہ کیا تو ہم کیسے قبول کر لیں۔ اب اسے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔

امام حافظ الشان اصابہ میں فرماتے ہیں ثعلبہ بن حاطب بن عمرو و الانصاری ذکرہ
موسیٰ ابن عقبہ و ابن اسحاق فی البدریین و کذا ذکرہ ابن الکلبی و زاد انہ قتل باحد .
موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب بدری ہیں اسی طرح ابن کلبی نے
بیان کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔

تفسیر امام ابن جریر میں ہے :

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رجلا یقال له ثعلبہ بن ابی حاطب
اخلف اللہ ما وعدہ فقص اللہ تعالیٰ شانہ فی القران و منهم من عاهد اللہ الی قوله
یکذبون .

ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک شخص جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا ہے اس نے اللہ کے حکم کو نہ مانا یہ آیت ثعلبہ بن ابی حاطب کے بارے میں نازل ہوئی۔

تفسیر ابن جریر و ثعلبی وغیرہم میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

فانزل اللہ تعالیٰ فیہ و منهم من عاهد اللہ و عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل من اقارب ثعلبة فسمع ذلك فخرج حتى اتاه فقال ويحك يا ثعلبة قد انزل الله فيك كذا و كذا فخرج ثعلبة حتى اتى النبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسئله ان يقبل صدقته فقال ان الله منعی ان يقبل منك صدقتك ثم اتى ابا بكر حين استخلف فقال اقبل صدقتی فقال ابو بكر لم يقبلها رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انا اقبلها فلما و لی عمر اتاه فقال يا امیر المؤمنین اقبل صدقتی قال لم يقبلها رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لا ابو بكر و انا اقبلها ، ثم ولی عثمان فاتاه فسأله فقال لم يقبلها رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و الا ابو بكر و لا عمر رضوان الله تعالیٰ علیهما و انا لا اقبلها فلم يقبلها منه و هلك ثعلبة فی خلافة عثمان رضى الله تعالى عنه .

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں آیت نازل فرمائی و منهم من عاهد اللہ الخ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ثعلبہ کے رشتہ دار کا ایک آدمی تھا اس نے جب یہ آیت سنی تو ثعلبہ کے پاس آ کر کہا کہ تمہارے لیے خرابی ہے اے ثعلبہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں ایسی ایسی آیت نازل فرمائی تو ثعلبہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں آ کر صدقہ قبول کرنے کی درخواست کی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا صدقہ قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ممانعت کر دی ہے۔ ثعلبہ پھر وہی صدقہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں لایا اور کہا کہ میرا

صدقہ قبول کیجیے حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہ فرمائی اور میں قبول کر لوں ہرگز نہ ہوگا، پھر خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر لایا عرض کی امیر المؤمنین میرا صدقہ قبول کر لیجیے، فرمایا رسول اللہ و ابو بکر صدیق قبول نہ فرمائیں اور میں لے لوں یہ کبھی نہ ہوگا پھر خلافت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لایا پھر قبول کرنے کی گزارش کی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صدیق و فاروق نے قبول نہ فرمائی میں بھی نہ لوں گا۔ پھر ثعلبہ انھیں کی خلافت میں ہلاک ہو گیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۳۳، ۳۴)

حذیفہ بن الیمان

یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اسرار سکھائے، ان کا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے۔

ترمذی شریف میں ہے ما حدثکم حذیفہ فصدقہ .

حذیفہ تم سے جو بات بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ (مولف)

عبداللہ بن مسعود

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمسکوا بعہد بن مسعود .

عبداللہ بن مسعود جو فرمائیں اسے مضبوط تھا مو۔

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام عبد و کرہت

لامتی ما کرہ لہا ابن ام عبد .

میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا جو اس کے لیے عبد اللہ بن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لیے ناپسند رکھا جو اس کے لیے ابن مسعود ناپسند رکھیں۔

اور خود ان کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا : استقرؤا القرآن من اربعة من عبد الله بن مسعود. الحدیث.

قرآن چار شخصوں سے پڑھو، سب میں پہلے عبد اللہ بن مسعود کا نام لیا۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بروایت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔

جامع ترمذی شریف میں ہے ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ .

ابن مسعود جو بات تم سے بیان کریں اس کی تصدیق کرو۔ (مؤلف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۷۶۔ نزول آیات فرقان)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

عبد اللہ بن مسعود جو افاضل صحابہ و مومنین سابقین سے ہیں سفر و حضر میں ہمراہ رکاب سعادت انساب حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتے اور بارگاہ نبوت میں بے اذن لیے جانا ان کے لیے جائز تھا بعض صحابہ فرماتے ہیں ہم نے راہ و روش سرور انبیاء عالیہ الخیر و الثناء سے جو چال ڈھال ابن مسعود کی ملتی ہے کسی کی نہ پائی۔

حدیث میں ہے خود حضور اکرم الاکرمین و اکرم الاولین و الاخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں نے اپنی امت کے لیے وہ پسند کیا جو عبد اللہ بن مسعود اس کے لیے پسند کرے اور اپنی امت کے لیے ناپسند کیا جو اس کے لیے عبد اللہ بن مسعود ناپسند کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۸۹)

عمر و بن عاص

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابی قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے مومنین قبل فتح میں ہیں۔

اصابہ فی تمییز الصحابہ میں ہے

عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید (بالتصغیر) بن سہم بن عمرو بن ہمیص بن کعب بن لوی القریشی امیر مصر مکنی ابا عبد اللہ و ابا محمد اسلم قبل الفتح فی صفر سنة ثمان و قیل بین الحدیبیة و خیبر۔

یعنی عمرو بن عاص امیر مصر جن کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو محمد ہے فتح مکہ سے پہلے ۸ھ میں اسلام لائے اور ایک قول یہ ہے کہ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کے درمیان اسلام لائے۔ (مولف)

اور بعد فتح تورہ خدا میں جو ان کے جہاد ہیں آسمان و زمین ان کے آوازے سے گونج رہے ہیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسلم الناس و آمن عمرو و بن العاص۔

بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن العاص ان میں ہیں جو ایمان لائے۔ اسے ترمذی نے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمرو بن العاص من صالحی قریش۔

عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہیں۔ اسے احمد نے مسند میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نعم اهل البيت عبد الله و ابو عبد الله و ام

عبد اللہ .

بہت اچھے گھر والے ہیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عبد اللہ کا باپ اور اس کی ماں۔

اسے بغوی و ابو یعلیٰ نے طلحہ سے اور ابن سعد نے طبقات میں بسند صحیح ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے روایت کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل

میں اسی الہی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک بار اہل مدینہ میں کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ لوگ متفرق ہو گئے سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن

عاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لے کر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس میں ارشاد کیا :

الا یكون فزعكم الى الله ورسوله الا فعلتم كما فعل هذان الرجلان المؤمنان

کیوں نہ ہوا کہ تم خوف میں اللہ اور رسول کی طرف التجالاتے، تم نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان

دونوں ایمان والے مردوں نے کیا۔

صحابہ کے دو فریق

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

لا یستوی من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من

بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی و اللہ بما تعملون خبیر .

تم میں برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجے میں ان سے بڑے جنہوں نے بعد میں خرچ و قتال کیا، اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرو گے۔

اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا

ایک مومنین قبل فتح۔

دوسرے مومنین بعد فتح۔

فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ

کیا۔

اہل سنت کے متون عقائد میں تصریح ہے الصہابة کلہم عدول لا نذکرہم الا بخیر۔

صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں ہم ان کا ذکر نہ کریں گے مگر بھلائی سے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۰، ۴۱)

اسی مضمون کو دوسری جگہ اس طرح پیش کیا گیا ہے :

رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادۃ ہے اس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں

فرمائی۔

مومنین قبل الفتح، جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ و جہاد کیا۔

اور مومنین بعد الفتح، جنہوں نے بعد کو۔

فریق اول کو دوم پر تفصیلاً عطا فرمائی کہ لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح و قاتل

اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا۔

اور ساتھ ہی فرمادیا و کلا وعد اللہ الحسنی .

دونوں فریق سے اللہ نے بھائی کا وعدہ فرمایا۔

اور ان کے افعال پر جابلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا واللہ بما

تعملون خبیر .

اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے۔ یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بایں ہمہ تم

سب سے بھائی کا وعدہ فرما چکا، خواہ سابقین ہو یا لاحقین۔

صحابہ کی تعظیم فرض ہے

اہل سنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور ان میں سے کسی پر

طعن حرام، اور ان کے مشاجرات میں خوض ممنوع۔

حدیث میں ارشاد ہے اذا ذکر اصحابی فامسکوا .

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان روکو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶۴)

حدیث میں ہے

من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ یوشک ان یاخذ

جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا

دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے گرفتار کر لے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۸۶۵)

حضرت امیر معاویہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں۔

صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے دعا فرمائی اللہم

اجعلہ ہادیا مہدیا و اہدی بہ .

الہی اسے راہ نما راہ یاب کر اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں

فرمایا۔

و من یكون یطعن فی معاویة فذاک کلب من کلاب الهاویة .

جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۵، ۹۶)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

صحیح مسلم شریف میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے

قال كنت العب مع الصبيان فجاء رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فتواريت

خلف باب فجاء فحطاني حطاة وقال اذهب ادع لي معاوية

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے، میں دروازے کے آڑ میں چھپ گیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے میری پیٹھ پر تھکی مار کر فرمایا کہ جاؤ معاویہ کو بلا لاؤ۔ (مؤلف)

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱، ص ۴۳۱، عطاء النبی، النور والنورق)

صحابہ کی لغزشیں معاف ہیں

امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تکون لا صحابی زلة یغفرها اللہ لہم لسابقتہم معی ثم یأتی قوم بعدہم یكبہم اللہ علی مناخرہم فی النار۔

میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ عزوجل معاف فرمائے گا اس سابقہ کے سبب جو ان کو میری بارگاہ میں ہے پھر ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے کہ انہیں اللہ تعالیٰ ان کے منہ کے بل جہنم میں اوندھا کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۶)

صحابہ کرام کے مراتب

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب اولیائے کرام تھے، ان میں سب سے افضل و اکرم و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بہ ترتیب خلافت، یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے کامل مکمل ہیں، اور ورثائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور ورثائے تکمیل ولایت ہونے میں حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۷۰)

زید بن حارثہ سے معانقہ

صحیح ترمذی میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال قدم زید بن حارثۃ بالمدينة و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ و اللہ ما رأیہ قبلہ و لا بعدہ

فاعتقه و قبله .

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں آئے ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے تو انھوں نے آکر دروازے پر دستک دی ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس برہنہ بدن کپڑا سمیٹتے ہوئے تشریف لائے خدا کی قسم میں نے حضور کو اس حالت میں نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد پھر ان سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا۔ (مولف)

جعفر بن ابی طالب کو حضور نے گلے لگایا

سنن ابی داؤد اور بیہقی میں ہے عن الشعبي ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تلقى جعفر بن ابى طالب فالتزمه و قبله (قبل) بين عينيه .

شمسی سے مروی ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

ایک صحابی کا حضور سے معانقہ

عن امرأة يقال له بهية (بہیسہ) عن ابیہا قالت استاذن ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل بينه و بين قميصه فجعل يقبل و يلتزم ثم قال یا نبی اللہ ما الشی الذی لا یحل منعه قال الماء . الحدیث .

امام احمد و ابوداؤد و نسائی و غیر ہم بہیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ ان کے والد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اذن لے کر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گلے

لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا چیز روکنا جائز نہیں فرمایا پانی۔

حضور نے حضرت ہالہ کو سینے سے لگایا

عن ہالة بن ابی ہالة رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه دخل علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و هو راقد فاستيقظ فضم ہالة الی صدرہ و قال ہالة ہالة ہالة .

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی جناب ہالہ بن ابی ہالہ فرزند ارجمند حضرت ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور آرام فرماتے تھے ان کی آوازن کر جاگے اور انھیں سینہ اقدس سے لگایا اور بغایت محبت فرمایا ہالہ ہالہ ہالہ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱)

صحابہ کی بدگوئی سے احتراز کی تاکید

حدیث میں ہے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ اختارنی و اختار لی اصحابا و اصهارا و سیاتی قوم یسبونہم و ینقصونہم فلا تجالسوہم و لا تشاربوہم و لا توکلوہم و لا تناکحوہم۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب و اصہار پسند کیے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ انھیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس مت بیٹھنا ان کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہ کرنا۔

اسے ابن حبان و عقیلی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۳)

عمر و بن قرۃ کو گانے کی ممانعت

عبدالرزاق مصنف میں صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كنا عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فجاء عمرو بن قرۃ فقال يا رسول الله ان الله كتب على الشقوة و ما ارانى ارزق الا من دنى يكتفى فاذن لى فى الغناء من غير فاحشة فقبال لا اذن لك و لا كرامة و لا نعمة ابتغ على نفسك و عيالك حلالا فان ذلك جهاد فى سبيل الله و اعلم ان عون الله تعالى مع صيالحى التجار. هكذا اخرجہ فى معرفة الصحابة من طريق الحسن بن ابى الربيع عن عبد الرزاق ذكره الحافظ فى الاصابة .

یعنی عمرو بن قرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ میں بہت تنگ حال رہتا ہوں اس حیلہ (یعنی غناء گانا کے سوا دوسری صورت سے مجھے رزق ملتا معلوم نہیں ہوتا مجھے ایسے گانے کی اجازت فرمادیجیے جس میں کوئی امر خلاف حیا نہیں، فرمایا اصلاً کسی طرح اجازت نہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے حلال روزی تلاش کرو کہ یہ بھی راہ خدا میں جہاد ہے اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔ اسی طرح معرفۃ الصحابة اور اصابہ میں بیان کیا گیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۷۳)

سخاوت صحابہ کا عبرت انگیز نمونہ

صحیحین میں جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کچھ لوگ برہنہ پا، برہنہ بدن صرف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمت اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی محتاجی دیکھی چہرہ انور کا رنگ بدل گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا

حکم دیا بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت آیات ارشاد کیا

تصدق رجل من دیناره من درهمه من ثوبه من صاع بره من صاع تمره حتى قال و لو بشق تمره .

کوئی شخص اپنی اشرافی سے صدقہ کرے، کوئی روپے سے، کوئی کپڑے سے، کوئی اپنے قلیل گیہوں سے، کوئی اپنے تھوڑے چھوہاروں سے یہاں تک فرمایا اگر چہ آدھا چھوہارا۔

اس ارشاد کو سن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روپیوں کا تھیلا اٹھالائے جس کے اٹھانے میں ان کے ہاتھ تھک گئے پھر لوگ پے در پے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے ہو گئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی کے باعث کندن کی طرح دکھنے لگا اور ارشاد فرمایا

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها بعده من غیر ان ينقص من اجورهم شی .

جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اس کے لیے ہے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

غزوہ تبوک وغیرہ میں بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم صدقات دینا اور ہر ایک کا کثیر و قلیل حسب مقدرت حاضر لانا، منافقین کا تھوڑا لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ سے غنی ہے، زیادہ لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ یہ ریا کے لیے اور اس پر آیہ کریمہ ان الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات و الذین لا یجدون الا جھدہم کا نازل ہونا۔

یوں ہی ایک بار صدقات کا چندہ ہونا، اس کا انبار ہو جانا، ایک صحابی کا صرف ایک خوشہ لانا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسے سب سے اوپر رکھنا وغیرہ وغیرہ وقائع کثیرہ صحاح وغیرہ کتب احادیث میں مذکور و مشہور ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۸۵، ۱۸۶)

بارگاہ رسالت میں صحابہ کا ادب

صحیح حدیث میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور کے سامنے بیٹھتے۔

کان علی رؤسهم الطیر

گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں یعنی بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آ بیٹھیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۳۲۵)

ڈاڑھی کی اہمیت

امام اجل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق المرید للوصول الی مقام التوحید پھر امام ہمام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احياء العلوم شریف میں فرماتے ہیں :

و وصف بعض بنی تمیم من رھط الاحنف بن قیس قال (و عبارة الاحياء قال اصحاب الاحنف بن قیس) و ددنا انا اشترينا للاحنف لحية بعشرين الفا فلم يذكر حتفه في رجله و لا عوره في عينه و ذكر كراهية عدم لحية و كان عاقلا حليما.

و ذکر عن شريح القاضي قال (و لفظ الاحياء قال شريح) و ددت لوان لی

لحية بعشرة آلاف.

احنف بن قیس (کہ اکابر ثقات تابعین و علماء و حکماء کالمین سے تھے زمانہ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ھ یا ۷۲ھ ہجری میں وفات پائی) عاقل و حلیم تھے (پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی ڈاڑھی خلقت نہ نکلی تھی) ان کے اصحاب نہ ان اس کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ ڈاڑھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کے لیے ڈاڑھی خریدتے۔

شرح قاضی (کہ اجلہ ائمہ و اکابر تابعین سے ہیں زمانہ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیر المؤمنین عمر فاروق پھر امیر المؤمنین مولیٰ علی کی سرکار میں قاضی تھے امیر المؤمنین علی فتاویٰ میں ان سے رائے لیتے ۸۰ھ سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہو ڈاڑھی خلقت نہ تھی) وہ فرماتے تھے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش دس ہزار دے کر ڈاڑھی مل جاتی۔

ابوبکر و عثمان اور علی کی ڈاڑھی

اسی میں ہے کان ابو بکر و عثمان طویل اللحية دقيقتها و كان علي عريض اللحية قد ملاءت ما بين منكبيه .

ابوبکر صدیق اور عثمان غنی کی ڈاڑھی دراز و باریک، مولیٰ علی کی ڈاڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۲۵۔ لمعة الضحیٰ)

حضرت جعفر حضور کے ہم شکل تھے

لما قال عليه الصلاة والسلام لجعفر بن ابي طالب اشبهت خلقي و خلقي و في لفظ جعفر اشبه الناس بي خلقا و خلقا فحجل اى مشى على رجل واحدة و في رواية رقص من لذة هذا الخطاب .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر لوگوں میں سب سے زیادہ میری صورت و سیرت میں میرے مشابہ ہے تو وہ خوشی کے باعث ایک پیر پر چلنے لگے اور ایک روایت میں ہے کہ اس بات کی لذت سے وہ جھومنے لگے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ۹، ص ۲۲۵)

اہل بدر کی مغفرت

حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لیے ارشاد ہوتا ہے اعملوا ما شئتم فقد غفرت

لکم.

جو چاہو کرو کہ میں تمہیں بخش چکا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۲۔ اعجب الامداد)

ایک صحابی کا وثوق و اعتماد

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محض مفلس تھے نکاح کیا مہر کثیر کی درخواست کی گئی قبول فرمائی اور فرمایا

علی اللہ و علی رسولہ المعول .

اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ ہے، یعنی وہ عطا فرمادیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا خود قرآن عظیم

فرماتا ہے و الو انہم رضوا ما اتہم اللہ و رسولہ و قالوا حسبنا اللہ سیوتینا اللہ من فضلہ

و رسولہ انا الی اللہ راغبون .

اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ راضی ہوتے اللہ و رسول کے دیے پر اور کہتے اللہ ہمیں کافی ہے اب ہمیں

دیتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے بیشک ہم اللہ ہی کی طرف روئے نیاز لاتے ہیں۔ (ان صحابی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جہاد میں بھیجا وہاں پر مال غنیمت ہاتھ آیا اس سے انھوں نے مہر ادا کر دیا) (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۱۹۴)

حضرت سلمیٰ کا نکاح ثانی سے انکار

امام احمد مسند میں سلمی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان زوجها استشهد فانت عبد الله بن مسعود فقالت انى امرأة استشهد زوجى
وقد خطبى الرجال فابيت ان اتزوج حتى القاه فترجونى ان اجتمعت انا و هو ان اكون
من ازواجه قال نعم.

فقال له رجل ما رايناك نقلت هذا مذاقعدناك قال انى سمعت رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم يقول ان اسرع امتى لى لحوقا فى الجنة امرأة من احمس.

حضرت سلمی بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شوہر شہید ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح
سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ امید کرتے ہیں کہ میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں ان کی زوجہ ہوں فرمایا
ہاں۔

ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہم جب سے آپ کے پاس بیٹھتے ہیں
اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے نہیں دیکھا انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنت میں مجھ سے جلدی ملنے والوں میں میری امت میں سے قبیلہ حمس کی ایک
عورت ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۸۔ اطائب التہانی)

حضرت اسماء کی غیرت

صحیح حدیث سے ثابت کہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سالی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کا پانی خود بھر کر لاتیں اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کے لیے بیرون شہر دو میل پر جا کر دانہائے خرما جمع فرماتیں ان کی گٹھری پیادہ پا اپنے سر مبارک پر اٹھا کر لاتیں۔ ایک بار پلٹتے ہوئے راہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک جماعت انصار کرام کے ملے حضور نے انھیں بلایا اور اونٹ کو بیٹھنے کا حکم فرمایا کہ اپنے پیچھے سوار فرمائیں انھوں نے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیا کی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت کا خیال آیا نہ فرمانا، حضرت زبیر سے حال کہا فرمایا واللہ تمہارا گٹھلیاں سر پر لے کر چلنا مجھ پر زیادہ سخت تھا اس سے کہ تم حضور کے ساتھ سوار ہو لیتیں۔

صحیحین میں ہے :

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت تزوجنی الزبیر و مالہ فی الارض من مال و لا مملوک و لا شی غیر ناضح و غیر فرسہ فکنت اعلف فرسہ و استقی الماء و اخرز غربہ و اعجن و لم اکن احسن اخبز و کان یخبز جارات لی من الانصار و کن نسوة صدق، و کنت انقل النوی من ارض الزبیر التی اقطعه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی راسی و ہی منی علی ثلثی فرسخ فجئت یوما و النوی علی راسی فلقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و معہ نفر من الانصار فدعانی ثم قال اخ اخ لیحملنی خلفہ فاستحیبت ان اسیر مع الرجال و ذكرت الزبیر و غیرتہ و کان اغیر الناس فعرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی قد استحیبت فمضی

فجئت الزبير فقلت لقيني رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و علي راسي النوى و معه نفر من اصحابه فاناخ لا ركب فاستحييت منه و عرفت غيرتك فقال و الله لحملك النوى كان اشد علي من ركوبك معه قالت حتى ارسل الي ابو بكر بعد ذلك بخادم يكفيني سياسة الفرس فكانما اعتقني .

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا تو اونٹ اور گھوڑے کے علاوہ ان کے پاس کوئی جائیداد نہیں تھی میں ان کے گھوڑے کے لیے بیرون شہر دو میل پر جا کر دانہائے خرما جمع کرتی اور گھر کا پانی خود بھر کر لاتی اور ڈول مرمت کرتی اور خود خمیر کرتی لیکن اچھی روٹی پکانا نہیں جانتی تو انصار کی لڑکیاں روٹی پکا دیتیں جو کامل اور قابل تعریف عورتیں تھیں، اور حضرت زبیر کی زمین جو انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی وہ شہر سے دو میل پر تھی وہاں سے اپنے سر پر گٹھلیاں لاتی تھی، ایک بار پلٹتے ہوئے راہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک جماعت انصار کرام کے ملے حضور نے مجھے بلایا اور اونٹ کو بیٹھنے کا حکم فرمایا کہ اپنے پیچھے سوار فرمائیں میں نے مردوں کے ساتھ چلنے میں حیا کی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت کا خیال آیا کہ وہ بہت غیرت مند انسان ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ میں شرمارہی ہوں تو روانہ ہو گئے۔ میں جب حضرت زبیر کے پاس آئی تو ان سے پورا حال کہا تو انھوں نے فرمایا کہ واللہ تمہارا گٹھلیاں سر پر لے کر چلنا مجھ پر زیادہ سخت ہوا اس سے کہ تم حضور کے ساتھ سوار ہو لیتی، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں یہاں تک کہ میرے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد ہمارے لیے ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کے سانس ہونے کو کافی تھا گویا کہ انھوں نے مجھے اس کام سے نجات دے دی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۹۲۔ اطاب التہانی)

صحابہ کو روایت حدیث میں احتیاط کی تاکید

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

عوام کے سامنے حقائق عالیہ و دقائق عالیہ کا ذکر جو ان کے مدارک افہام سے وراہوں کہ اشاعت علم فرض اور کتمان حرام مگر یہاں عوام کا فتنہ میں پڑنا، گناہ میں مبتلا ہونا متوقع، لہذا ان کے سامنے ایسا بیان شرعاً ممنوع۔

حدیث میں ہے حدثوا الناس بما يعرفون ان یکذب اللہ ورسولہ .
لوگوں سے وہ باتیں کہو جنہیں وہ پہچانیں کیا یہ چاہتے ہو کہ لوگ اللہ ورسول کی تکذیب کریں۔
اسے امام بخاری نے جامع صحیح میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے موقوفا اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

حدیث : امرنا ان نکلم الناس علی قدر عقولہم .

ہمیں حکم ہے کہ لوگوں سے بقدر ان کی عقول کے کلام کریں۔

اسے امام عبد الرحمن سلمی نے بطریق دیلمی، حسن بن سفیان نے مسند میں اور ابوالحسن تمیمی نے کتاب العقل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث : ما حدث احدکم قوما بحدیث لا يفہونہ الا کان فتنۃ علیہم .

تم میں کوئی شخص کسی قوم سے کوئی ایسی حدیث کہ ان کی سمجھ سے وراہو بیان نہ کرے گا مگر یہ کہ وہ حدیث ان پر فتنہ ہو جائے گی۔

عقیلی و ابن السنی اور ابو نعیم نے کتاب الریاضۃ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث

روایت کی۔

دوسری روایت میں ہے لا تحدثوا امتی من احادیثی الا ما تحتمله عقولہم فیکون
فتنة علیہم .

میری امت سے میری حدیثیں نہ بیان کرو مگر وہ جو ان کی عقلیں اٹھالیں کہ وہ حدیث ان پر فتنہ
ہو جائے گی۔

اسے ابو نعیم و دلیلی روایت کرتے ہیں و فیہ فکان ابن عباس یخفی اشیاء من حدیثہ و
یفشیہا الی اهل العلم .

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عوام سے کچھ حدیثوں کو چھپایا کرتے تھے مگر انھیں اہل علم کے پاس
بیان کرتے تھے۔ (مولف)

تیسری روایت میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یا ابن عباس لا تحدث
قوما حدیثا لا تحتمله عقولہم .

اے ابن عباس لوگوں سے وہ حدیث بیان نہ کرو جو ان کی عقل میں نہ آئے۔ یہ مسند الفردوس میں
ابن عباس سے مروی ہے۔

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ما انت بمحدث قوما
حدیثا لا تبلغہ عقولہم الا کان لبعضہم فتنة .

تو جب کسی قوم سے وہ حدیث بیان کرے گا جس تک ان کی عقل نہ پہنچے وہ ضرور ان میں کسی پر فتنہ
ہو جائے گی۔

رواہ مسلم فی مقدمۃ صحیحہ .

قلت و من هذا الباب ما كان الامام احمد رضى الله تعالى عنه يكفى فى بعض مجالسه القول بروية النبی صلی الله تعالى علیه وسلم ربه ليلة المعراج .

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اسی طرح امام احمد رضى الله تعالى عنه اپنی بعض مجالس میں شب معراج حضور اقدس صلی الله تعالى علیه وسلم کے رب کو دیکھنے کا بیان چھپایا کرتے تھے۔ جیسا کہ زرقانی نے بیان کیا۔ (مولف)

وقد صح عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه انه قال حفظت عن النبی صلی الله تعالى علیه وسلم و عائین فاما احدهما فبثته و اما الاخر فلو بثته قطع هذا البلعوم . رواه البخاری .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن محفوظ کیے ایک کو تو میں نے پھیلا یا لیکن اگر دوسرے کو پھیلاؤں تو یہ حلق کٹ جائے۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۹۳۔ اطائب التہانی)

حکیم بن حزام کی بیعت

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے :

بایعت رسول الله صلی الله تعالى علیه وسلم ان لا اخرج الا قائما ای لا اموت الا ثابتا علی الاسلام .

حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

بیعت کی اس بات پر کہ اسلام پر قائم رہ کر مروں گا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲)

حضرت عاتکہ کو مسجد نبوی سے عشق

حضرت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ صالحہ، عابدہ، زاہدہ و تقیہ، نقیہ حضرت عاتکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو عملی طور سے متنبہ کر کے مسجد کریم مدینہ طیبہ سے باز رکھا ان پاک بی بی کو مسجد کریم سے عشق تھا پہلے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں آئیں، قبل نکاح امیر المؤمنین سے شرط کرائی کہ مجھے مسجد سے نہ روکیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۳۔ جمل النور)

ام سعد کا کنواں

حدیث، سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں مروی :

انہ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقة افضل قال الماء قال فحفر

بیرا و قال هذه لام سعد.

یعنی انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری ماں نے انتقال کیا تو کون سا صدقہ افضل ہے، فرمایا پانی، انھوں نے کنواں کھود کر کہا یہ مادر سعد کے لیے ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۴)

سلمان فارسی اور عبد اللہ بن سلام کا معاہدہ

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی :

ان سلمان الفارسی و عبد اللہ بن سلام التقیاء فقال احدهما لصاحبه ان لقیتم

ربك قبلى فاخبرنى ماذا لقيت فقال او تلقى الاحياء الاموات قال نعم اما المومنون فان ارواحهم فى الجنة و هى تذهب حيث شاءت .

سلمان فارسی و عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما ملے ایک صاحب نے دوسرے سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا دوسرے صاحب نے پوچھا کہ کیا زندہ اور مردے بھی آپس میں ملتے ہیں فرمایا ہاں مسلمانوں کی روہیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور انھیں اختیار ہوتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔

مغیرہ بن عبد الرحمن کی روایت میں تصریح آئی کہ یہ ارشاد فرمانے والے حضرت سلمان فارسی تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن جریر طبری کتاب الادب میں ان سے راوی :

قال لقى سلمان الفارسى عبد الله بن سلام فقال له ان مت قبلى فاخبرنى بما تلقى من ان مت قبلك اخبرتك . الحديث .

یعنی سلمان فارسی نے عبد اللہ بن سلام سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مردے ہو تو مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا اور اگر میں تم سے پہلے مروں گا تو میں تمہیں خبر دوں گا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۶۔ حیات الموات)

عمر بن عاص کی وصیت

صحیح مسلم شریف میں ہے عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں نزع میں فرمایا۔

اذا دفنتمونی فشنوا علی التراب شناتم اقیموا حول قبری قدر ما ینحرجزور
و یقسم لحمها حتی استانس بکم و اعلم ماذا راجع به رسل ربی .

جب مجھے دفن کر چکوں مجھ پر تھم تھم کر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ
ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں
کہ اپنے رب کے رسولوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۹۔ حیات الموات)

صحیح مسلم شریف میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

انہ قال لابنہ و هو فی سیاق الموت اذا انا مت فلا تصحبنی نائحة و لا ناراً .

الحدیث .

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نزع کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میں مر
جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والی اور آگ نہ لے جانا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۴۱)

عتبان بن مالک کی امامت

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجائز حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اپنی قوم کی امامت فرماتے :

صحیحین میں بروایت ابن شہاب محمود بن الربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے

ان عتبان بن مالک و هو من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ممن شهد بدرا من الانصار انه اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول
اللہ انی قد انکرت بصری و انا اصلی لقومی . الحدیث فی اتیانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم الی بیتہ و صلاتہ فیہ لیتخذہ مصلی .

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی رسول ہیں جو بدر میں حاضر ہوئے انھوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میری آنکھیں جا چکی ہیں اور میں اپنی قوم کی امامت کرتا ہوں، پھر آگے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ یا رسول اللہ بارش وغیرہ ہو جائے تو میرا حاضر ہونا مشکل ہو جاتا ہے لہذا آپ تشریف لے چلیں تاکہ میں آپ کی جائے سجدہ کو مصلی بنا لوں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن چاشت کے وقت ان کے گھر چند صحابہ کرام کے ساتھ تشریف لے آئے اور نماز چاشت ادا فرمائی۔

ابن ام مکتوم کو نائب بنایا

احمد و ابو داؤد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم علی المدینۃ مرتین یصلی بہم و هو اعمی .

یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (سفر کو تشریف لے جاتے) دو بار مدینہ طیبہ پر نیابت عطا فرمائی کہ باقی ماندہ لوگوں کی امامت کرتے اور وہ اندھے تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۶۱، ۱۶۲)

معاذ بن جبل سے فرشتوں کی مباحثات

حدیث، دع عنک معاذ فان اللہ یبہی بہ الملائکۃ قالہ لرجل قال لہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعال حتی نومن ساعۃ فشکاه الرجل النبی صلی اللہ تعالیٰ

عليه وسلم و قال او ما نحن بمؤمن فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ذلك . اخوجه سیدی محمد بن علی الترمذی عن معاذ رضی الله تعالى عنه .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ معاذ کو چھوڑو کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے، جب کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے کہا کہ آؤ تاکہ تھوڑی دیر ایمان کی بات کریں تو اس آدمی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کی اور عرض کی کیا ہم مومن نہیں ہیں؟ تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آدمی سے یہ فرمایا کہ معاذ کو چھوڑو کہ اللہ تعالیٰ ان سے فرشتوں میں مباہات فرماتا ہے۔

اسے سیدی محمد بن علی ترمذی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (مولف)

عبداللہ بن رواحہ کی مجالس خیر سے محبت

حدیث، کان عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا لقی الرجل من اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال تعال نو من بر بنا ساعة فقال ذات يوم لرجل فغضب الرجل فجاء الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ الا ترى الی ابن رواحہ یرغب عن ایمانک الی ایمان ساعة فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یرحم اللہ ابن رواحہ انه یحب المجالس یناهی بہ الملائکة . رواہ احمد بسند حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ .

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی صحابی رسول سے ملتے تو کہتے آؤ تاکہ تھوڑی دیر ایمان باللہ کی بات کریں لہذا عبداللہ بن رواحہ نے یہی بات ایک دن ایک صاحب سے کہی تو انھوں نے غصہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کی یا رسول اللہ آپ ابن رواحہ کو

ملاحظہ فرما رہے ہیں؟ کہ وہ تو آپ کے ایمان سے ایمان ساعت کی طرف روگردانی کر رہے ہیں تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے وہ تو ایسی مجلسوں کو محبوب رکھتا ہے جن پر فرشتے فخر و مباہات کرتے ہیں۔ اسے امام احمد نے بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ابو ہریرہ کے دو برتن

حدیث، ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حفظت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعائین فاما احدہما فبثتہ و اما الاخری فلو بثنہ قطع هذا البلعوم .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (علم کے) دو برتن محفوظ کیے، ان میں سے ایک کو پھیلا یا لیکن اگر دوسرا پھیلا دوں تو میرا حلق کاٹ دیا جائے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۲، ۲۸۳۔ انہی الاکید)

ابن ام مکتوم کو جماعت میں آنے کی تاکید

صحیح مسلم میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رجل اعمی فقال یا رسول اللہ انہ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہ فرخص فلما ولی دعاه فقال ہل تسمع النداء بالصلاة فقال نعم قال فاجب . وأخرجه السراج فی مسنده مینا فقال تہی اس اد مکتوم الأعمی . الحدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک نابینا شخص نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے مسجد تک پہنچانے والا کوئی نہیں پھر انہوں نے گھر میں ہی نماز پڑھنے کی رخصت طلب کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رخصت دے دی جب وہ چلے تو حضور نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ کیا تم نماز کی اذان سنتے ہو انہوں نے عرض کی ہاں حضور نے فرمایا تو حاضر ہو۔ اسی طرح مسند سراج میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حاکم کی روایت میں ہے :

عن ابن ام مکتوم قلت یا رسول اللہ ان المدینة کثیرة الهوام و السباع قال
تسمع حی علی الصلاة حی علی الفلاح قال نعم قال فحیہلا.

یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ میں کیڑے مکوڑے (سانپ بچھو وغیرہ) اور درندے کثرت سے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم حی علی الصلاة، علی الفلاح یعنی اذان سنتے ہو انہوں نے عرض کی ہاں فرمایا تب تو حاضر ہو۔ (مولف)

احمد و ابن خزیمہ اور حاکم ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

یسعنی ان اصلی فی بیتی قال اتسمع الاقامة قال نعم قال فأتھا . و فی اخری
قال فاحضرھا و لم یرخص له .

ابن ام مکتوم نے عرض کی کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اقامت سنتے ہو عرض کی ہاں فرمایا تو حاضر ہو اور انہیں رخصت نہیں دی۔ (مولف)

و للبیہقی عنہ سأل ان یرخص له فی صلاة العشاء و الفجر قال هل تسمع

الاذان قال نعم مرة او مرتين فلم يرخص له في ذلك .

بیہتی کے یہاں یہ ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عشاء و فجر کے لیے مسجد میں حاضر نہ ہونے کی رخصت طلب کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو عرض کی ہاں ہاں حضور نے پھر ان کو اس میں رخصت نہیں دی۔ (مولف)

وله عن كعب بن عجرة جاء رجل ضريبر الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيه ايلفك النداء قال نعم (قال) فاذا سمعت اجب .

ایک نابینا شخص بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور اس حدیث میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو اذان کی آواز پہنچتی ہے عرض کی ہاں حضور نے فرمایا جب اذان سنتے ہو تو حاضر ہو۔ (مولف)

احمد و ابو یعلیٰ ابن حبان اور طبرانی اوسط میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال اتسمع الاذان قال نعم قال فاتها و لو حبا .

اس روایت میں یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (ابن ام مکتوم) سے فرمایا کیا اذان سنتے ہو عرض کی ہاں حضور نے فرمایا تو حاضر ہو اگرچہ گھسیٹ کر ہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۲۷۔ القلاوة المرصعة)

صحابہ کا حضور سے قرآن سیکھنا

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اگرچہ بسبب کمال افادہ حضور فاعل کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و

نہایت استعداد و نفوس قوابل رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر سیکھا مگر وہ بھی بطور تعلیم و تلقین، ظاہر باطن و نظم و معنی و حکم و حکمت تھانہ یوں کہ صرف نماز میں قرأت اقدس سے لفظ یاد کر لیے۔ صحابہ کرام دس دس آیتیں مع ان کے علم و عمل کے سیکھتے جب ان پر قادر ہو جاتے دس اور تعلم فرماتے، اسی طرح امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورہ بقرہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب ختم فرمائی ایک اونٹ ذبح کیا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آٹھ سال میں پڑھی کہ جس قدر تدریس تدریس زائد۔

ابن عساکر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال کنا اذا تعلمنا من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشر آیات من القرآن لم نتعلم العشر التي بعدها حتى نعلم ما فيه فقیل لشریک من العمل قال نعم.

یعنی جب ہم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیتیں سیکھتے تھے تو اگلی دس آیتوں کا سبق اس وقت تک نہیں لیتے جب تک پچھلے سبق کے احکام و مضامین کا ہمیں علم نہ ہو جاتا، شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کیا وہ عمل ہے فرمایا ہاں۔ (مؤلف)

ابو بکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں ابو عبد الرحمن سلمی سے راوی :

قال حدثنا من کان یقرینا من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہم کانوا یقترون من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عشر آیات و لا یأخذون فی العشر الاخری حتی یعلموا ما فی ہذہ من العلم و العمل فعلمنا العلم و العمل .

ابو عبد الرحمن سلمی نے فرمایا کہ حدیث بیان کی ہم سے صحابہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے وہ جو زیادہ قرآن جانتے تھے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دس آیتیں پڑھتے اور دوسری دس

آیات شروع کرنے سے قبل ان کا علم و عمل جان لیتے تھے تو ہم نے علم و عمل سیکھ لیا۔ (مولف)

ابن سعد طبقات میں بطریق عبدالرحمن بن جعفر عن ابی اسحاق عن میمون اور امام مالک موطا میں بلاغا

راوی :

ان ابن عمر تعلم البقرة في ثمان سنين .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورہ بقرہ آٹھ سال میں پڑھی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۶۷، ۵۶۸۔ و صاف الرجیح)

صحابہ ستارے کی مانند ہیں

میزان مبارک میں حدیث ہے :

اصحابی كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کسی کی تم نے پیروی کی ہدایت یاب ہو جاؤ گے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۶۰۔ منیر العین)

صحابہ کی محبت

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسبت فرمایا :

من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم

جس نے میری محبت کے سبب میرے صحابہ سے محبت کی تو میں اسے محبوب رکھتا ہوں اور جس نے

میرے بنفس کے باعث میرے صحابہ سے عداوت کی تو میں اسے برا جانتا ہوں۔ (مؤلف)

(فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۲۵۷)

صحابہ کرام کی محبت کے تعلق سے کیا اعتقاد ہو، چاہئے تو اس سلسلہ میں امام محمد رضا پر بیانی قدس سرہ ایک متن پر فرماتے ہیں :

ليس حب الصحابة لنواتهم ولا حب اهل البيت لانفسهم بل حبه جميعه
لو صلتهم برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فمن احب رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم وحب ان يحبهم جميعا ومن ابغض بعضهم ثبت انه لا يحب رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم ، فلا تفرق بين احد منهم كما لا تفرق بين رسال رب
صلوات الله وسلامه عليهم.

و من احب ابا بكر و لم يحب عليا كالنواصب و الخوارج علم انه انما يحب
ابن ابى قحافة لا خليفة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و حبه و صاحبه ، و من
احب عليا و لم يحب ابا بكر كالروافض علم انه انما يحب ابن ابى طالب لا اخا رسول
الله صلى الله تعالى عليه وسلم و وليه و نائبه . و هذا معنى قول المولوى قدس سره فى
المثنوى .

اے گرفتار ابو بکر و علی

توچہ دانی سر حق کہ عاقلی

یعنی صحابہ اور اہل بیت کی محبت ان کی ذات و نفس کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ ان سب کی محبت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق اور رشتہ ہونے کا سبب سے ہے تو جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے محبت کرے تو اس پر واجب ہے کہ صحابہ اور اہل بیت سے محبت کرے اور جوان میں سے کسی سے بغض و عداوت رکھے تو ثابت ہو جائے گا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت نہیں کرتا ہے، ہم صحابہ کے درمیان فرق نہیں کرتے ہیں جیسا کہ رسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

اور جس نے ابو بکر صدیق سے محبت کی اور علی سے نہ کی جیسے ناصبی اور خارجی، تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابو قحافہ کے بیٹے سے محبت کرتا ہے، حضور کے خلیفہ و حبیب اور ساتھی سے نہیں، اور جس نے علی سے محبت کی اور ابو بکر سے نہیں جیسے رافضی، تو معلوم ہو گیا کہ وہ ابو طالب کے بیٹے سے محبت کرتا ہے حضور کے بھائی و ولی اور نائب سے نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ و بارک وسلم۔ اور یہی مطلب ہے مثنوی میں مولانا روم قدس سرہ کے اس شعر کا۔

اے گرفتہ ابو بکر و علی
تو چہ دانی سر حق کہ غافل

(المعتمد المستند، ص ۱۳۸)

اے ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بغض و عداوت کرنے والو تم تو غافل ہو تم کیا جانو کہ اس میں حق تعالیٰ کا راز کیا ہے۔

صحابہ کو ساتھ مل کر کھانے کی تاکید

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے فرمایا اکٹھے ہو کر کھاتے ہو یا الگ الگ عرض کی الگ الگ فرمایا:

اجتمعوا علی طعامکم و اذکروا اسم اللہ یبارک لکم فیہ .

جمع ہو کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کا نام لو تمہارے لیے اسی میں برکت رکھی جائے گی۔

اسے ابو داؤد و ابی ماجہ و ابن حبان نے وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

كلوا جميعا و لا تفرقوا فان البركة مع الجماعة .

مل کر کھاؤ اور جدا نہ ہو کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔

اسے ابن ماجہ و عسکری نے المواعظ میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن روایت

کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان احب الطعام الى الله تعالى ما كثرت عليه الأيدي .

پیشک سب کھانوں میں زیادہ پیارا اللہ عزوجل کو وہ کھانا ہے جس پر ہاتھ بہت سے ہوں۔ (یعنی

جتنے آدمی زیادہ مل کر کھائیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوگا)

اسے ابو یعلیٰ و طبرانی اور ابوالشیخ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(راد القحط والوباء)

صحابہ اہل زمین کے لیے گواہ ہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک جنازہ گزرا حاضرین نے اس کی تعریف کی

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہو گئی۔ دوسرا جنازہ گزرا اس کی مذمت کی، نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی فرمایا :

هذا اثنتم عليه خيرا فوجبت له الجنة و هذا اثنتم عليه شرا فوجبت له النار
انتم شهداء الله في الارض .

پہلے کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی، دوسرے کی مذمت کی اس کے لیے
دوزخ واجب ہوگئی تم اللہ تعالیٰ کے گواہ ہوزمین میں۔

امام احمد و بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۵۵)

آداب بارگاہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ خدا کا پیغام ہے کہ :

ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل جبط ہو جاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت
سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان
کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر
ملازمت زیادہ ہوتی ہے حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب و ہیبت
روز افزوں کرتی اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے۔

حلیہ اقدس کے راوی

ترجمہ ابن ابی ہالہ میں علامہ خفاجی فرماتے ہیں :

و كان ربيب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اخا لفاطمة و خال الحسين رضي الله تعالى عنهم لصغره يتشبع من النظر لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و يديم النظر لوجهه لكونه عنده داخل بيته فلذا اشتهر وصف النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عنه دون غيره من كبار الصحابة رضي الله تعالى عنهم فانهم لكبرهم كانوا يهابون اطالة النظر اليه صلى الله تعالى عليه وسلم فاحاط به نظره احاطة الهالة بالبدر و الاكمام بالتمر هنيا له مع ان ما قاله قطرة من بحر.

حضرت ابن ابوالہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ربيب، فاطمہ کے بھائی اور حضرات حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ماموں تھے یہ اپنے بچپن کے سبب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھرپور نظر کرتے تھے اور حضور کے وجہ کریم کو مسلسل دیکھتے رہتے کیوں کہ یہ حضور کے ساتھ کاشانہ اقدس میں رہتے، اسی لیے حضور کا حلیہ اقدس کے اوصاف انھیں سے مروی ہیں اکابر صحابہ نے حلیہ انور بیان نہیں فرمایا ہے۔ وہ بڑے ہونے کے سبب سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف زیادہ دیر تک نظر جما کر دیکھنے سے ڈرتے تھے۔ ابن ابوالہالہ نے جمال جہاں آراء کا احاطہ اس طرح کیا جس طرح چودھویں کے چاند کے ارد گرد ہالہ اور کھجور پر غلاف ہوتا ہے، ان کو مبارک و مژدہ ہو کہ ان سے اوصاف حضور مروی ہیں مگر ابن ابوالہالہ نے جو بیان کیا ہے وہ حضور کے بحر کرامت کا ایک قطرہ ہے۔

تعظیم نبی اور ایمان

امام احمد رضا بریلوی ایک موقع پر فرماتے ہیں :

ایمان صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم، محبت، عظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں جس قدر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت و عظمت زائد اسی قدر اس کا ایمان اکمل، اور جس قدر

کم، اتنا ہی ایمان ناقص، اور جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین .

قطعاً اپنے ظاہر پر محمول ہے، بیشک جب تک محبت دینی، ایمانی، اختیاری، ایقانی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان اور خود اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے ہرگز مومن نہیں۔

انزال کتب و ارسال رسل بلکہ تخلیق آدم و عالم سب اظہار عظمت عظیمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہے۔

ابن عساکر سیدنا سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت عزت جل جلالہ نے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی بھیجی اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا تمہیں اپنا حبیب کیا اور تم سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت و کرامت والا کوئی نہ بنایا۔

و لقد خلقت الدنيا و اهلها لا عرفهم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک لما خلقت الدنيا .

میں نے دنیا و مخلوقات دنیا اسی لیے بنائی کہ میری بارگاہ میں جو منزلت و عزت تمہاری ہے ان پر ظاہر فرما دوں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا نہ بناتا۔

یعنی دنیا و آخرت کچھ نہ ہوتی کہ آخرت دارالجزا ہے اور دارالجزا کو دارالعمل پر تقدم ضروری ہے۔ جب دارالعمل بلکہ عالمین ہی نہ ہوتے دارالجزا کہاں سے آتی؟

حاکم نے صحیح مستدرک میں روایت کی حضرت عزت عز و علانے آدم علیہ السلام کو وحی بھیجی

لولا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء .

اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے نہ میں تمہیں پیدا کرتا نہ آسمان وزمین بناتا۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور صحابہ کے فضائل میں

یوں مدح سراہیں:

تیرے چاروں ہمد ہیں یک جان یک دل ابو بکر فاروق عثمان علی ہے
تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

میں ایک محتاج بے وقعت گدا تیرے سگ در کا

تیری سرکار والا ہے تیرا دربار عالی ہے

اصحاب نجوم رہنما ہیں کشتی ہے آل مصطفائی

صدق و عدل و کرم و ہمت میں

چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

جناں بنے گی مہمان چار یار کی قبر

جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

جاں نثاران بدر و اخد پر درود
وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود

حق گزاران بیعت پہ لاکھوں سلام
اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

مومنین پیش فتح و پس فتح سب
جس مسلمان نے دیکھا انھیں اک نظر

اہل خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

خدا کی قسم مصطفیٰ کے صحابہ
جو ان میں نفاق و عداوت بتائے

سب آپس میں یک جان و یک دل دو قالب
وہ مردود جھوٹا وہ ملعون کاذب
(حدائق بخشش)



حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

یعنی اس افضل المخلوق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

اللہ نتصروه فقد نصرہ اللہ (اولا) اخرجه (الذين كفروا) فاني (الذين) اوصا في (الغار) لولا بقول لصاحبه (لا
نعزوا) اللہ معنا فانزل اللہ سكبته عليه۔

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے
جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ
ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکہ اتارا۔ (التوبہ/۴۰)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ان کا نام جاہلیت میں عبد الکعبہ تھا اور بعض عبد رب الکعبہ نام بتاتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام عبد اللہ رکھا، ایک قول ہے کہ عتیق رکھا اس بناء پر کہ وہ آتش دوزخ سے آزاد ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہ رہتا تھا جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو قبلہ رو کھڑا کر کے کہا، اے خدا ان کو موت سے رستگاری دے اور ان کو میرے لیے بخش دے۔

بعض کہتے ہیں کہ عبد اللہ بھی ان کا قدیمی نام ہے درست و صواب یہ ہے کہ یہ نام اور لقب دونوں اسلامی ہیں۔ ترمذی میں مروی ہے کہ من اراد ان ينظر الى العتيق من النار فينظر الى ابى بكر. جو چاہتا ہے کہ ایسے شخص کو دیکھے جو جہنم سے آزاد ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ابو بکر کی طرف دیکھے۔

ایک قول یہ ہے کہ لقبہ لقب بہ بعنقہ ای حسنہ و جمالہ .

یعنی ان کے حسن و جمال کے سبب سے ان کا لقب عتیق رکھا گیا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ عتیق اس بنا پر لقب تھا کہ ان کے نسب میں کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے ان پر عیب لگایا جاتا کیوں کہ وہ پہلے ہی سے خیر پر تھے۔

قاموس میں ہے العتق، الكرم و الجمال و النجابة و الشرف و العتيق لقب الصديق او سميت به امته .

عتیق کے معنی کرم، جمال، نجابت و شرافت کے ہیں اور عتیق ابو بکر صدیق کا لقب ہے یا ان کی آزاد کردہ باندی کو عتیق کہا جاتا ہے۔

اور تمام امت کا آپ کے صدیق نام ہونے پر اتفاق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق میں انہوں نے سبقت و پہل کی۔ اور تمام احوال میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت پر انہوں نے تصدیق کو لازم جانا۔

دارقطنی اور حاکم نے ابو یحییٰ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کومنبر شریف پر فرماتے کتنی مرتبہ میں نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان پر ابو بکر کا نام صدیق رکھا۔

حضرت صدیق کی پیدائش حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے دو سال اور چند ماہ بعد ہے۔ اور اتنی ہی مدت ان کی خلافت کی ہے جو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پوری کر کے وفات پائی ہے۔ ان کی عمر شریف تریسٹھ سال کی ہوئی ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔

حضرت صدیق ایمان لاتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مجھے دعوت اسلام دی، میں نے کہا ہر بی اپنی نبوت کے لیے کوئی نہ کوئی دلیل و برہان رکھتا ہے، آپ کی کیا دلیل ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور پھر راہب کا یہ کہنا کہ اس خواب کا کوئی اعتبار نہیں، اور بحیرہ کا کہنا کہ اس خواب کی تعبیر یوں ہے۔ اور اسی طرح میں نے تم سے کہہ دیا ہے جس کی مجھے جبریل نے اطلاع دے دی تھی۔ میں نے کہا حضور! میں آپ سے کوئی دلیل ماسوائے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبده و رسوله طلب نہیں کرتا۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے پہلے جس شخص کو بھی دعوت اسلام دی اس

نے تھوڑا بہت ضرورتاً مل و توقف کیا لیکن ابو بکر ہیں کہ دعوت اسلام کے بعد فوراً بغیر کسی دلیل و برہان کے مجھ پر ایمان لے آئے اور میرے مصدق بنے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صدیق اکبر امیر الحج

غزوة تبوک سے واپسی کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ذوالقعدہ ۹ھ میں تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ منورہ سے حج کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر الحج اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نقیب اسلام اور حضرت سعد بن ابی وقاص و حضرت جابر بن عبد اللہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو معلم بنا دیا اور اپنی طرف سے قربانی کے لیے بیس اونٹ بھی بھیجے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرم کعبہ اور عرفات و منیٰ میں خطبہ پڑھا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور سورۃ برآة کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کر دیا کہ اب کوئی مشرک خانہ کعبہ میں داخل نہ ہو سکے گا، نہ کوئی برہنہ بدن اور ننگا ہو کر طواف کر سکے گا اور چار مہینے کے بعد کفار و مشرکین کے لیے امان ختم کر دی جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس اعلان کی اس قدر زور زور سے مناوی کی کہ ان لوگوں کا گلا بیٹھ گیا۔ اس اعلان کے بعد کفار و مشرکین فوج کی فوج آ کر مسلمان ہونے لگے۔

ابو بکر کی آخری تمنا

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے صرف چند گھنٹے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کفن مبارک میں کتنے کپڑے تھے اور آپ کی وفات کس دن ہوئی؟

اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی یہ انتہائی تمنا تھی کہ زندگی کے ہر لمحات تو میں نے اپنے تمام

معاملات میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کی مکمل طور پر اتباع کی ہے۔ مرنے کے بعد کفن اور وفات کے دن بھی مجھے آپ کی اتباع سنت نصیب ہو جائے۔

صدیق پہلوی رسول میں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ کو شہداء کے درمیان دفن کر دیں۔ اور بعض کہتے تھے کہ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ میں نے کہا میں تو انھیں اپنے حجرے میں اپنے محبوب کے پاس دفن کروں گی۔ ابھی ہم اسی اختلاف میں تھے کہ مجھ پر نیند غالب آگئی میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ، محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو پتہ چلا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا تھا یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوش ہوش سے سنا۔

تربت رسول سے آواز

وفات سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری تابوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ انور کے پاس لا کر رکھ دینا اور السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کہہ کر عرض کرنا کہ حضور ابو بکر آپ کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا اور مجھے اندر لے جانا وگرنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پر عمل کیا گیا اور ابھی وہ کلمات پایہ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ پردہ اٹھ گیا اور آواز آئی کہ حبیب کو حبیب کی طرف لے آؤ۔ سبحان اللہ۔
(مدارج النبوة دوم، شواہد النبوة، سیرت مصطفیٰ)

امت میں سب سے افضل

پوری امت مرحومہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں، امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: لما خلق الله العرش كتب عليه بقلم نور طول القلم ما بين المشرق والمغرب لا اله الا اله محمد رسول الله به آخذ و اعطى و امته افضل الامم و افضالها ابو بكر الصديق.

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں، میں انھیں کے واسطے سے لوں گا اور انھیں کے وسیلے سے دوں گا ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابو بکر صدیق۔ رافعی نے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

صدیق سبقت لے گئے

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) صدقہ دینے کا حکم فرمایا اتفاق سے ان دنوں میں کافی مالدار تھا میں نے اپنے جی میں کہا اگر کبھی میں ابو بکر صدیق سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ دن آج ہے، میں اپنا آدھا مال حاضر لایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما ابقیت لاهلک تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا میں نے عرض کی ابقیت لہم ان کے لیے بھی باقی چھوڑ آیا ہوں فرمایا ما ابقیت لہم آخر کتنا باقی چھوڑ آئے ہو عرض کی مثلاً اتنا ہی اور صدیق اکبر اپنا سارا مال تمام و کمال لے کر حاضر ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابا بکر ما ابقیت لاهلک اے ابو بکر گھر والوں کے لیے کیا باقی رکھا عرض کی ابقیت لہم اللہ و رسولہ میں نے گھر والوں کے لیے اللہ و رسول کو باقی رکھا ہے۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں نے کہا میں ابو بکر سے کبھی سبقت نہ لے جاؤں گا۔

اسے دارمی، ابوداؤد، ترمذی، شاشی، ابن ابی عاص، ابن شاہین نے کتاب السنہ میں، حاکم نے مستدرک میں، ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے سنن میں اور ضیاء نے مختارہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
(الامن والعلی)

امامت صدیق اکبر

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت و خلافت سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد امامت صدیق اکبر بالقطع التحقیق حقہ راشدہ ہے، نہ غاصبہ جائزہ، رحمت ورافت، حسن سیادت و لحاظ مصلحت و حمایت ملت و پناہ امت سے مزین اور عدل و داد و رشد و ارشاد و قطع فساد و قمع اہل ارتداد سے محلی۔

اول، تو تکویحات و تصریحات سید الکائنات علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوات والتحيات اس بارے میں بکثرت وارد۔

دوسرے، خلافت اس جناب تقویٰ مآب کی باجماع صحابہ واقع ہوئی، اور باطل پر اجماع امت۔
(اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفى والال والاصحاب)

خلفاء میں افضل

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ

خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آیا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ افضل تھے یا کم؟

آپ نے فرمایا:

اہل سنت و جماعت نصر ہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ و رسل و انبیائے بشر صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیماتہ علیہم کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الہی سے افضل ہیں۔ تمام امم عالم اولین و آخرین میں کوئی شخص ان کی بزرگی و عظمت و عزت و وجاہت و قبول و کرامت و قرب و ولایت کو نہیں پہنچتا۔ ان الفضل بیدہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

پھر ان میں باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم و مولاہم و آلہ و علیہم و بارک و سلم۔

اس مذہب مہذب پر آیات قرآن عظیم و احادیث کثیرہ حضور پر نور نبی کریم علیہ وآلہ و صحبہ الصلوٰۃ و التسلیم و ارشادات جلیلہ و اضحیٰ امیر المؤمنین مولیٰ علی مرتضیٰ و دیگر ائمہ اہل بیت طہارت و ارتضاء و اجماع صحابہ کرام و تابعین عظام و تصریحات اولیائے امت و علمائے ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے وہ دلائل ہرہ و حج قاہرہ ہیں جن کا استیعاب نہیں ہو سکتا۔ یہاں صرف چند ارشادات ائمہ اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر اقتصار ہوتا ہے۔

اللہ عز و جل کی بیشمار رحمت و رضوان و برکت امیر المؤمنین اسد حیدر حق گو، حقدان حق پرور کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پر کہ اس جناب نے مسئلہ تفصیل کو بغایت مفصل فرمایا اپنی کرسی خلافت و عرش زمامت پر بر سر منبر، مسجد جامع و مشاہد و مجامع و جلوات عامہ و خلوات خاصہ میں بطرق عدیدہ تامہ و مدیدہ، سپید و صاف، ظاہر و اشکاف، محکم و مفسر، بے احتمال دگر، حضرات شیخین کریمین، وزیرین جلیلین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنی ذات پاک اور تمام امت مرحومہ سید لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل و بہتر ہونا ایسے روشن و امین طور پر ارشاد کیا، جس میں کسی طرح کا شائبہ شک و تردد نہ رہا، مخالف مسئلہ کو مفتری بتایا، اسی کوڑے کا مستحق ٹھہرایا،

حضرت سے ان اقوال کریمہ کے راویں اسی سے زیادہ صحابہ و تابعین، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صواعق امام ابن حجر مکی میں ہے

قال الذهبي و قد تواتر ذلك في خلافته و كرسى مملكته و بين الجرم الغفير
من شيعته ثم بسط الاسانيد الصحيحة في ذلك قال ، و يقال رواه عن علي نيف و
ثمانون نفسا و عدد منهم جماعة ثم قال فقبح الله الرافضة ما اجهلهم .

ذہبی نے کہا: تو اتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دور خلافت و حکومت میں اور کثیر مصاحبین کے درمیان فرمائی بعد ازاں اس بارے میں صحیح سندوں کو تفصیل سے ذکر کیا، یہ بھی کہا کہ محدثین کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کے روایت کرنے والے اسی سے زیادہ حضرات ہیں، ان میں سے ایک جماعت کا ذکر بھی کیا اور فرمایا خدا رو افض کو ذلیل کرے کس قدر جاہل ہیں۔

یہاں تک کہ بعض مصنفان شیعہ مثل عبدالرزاق محدث صاحب مصنفات نے باوصف تشیع تفضیل شیخین اختیار کی اور کہا جب خود حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی انھیں اپنے نفس کریم پر تفضیل دیتے تو مجھے اس اعتقاد سے کب مفر ہے، مجھے یہ گناہ کیا تھوڑا ہے کہ علی سے محبت رکھوں اور علی کے خلاف کروں۔

صواعق میں ہے :

و ما احسن ما سلكه بعض الشيعة المصنفين كعبد الرزاق فانه قال و افضل
الشيخين ، بتفضيل علي اياهما علي نفسه و الالما فضلتها كفي بي و ذرا ان احبه ثم
اخالفه .

بعض مصنف شیعہ مثل عبدالرزاق (مشہور محدث) نے کیا عمدہ طریقہ اختیار کیا ہے وہ کہتے ہیں

میں شیخین کریمین (ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اس لیے فتنل مانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اپنے آپ سے افضل قرار دیا ورنہ میں انھیں افضل نہ مانتا میرے لیے یہ کچھ کم گناہ نہیں کہ جب علی کے باجوہ میں علی کی مخالفت کروں۔

ابو بکر کی افضلیت پر علی کے ارشادات

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اب چند احادیث مرتضوی سنئے

صحیح بخاری شریف میں سیدنا وا بن سیدنا امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہما سے مروی۔

قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر.

میں نے اپنے والد ماجد کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں میں بہتر کون ہے؟ فرمایا ابو بکر میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین۔ امام بخاری اپنی صحیح اور ابن ماجہ سنن میں بطریق عبداللہ بن سلمہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ فرماتے ہیں :

خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمر.

بہترین مردم بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر ہیں، اور بہترین مردم بعد ابو بکر عمر ہیں۔ رضی

اللہ تعالیٰ عنہما (یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے)

امام ابن القاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل البلیغی کتاب السنۃ میں راوی :

عن علقمة قال بلغ عليا ان اقواما يفضلونه على ابي بكر و عمر فصعد المنبر فحمد الله و اثنى عليه ثم قال يا ايها الناس انه بلغني ان اقواما يفضلونني على ابي بكر و عمر و لو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفترى ثم قال ان خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر ثم الله اعلم بالخير بعد قال و في المجلس الحسن بن علي فقال و الله لو سمى الثالث لسمى عثمان .

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتاتے ہیں یہ سن کر منبر پر جلوہ فرما ہوئے حمد و ثنائے الہی بجالائے پھر فرمایا اے لوگو! مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتے ہیں اس بارہ میں اگر میں نے پہلے سے حکم سنا دیا ہوتا تو بیشک سزا دیتا۔ آج سے جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد یعنی اسی کوڑے لازم ہیں۔ پھر فرمایا بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد افضل امت ابو بکر ہیں پھر عمر، پھر خدا خوب جانتا ہے کہ ان کے بعد کون سب سے افضل ہے۔ علقمہ فرماتے ہیں مجلس میں سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرماتے انہوں نے فرمایا خدا کی قسم اگر تیسرے کا نام لیتے تو عثمان کا نام لیتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام دارقطنی سنن میں اور ابو عمر بن عبد البر استیعاب میں حکم بن حجل سے راوی حضرت مولیٰ کرم اللہ

تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں :

لا اجد احد افضلنى على ابى بكر و عمر الا جلدته حد المفترى .

میں جسے پاؤں گا کہ مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

سنن دارقطنی میں حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مقرب بارگاہ تھے جناب امیر انھیں ”وہب الخیر“ فرمایا کرتے تھے۔ راوی۔

انه كان يرى ان عليا افضل الامة فسمع اقواما يخالفونه فحزن حزنا شديدا فقال له علي بعد ان اخذ يده و ادخله بيته ما احزنك يا ابا جحيفة فذكر له الخبر فقال الا اخبرك بخير هذه الامة خيرها ابو بكر ثم عمر قال ابو جحيفة فاعطيت الله عهدا ان لا اكتب هذا الحديث بعد ان شافهني به علي ما بقيت .

یعنی ان کے خیال میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تمام امت سے افضل تھے انھوں نے کچھ لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنا سخت رنج ہوا، حضرت مولیٰ علی ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ ولایت میں لے گئے غم کی وجہ پوچھی گزارش کی، فرمایا کہ میں تمہیں نہ بتاؤں کہ امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ ابو بکر ہیں پھر عمر، حضرت ابو جحیفہ فرماتے ہیں میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا کہ جب تک جیوں گا اس حدیث کو نہ چھپاؤں گا بعد اس کے کہ حضرت مولیٰ علی نے خود بالشانہ مجھ سے ایسا فرمایا۔

امام زین العابدین کا ارشاد

امام احمد مسند ذی الیدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ابو حازم سے راوی :

قال جاء رجل الى علي بن الحسين رضي الله تعالى عنهما فقال ما كان منزلة
اسي بكر و عمر من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال منزلتهما الساعة و هما ضجيعاه
يعني ايك شخص نے امام زين العابدين رضي الله تعالى عنه کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی
حضور سيد عالم صلى الله تعالى عليه وسلم کی بارگاہ میں ابو بكر و عمر کا مرتبہ کیا تھا فرمایا جو مرتبہ ان کا اب ہے کہ حضور
کے پہلو میں آرام کر رہے ہیں۔

ابو بكر کے حق میں اولاد فاطمہ کا اجماع

دارقطني حضرت امام باقر سے راوی کہ فرماتے ہیں

اجمع بنو فاطمة رضي الله تعالى عنهم علي ان يقولوا في الشيخين احسن ما
يكون من القول

يعني اولاد اجماع حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ اہلہا و علیہم و بارک و سلم کا اجماع و
اتفاق ہے کہ ابو بكر و عمر رضي الله تعالى عنہما کے حق میں وہ بات کہیں جو سب سے بہتر ہو۔
ظاہر ہے کہ سب سے بہتر بات اسی کے حق میں کہی جائے گی جو سب سے بہتر ہو۔

محمد بن حنفیہ کا ارشاد

امام ابن عساکر و غیرہ سالم بن ابی الجعد سے راوی

قلت لمحمد بن الحنفية هل كان ابو بكر اول القوم اسلاما قال لا قلت فبم
علي ابو بكر و سبق حتى لا يذكر احد غير ابى بكر قال لانه كان افضلهم اسلاما حين
اسلم حتى لحق بربه .

یعنی میں نے امام محمد بن حنفیہ سے عرض کیا ابو بکر سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ فرمایا نہ میں نے کہا پھر کیا بات ہے کہ ابو بکر سب سے بالا رہے اور پیشی لے گئے یہاں تک کہ لوگ ان کے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ فرمایا یہ اس لیے کہ اسلام میں سب سے افضل تھے جب سے اسلام لائے یہاں تک کہ اپنے رب عزوجل سے ملے۔

محمد بن عبد اللہ کا ارشاد

امام ابو الحسن دارقطنی جناب اسدی سے راوی کہ امام محمد بن عبد اللہ محض بن حسن ثنی بن حسن مجتبیٰ بن علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہم کے پاس کچھ اہل کوفہ و جزیرہ نے حاضر ہو کر ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارہ میں سوال کیا، امام ممدوح نے میری طرف ملتفت ہو کر فرمایا۔

انظروا الی اہل بلادک یسألوننی عن ابی بکر و عمر لہما افضل عندی من علی .

اپنے شہر والوں کو دیکھو مجھ سے ابو بکر و عمر کے بارے میں سوال کرتے ہیں وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ علی سے افضل ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

یہ امام اجل حضرت امام حسن مجتبیٰ کے پوتے اور حضرت شہید کربلا کے نواسے ہیں ان کا لقب مبارک نفس زکیہ ہے ان کے والد حضرت عبد اللہ محض کہ سب میں پہلے حسنی و حسینی دونوں شرف کے جامع ہوئے لہذا محض کہلائے۔ اپنے زمانہ میں سردار بنی ہاشم تھے ان کے والد ماجد امام حسن ثنی اور والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ صغریٰ بنت امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آلہم وعلیہم وبارک وسلم ہیں۔

کوفیوں سے زید بن علی کا ارشاد

امام حافظ عمرو بن ابی شیبہ حضرت امام اجل سید زید شہید ابن امام علی سجاد زین العابدین ابن امام

حسین سعید شہید صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ جدہم الکریم وعلیہم سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کوفیوں سے فرمایا۔

انطلقت الخوارج فبراءت ممن دون ابی بکر و عمر و لم یستطیعوا ان یقولوا فیہما شیئا و انطلقتم فطفرتم فوق ذلک فبرئتم منہما فمن بقى بقى؟ فواللہ ما بقى احد الا برئتم منہ .

یعنی خارجیوں نے اٹھ کر ان سے تبری کی جو ابو بکر و عمر سے کم (یعنی عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مگر ابو بکر و عمر کی شان میں کچھ کہنے کی گنجائش نہ پائی۔ اور تم نے اے کوفیو! اوپر جست کی کہ ابو بکر و عمر سے تبری کی تو اب کون رہ گیا؟ خدا کی قسم اب کوئی نہ رہا جس پر تم نے تیرا نہ کیا ہو۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

اللہ اکبر! امام زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد مجید ہم غلامان خاندان زید کو بجز اللہ کافی و دوانی

ہے۔

ابو بکر کی افضلیت پر ائمہ و علماء کا اتفاق

سید سادات بلگرام، حضرت مرجع الفریقین، مجمع الطرفین، حبر شریعت، بحر طریقت، بقیۃ السلف، حجتہ الخلف، سیدنا و مولانا میر عبد الواحد حسینی سید بلگرامی قدس سرہ السامی نے کتاب مستطاب ”سبع سنابل شریف“ تصنیف فرمائی کہ بارگاہ عالم پناہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موقع قبول عظیم پر واقع ہوئی۔ حضرت میر قدس سرہ الہمنیر نے اس کتاب مقبول و مبارک میں مسئلہ تفصیل بکمال تفصیل و تاکید جمیل و تہدید جلیل ارشاد فرمایا، لفظ مبارک سے چند حروف کی نقل سے شرف حاصل کروں اولیائے کرام و محدثین و فقہاء جملہ اہل حق کے اجماعی عقائد میں بیان فرماتے ہیں :

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ابو بکر صدیق است و بعد از وے عمر فاروق است و بعد

ازوے عثمان ذوالنورین است و بعد ازوے علی مرتضیٰ است رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اہل حق کا اجماع ہے کہ انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابو بکر صدیق ہیں ان کے بعد عمر فاروق ان کے بعد عثمان ذوالنورین اور ان کے بعد علی ہیں مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پھر فرمایا :

فضل ختمین از فضل شیخین کمتر است بے نقصان و بے قصور۔

حضرت عثمان و علی کی فضیلت، ابو بکر و عمر سے بغیر کسی عیب و نقصان کے کم ہے۔

پھر فرمایا :

اجماع اصحاب و تابعین و تبع تابعین و سائر علماء امت ہم بریں عقیدہ واقع شدہ است۔

صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماء امت کا یہی عقیدہ ہے۔

پھر فرمایا :

مخدوم قاضی شہاب الدین در تیسیر الاحکام بحث کہ بیچ ولی بدرجہ بیچ پیغمبرے نبی رسد زیرا کہ امیر المؤمنین ابو بکر بجم حکم حدیث بعد پیغمبر ان از ہمہ اولیاء برتر است و او بدرجہ بیچ پیغمبرے نہ رسید و بعد او امیر المؤمنین عمر بن الخطاب است و بعد او امیر المؤمنین عثمان بن عفان است و بعد او امیر المؤمنین علی بن ابی طالب است۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ کیکہ امیر المؤمنین علی را خلیفہ نداند او از خوارج است و کیکہ او را امیر المؤمنین ابو بکر و عمر تفصیل کند او از روافض است۔

مخدوم قاضی شہاب الدین نے تیسیر الاحکام میں لکھا ہے کہ کوئی کسی نبی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق از روے حدیث بعد از انبیاء تمام اولیاء سے افضل ہیں اور وہ کسی

پیغمبر کے مقام کو نہ پہنچ سکے۔ ان کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب ان کے بعد امیر المومنین عثمان بن عفان اور ان کے بعد امیر المومنین علی بن ابی طالب ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ جو شخص امیر المومنین حضرت علی کو خلیفہ برحق نہ جانے وہ خارجی ہے اور جو شخص انھیں امیر المومنین ابو بکر و عمر سے افضل قرار دے وہ رافضی ہے۔

پھر فرمایا :

ازیں جا باید دانست کہ در جہاں نہ ہجو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیرے پیدا شد و نہ ہجو ابو بکر مریدے ہوید اگشت۔ اے عزیز اگرچہ کمالیت فضائل شیخین بر ختنین بفرط و قائق اعتقاد باید کرد اما نہ برو جہیکہ در کمالیت فضائل ختنین تصورے و نقصانے بخاطر تو رسد بلکہ فضائل ایشان و فضائل جملہ اصحاب از عقول بشر و افکار انسانیہ بے بالاتر است۔

جاننا چاہیے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا جہان میں نہ کوئی پیر پیدا ہوا اور نہ ابو بکر ایسا کوئی مرید ظاہر ہوا۔ اے عزیز اگرچہ شیخین (حضرت ابو بکر و عمر) کی حضرت عثمان و علی پر افضلیت کا کامل اعتقاد رکھنا چاہے لیکن ایسا نہ ہو کہ حضرت عثمان و علی کے فضائل کے ناقص ہونے پر تصود تیرے دل میں گزرے بلکہ ان کے اور تمام صحابہ کرام کے فضائل عقل بشری اور فکر انسانی سے بہت بلند ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

پھر فرمایا :

پس چون اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفصیل شیخین واقع شد و مرتضیٰ نیز دریں اجماع متفق و شریک بود، مفصلہ در اعتقاد خود غلط کردہ است اے خانمانان ما فدائے نام مرتضیٰ و اے دل و جان ما نثار اقدام مرتضیٰ باد، کدام بد بخت ازل کہ محبت مرتضیٰ در دلش نباشد، و کدام رائدہ در گاہ مولیٰ کہ اہانت اور وادارہ،

مفصلہ گمان بردہ است کہ نتیجہ محبت بامر تفضیل اوست بر شیخین و نبی داند کہ ثمرہ محبت موافقت است با او نہ مخالفت کہ چون امر تفضیل شیخین و ذی النورین را بر خود روا داشت و اقتدا با ایشان کرد و حکم ہائے عہد خلافت ایشان را امتثال فرمود۔ شرط محبت با او آن باشد کہ در راہ و روش با او موافق باشد نہ مخالف۔

جب انبیاء صفت صحابہ کرام کا شیخین کی فضیلت پر اتفاق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ بھی اس اجماع میں شریک ہیں۔ لہذا مفصلہ (حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دینے والوں) کا اعتقاد غلط ہے۔ ہمارا خاندان حضرت علی مرتضیٰ کے نام پر فدا ہو، ہمارا دل و جان حضرت علی مرتضیٰ کے قدموں پر نثار ہو، کون ازلی بد بخت ہے جس کے دل میں حضرت علی مرتضیٰ کی محبت نہ ہوگی اور کون مردود بارگاہ ان کی توہین کو جائز رکھتا ہے۔ اہل تفضیل کا گمان ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انھیں شیخین پر فضیلت دی جائے اور یہ نہیں سمجھتے کہ محبت کا تقاضا ان کی موافقت ہے نہ مخالفت کہ جب علی مرتضیٰ نے شیخین اور ذی النورین کی فضیلت اپنے اوپر جائز رکھی، ان کی اقتدا کی، ان کے عہد خلافت کے احکام کی تعمیل کی، آپ کی محبت کی شرط یہ ہے کہ آپ کے طرز و طریق کی موافقت کی جائے نہ کہ مخالفت۔

الحمد للہ! یہ عقیدہ ہے اہل سنت و جماعت اور ہم غلامان و دودمان زید کا۔

(غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی و الصدیق)

ابو بکر صدیق کی عمر

حضرت ابو بکر صدیق اور دیگر خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عمر مبارک سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

قبول اسلام کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ۳۸ رسال تھی اور سوائے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۳ رسال ہوئی ہر سہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہوئیں یعنی ۶۳ سال اگرچہ اس میں کچھ روز ماہ کم و بیش ضرور تھی لیکن سال وفات یہی تھا۔

صدیق نے کبھی بت پرستی نہ کی

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بت کو سجدہ نہ کیا ۴ سال کی عمر میں آپ کے باپ بت خانے میں لے گئے اور کہا

هولاء الشم العلی فاسجد لهم

یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا انہیں سجدہ کرو۔

جب آپ بت کے سامنے تشریف لے گئے فرمایا میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے میں پتھر مارتا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچاؤ بت بھلا کیا جواب دیتا آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوت خدا داد کی تاب نہ لاسکا، باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا انہوں نے ایک تھپڑ خسار مبارک پر مارا اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے سارا واقعہ بیان کیا ماں نے کہا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ

یا امة الله بالتحقیق ابشری بالولد العتیق اسمہ فی السماء الصدیق لمحمد

صاحب و رفیق۔

اے اللہ کی سچی لونڈی تجھے مرثدہ ہو اس آزاد بچے کا آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یا رفیق میں نہیں جانتی کہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہیں اور کیا معاملہ ہے اس وقت سے صدیق اکبر کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا۔

یہ روایت صدیق اکبر نے خود مجلس اقدس میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے جبریل امین حاضر بارگاہ ہوئے اور عرض کی

صدق ابو بکر و هو الصديق

ابو بکر نے سچ کہا اور وہ صدیق ہیں۔ یہ حدیث عوالی العرش الی معالی القرش میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی نے شرح بخاری میں ذکر کی۔

معیت رسول

جب سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کسی وقت جدا نہ ہوئے یہاں تک کہ بعد وفات بھی پہلوئے اقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے دست اقدس میں صدیق کا ہاتھ لیا اور بائیں مبارک میں حضرت عمر کا ہاتھ لیا اور فرمایا

هكذا نبعث يوم القيامة. ہم قیامت کے روز یوں ہی اٹھائیں گے۔

ابو بکر کو شک نہ ہوا

امام اہل سنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

لم يزل ابو بکر بعين الرضا من الله تعالى.

ابو بکر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر رضا سے منظور رہے۔

ابن عساکر امام زہری تلمیذ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

من فضل ابی بکر انه لم يشك في الله ساعة.

صدیق اکبر کے فضائل سے ایک یہ ہے کہ انھیں کبھی اللہ میں شک نہ ہوا۔

یوم بلی یاد ہے

امام عبدالوہاب شعرانی یواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اتذکر یوم یوم کیا تمہیں اس دن والادن یاد ہے عرض کی ہاں یاد ہے اور یہ بھی یاد ہے کہ اس دن سب سے پہلے حضور نے بلی فرمایا تھا۔

بالجملہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روز الست سے روز ولادت اور روز ولادت سے روز وفات اور روز وفات سے ابدالآباد تک سردار مسلمین ہیں۔ یوں ہی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

(المسلفو ظ حصہ اول)

حضور کے یار

طبرانی کبیر و ابن شاہین کتاب السنہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے

ہیں

دخل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و اصحابه غديرا فقال ليسبح كل رجل الى صاحبه فسبح كل رجل منهم الى صاحبه حتى بقى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و ابو بكر فسبح رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الى ابى بكر حتى اعتنقه فقال لو كنت متخذاً خليلاً لا اتخذت ابا بكر خليلاً و لكنه صاحبي .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے حضور نے ارشاد فرمایا یہ شخص اپنے یار کی طرف پیرے، سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور ابو بکر صدیق باقی رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کی طرف پیر کے تشریف لے گئے اور انھیں گلے لگا کر فرمایا کسی کو خلیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا لیکن وہ میرا یا رہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ صاحبہ وبارک وسلم۔

حضور کے نزدیک ابو بکر کا مرتبہ

خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال كنا عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يطلع عليكم رجل لم يخلق الله بعدى احدا خيرا منه و لا افضل و له شفاعه مثل شفاعه النبيين فما برحنا حتى طلع ابو بكر فقام النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقبله و التزمه .

ہم خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت، شفاعت انبیاء کے مانند ہوگی ہم حاضر ہی تھے کہ ابو بکر صدیق نظر آئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور گلے لگایا۔

حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم واقفا مع علي بن ابي طالب اذا قبل ابو بكر فصافحه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و عانقه و قبل فاه فقال علي اتقبل فا ابي بكر فقال صلى الله تعالى عليه وسلم يا ابا الحسن منزلة ابي بكر عندي كمنزلة عند ربي .

میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا، اور ان کے دہن پر بوسہ دیا، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی کیا حضور ابو بکر کا منہ چومتے ہیں؟ فرمایا اے ابوالحسن ابو بکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ میرے رب کے حضور۔

صدیق اکبر کا عشق رسول

ابن عبد ربہ کتاب ہجرت المجالس میں مختصراً اور ریاض نضرہ میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مطولاً۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے حرب و قتال فرمانا اور ان کے چہرہ مبارک پر ضرب شدید آنا، اس سخت صدمے میں بھی حضور اقدس سید المجاہدین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رہنا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرماتھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلاً مروی، یہ حدیث ہماری کتاب ”مطلع القمرین فی ابانۃ سبقتہ العمرین ۱۲۹ھ“ میں مذکور اس کے آخر میں ہے۔

حتى اذا هدايت الرجل و سكن الناس خرجتا به يتكى عليهما حتى ادخلتا
علي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فانكب عليه فقبله و انكب عليه المسلمون و رقت
له صلى الله تعالى عليه وسلم رقة شديدة الحديث.

یعنی جب پہل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہما انھیں لے کر چلیں بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے، پھر حضور کو بوسہ دیا اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے نہایت رقت فرمائی۔

(وشاح الجیدی فی تحلیل معانقۃ العید)

تقدیم ابو بکر صدیق

فی الحدیث عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما قدمت ابا بکر و عمر و لکن اللہ قدمہما.

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو مقدم کیا ہے۔

و عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سألت اللہ ثلاثا ان یقدمک یا علی فابی الا تقدیم ابی بکر.

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ سوال کیا کہ وہ تم کو مقدم کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سوا دوسرے کو مقدم کرنے سے انکار فرمایا ہے۔

و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا بی اللہ و المؤمنون الا ابا بکر.

اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کو امام بنائے جانے پر اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کریں گے۔ (نقاء السلافة فی احکام البیعة والخلافة)

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

صدیق کو برا کہنے کا حکم

جو شخص ابو بکر صدیق یا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے بہت ائمہ نے اسے کافر کہا ہے۔ اور اس قدر پر تو اجماع ہے کہ ایسا شخص بد دین ہے دیکھو تنویر الابصار و در مختار و فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ خلاصہ و فتح

(عرفان شریعت)

القدیر و اشباہ و بحر الرائق وغنیة و عقود الدریتہ وغیرہ۔

ابو بکر کا وسیلہ

ابو بکر صدیق کی نسبت حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی پیروی کو اپنی امت کی مغفرت کے لیے وسیلہ کیا کہ الہی ابو بکر کا صدقہ میری امت کے بوزھوں کو بخش دے۔

(فتاویٰ افریقہ)

حضور کے بعد

حاکم بسند صحیح راوی :

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال بعثنی بنو المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال سل برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی من ندفع صدقاتنا بعدک فقال الی ابی بکر قال فان حدث بابی بکر حدث فالی من فقال الی عمر قالوا فان حدث بعمر حدث فقال لی الی عثمان قالوا فان حدث بعثمان حدث قال فتبالمکم الدهر فتبا. آہ مختصراً.

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے بنی مصطلق نے حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ حضور سے پوچھوں حضور کے بعد ہم اپنے اموال کی زکوٰۃ کسے دیں فرمایا ابو بکر کو عرض کی اگر ابو بکر کو کوئی حادثہ پیش آئے فرمایا عمر کو، عرض کی اگر عمر کو کچھ حادثہ پیش آئے فرمایا عثمان کو، عرض کی اگر عثمان کو کوئی حادثہ منہ دکھائے فرمایا اگر عثمان کا بھی واقعہ ہو تو فرمایا خرابی ہو تمہارے لیے ہمیشہ پھر خرابی ہے۔

ابو نعیم حلیہ میں اور طبرانی سہل بن ابی جثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل میں راوی :

قال صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اتى على ابى بكر اجله و عمر اجله و عثمان اجله فان استطعت ان تموت فمت.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انتقال کریں ابو بکر و عمر و عثمان تو اگر تجھ سے ہو کے کہ مر جائے تو مر جانا۔

طبرانی کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ويحك اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس جب عمر مر جائے تو اگر مر سکے تو مر جانا۔
امام جلال الدین سیوطی نے اس کی تحسین کی۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۰، ۸۱۔ اقامۃ القیامۃ)

بارہ خلفاء کی روایت

بارہ خلفاء سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

صدیق اکبر سے شمار لینا لازم کہ ایک روایت میں ہے

یکون بعدی اثنا عشر خليفة ابو بكر لا يلبث الا قليلا.

میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے ابو بکر تھوڑے ہی دن رہیں گے۔

اس میں مراد وہ خلفاء ہیں کہ والیان امت ہوں اور عدل و شریعت کے مطابق حکم کریں۔ ان کا متصل ہونا ضروری نہیں نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دال ہے۔ ان میں سے خلفائے اربعہ و امام حسن مجتبیٰ و امیر معاویہ و حضرت عبداللہ بن زبیر و حضرت عمر بن عبدالعزیز معلوم ہیں اور آخر زمانہ میں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یہ نو ہوئے باقی تین کی تعیین پر کوئی یقین نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۱۳)

اولین و آخرین میں افضل و بہتر

حدیث: ابو بکر و عمر خیر الاولین و الآخیرین و خیر اہل السموات و اہل الارضین الا الانبیاء و المرسلین لا تخبرہما یا علی۔

ابو بکر و عمر سب انگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے اے علی تم ان دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔

علامہ مناوی نے تیسیر میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے اے علی تم ان سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ ان کی مسرت زیادہ ہو۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں

اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۸)

اہل سنت کے نزدیک بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین و آخرین سے افضل امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶۵)

فتوحات مکہ میں ہے اعلم انه ليس في امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم من هو افضل من ابى بكر غير عيسى عليه الصلاة والسلام .

یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاہ والسلام کے کہ وہ حضور کے امتی ہیں اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۵)

جامع قرآن

صحیح بخاری شریف میں ہے:

عن زيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه قال ارسل الى ابو بكر مقتل اهل اليمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابو بكر ان عمر اتاني فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن و انى اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب كثيرا من القرآن و انى ارى ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر كيف تفعل شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال عمر هذا و الله خير فلم يزل عمر يراجعنى حتى شرح الله صدرى لذلك و رایت فى ذلك الذى رأى عمر قال زيد قال ابو بكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك و قد كنت تكتب الوحي لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فتبع القرآن و اجمعه فوالله لو كلفونى نقل جبال من الجبال ما كان اثقل على مما امرنى به من جمع القرآن قال قلت لابى بكر كيف تفعلون شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال هو و الله خير فلم يزل ابو بكر يراجعنى حتى شرح الله صدرى للذى شرح له صدر ابى بكر و عمر فتبعت القران و اجمعه . الحديث .

جب جنگ یمامہ میں بہت صحابہ حاملان قرآن شہید ہوئے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تم کیوں کر کرو گے۔ فاروق اعظم نے فرمایا اگرچہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لیے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہو گئی۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر جمع قرآن کا حکم دیا انھیں بھی وہی شبہ گزرا اور عرض کی بھلا آپ ایسی بات کیوں کرتے ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کی صدیق اکبر نے وہی جواب دیا کہ خدا کی قسم بات تو بھلائی کی ہے پھر دونوں صاحبوں میں بحث ہوتی رہی یہاں تک کہ ان کی رائے بھی شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رائے کے ساتھ موافق ہوئی اور انھوں نے قرآن عظیم جمع کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۳۔ اقامۃ القیامۃ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

قرآن عظیم کی جمع و ترتیب آیات و تفصیل سور زمانہ اقدس حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بامر الہی حسب بیان جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام وارشاد و تعلیم حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقع ہوئی تھی مگر قرآن عظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں اور متفرق کاغذوں، پتھروں کی تختیوں، بکری، دنبہ کے پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہا میں تھا، ایک جگہ سارا قرآن مجموع نہ تھا، جب جنگ یمامہ میں کہ میلہ کذاب ملعون مدعی نبوت سے زمانہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی صد ہا صحابہ کرام حفاظ

قرآن نے شہادت پائی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل الہام منزل میں حضرت جل و علا نے القا کیا کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس لڑائی میں صحابہ جن کے سینوں میں قرآن عظیم تھا شہید ہوئے اگر یوں ہی جہادوں میں حفاظ شہید ہوتے گئے اور قرآن عظیم متفرق رہا تو بہت قرآن جاتے رہنے کا اندیشہ ہے میری رائے میں حکم دیجیے کہ قرآن عظیم کی سب سورتیں یکجا کر لی جائیں، خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی رائے پسند فرمائی۔

اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر جلیل کا حکم دیا کہ بحمد اللہ تعالیٰ سارا قرآن عظیم یکجا ہو گیا۔ ہر سورت ایک جدا صحیفہ میں تھی وہ صحیفے تاحیات صدیقی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے بعد حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت ام المؤمنین بنت الفاروق زوجہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

عرب کی ہر قوم و قبیلہ بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھا مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف لہ کہتا تھا کوئی الف میم، اسی قسم کے بہت تفاوت لہجہ و طرز ادا میں تھے۔ زمانہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہ قرآن عظیم نیا اترتا تھا اور ہر قوم و قبیلہ کو اپنے مادری لہجہ قدیمی عادت کا دفعہ بدل دینا دشوار تھا۔ آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز و لہجہ میں قرأت قرآن عظیم کرے۔ زمانہ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا کہ جس لہجہ و لغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن عظیم نازل ہوا ہے۔

یہاں تک کہ زمانہ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر جنگ و جدل و زد و کوب کی نوبت پہنچی جب یہ خبر امیر المؤمنین کو پہنچی فرمایا ابھی سے تم میں اختلاف یہ پیدا ہوا تو آئندہ کیا امید ہے لہذا حسب مشورہ امیر المؤمنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر اعیان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ قرار پایا کہ صحیفائے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حضرت ام المؤمنین بنت

انفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس محفوظ ہیں منگا کر ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیج دیں کہ سب اس لہجہ کا اتباع کریں اس کے خلاف اپنے طرز ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لیے تلف کر دیے جائیں اس رائے صائب کی بناء پر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہلا بھیجا کہ صحیفہائے صدیقی بھیج دیں ہم ان کی نقلیں لے کر شہروں کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس دیں گے، ام المومنین نے بھیج دیے۔

امیر المومنین نے زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن عاص و عبد الرحمن بن جارش بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا۔ وہ نقلیں مکہ معظمہ و شام و یمن و بحرین و بصرہ و کوفہ کو بھیج گئیں اور ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جن سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس دیے۔ ان کی نسبت معاذ اللہ فن کرنے یا کسی طرح تلف کر دینے کا بیان محض جھوٹ ہے وہ مبارک صحیفے خلافت عثمانی، پھر خلافت مرتضوی، پھر خلافت امام حسن، پھر سلطنت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے یہاں تک کہ مروان نے لے کر چاک کر دیے۔

بالجملہ اصل قرآن عظیم تو بحکم رب العزت حسب ارشاد حضور پر نور سید الایاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بولیا تھا سب سورتوں کا یکجا کرنا باقی تھا وہ امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورۃ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا۔ پھر اسی جمع فرمودہ صدیقی کی نقلوں سے مصاحف بنا کر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بمشورۃ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بلاد اسلام میں شائع کیے اور تمام امت کو اصل لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی اسی وجہ سے وہ جناب جامع القرآن کہلائے ورنہ حقیقتہ جامع القرآن رب العزت تعالیٰ شانہ ہے

کما قال تعالیٰ ان علينا جمعه و قرأه .

بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے اور بنظر ظاہر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب میں پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام جلال الدین سیوطی اتقان شریف میں فرماتے ہیں :

قد كان القرآن كله كتب في عهد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لكن غير مجموع في موضع واحد ولا مرتب السور.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں پورا قرآن عظیم لکھا جا چکا تھا لیکن کسی ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی۔ (مولف)

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں

اعظم الناس في المصاحف اجرا ابو بكر رحمة الله على ابى بكر هو اول من جمع كتاب الله رواه ابو داؤد في المصاحف بسند حسن عن عبد خير قال سمعت عليا يقول فذكره

مصاحف کے تعلق سے لوگوں میں سب سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ کی رحمت ہو کہ انھوں نے ہی سب سے پہلے قرآن عظیم کو جمع کیا۔ (مولف)

صحیح بخاری شریف میں ہے :

حدثنا موسى ثنا بن شهاب ان انس بن مالك حدثنا ان حذيفة بن اليمان قدم على عثمان و كان يغازى اهل الشام في فتح آرمينية و آذر بائجان مع اهل العراق

فافزع حذيفة اختلافهم في القراءة فقال حذيفة لعثمان يا امير المؤمنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا في الكتاب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمان الى حفصة رضى الله تعالى عنها ان ارسلى الينا بالصحف ننسخها في المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة الى عثمان فامر زيد بن ثابت و عبد الله بن زبير و سعيد بن العاص و عبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها في المصاحف قال عثمان للرهط القرشيين الثلاثة اذا اختلفتم انتم و زيد بن ثابت في شى من القرآن فاكتبوه بلسان قريش و انما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا المصحف في المصاحف رد عثمان الصحف الى حفصة فارسل الى كل اقل بمصحف بما نسخوا الخ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور وہ اہل عراق کے ساتھ آرمینیا اور آذربائیجان کی فتح کے موقع پر شام والوں سے جہاد کر رہے تھے، قرآن عظیم کے پڑھنے میں ان کے اختلاف سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے تو حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ آپ اس امت کے کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے پہلے خبر لیجیے جس طرح کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں اختلاف کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حفصہ کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے پاس ان صحیفوں کو بھیج دیں ہم ان کی نقلیں لے کر آپ کو واپس دیں گے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان صحیفوں کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا حضرت عثمان نے زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن عاص و عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کو ان صحیفوں کے نقل کرنے کا حکم دیا اور قریش کے تینوں لوگوں سے فرمایا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت کے درمیان قرآن کی آیت میں اختلاف ہو تو اسے قریش کی لغت میں لکھنا کیوں کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے ان حضرات نے ایسا ہی کیا یہاں

تک کہ جب صحیفوں کی نقلیں پوری ہو گئیں تو انھیں حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے پاس بھیج دیا پھر ان کی نقلوں کو ہر چہار جانب بھیجا۔ (مولف)

(عرفان شریعت حصہ اول)

خلافت صدیق کا منکر کافر ہے

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہی عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا منکر کافر و مبتدع ہے، اس پر امام احمد رضا بریلوی نے فقہاء کی جو عبارات پیش کی ہیں اسے ملاحظہ فرمائیں۔

فتاویٰ ظہیرہ میں ہے من انکر امامة ابی بکر الصدیق فهو کافر و علی قول بعضهم هو مبتدع و لیس بکافر و الصحیح انه کافر و کذلک من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اصح الاقوال .

امامت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے اور بعض نے کہا بد مذہب ہے کافر نہیں اور صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے اسی طرح خلافت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی صحیح تر قول میں کافر ہے۔

بحر الرائق میں ہے یکفر بانکاره امامة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح کانکاره خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح .

اصح یہ ہے کہ ابو بکر یا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت و خلافت کا منکر کافر ہے۔

مجمع الانہر شرح ملتقى الأبحر میں ہے یکفر بانکاره صحبة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و بانکاره امامته علی الاصح و بانکاره صحبة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح .

جو شخص ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو کافر ہے یوں ہی جو ان کے امام برحق ہونے کا انکار کرے مذہب اصح میں کافر ہے یوں ہی عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا انکار قول

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۵۱۷، ۵۱۸۔ رد الرافضة)

اصح پر کفر ہے۔

طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے :

ان انکر خلافة الصديق كفر و الحق في الفتح عمر بالصديق في هذا الحكم و الحق في البرهان عثمان بهما ايضا و لا تجوز الصلوة خلف منكر المسح على الخفين او صحبة الصديق و من يسب الشيخين او يقذف الصديقة و لا خلف من انكر بعد ما علم من الدين ضرورة لكفره و لا يلتفت الى تاويله واجتهاده .

یعنی خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر کافر ہے۔ اور فتح القدر میں فرمایا کہ خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور برہان شرح مواہب الرحمن میں فرمایا خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی کافر ہے اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں جو سج موزہ یا صحابیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہے یا صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت رکھے اور نہ اس کے پیچھے جو ضروریات دین سے کسی شی کا منکر ہو کہ وہ کافر ہے اور اس کی تاویل کی طرف التفات نہ ہو گا نہ اس جانب کہ اس نے رائے کی غلطی سے ایسا کہا۔

نظم الفراءد منظومة علامہ ابن وہبان میں ہے :

ومن لعن الشيخين او سب كافر

و من قال في الايدي الجوارح اكفر

و صحيح تكيفه بنكر خلافة ال

عيق و في الفاروق ذلك الاظهر

جو شخص حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تبرا کہے یا برا کہے کافر ہے اور جو کہے ید اللہ سے ہاتھ

مراد ہے وہ اس سے بڑھ کر کافر ہے اور خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انکار میں صحیح تکفیر ہے اور یہی دربارہ انکار خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اظہر ہے۔

تیسیر المقاصد شرح و ہبانیۃ للعلامة الشرنبلالی قلمی کتاب السیر میں ہے :

من انکر خلافة ابی بکر الصدیق فهو کافر فی الصحیح و کذا منکر خلافة ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الاظہر.

خلافت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر مذہب صحیح پر کافر ہے اور ایسا ہی قول اظہر میں خلافت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر بھی۔

معنی المستفتی عن سوال المفتی پھر عقود الدرریتہ میں ہے :

اما سب الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فانه کسب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال صدر الشہید من سب الشیخین او لعنہما یکفر.

شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہنا ایسا ہے جیسا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنا اور امام صدر شہید نے فرمایا جو شیخین کو برا کہے یا تبرائے کافر ہے۔

واقعات المفتیین میں ہے یکفر اذا انکر خلافتہما او ابغضہما لمحبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لہما.

جو خلافت شیخین کا انکار کرے یا ان سے بغض رکھے کافر ہے کہ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۵۱۹، ۵۲۰۔ رد الرفضۃ)

ابو بکر صدیق کا حسن سلوک

حدیث میں ہے امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کے سفیر حاضر

ہوئے کھانا حاضر لایا گیا وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ مرض (جذام) میں مبتلا تھے الگ ہو گئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قریب آؤ قریب آئے فرمایا کھانا کھاؤ، کھانا کھایا۔

حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں

وجعل ابو بکر يضع يده موضع يده فيا كل مما اكل منه المجدوم.

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے وہیں سے صدیق اکبر نوالہ لے کر نوش فرماتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے ابو بکر بن ابی شیبہ و ابن جریر نے قاسم سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۴۳، الحق الجتلی)

قریش سے ابو بکر کی شرط

امام محقق علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں :

ان ابا بکر رضى الله تعالى عنه قبل الهجرة حين انزل الله تعالى الم غلبت الروم . قالت له قريش ترون ان الروم تغلب قال نعم قال هل ان تخاطرنا فخاطرهم فاخبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال صلى الله تعالى عليه وسلم اذهب اليهم فزد في الخطر ففعل و غلبت الروم فارسا فاخذ ابو بكر رضى الله تعالى عنه فاجازه النبي صلى الله تعالى عليه وسلم.

بیشک ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے اللہ غلبت الروم الآیہ نازل فرمائی تو قریش نے امیر المؤمنین صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کیا

سمجھتے ہیں کہ روم غالب ہو جائیں گے؟ فرمایا ہاں قریش نے کہا کیا آپ ہم سے اس بات پر شرط لگائیں گے؟ تو امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش سے شرط لگائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خبر دی، حضور نے فرمایا کہ جاؤ شرط میں اور اضافہ کرو۔ ابو بکر نے ایسا ہی کیا پھر روم فارس پر غالب آگئے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشروط چیز لے لی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے جائز رکھا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۵۷۔ الرمزا لمرصف)

صدق کو قسم دینے کی ممانعت

فی الحدیث ان الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبیر رؤیا فاخبرہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه اصاب بعضا اخطا بعضا لافنا للصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نجہرہ و اقسام علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تقسم .

حدیث میں ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خواب کی تعبیر بتائی تو حضور اقدس نے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو بتایا کہ انہوں نے بعض میں درستگی کی ہے اور بعض میں غلطی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر حضور کی قسم کھائی کہ ہم اسے ضرور ظاہر کریں گے تو حضور نے فرمایا کہ قسم نہ دو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۹۳۴)

عمر کو ابو بکر کی وصیت

محمد بن المبارک بن الصباح اپنے جڑواں بھائی اور عثمان بن ابی شیبہ اپنی سہیلی اور ابو نعیم حلیہ الاولیاء اور ہنادفواند اور ابن جریر تہذیب الآثار میں عبد الرحمن بن سابط و زید و زبید پسران حارث و مجاہد سے راوی

لما حضر ابا بکر الموت دعا عمر فقال اتق اللہ یا عمر و اعلم ان لہ عملا

بالنهار لا يقبله بالليل و عملا بالليل لا يقبله بالنهار و اعلم انه لا يقبل نافلة . حتى تؤدى
الفريضة . الحديث .

یعنی جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزع کا
وقت ہوا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے
کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو
مقبول نہ ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔

اسے علامہ ابراہیم بن عبد اللہ یمنی مدنی شافعی نے ”القول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب“ کے
تیرہویں باب میں اور ”التحقیق فی فضل الصدیق“ کے انتیسویں باب میں بیان کیا ہے۔ اور اسے امام جلال
الدین سیوطی نے بھی جامع کبیر میں روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۳۶)

ابو بکر و عمر، علی سے افضل ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

تمام اہل سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما مولیٰ علی کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم سے افضل ہیں۔ ائمہ دین کی تصریح ہے کہ جو مولیٰ علی کو ان پر فضیلت دے مبتدع ہے اس
کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

فتاویٰ خلاصہ و فتح القدر و بحر الرائق و فتاویٰ عالمگیریہ وغیر با کتب کثیرہ میں ہے :

ان فضل علیا عنہما فمبتدع .

اگر مولیٰ علی کو صدیق و فاروق پر فضیلت دے تو مبتدع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۶۶)

ابو بکر صدیق کا ازار

صحیح بخاری شریف میں ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں فرمایا۔

انت لست ممن یصنعه خیلاء۔

تم ان میں نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کریں (کیوں کہ ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو حرام

ہے)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے :

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراہة تنزیة۔

آدمی کا گٹوں سے نیچے ازار لٹکانا اگر تکبر کے لیے نہیں ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۲۸)

حضرت صدیق کا خواب

امام احمد رضا بریلوی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب سے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

در شواہد النبوة از ابو مسعود انصاری منقول است کہ گفتہ کہ اسلام ابو بکر شبیہ بوحی است زیرا کہ وہ

گفتہ است کہ شبے پیش از بعثت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در خواب دیدم کہ نور عظیم از آسماں فرود آمد

و بر بام کعبہ افتاد۔ الخ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۲۔ منیر العین)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کا اسلام وحی کا شبیہ ہے کیوں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بعثت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے میں نے خواب میں ایک نور عظیم دیکھا جو آسمان سے اتر کر کعبہ کی چھت پر نازل ہوا اور مکہ معظمہ میں کوئی ہی ایسا گھر ہوگا جو اس نور سے فروزاں نہ ہوا ہو، ہر گھر کے انوار ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہی نور بن گئے، یہ نور سب سے پہلے میرے گھر چلا آیا اور میں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ صبح ہوئی تو میں نے اپنا خواب یہودیوں کے ایک استقف کو سنایا اور اس کی تعبیر کے لیے بھی کہا اس نے کہا یہ ایسا خواب ہے جس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ چند دن گزرے تھے کہ میں (ابو بکر) تجارت کے سلسلے میں حورا کے کلیسا میں جو بحیرہ راہب کا مسکن تھا پہنچا اور تعبیر خواب پوچھی

اس نے کہا، تم کون ہو؟

میں نے جواب دیا، میں قریش میں سے ہوں۔

اس نے کہا:

خداوند تعالیٰ تمہیں میں سے ایک پیغمبر پیدا کرے گا اور تم اس کے وزیر ہو گے اور اس کی وفات کے بعد اس کے خلیفہ ہو گے۔ (مولف)

(ترجمہ مع اضافہ از شواہد النبوة مترجم)

درخت نے صدیق کو خوش خبری دی

و نیز در شواہد النبوة مذکور است کہ امیر المومنین ابو بکر صدیق گفتہ است کہ روزے در ایام جاہلیت در سایہ درختے نشستہ بودم ناگاہ میل بمن کرد آوازے ازاں درخت بگوش من آمد کہ پیغمبرے در فلاں وقت بیروں خواہد آمدی باید کہ تو سعادت ترین مردماں باشی بوے۔ الخ۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۲۔ منیر العین)

حضرت امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز زمانہ جاہلیت میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اس درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکی یہاں تک کہ میرے سر تک آگئی میں نے دیکھا تو دل میں کہا اب کیا ہوگا، اس درخت سے میرے کانوں میں آواز آئی کہ فلاں وقت ایک پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوں گے تمہیں چاہیے کہ سعادت مند ترین ہستی بن جاؤ، میں نے کہا ذرا بات کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیجیے کہ وہ پیغمبر کون ہیں؟ درخت سے آواز آئی وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہیں میں نے کہا وہ تو میرے دوست اور محبوب ہیں، میں نے اس درخت سے عہد لیا کہ جب وہ مبعوث ہوں تو مجھے ان کی بعثت کی نوید و خوش خبری دینا۔

جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام مبعوث ہوئے تو اس درخت سے آواز آئی اے ابن ابوقحافہ! نہایت سعی و کوشش کیجیے اس کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اور رب موکی کی قسم! تجھ سے دین اسلام قبول کرنے میں کوئی سبقت حاصل نہیں کرے گا۔ سچ ہوئی تو میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا، جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابو بکر! میں تجھے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف بلاتا ہوں میں نے فوراً اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجا منیرا پڑھایا اور آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔ (مولف)

(ترجمہ مع اضافہ از شواہد النبوة مترجم)

حضور، ابو بکر کے خواب میں

و نیز در شواہد از ابو بکر صدیق منقول است کہ در مرض آخر خود گفت کہ امشب در تقویض امر خلافت بتکرار استخارہ کردم۔ الخ۔ ملتقطاً۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۰۲۔ منیر العین)

ایک دن اپنی بیماری کے دوران میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس

رات میں نے خلافت کی سپردگی کے لیے متواتر استخارہ کیا اور اللہ سے التجا کی مجھے ایسے شخص کو امر خلافت تفویض کرنے کی توفیق دے جس سے وہ خوش ہے۔ پھر فرمایا تم جانتے ہو میں دروغ گوئی سے کام نہ لوں گا اور ایسا کون عقل مند ہے جو لقائے ربانی کے وقت اس پر افترا و بہتان باندھے اور مسلمانوں میں جھوٹ بولنے کو جائز سمجھے تمام حاضرین بولے اے خلیفہ رسول خدا! آپ کی راست گوئی اور صدق و صفا میں کس کو شک ہے؟ آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہیئے۔

حضرت ابو بکر نے فرمایا، رات کے آخری حصے میں مجھے سخت نیند آئی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا آپ نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور میں ان کپڑوں کے دونوں کناروں کو ملا رہا تھا ناگاہ وہ دونوں کپڑے سبز ہونا اور چمکنا شروع ہو گئے ان کی درخشانی و تابانی سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیائی جاتی تھیں اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے دائیں بائیں دو نہایت حسین و جمیل نوجوان کھڑے تھے جن کی دید سے دل و جان سرور ہوئے جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے السلام علیکم کہہ کر مصافحہ سے مشرف فرمایا اور اپنا دست مقدس میرے سینے پر رکھ دیا جس سے میرا اضطراب و خفقان دل دور ہو گیا۔

پھر فرمایا، اے ابو بکر ہمیں تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم میرے پاس آ جاؤ میں خواب میں بہت رویا یہاں تک کہ میرے اہل خانہ کو بھی میرے رونے کی خبر ہو گئی جنہوں نے مجھے بعد ازاں اس گریہ و زاری سے مطلع کیا۔

پھر میں نے کہا، یا رسول اللہ وہ دونوں آپ کے قریب ہوئے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ابھی کچھ قربت باقی ہے کیوں کہ وصال بھی تمہارے بغیر جدائی

ہے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت سپرد کرنے کا اختیار دے دیا ہے میں نے عرض کی حضور! آپ ہی کسی کو پسند فرمائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت فاروق اعظم کو رعیت کا والی بنایا ہے جو صادق و قوی ہیں اور وہ زمانے بھر کے زمین و آسمان میں پاکیزہ ترین شخص ہیں۔

پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا یہ دونوں آدمی وفات کے وقت تمہارے وزیر ہوں گے اور بہشت میں تمہارے ہمسایہ ہوں گے۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھے السلام علیکم کہا پھر ان دونوں جوانوں نے بھی السلام علیکم کہا اور بولے کہ تمہیں ناپسندیدہ چیز سے مخلصی حاصل ہوگئی تو آسمان میں بھی صدیق ہے، انسانوں میں بھی صدیق ہے، فرشتوں میں بھی صدیق ہے اور زمین میں بھی صدیق ہے۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یہ دونوں جوان کون ہیں؟ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا یہ دونوں معزز و مکرم فرشتے ہیں جن کے نام جبریل و میکائیل علیہما الصلاۃ والسلام ہیں۔ یہ فرما کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لے گئے اور میں بیدار ہو گیا۔ میرے گالوں پر آنسو بہ رہے تھے اور میرے گھر والے میرے سر ہانے کھڑے ہو کر رو رہے تھے۔ (مولف) (ترجمہ مع اضافہ از شواہد النبوة مترجم)

خلفاء میں صدیق کا مرتبہ

امام احمد رضا بریلوی مرتبہ صدیق سے متعلق فرماتے ہیں:

اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر کا مرتبہ سب سے زائد ہے، پھر فاروق اعظم، پھر مذہب منصور میں عثمان غنی پھر مرتضیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

جو چاروں کو برابر جانے وہ بھی سنی نہیں ہاں یہ معنی لے کر کہ چاروں کا ماننا فرض ہے اس بات میں

برابری ہے تو حرج نہیں جیسے لا نفرق بین احد من رسلہ ہم اس کے رسولوں میں فرق نہیں کرتے کہ ایک کو مانیں ایک کو نہ مانیں بلکہ سب کو مانتے ہیں اور فرمایا تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔ ان رسولوں میں ہم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی۔ (فتاویٰ افریقہ ۱۳۷)

ابو بکر حضور کے سایہ و اماں میں

امام احمد رابر یلوی قدس سرہ ایک مقام پر رقم طراز ہیں :

سولہ برس کی عمر میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پکڑے کہ عمر بھر نہ چھوڑے اب بھی پہلوئے اقدس میں آرام کرتے ہیں، روز قیامت دست بدست حضور اٹھیں گے، سایہ کی طرح ساتھ ساتھ داخل خلد بریں ہوں گے، جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے فوراً بے تامل ایمان لائے۔

والہذا سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

لم یزل ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعین الرضا منہ۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی میں

رہے۔

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

اختلف الناس فی مرادہ بهذا الکلام فقیل لم یزل مومنا قبل البعثۃ و بعدھا و

هو الصحیح المرتضیٰ۔

اس کلام سے امام اشعری کی مراد میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بیان مراد میں ایک قول یہ ہے کہ وہ

ہمیشہ مومن رہے قبل بعثت بھی بعد بعثت بھی، یہی قول صحیح و پسندیدہ ہے۔

امام اجل سیدی ابوالحسن علی بن عبدالکافی تقی الدین سبکی قدس سرہ الملکی فرماتے ہیں :

الصواب ان يقال ان الصديق رضى الله تعالى عنه لم يثبت حالة كفر بالله كما ثبت عن غيره ممن آمن و هو الذي سمعنا من اشياخنا و من يقتدى به و هو الصواب ان شاء الله تعالى .

صحیح یہ کہنا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق کوئی حالت کفر ثابت نہ ہوئی جیسا کہ دوسرے ایمان لانے والوں سے متعلق ثابت ہوئی، یہی ہم نے اپنے شیوخ اور پیشواؤں سے سنا ہے اور یہی حق ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔
(تذریہ المکانۃ الحیدریۃ)

صدق کافئانی الرسول

عمر بن شہبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلیٰ و ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن مسلمہ عن ہشام بن حسان عن محمد بن سیرین، قصۃ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال فلما مد يده يبايعه بكي ابو بكر فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ما بيكيك قال لان تكون يد عمك مكان يده و يسلم و يقر الله عينك احب الي من ان يكون .

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیت اسلام لینے کے لیے بڑھایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ عرض کی ان کے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور ان کے اسلام لانے سے اللہ تعالیٰ حضور کی آنکھ

ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی۔

حاکم نے کہا یہ حدیث بر شرط شیخین صحیح ہے حافظ الشان نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا۔

ابو قرة موسیٰ بن طارق موسیٰ بن عبیدہ وہ عبد اللہ بن دینار و حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔

قال جاء ابو بکر بابی قحافة يقوده يوم فتح مكة فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الا تركت الشيخ حتى ناتيہ قال ابو بکر اردت ان ياجرہ الله و الذى بعثك بالحق لانا كنت اشد فرحاً باسلام ابى طالب لو كان اسلم منى بابى .

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر لائے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بوڑھے کو وہیں کیوں نہ رہنے دیا کہ ہم خود اس کے پاس تشریف فرما ہوتے۔ صدیق اکبر نے عرض کی کہ میں نے چاہا کہ اللہ ان کو اجر دے قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابو طالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے۔

اللہ اللہ! یہ محبوب میں فنائے مطلق کا مرتبہ ہے۔ (شرح المطالب فی بحث ابی طالب)

ابو بکر صدیق صدیق اکبر ہیں

علماء فرماتے ہیں ابو بکر، صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔

نسیم الریاض شرح شفاءے امام قاضی عیاض میں ہے :

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلهم لتصدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لم یصدر منه غیرہ قط و کذا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فانه یسمى الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط و لم یسجد لغير البه مع صغره و کون ابیہ علی غیر الملة . و لذا خص بقول علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ .

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص طور سے ”صدیق اکبر“ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق میں سب لوگوں پر سبقت لے گئے اور اس کے خلاف ان سے کبھی کوئی بات سرزد نہ ہوئی، اسی طرح حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اصغر کہا جاتا ہے کہ وہ کبھی شرک و کفر کی آلودگی سے ملوث نہ ہوئے نہ غیر اللہ کو سجدہ کیا۔ حالاں کہ ایمان لانے کے وقت وہ چھوٹے تھے اور ان کے باپ ابو طالب ملت کفر پر تھے اس لیے انھیں ”علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ“ کہا جاتا ہے اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔

(مولف)

مقام صدیق

سیدی شیخ اکبر محی الدین بن عربی فتوحات مکیہ شریف میں فرماتے ہیں :

فلو فقد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ذلک الموطن و حضرہ ابو بکر لمقام فی ذلک المقام الذی اقیم فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لانه لیس ثم اعلیٰ منه یحجبه عن ذلک فهو صادق ذلک الوقت و حکیمہ و ما سواہ تحت حکمہ (ثم قال) و هذا المقام الذی اثبتنا بین الصدیقیة و نبوة التشریح و فوق الصدیقیة فی المنزلة عند اللہ و المشار الیہ بالسر الذی و قر فی صدر ابی بکر فضل بہ

الصدیقین اذ حصل له في قلبه ما ليس في شرط الصديقية ولا من لوازمها فليس بين ابى بكر وبين رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رجل لانه صاحب الصديقية و صاحب سر.

یعنی اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیق اکبر حاضر ہوں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام پر صدیق قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انھیں اس سے روکے وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں اور جوان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم۔ یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے۔ یہ مقام قربت فردوں کے لیے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینہ صدیق میں متمکن ہوا جس کے باعث وہ تمام صدیقیوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلب میں وہ راز الہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے تو ابو بکر صدیق اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحب راز بھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا علی کی نگاہ میں صدیق اکبر کا مقام

صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحب جزاء امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سے ہے۔

قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال ثم عمر ثم خشیت ان اقول ثم فيقول عثمان فقلت ثم انت يا ابت فقال ما انا الا رجل من المسلمين.

میں نے اپنے والد ماجد مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا ابو بکر میں نے کہا پھر کون، فرمایا پھر عمر، پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون تو فرمادیں عثمان اس لیے میں نے سبقت کر کے کہا اے باپ میرے پھر؟ آپ فرمایا میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے۔

طبرانی معجم اوسط میں صلہ بن زفر سے راوی جب امیر المومنین مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابو بکر صدیق کا ذکر کرتے امیر المومنین فرماتے۔

السباق يذكرون السابق يذكرون و الذي نفسى بيده ما استبقنا الى خير قط
الاسبقنا اليه .

ابو بکر بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابو بکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

صدیق کے بارے میں علی کی رائے

ابو القاسم طحی و ابن ابی عاصم و ابن شاہین و لاکائی سب اپنی اپنی کتاب السنہ میں و عشاری فضائل صدیق اور اصہبانی کتاب الحجۃ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں راوی امیر المومنین کو خبر پہنچی کچھ لوگ انہیں ابو بکر و عمر سے افضل بتاتے ہیں۔ منبر پر تشریف لے گئے حمد و ثنائے الہی کے بعد فرمایا۔

ايها الناس بلغني ان اقواما يفضلوني على ابي بكر و عمر و لو كنت تقدمت فيه لعاقبت فيه فمن سمعته بعد هذا اليوم يقول هذا فهو مفتر عليه حد المفترى خير الناس بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ابو بكر ثم عمر ثم احداثا بعضنا

احداثا يقضى الله فيها ما يشاء.

اے لوگو مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے اس پر مفتری کی حد آئے گی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابو بکر ہیں پھر عمر پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔

ابن عساکر بطریق الزہری عن عبد اللہ بن کثیر راوی امیر المؤمنین فرماتے ہیں :

لا يفضلني احد على ابي بكر و عمر الا جلدته جلد او جيعا.

جو مجھے ابو بکر و عمر سے افضل کہے گا اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔

امام احمد و مسد و مسند اور عدنی ماہنن اور ابو عبید کتاب الغریب اور نعیم بن حماد فتن اور خیشمہ بن سلیمان طبرانی فضائل الصحابہ اور حاکم مستدرک اور خطیب تلخیص الممتشابہ میں راوی امیر المؤمنین فرماتے ہیں۔

سبق رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و ثنى ابو بكر و ثلث عمر ثم خطبتنا فتنه و يعفو الله عن من يشاء و للخطيب و غيره فهو ما شاء الله زاد هو لمن فضلى على ابي بكر و عمر فعليه حد المفترى من الجلد و اسقاط الشهادة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سبقت لے گئے اور ان کے دوسرے ابو بکر اور تیسرے عمر ہوئے پھر ہمیں فتنے نے مضطرب کیا اور خدا جسے چاہے معاف فرمائے گا یا فرمایا جو خدا نے چاہا وہ ہوا تو جو مجھے ابو بکر و عمر پر فضیلت دے اس پر مفتری کی حد واجب ہے اسی (۸۰) کوڑے لگائے جائیں اور گواہی کبھی نہ سنی جائے۔

ابو طالب عشاری روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ خیر الناس ہیں، فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا ابو بکر کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا عمر کو دیکھا ہے کہا نہ فرمایا۔

اما انک لو قلت انک رأیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لقتلتک و لو قلت رأیت ابا بکر و عمر لحددتک۔

سن لے اگر تو نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیکھنے کا اقرار کرتا اور پھر مجھے خیر الناس کہتا تو میں تجھے قتل کرتا اور اگر تو ابو بکر و عمر کو دیکھے ہوتا اور مجھے افضل بتاتا تو تجھے حد لگاتا۔

ابن عسا کر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا۔

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا وقد انکر حقہ و حق اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو مجھے ابو بکر و عمر پر تفضیل دے گا وہ میرے اور تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق کا منکر ہوگا۔

ابو طالب عشاری اور اصہبانی کتاب الحجہ میں عبد خیر سے راوی میں نے امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں کون جائے گا فرمایا ابو بکر میں نے عرض کی یا امیر المومنین کیا وہ دونوں آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے فرمایا۔

ای والذي فلق الجبة و برأ النسمة انهما لیا کلان من ثمارها و یرویان من مائها و یسکنان علی فراشها و انا موقوف بالحساب۔

ہاں قسم اس کی جس نے بیج کو چیر کر پیڑا گایا اور آدمی کو اپنی قدرت سے تصویر فرمایا بیشک وہ دونوں جنت کے پھل کھائیں گے، اس کے پانی سے سیراب ہوں گے اس کی مسندوں پر آرام کریں گے اور میں ابھی حساب میں کھڑا ہوں گا۔

ابو ذر ہروی و دارقطنی وغیرہما حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں نے امیر المؤمنین علی سے عرض کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہے؟ فرمایا:

خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر۔

ٹھہراے ابو جحیفہ کیا میں تمہیں نہ بتا دوں کہ خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کون ہے

ابو بکر و عمر۔

ابو نعیم حلیہ اور ابن شاہین کتاب السنۃ اور ابن عساکر تاریخ میں عمران بن حریش سے راوی میں نے امیر المؤمنین مولیٰ علی کو منبر پر فرماتے سنا۔

افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر و عمر و

عثمان۔

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر پھر عثمان۔

ابن عساکر بطریق سعد بن طریف اصبح بن نباتہ سے راوی

قال قلت لعلی یا امیر المؤمنین من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر قلت ثم من قال عثمان قلت ثم

من قال انا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعینی ہاتین و الاعمیتا و

باذنی ہاتین و الاعمیتا یقول ما ولد فی الاسلام مولودا زکی و لا اطہر و لا افضل

من ابی بکر ثم عمر.

میں نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے فرمایا ابو بکر میں نے کہا پھر کون فرمایا عمر کہا پھر کون فرمایا عثمان، کہا پھر کون فرمایا میں نے ان آنکھوں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ورنہ یہ آنکھیں پھوٹ جائیں اور ان کانوں سے سنا ورنہ بہرے ہو جائیں حضور فرماتے تھے اسلام میں کوئی شخص ایسا پیدا نہ ہو جو ابو بکر پھر عمر سے زیادہ ستر زیادہ پاکیزہ زیادہ فضیلت والا ہو۔

ابو طالب عشاری فضائل الصدیق میں راوی امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

و هل انا الا حسنة من حسنات ابی بکر.

میں کون ہوں مگر ابو بکر کی نیکیوں سے ایک نیکی۔

سبقت صدیق کی چار وجوہ

خیثمہ طرابلسی و ابن عساکر ابو الزناد سے راوی ایک شخص نے مولیٰ علی سے عرض کی یا امیر المؤمنین کیا بات ہوئی کہ مہاجرین و انصار نے ابو بکر کو تقدیم دی حالاں کہ آپ کے مناقب بیشتر اور اسلام و سوابق و بیشتر فرمایا اگر مسلمان کے لیے خدا کی پناہ نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا افسوس تجھ پر، ابو بکر چار وجوہ سے مجھ پر سبقت لے گئے۔

(۱) افشائے اسلام میں مجھ سے پہلے

(۲) ہجرت میں مجھ سے سابق

(۳) صحبت غار میں انھیں کا حصہ

(۴) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امامت کے لیے انھیں کو مقدم فرمایا۔

ويحك ان الله ذم الناس كلهم و مدح ابا بكر فقال الا تنصروه فقد نصره

الله الآية .

افسوس تجھ پر بیشک اللہ تعالیٰ نے سب کی مذمت کی اور ابو بکر کی مدح فرمائی کہ ارشاد فرماتا ہے! اگر تم اس نبی کی مدد نہ کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد فرمائی جب کافروں نے اسے مکے سے باہر کیا دوسرا ان دو کا جب وہ غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتا تھا، غم نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

دختر کی خبر اور مال کی وصیت

عالم مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا مال جو غابہ میں تھا اس میں سے بیس وسق چھوہارے ام المومنین کو ہبہ فرمائے تھے کہ درختوں پر سے اتر وائیں جب صدیق اکبر کے وصال کا وقت آیا ام المومنین سے فرمایا اے پیاری بیٹی خدا کی قسم کسی شخص کی تو نگری مجھے تم سے محبوب نہیں اور اپنے بعد کسی کی محتاجی تمہارے برابر مجھ پر دشوار نہیں اور میں نے تم کو بیس وسق چھوہارے ہبہ کیے تھے کہ درختوں پر سے اترو لو تو اگر تم نے وہ کٹوا کر قبضے میں کر لیے ہوتے تو وہ تمہارے ہوتے اور آج تو وارث کا مال ہے اور وارث تمہارے دو بھائی اور تمہاری بہنیں ہیں تو اسے حسب فرائض اللہ تقسیم کر لینا، ام المومنین نے عرض کی، اے میرے باپ خدا کی قسم اگر اتنا اور اتنا مال ہوتا میں جب بھی چھوڑ دیتی، میری بہن تو ایک اسماء ہے دوسری کون ہے فرمایا وہ جو بنت خارجه کے پیٹ میں ہے میرے علم میں وہ لڑکی ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں یوں روایت کی کہ صدیق نے فرمایا کہ وہ بنت خارجه کے پیٹ میں ہے

میرے دل میں الہام کیا گیا کہ وہ لڑکی ہے تم اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو، اس پر ام کلثوم پیدا ہوئیں۔
(الدولة المکیة)

غار ثور میں صدیق کی جاں نثاری

امام احمد رضا بریلوی ایک موقع پر فرماتے ہیں :

جان کا رکھنا سب سے زیادہ فرض اہم ہے۔ امام الصدیقین اکمل الاولیاء العارفين سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا۔

سفر ہجرت میں جب آفتاب رسالت و ماہتاب صدیقیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برج ثور بیت الشرف قمر میں اجتماع نیرین کی طرح غار ثور پر جلوہ فرما ہوئے صدیق اکبر نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! حضور باہر توقف فرمائیں پہلے میں اندر جا کر غار کو صاف کر دوں کہ اگر کوئی چیز ہو تو مجھے پہنچے۔ غار چند ہزار سال کا تھا، بہت سوراخ تھے، صدیق نے سنگریزوں سے، پھر کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سے بند کیے ایک سوراخ رہ گیا، اس میں پاؤں کا انگوٹھا رکھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا، حضور نے ان کے زانو پر سر انور رکھ کر آرام فرمایا۔ وہاں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار فائض الانوار حضور پر نور سیدالابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رہتا تھا کہ اس نے قرون سابقہ میں علمائے امم سابقہ کو باہم ذکر کرتے سنا تھا کہ حضور اقدس نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت اور غار ثور میں اقامت فرمائیں گے۔ سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انگوٹھے پر رگڑا انھوں نے جانا کہ سانپ ہے مگر اس خیال سے کہ جان جائے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے، پاؤں نہ ہٹایا یہاں تک کہ اس نے کاٹا، صدیق نے بکمال ادب جنبش نہ کی مگر

شدت ضبط کے باعث آنسو نکل کر رخسار محبوب رب العالمین پر پڑے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم جاں فزا کھلی صدیق سے حال پوچھا عرض کی۔

لدغت بابی انت و امی یا رسول اللہ .

یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے سانپ نے کاٹا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعاب دہن اقدس لگا دیا فوراً آرام ہو گیا۔

افضلیت صدیق کی وجہ خاص

یہی تعظیم، محبت، جاں نثاری اور پروانہ واری شمع رسالت بعد انبیاء و مرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام جہان پر باعث تفوق ہے جس نے صدیق اکبر کو ان کے بعد تمام عالم، تمام خلق اللہ، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم کر دیا۔ یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابو بکر کو کثرت صوم و صلاۃ کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی۔

و لکن بشی و قر فی صدرہ .

بلکہ اس سر کے سبب جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے۔

یہی وہ راز ہے جس کے باعث ارشاد ہوا کہ :

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان امتی لرجح ایمان ابی بکر .

اگر ابو بکر کا ایمان میری تمام امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابو بکر کا ایمان غالب

آئے۔

ولہذا قرآن عظیم نے اپنے نصوص قطعیہ سے شکل اول بدیہی الامتاج افضلیت مطلقہ صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ قائم فرمادی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔

تم سب میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ عزوجل کے حضور وہ ہے جو تم سب میں اتقی ہے۔

اور دوسری آیت کریمہ میں صاف فرمادیا اتقی کون ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و سبجنہا الاتقی الذی یؤتی ما لہ یتزکی و ما لا حد عنده من نعمہ تجزی الا

ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ و لسوف یرضی .

قریب ہے جہنم سے بچایا جائے گا وہ سب سے اتقی جو اپنا مال دیتا ہے ستمرا ہونے کو، اور اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے مگر اپنے پروردگار برتر کی وجہ کریم چاہنا اور قریب ہے کہ وہ اس سے راضی ہو جائے گا۔

بشہادت آیت اولیٰ ان آیات کریمہ سے وہی مراد ہے جو افضل و اکرم امت مرحومہ ہے اور وہ نہیں

مگر اہل سنت کے نزدیک صدیق اکبر۔

اور تفضیلیہ و روافض کے یہاں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

مگر اللہ عزوجل کے لیے حمد کہ اس نے کسی کی تلپیس و تدلیس کو جگہ نہ چھوڑی، آیہ کریمہ نے ایسے

وصف خاص سے اتقی، کی تعیین فرمادی جو صدیق اکبر کے سوا کسی پر صادق آہی نہیں سکتا فرماتا ہے۔

و ما لا حد عنده من نعمہ تجزی .

اس پر کسی کا ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

حضور پر نور خلیفۃ اللہ الاعظم و محسن و منعم تمام عالم ہیں۔ حضور کے احسانات کہ بے حد و غایات ہیں

دو قسم ہیں۔

(۱) دیدیہ، کہ اولین و آخرین حتی کہ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جس نے جو نعمت

ایمان و دولت عرفان پائی حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ہاتھوں سے ملی،

حضور ہی کی بدولت ہاتھ آئی۔

(۲) دنیویہ۔

پھر دو قسم ہیں۔

اول : عامہ باطنہ، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم خلافت رب العالمین جل و علا جملہ نعمتہائے الہیہ کے قاسم ہیں۔

دوم : خاصہ ظاہرہ، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکمال رحمت و رافت ظاہر بشریت کی طرف تنزل فرما کر اپنے غلاموں، کنیزوں سے حسب عرف و عادت باہمی معاملات فرماتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہلی دو قسم کی نعمتیں ہرگز اس قسم سے نہیں جن کا کوئی بدلہ دے سکے نعم دیدیہ کا معاوضہ نہ ہو سکتا تو ظاہر اور نعم عامہ باطنہ دنیویہ بحکم خلافت رب العزت ہیں۔ اللہ عز و جل کو کون عوض دے، ہاں قسم سوم ہی کی نعمتیں کہ باہمی معاملات عرفیہ کے طور پر تھیں، صالح عوض و مجازات ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ و التسلیم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جس قدر احسانات و انعامات قسم اول کے ہیں تمام عالم میں کسی پر نہیں۔ اور قسم دوم میں

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام عالم شریک ہیں مگر قسم سوم یعنی معاملات باہمی قابل معاوضہ میں ہمیشہ صدیق اکبر کی طرف سے بندگی و غلامی و خدمت و نیاز مندی اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے براہ بندہ نوازی قبول و پذیرائی و عطاء سعادتمندی کا برتاؤ رہا۔ یہاں تک کہ خود صدیق اکبر کے مولائے اکرم و آقائے اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انہ لیس فی الناس احد امن علی فی نفسہ و مالہ من ابن ابی قحافة.

بے شک تمام آدمیوں میں اپنی جان و مال سے میرے ساتھ کسی نے ایسا سلوک نہ کیا جیسا کہ ابو بکر نے۔

اور فرمایا :

ما لا حد عندنا ید الا وقد کافیناہ بہا ما خلا ابا بکر فان لہ عندنا یدا یکافنہ اللہ بہا یوم القیامۃ و ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر.

کسی کا ہمارے ساتھ کوئی حسن سلوک ایسا نہیں جس کا ہم نے عوض نہ کر دیا ہو سوا ابو بکر کے کہ ان کا ہمارے ساتھ وہ حسن سلوک ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت دے گا مجھے کسی کے مال نے ایسا نفع نہیں دیا جیسا ابو بکر کے مال نے۔

صدیق نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ والا میں حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت درخواست عرض کی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صغرن کا عذر فرمایا۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے اس میں ایک حکمت جلیلہ یہ بھی تھی کہ دامادی میں قبول کرنا انھیں دنیاوی احسانات سے ہے جن میں جزا و مکافات جاری۔

حدیث میں ہے کہ جو کچھ ہدیہ و عطیہ عقد نکاح سے پہلے دیا جائے وہ عورت کا ہے اور جو بعد کو دیا

جائے وہ اس کا جسے دیا جائے یعنی خسر و خوشدامن وغیرہا۔

پھر فرمایا :

و احق ما یکرّم الرجل به ابنته او اخته .

اور آدمی جن ذرائع سے اکرام و نیک سلوک کا مستحق ہو ان میں سب سے زیادہ ذریعہ اس کی بیٹی یا بہن ہے۔

اور اللہ و رسول کو منظور نہ تھا کہ صدیق پر ان کے احسانات ناممکن العوض کے سوا کوئی احسان قابل معاوضہ دنیویہ ہو، لہذا عذر فرمادیا۔

بخلاف سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کہ ان پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات دو قسم اولین کے سوا قسم سوم کے بھی بہت احسان ہیں انہوں نے پرورش ہی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے پائی۔

حدیث میں ہے قبل ظہور نور نبوت مکہ معظمہ میں گرانی ہوئی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ زمانہ گرانی کا ہے اور ابوطالب کے عیال کثیر، آؤ کہ ہم ان پر تخفیف فرمادیں۔ یہ فرما کر حضور اور حضور کے ہمراہ رکاب حضرت عباس، ابوطالب کے پاس تشریف لائے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کو اپنی پرورش میں لے لیا، اور حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو، رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر تمہیں نعمت کبریٰ تزویج حضرت عتوب زہرا سے ہوئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ بیہا و علیہا و علیٰ علیہا و انبیہا و بارک وسلم۔

تو آیہ کریمہ و ما لا حد عندہ من نعمۃ تجزی سے مولیٰ علی قطعاً مراد نہیں ہو سکتے بلکہ بالیقین صدیق اکبر ہی مقصود ہیں اور اسی پر اجماع مفسرین موجود۔

حضور سے کمال تشبیہ

اسی افضلیت مطلقہ صدیقی کے مناشی سے ہے اس جناب کا کمال تشبیہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہوتا۔

اول ظہور بعثت شریفہ میں جب حضور نے فرمایا تھا لقد خشیت علی نفسی (مجھے اپنی جان کا ڈر ہے) اس وقت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور کے جو اوصاف کریمہ شہار کیے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ضائع نہ چھوڑے گا، حضور یہ کمالات عالیہ رکھتے ہیں۔

بعینہا وہی کمالات انھیں الفاظ سے ابن الدغنے نے صدیق کے لیے بیان کیے، جب قبل ہجرت بقصد ہجرت تشریف لے چلے ہیں۔ راہ میں ابن الدغنے ملا حال معلوم ہوا، کہا کیا آپ جیسا وطن سے جدا کیا جائے گا؟ حالاں کہ آپ یہ یہ کمالات عالیہ رکھتے ہیں۔

یوں ہی جب صلح حدیبیہ ہوئی اور مسلمان اس سال مکہ معظمہ جانے سے باز رکھے گئے، یہ امر ان پر بالخصوص اشد ہم فی امر اللہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت شاق گزرا۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب عزوجل نے سفر حدیبیہ سے پہلے خواب دکھایا تھا کہ حضور مع صحابہ کرام مسجد الحرام میں باسن واماں داخل ہوئے اور مناسک حج ادا فرمائے۔

صحابہ کا گمان تھا کہ اس خواب کی تصدیق اسی سفر میں واقع ہوگی جب اس سال واپسی کی ٹھہری امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کی :

یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا: ضرور

عرض کی: کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتولین نار میں نہیں۔

فرمایا: کیوں نہیں۔

عرض کی: پھر ہم اپنے دین میں دہتی کیوں رکھیں۔

فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی نافرمانی نہ کروں گا اور وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔

عرض کی: کیا حضور نے ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور طواف بجالائیں گے؟

فرمایا: ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرمادیا تھا کہ اسی سال؟

عرض کی: نہ

فرمایا: تم ضرور کعبہ جاؤ گے اور طواف بجالائے گے۔

فاروق اعظم اس تمنا پر کہ شاید صدیق شفاعت کریں اور ان کی مراد کہ کفار سے جہاد اور بالجبر داخلی

کعبہ معظمہ ہے، حاصل ہو جائے خدمت صدیق میں حاضر ہوئے اور گزارش کی۔

کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟

فرمایا: ضرور۔

کہا: ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتولین نار میں نہیں۔

فرمایا: کیوں نہیں۔

کہا: پھر ہم اپنے دین میں دہتی کیوں رکھیں؟

فرمایا: اے شخص! وہ اللہ کے رسول ہیں اور اس کی نافرمانی نہ کریں گے اور وہ ضرور ان کی مدد

فرمائے گا، ان کی رکاب تھام لے کہ خدا کی قسم وہ حق پر ہیں۔

کہا: کیا ہمیں خبر نہ دی تھی کہ ہم کعبہ معظمہ جائیں گے اور طواف بجلائیں گے

فرمایا: ہاں خبر دی تھی پھر کیا یہ فرما دیا تھا کہ اسی سال؟

کہا: نہ

فرمایا: تو ضرور تم کعبہ جاؤ گے اور طواف بجلاؤ گے۔

دیکھو بعینہ حرف بحرف وہی جواب ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے۔

یہ وہی بات ہے کہ قلب صدیقی آئینہ قلب حضور سید الکائنات ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وکرم۔ آیہ کریمہ میں اسی خواب کا ذکر ہے۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

ایک آیت کی تفسیر اور غلاموں کو آزاد کرنا

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف کریمانہ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں :

و سبجنہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی و ما لاحد عنده من نعمۃ تجزی الا

ابتغاء وجه ربہ الاعلیٰ و لسوف یرضی.

اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا

اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

اہل سنت و جماعت کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

حق میں اتری اور ”الاتقی“ سے وہی مراد ہیں۔

ابن حاتم و طبرانی نے حدیث روایت کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن سات غلاموں کو آزاد کیا وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستائے جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمان وسیب جنبھا الاتقی الآیة نازل فرمایا۔

بغوی نے فرمایا کہ ابن الزبیر کا قول ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزوروں کو خریدتے پھر انھیں آزاد کر دیتے تو ان سے ان کے والدین نے کہا اے بیٹے! ایسے غلاموں کو خریدتے ہوتے جو تمھاری حفاظت کرتے۔ ابو بکر نے فرمایا میں اپنی حفاظت ہی چاہتا ہوں تو یہ آیت سیب جنبھا الاتقی نازل ہوئی۔

محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ بلال ایک جمحی کے غلام تھے اور ان کا نام بلال بن رباح ہے اور ان کی ماں کا نام حمامہ ہے اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں سچے اور پاک دل تھے۔ امیہ بن خلف انھیں باہر لاتا جب گرم دوپہر ہوتی تو انھیں پیٹھ کے بل مکہ کے رتیلے میدان میں ڈال دیتا پھر بڑی چٹان لانے کا حکم دیتا وہ ان کے سینہ پر رکھ دی جاتی پھر کہتا تم ایسے ہی پڑے رہو گے یہاں تک کہ مرجاؤ یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے کافر ہو اور حضرت بلال احد احد فرماتے حالاں کہ وہ اس بلا میں ہوتے۔

محمد بن اسحاق نے ہشام بن عروہ سے روایت کی انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی، انھوں نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزرا ایک دن بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ہوا اور وہ لوگ بلال کے ساتھ یہی برتاؤ کر رہے تھے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق کا گھر بنو جمح میں تھا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو (اے امیہ بن خلف) اس بے چارے کے معاملہ میں اللہ سے نہیں ڈرتا تو امیہ نے کہا آپ نے اسے بگاڑا ہے آپ اس گت سے اسے بچالیں جو آپ دیکھ رہے ہیں ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں بچائے لیتا

ہوں میرے پاس ایک سیاہ فام غلام ہے جو بلال سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے اور تیرے دین پر ہے وہ تجھے دوں۔ امیہ بولا مجھے منظور ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو اپنا غلام دے دیا اور بلال کو لے لیا اور انھیں آزاد کر دیا۔

پھر ان کے ساتھ اسلام کی شرط پر ہجرت سے پہلے چھ کو آزاد کیا ان کے ساتویں عام بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو جنگ بدر واحد میں شریک ہوئے اور بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور ام عمیس وزیرہ کو آزاد فرمایا تو ان کی آنکھ جاتی رہی۔ جب انھیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزاد فرمایا تو قریش بولے کہ انھیں لات وعزی نے اندھا کیا ہے تو آپ بولیں کعبہ کی قسم قریش جھوٹے ہیں۔ لات وعزی نہ ضرر دے سکیں نہ فائدہ پہنچا سکیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کی بینائی پھیر دی۔ اور نہدیہ اور اس کی بیٹی کو آزاد کیا یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی لونڈیاں تھیں، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے جب کہ ان کی آقا عورت نے انھیں اپنا آٹا پینے کے لیے بھیجا تھا اور وہ عورت کہتی تھی کہ خدا کی قسم تمہیں کبھی آزاد نہ کروں گی تو ابو بکر نے فرمایا اے ام فلاں ایسا نہ کرو وہ بولی ہرگز نہیں آپ نے ان دونوں کو بگاڑا ہے آپ انھیں آزاد کر دیں صدیق نے فرمایا تو کتنے دام پر بیچتی ہے وہ بولی اتنے اور اتنے دام پر۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے ان دونوں کو لیا اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ ایک دن آپ کا گزر بنو موٹل کی ایک لونڈی کے پاس سے ہوا جب اس پر ظلم ہو رہا تھا تو اسے خرید کر آپ نے آزاد کر دیا۔

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلال کے معاملہ میں جب امیہ بن خلف سے پوچھا کہ کیا تم بلال کو فروخت کرو گے تو اس نے کہا ہاں۔ ابو بکر نے فرمایا میں اسے نسطاس کے بدلے بیچتا ہوں (نسطاس، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ غلام جو دس ہزار دینار اور بہت سے لونڈی وغلام اور چوپایوں کا مالک تھا) ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے

تھے کہ وہ اسلام لے آئے اور اس کا مال اسی کارہے مگر وہ نہ مانا تو حضرت ابو بکر نے اس کو مغضوب و برا جانا۔ پھر جب امیہ نے کہا بلال کو میں آپ کے غلام کے بدلے دیتا ہوں، ابو بکر نے اس بات کو غنیمت جانا اور نسطاس کو امیہ کے ہاتھ بیچ دیا۔ اس پر مشرکین بولے ابو بکر نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ بلال کا ان پر کوئی احسان ہے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

و ما لاحد عنده من نعمة تجزى .

یعنی اور اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔

علامہ ابوالسعود نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا کہ عطا اور ضحاک نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا (جس میں بلال کی خریداری اور ان کے آزاد ہونے کا قصہ مذکور ہے) اس پر مشرکین بولے ابو بکر نے بلال کو ان کے کسی احسان ہی کی وجہ سے آزاد کیا ہے تو یہ آیت (و ما لاحد عنده من نعمة تجزى) نازل ہوئی۔

ازالہ میں عروہ سے ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات کو آزاد کیا ان سب پر اللہ کی راہ میں ظلم توڑا جاتا تھا۔

(۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) نہدیہ

(۴) نہدیہ کی بیٹی

(۵) زبیرہ

(۶) ام عمیس

(۷) بنی مؤمل کی کنیز

انہیں کے لیے یہ آیت اتری و سبجنبھا الاتقی الآیة .

اور اس (دوزخ) سے بہت دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے۔

عامر بن عبد اللہ بن الزبیر سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے راوی ہیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو قحافہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو کاش تم تندرست و توانا غلام آزاد کرتے جو تمہاری حفاظت کرتے اور جنگ میں تمہاری سپرہوتے تو صدیق اکبر نے فرمایا اے میرے باپ میں تو صرف اللہ کی رضا چاہتا ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فاما من اعطى و اتقى الى قوله و ما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه

ربه الاعلى و لسوف يرضى .

یعنی جس نے دیا اور پرہیزگاری کی۔ اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ آیت کریمہ و ما لاحد عنده من نعمة تجزى ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ انہوں نے لوگوں کو آزاد کیا ان سے نہ بدلہ چاہا نہ شکرگزاری وہ آزاد شدہ چھ یا سات تھے انہیں میں بلال و عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے و سبجنبھا الاتقی کی تفسیر میں ہے انہوں نے

فرمایا کہ آیت میں جن کا ذکر ہے وہ ابو بکر صدیق ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ابن ابی حاتم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بسند خود روایت کی کہ امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے حضرت ابو بکر نے حضرت بلال کو ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے عوض خریدا پھر انھیں خالص اللہ کے لیے آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری و ان سعیکم لشتی بیشک تمھاری کوشش مختلف ہے یعنی ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیہ و ابی بن خلف کی کوششوں میں عظیم فرق ہے، ان میں بون بعید ہے۔

اور سردار بن سردار عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابو بکر صدیق کے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خرید کر آزاد کر دینے کے بارے میں کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

اللہ جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے عتیق (ابو بکر) کو اور امیہ اور ابو جہل کو رسوا کرے وہ شام یاد کرو جب ان دونوں نے بلال کا برا چاہا اور اس سے نہ ڈرے جس سے ذی عقل آدمی ڈرتا ہے انھوں نے بلال کا برا اس لیے چاہا کہ بلال نے خلق کے خدا کو ایک جانا اور انہیں نے یہ کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ میرا رب ہے میں اس پر مطمئن ہوں تو اگر تم مجھے قتل کرو تو اس حال میں قتل کرو گے کہ میں قتل کے ڈر سے رحمن کا شریک ٹھہرانے کا نہیں تو اے ابراہیم اور اپنے بندے یونس اور موسیٰ و عیسیٰ کے رب مجھے نجات دے پھر اسے مہلت نہ دے جو ناحق ظالمانہ آل غالب کی گمراہی کی آرزو کیے جاتا ہے۔

امام بغوی نے ”الاتقی“ کی تفسیر میں کہا، اس لفظ سے خدا کی مراد سب مفسرین کے قول کے بموجب ابو بکر صدیق ہیں۔

امام رازی نے مفاتیح الغیب میں فرمایا ہم سنیوں کے مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اتقی سے مراد ابو بکر ہیں۔

صواعق محرقہ میں ابن حجر نے علامہ ابن الجوزی سے نقل کیا، علماء سب اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت ابو بکر کے حق میں نازل ہوئی، یہاں تک کہ مجھے خبر پہنچی کہ طبری کو باوجود رفض کے اپنی تفسیر مجمع البیان میں اس کا انکار نہ بن پڑا۔ و الفضل ما شهدت به الاعداء .

پھر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی عادت کے مطابق اپنی تفسیر میں عقلی استدلال و نظر کی راہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی کہ آیت کا مفہوم صدیق اکبر کے سوا کسی کے لیے نہیں بنتا تو انہوں نے فرمایا کہ تمام شیعہ اس روایت کے منکر ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اتری ہے اور اس کی دلیل اللہ کا فرمان و یوتون الزکوٰۃ و ہم را کعون ہے اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا قول الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یعنی وہ سب سے بڑا پرہیزگار جو ستھرا ہونے کو اپنا مال دیتا ہے۔ اسی وصف کی طرف اشارہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہوا یعنی اللہ کا یہ فرمانا و یوتون الزکوٰۃ الآیۃ .

اور جب ایک رافضی نے یہ بات میری مجلس میں کہی میں نے کہا میں اس پر دلیل عقلی قائم کروں گا کہ اس سے مراد صرف ابو بکر ہیں۔ اور تقریر دلیل یوں ہے کہ مراد اس بڑے پرہیزگار سے وہی ہے جو سب سے افضل ہے تو جب معاملہ ایسا ہے تو ضروری ہے کہ اس سے مراد بس ابو بکر ہوں تو جب یہ دونوں مقدمے صحیح ہوں گے دعویٰ درست ہوگا اور ہم نے یہ اسی لیے کہا کہ اس بڑے پرہیزگار سے مراد سب سے افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم .

اللہ کے یہاں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اور اکرم ہی افضل ہے۔

تو آیت نے بتایا کہ ہر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا ضروری ہے کہ وہ سب سے زیادہ مرتبہ والا ہو تو ثابت ہو گیا کہ سب سے بڑا پرہیزگار جس کا آیت میں ذکر ہوا ضروری ہے کہ اللہ کے یہاں سب سے افضل ہو۔

آیت کی تفسیر میں امام احمد رضا کی تحقیق

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ ضروری ہے کہ اس سے مراد ابو بکر ہوں اس لیے کہ ساری امت اس پر متفق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلق سے افضل یا ابو بکر ہیں یا علی اور یہ ممکن نہیں کہ یہ آیت علی پر محمول کی جائے تو ابو بکر کے لیے اس کا مصداق متعین ہو گیا اور ہم نے یہ اسی لیے کہا کہ آیت کو علی پر محمول کرنا ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سب سے بڑے پرہیزگار کی صفت میں فرمایا۔

و ما لاحد عنده من نعمة تجزى.

یعنی اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ لیا جائے۔

یہ وصف علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صادق نہیں آتا اس لیے کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے بایں سبب کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی کو ان کے باپ سے لے لیا تھا اور حضور انھیں کھلاتے پلاتے، پہناتے اور پالتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی کے لیے ایسے محسن ہیں کہ ان کے احسان کا بدلہ واجب ہوا۔

رہے ابو بکر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان پر دنیوی احسان نہیں بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا خرچ اٹھاتے تھے، ہاں کیوں نہیں ابو بکر پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا دین کی طرف ہدایت و ارشاد کا احسان ہے مگر یہ ایسا احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما اسئلکم علیہ من اجر

میں تبلیغ پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا۔

یہاں مطلق احسان کا ذکر نہیں بلکہ بات اس احسان کی ہے جس کا بدلہ دیا جائے تو ہم نے جان لیا کہ آیت کا یہ معنی علی بن ابی طالب کے لیے نہیں بنتا اور جب یہ ثابت ہے کہ مراد اس آیت کی وہی ہے جو افضل خلق ہے اور یہ ثابت ہے کہ امت میں سب سے افضل یا ابو بکر ہیں یا علی اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آیت کا مفہوم حضرت علی کے شایان نہیں لہذا اس کا مصداق ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے متعین ہو گیا اور آیت کی دلالت اس پر بھی ثابت ہو گئی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری امت سے افضل ہیں۔

میں (امام احمد رضا) کہتا ہوں کہ رہی یہ بات جو فاضل امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے فرمائی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت میں تھے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ان کے والد سے لے لیا تھا۔ اس کا ذکر محمد بن اسحاق و ہشام نے کیا ہے۔ اور محمد بن اسحاق کے الفاظ یوں ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کے احسان کے قبیل سے وہ ہے جو اللہ نے ان کے ساتھ کیا اور ان کی بھلائی کا ارادہ فرمایا وہ یہ کہ قریش پر سخت تنگی پڑی اور ابو طالب کی اولاد بہت تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا وہ بنی ہاشم کے بڑے مالداروں میں سے تھے اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب کی اولاد بہت ہے اور لوگوں پر جو یہ سختی پڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو ہمارے ساتھ ابو طالب کے یہاں چلیے کہ ہم ان کی اولاد کا بوجھ کم کریں ان کے گھر سے ایک آدمی میں لے لوں اور ایک آدمی آپ لے لیں اور ہم دونوں ان کی کفالت کریں۔ حضرت عباس نے عرض کی جی ہاں پھر دونوں حضرات ابو طالب کے پاس تشریف لائے ان سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ جب تک لوگوں کی مصیبت (جس میں وہ مبتلا ہیں) دور ہو آپ سے آپ کی اولاد کا بوجھ کم کر دیں تو ابو طالب بولے اگر تم میرے لیے عقیل کو چھوڑ دو تو تم جو چاہو کرو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے علی کو لے کر اپنے سینے سے لگایا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جعفر کو لیا اور چمٹا لیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو نبی مبعوث فرمایا حضرت علی حضور پر ایمان لائے اور حضور کو سچا مانا۔ اور جعفر عباس کے پاس رہے یہاں تک کہ اسلام لا کر ان سے بے نیاز ہو گئے۔

اقول (حضرت علی پر) نعمت کبریٰ کی تکمیل بتول زہرا حضرت فاطمہ صلوات اللہ تعالیٰ علیہا الکریم وعلیہا سے شادی ہو کر ہوئی۔

ابو بکر کے مال کا فائدہ

اور یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خرچ اٹھاتے تھے یہ تو اس کے نزدیک بہت ہی واضح اور خوب ظاہر ہے جس کو احادیث و کتب سیرت سے واقفیت ہے۔

ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ذکر کی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما لا حد عندنا ید الا وقد کافاناہ بہا ما خلا ابا بکر فان له عندنا یدا یکا فیہ اللہ بہا یوم القیامۃ و ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر و لو کنت متخذاً خلیلاً لاتخذت ابا بکر خلیلاً و ان صاحبکم ای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیل اللہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کے احسان کا بدلہ ہم نے اسے دے دیا سوائے ابو بکر کے کہ ان کا ہم پر وہ احسان ہے جس کا بدلہ انھیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا اور مجھے کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ مجھے ابو بکر کے مال نے دیا اور اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ضرور ابو بکر کو

دوست بناتا اور بے شک تمہارے صاحب یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے دوست ہیں۔

ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحم اللہ ابا بکر زوجنی ابنتہ و حملنی الی دار الهجرة و اعتق بلالا من ماله و ما نفعنی مال احد فی الاسلام ما نفعنی مال ابی بکر.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ ابو بکر پر رحمت کرے مجھ سے اپنی بیٹی کا عقد کیا اور مجھے دار ہجرت (مدینہ) میں لائے اور اپنے مال سے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد کیا اور اسلام میں مجھے کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو فائدہ ابو بکر کے مال نے دیا۔

امام احمد و ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما نفعنی مال قط ما نفعنی مال ابی بکر فبکی ابو بکر و قال هل انا و مالی الا لک یا رسول اللہ .

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے کبھی کسی کے مال نے وہ فائدہ نہ دیا جو ابو بکر کے مال نے مجھے دیا تو ابو بکر رو دیے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اور میرا مال آپ ہی کا تو ہے۔

طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احد عندی اعظم یدا من ابی بکر و اسانی بنفسہ و ماله و نکحنی ابنتہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر ابو بکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں اپنی

جان و مال سے میرا ساتھ دیا اور مجھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا۔

خطیب نے اسے ابن المسیب سے مرسلاتنی زیادتی کے ساتھ روایت کیا۔

يقضى فى مال ابى بكر كما يقضى فى مال نفسه .

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابو بکر کے مال سے اپنا قرض ادا فرماتے جس طرح اپنے

مال سے ادا فرماتے۔

ابن عسا کرنے متعدد سندوں سے حضرات عائشہ و عمروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ان ابا بكر اسلم يوم اسلم و له اربعون الف دينار و فى لفظ اربعون الف درهم

فانفقها على رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم .

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ان کے پاس چالیس ہزار دینار تھے اور ایک

روایت میں ہے چالیس ہزار درہم تھے تو ابو بکر نے انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اٹھا دیا۔

ایک حدیث طویل سندوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہے جس کے آخری راوی امام احمد رضا بریلوی خود

ہیں اور یہ حدیث کامل ابن عدی میں بھی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے موجود ہے۔

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لابي بكر ما اطيب مالك منه

بلال مؤذن و ناقتى التى هاجرت عليها و زوجتى ابنتك و واسيتى بنفسك و

مالك كانى انظر اليك على باب الجنة تشفع لامتى .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا تمہارا مال کتنا ستمرا ہے اسی سے میرا مؤذن

بلال ہے اور میری اونٹنی ہے جس پر میں نے ہجرت کی اور تم نے اپنی دختر میرے نکاح میں دی۔ اور اپنی جان

و مال سے میری مدد کی گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو میری امت کے لیے شفاعت کر رہے ہو۔

حسان بن ثابت کے اشعار

امام ابو عمر بن عبدالبر نے حدیث مجالد بروایت شععی ذکر کی انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یا ابن عباس سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے پہلے کون اسلام لایا انہوں نے فرمایا کیا تم نے حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار نہ سنے۔

اذا تذكرت شجوا من احدى ثقة

فاذكر اخاك ابا بكر بما فعلا



خير البرية اتقاها و اعد لها

بعد النبي و افاه بما حملا



الثاني التالي محمود مشهده

و اول الناس منهم صدق الرسلا

جب تجھے سچے دوست کا غم یاد آئے تو اپنے بھائی ابو بکر کو ان کے کارناموں سے یاد کر جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ساری مخلوق سے بہتر سب سے زیادہ تقویٰ اور عدل والے اور سب سے زیادہ عہد کو پورا کرنے والے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے سفر ہجرت میں چلے جن کا منظر محمود ہے اور لوگوں میں سب سے پہلے جنہوں نے رسولوں کی تصدیق کی۔

ابن عبدالبر استیعاب میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم نے ابو بکر کے بارے میں کچھ کہا ہے انہوں نے عرض کی جی ہاں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ اشعار سنائے ان میں سے چوتھا شعر یہ ہے۔

و الثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو بہ اذ صعد الجبلا

غار شریف میں دوسری جان جب دشمن اس کے گرد چکر لگاتے تھے اس لیے کہ جب وہ پہاڑ پر دشمن کی نظروں کے سامنے چڑھے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اشعار کو سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان تم نے اچھا کیا۔

• اور ان میں کا پانچواں شعر بھی مروی ہوا۔

کالنار حب رسول اللہ قد علموا

خیر البریة لم یعدل بہ رجلا

آگ کی طرح (شہرت، چمک یا حرارت محبت میں) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب لوگوں نے انہیں جانا، تمام مخلوق سے بہتر جس کے برابر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کو نہ رکھا۔

شینخین کی فضیلت پر اقوال ائمہ

حضرت میمون بن مہران جو کہ فقہائے تابعین میں سے ہیں ان سے سوال ہوا کہ سیدنا ابو بکر و عمر افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور ان کی رگیں پھڑکنے لگیں یہاں تک کہ چھڑی ان کے ہاتھ سے گر گئی اور انہوں نے کہا مجھے گمان نہ تھا کہ میں اس زمانہ تک زندہ رہوں گا

جس میں لوگ ابو بکر و عمر پر کسی کو فضیلت دیں گے۔

عالم مدینہ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ ابو بکر و عمر، پھر فرمایا کیا اس میں کوئی شک ہے۔

امام اعظم اقدم سب سے زیادہ علم رکھنے والے سب سے زیادہ مکرم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل سنت کی علامات کے بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ تو شیخین یعنی ابو بکر و عمر کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل جانے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دونوں دامادوں (حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کرے اور خف پر مسخ کرے۔

عالم قریش زمین کے اطباق کو علم سے بھرنے والے سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی مطلبی نے فضیلت شیخین پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل کیا۔

حجۃ الاسلام امام غزالی نے قواعد العقائد میں مجد و شرف والے ائمہ کے عقائد کو ذکر کیا اور ان عقائد میں مسئلہ تفصیل کو ذکر کیا کہ آدمی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فضیلت اور اس میں ترتیب کا اعتقاد کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اس کے آخر میں کہا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی فضیلت، خلافت میں ان کی ترتیب کے موافق ہے اس لیے کہ حقیقت فضل وہ ہے جو اللہ کے نزدیک فضل ہو اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی کو اطلاع نہیں۔

یہی مذہب ہے امام اہل سنت و جماعت صاحب حکمت ایمانیہ سیدنا امام ابوالحسن اشعری

حفظ کے پہاڑ علامہ جہاں سیدنا امام ابن حجر عسقلانی۔

مولیٰ فاضل عبدالباقی زرقانی۔

قصیدہ بدر الامانی کے ناظم۔

امام علام احمد بن محمد قسطلانی۔

فاضل جلیل مولانا علی قاری۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ و مرشد آل رسول احمدی اور سیدنا ابوالحسنین نوری مارہروی نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے کہ شیخین کی فضیلت قطعی ہے یا قطعی جیسی ہے۔

واللیل والضحیٰ

امام رازی مفاتیح الغیب میں فرماتے ہیں :

سورۃ واللیل ابوبکر کی سورت ہے اور سورۃ والضحیٰ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سورت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان سورتوں کے درمیان واسطہ نہ رکھا تا کہ معلوم ہو کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر کے درمیان کوئی شخص واسطہ نہیں تو اگر تم پہلے واللیل کا ذکر کرو وہ ابوبکر ہیں پھر چڑھو تو اس کے بعد دن کو پاؤ گے تو وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اور اگر تم پہلے والضحیٰ کا ذکر کرو اور وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں پھر اترو تو اس کے بعد واللیل کو پاؤ گے اور وہ ابوبکر ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ ان دونوں کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ واللیل کی تقدیم اس صورت پر اس لیے کہ وہ جناب صدیق

کے بارے میں کفار کے طعنہ کا جواب ہے اور واضحی سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ان کے طعنہ کا جواب ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برأت صدیق کی برأت کو مستلزم نہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ ہیں اور اعلیٰ کی برأت ادنیٰ کی برأت کو لازم نہیں کرتی اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برأت بدرجہ اولیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برأت کا حکم کرتی ہے کہ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لیے بری ہوئے کہ اس بری تقی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام ہیں تو واللہ کی تقدیم میں ایک ساتھ دونوں طعنوں کے جواب کی حجت ہوئی اور اگر واللہ کو موخر کیا جاتا تو صدیق کے طعنہ کا جواب موخر ہو جاتا۔

اقول: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سورت کو واللہ کا نام لینا اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سورت کا ضحیٰ نام رکھنا گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کے لیے اور ان کی ہدایت اور اللہ کی طرف ان کا وسیلہ ہیں جن کے ذریعہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا طلب کی جاتی ہے۔ اور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راحت اور ان کی انس و سکون اور اطمینان نفس کی وجہ ہیں اور ان کے محرم راز اور ان کے خاص معاملات سے وابستہ رہنے والے۔

صدیق و علی کے رتبے میں فرق

قاضی ابو بکر باقلانی نے کتاب الامامت میں فرمایا کہ وہ آیت جو حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے حق میں وارد ہے۔

انما نطعمکم لوجه اللہ لا نرید منکم جزاء او لا شکورا و انا نخاف من ربنا

یوما عبوسا قمطیرا۔

ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لیے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں

مانگتے بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۔

اور وہ آیت جو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں وارد ہوئی۔

الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ و لسوف یرضی .

صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔
یہ دونوں آیتیں تلاوت کرتی ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک نے اللہ کی خوشنودی کے لیے نیکی کی مگر یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں جو آیت اتری وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے جو کچھ کیا وہ اللہ کی خوشنودی اور روز قیامت کے ڈر سے کیا اس بنا پر انھوں نے کہا۔

انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا .

بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو ترش نہایت سخت ہے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل والی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے جو کچھ کیا محض اللہ کے لیے کیا بغیر اس کے کہ اس میں کچھ طمع کا شائبہ ہو جو بات ثواب میں رغبت یا عذاب میں ہیبت کی داعی ہے اس میں بھی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رتبہ اعلیٰ اور اجل ہوا۔

اول: تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ صحابہ کرام مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقا کے مرتبہ میں اپنے ما سوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع و اعلیٰ ہے اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں لیکن مدارج مساوی و برابر ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شیء کسی شیء سے کم ہے اور کوئی فضل کسی فضل کے اوپر ہے اور صدیق کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو گئیں اس لیے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیشواؤں کے پیشوا اور تمام امت کی لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریح نبوت سے کمتر ہے اور ان کے

اور ان کے مولائے اکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نہیں۔

(الزلزال الاثقی من بحر سبقتہ الاثقی)

اشعار

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف و ذکر جمیل میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے

ہیں:

اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
اور حفظ جان تو جاں فروض غرر کی ہے
پر وہ تو کز چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
ہاں تو نے ان کو جان انھیں پھیر دی نماز

سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل المخلوق بعد الرسل
ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش و زارت پہ لاکھوں سلام

یہی ہے میرا عقیدہ یہی ہے راہ خیار
یہی ہیں ثانی اثنین اذہما فی الغار

نہیں ہے بعد رسل ان کا مثل عالم میں
یہی ہیں اکرم کم اور یہی ہیں اتقی کم

یہ دو وہی ہیں کہ جن کا خدا ہے وصف شمار
و زیر خسرو عالم امام اہل وقار
خدا کے لشکر جرار کے سپہ سالار
انھیں گے دست بدست جناب روز شمار
(حدائق بخشش)

وہ دو یہی ہیں کہ جن دو کا تیسرا ہے خدا
امیر خیل صحابہ قوام دین الہ
نظام بزم خلافت حسام رزم جہاد
نہ چھوڑا بعد فنا بھی نبی کے قدموں کو



حضرت عمر فاروق اعظم ؓ

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فَوَالَّذِي لَدْرِكِ بَنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ
وہی ہے جس نے تمہیں زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

(الانفال/۶۲)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

عام خیال کے تیرہ سال بعد محرم کی چاند رات کو آپ کی ولادت ہے وہ اشراف قریش میں سے تھے جاہلیت میں ان کے سپرد سفارت تھی جب قریش میں ان کے درمیان جنگ ہوتی تو ان کو سفیر و قاصد بنا کر بھیجتے تھے اور وہ لوگوں میں طول قامت میں فائق رہتے تھے گویا کہ خود سوار ہیں اور لوگ پیدل ہیں۔

وہ بن منبہ فرماتے ہیں کہ ان کی صفت تو ریت میں یہ ہے

قرن جدید شدید امین والقرن الجبل الصغیر وسمی الفاروق بفرقة بین الحق والباطل .

قرن کے معنی سردار اور چھوٹی پہاڑی کے ہیں، عمر فاروق نئے سردار اور سخت امین ہیں حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کے سبب سے ان کا نام فاروق ہوا۔

جب وہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ آسمان والے حضرت عمر کے اسلام لانے پر خوشیاں منا رہے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین .

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

ان کی خلافت کے زمانہ میں ایک ہزار چھتیس شہران کے قصبات و دیہات کے ساتھ مفتوح ہوئے، چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں، اور چار ہزار گرجے، بت کدے اور آتش کدے منہدم ہوئے اور ایک ہزار نو سو منبر جوامع میں رکھے گئے۔

ان کے مناقب و فضائل میں بکثرت حدیثیں مروی ہیں اور سب سے بڑی فضیلت جو وارد

ہوئی یہ ہے کہ

ان الله جعل الحق على لسان عمر.

بلاشبہ اللہ نے حضرت عمر کی زبان پر حق رکھا۔

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لقد كان فيمن قبلكم محدثون فان يك في امتي احد فانه عمر.

یعنی بلاشبہ تم سے پہلوں میں محدثین ہوتے تھے پس اگر میری امت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔

اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا

كنا اصحاب محمد لا نشك ان السكينة ينطق على لسان عمر.

ہم اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شک نہیں رکھتے کہ سکینہ حضرت عمر کی زبان پر گویا ہے۔

ان کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی مدت خلافت دس سال اور چھ

مہینہ ہے۔ ان کی وفات حج سے واپسی کے بعد ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے

اللهم ارزقني شهادة في سبيلك واجعل موتي في بلد رسولك اخوجه البخاري.

اے خدا اپنی راہ میں مجھے شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر

مبارک میں میری وفات کو مقرر فرما۔

کعب احبار کہا کرتے تھے کہ میں آپ کو توریت میں شہید پاتا ہوں۔ (مولف) (مدارج النبوة)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے

تھے کہ خواب میں میں نے کارکنان قضا و قدر کو ایک کنویں میں ڈول ڈالتے دیکھا میں نے اس ڈول سے اس کنویں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ کی مرضی تھی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق نے ڈول پکڑ کر پانی نکالنا شروع کیا، وہ پانی آہستہ آہستہ نکالتے تھے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ بعد ازاں حضرت فاروق اعظم نے کنویں سے پانی نکالنا شروع کیا میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو آب کشی میں طاقتور نہیں دیکھا، آپ نے تمام حوض بھر دیا اور تمام لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے۔ یہ بات آپ کی خلافت کی دلیل ہے۔

جس دن آپ شہید ہوئے تمام روئے زمین تاریک ہو گئی بچے اپنی ماؤں کے پاس آ کر کہتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے قیامت آگئی ہے وہ کہتے ہیں بیٹا! حضرت سیدنا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ (مولف)

(شواہد النبوة)

اسلام عمر کے لیے دعائے نبوی

امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل اور ان کے اسلام لانے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے دعا کی

اللهم اعز الاسلام باحب هذين الرجلين اليك بعمر بن الخطاب او بابي جهل بن هشام.

الہی اسلام کو عزت دے ان دونوں مردوں میں جو تجھے زیادہ پیارا ہو اس کے ذریعہ سے یا تو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام۔

اسے امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی بافادہ، تحسین و تصحیح، ابن سعد، ابویعلیٰ، حسن بن سفیان نے فوائد میں، بزار، ابن مردویہ، خیثمہ بن سلیمان نے فضائل الصحابة میں، ابو نعیم و بیہقی نے دلائل النبوة میں، اور ابن

عسا کر سب نے امیر المومنین عمر سے، ترمذی نے انس سے، نسائی نے ابن عمر سے، احمد، ابن حمید، ابن عساکر نے خباب بن الارت سے، طبرانی نے کبیر میں، حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے، ترمذی، طبرانی، ابن عساکر نے ابن عباس سے، بغوی نے جدیدات میں ربیعہ سعدی سے، ابن عساکر ابن عمر سے، ابوداؤد طیالسی، شاشی نے فوائد میں اور خطیب نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة .

الہی خاص عمر بن خطاب کے ذریعہ سے اسلام کو عزت دے۔

اسے ابن ماجہ، ابن عدی، حاکم، بیہقی نے ام المومنین صدیقہ سے، ابوالقاسم طبرانی نے ثوبان سے، حاکم نے زبیر سے، ابن سعد نے بطریق حسن مجتبیٰ، خیرمہ بن سلیمان نے فضائل الصحابة میں، لاکائی نے کتاب السنۃ میں، ابوطالب عشاری نے فضائل الصدیق میں، ابن عساکر نے بطریق نزال بن سبرہ امیر المومنین علی سے، ابن عساکر نے زبیر علی سے، طبرانی نے اوسط میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

اس دعائے کریم کے باعث عمر فاروق اعظم کے ذریعہ سے جو جو عزتیں اسلام کو ملیں، جو جو بلائیں اسلام و مسلمین پر سے دفع ہوئیں مخالف و موافق سب پر روشن و مبین۔

عمر سے اسلام کو عزت ملی

ولہذا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

مازلنا اعزة منذ اسلم عمر .

ہم ہمیشہ معزز رہے جب سے عمر اسلام لائے۔

امام بخاری نے صحیح میں اور ابو حاتم رازی نے مسند میں اور ابن حبان نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اسلام عمر فتحاً و ہجرتہ نصراً و امارتہ رحمة لقد رأيتنا و ما نستطيع ان نصلی بالبيت حتى اسلم عمر۔

عمر کا اسلام فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور ان کی خلافت رحمت، بیشک میں نے اپنے گروہ صحابہ کو دیکھا کہ جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہمیں کعبہ معظمہ میں نماز پر قدرت نہ ملی۔

اسے ابو طاہر سلفی اور ابن اسحاق نے سیرت میں روایت کیا۔

نیز فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ما صلینا ظاہرین حتی اسلم عمر فلما اسلم عمر ظهر الاسلام و دعا الی اللہ علانیا۔

جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے ہم نے آشکار نماز نہ پڑھی جس دن سے وہ اسلام لائے دین نے غلبہ پایا اور انھوں نے علانیہ اللہ عزوجل کی طرف بلایا، درلابی نے اسے فضائل الصحابة میں بیان کیا۔

صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لما اسلم عمر جلسنا حول البيت حلقاً و طفناً به و انتصفنا ممن غلظ علينا۔

جب عمر مسلمان ہوئے ہم گرد خانہ کعبہ حلقہ باندھ کر بیٹھے اور طواف کیا اور ہم پر جو سختی کرتے تھے ان سے اپنا انصاف لیا۔ ابو الفرج نے اسے کتاب الصفرۃ میں روایت کیا۔

عمر لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا ام کلثوم بنت علی بن ابی

طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما و كانت تحته فوجدھا تبکی فقال ما یبکیک فقالت یا امیر المؤمنین هذا الیہودی تعنی کعب الاحبار یقول انک علی باب من ابواب جہنم فقال عمر ما شاء اللہ و اللہ انی لارجو ان یکون ربی خلقنی سعیدا ثم ارسل الی کعب فدعاه فلما جاءه کعب قال یا امیر المؤمنین لا تعجل علی والذی نفسی بیدہ لا ینسلخ ذو الحجۃ حتی تدخل الجنة فقال عمر ای شیء هذا مرة فی الجنة مرة فی النار فقال یا امیر المؤمنین و الذی نفسی بیدہ انا لنجد فی کتاب اللہ عزوجل علی باب من ابواب جہنم تمنع الناس ان یقعوا فیها فاذا مت لم یزالوا یقتحمون فیها الی یوم القیامة .

یعنی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زوجہ مقدسہ حضرت ام کلثوم دختر امیر المؤمنین مولیٰ علی و بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا انھیں روتے پایا سبب پوچھا کہا یا امیر المؤمنین یہ یہودی کعب احبار (رضی اللہ تعالیٰ کہ اجلہ ائمہ تابعین و علمائے کتابین و اعلم علمائے توراہ سے ہیں پہلے یہودی تھے خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے، شاہزادی کا اس وقت حالت غضب میں انھیں اس لفظ سے تعبیر فرمانا، بر بنائے نازک مزاجی تھا کہ لازمہ شاہزادگی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) یہ کہتا ہے کہ آپ جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر ہیں، امیر المؤمنین نے فرمایا جو خدا چاہے خدا کی قسم بیشک مجھے امید ہے کہ میرے رب نے مجھے سعید پیدا کیا ہے۔ پھر حضرت کعب کو بلا بھیجا انھوں نے حاضر ہو کر عرض کی امیر المؤمنین مجھ پر جلدی نہ فرمائیں، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ذی الحجہ کا مہینہ ختم نہ ہونے پائے گا کہ آپ جنت میں تشریف لے جائیں گے فرمایا یہ کیا بات ہے کبھی جنت میں کبھی نار میں، عرض کی یا امیر المؤمنین قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ کو کتاب اللہ میں جہنم کے دروازوں سے ایک دروازے پر پاتے ہیں کہ آپ لوگوں کو جہنم میں گرنے سے روکے ہوئے ہیں جب آپ انتقال فرمائیں گے

قیامت تک لوگ نار میں گرا کریں گے۔

ابن سعد نے طبقات میں ابو القاسم بن بشران نے امالی میں جاری مولیٰ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔

عمر زمین کے مالک ہیں

معانی الآثار نامہ طبری میں ہے حدثنا ابن مرزوق ثنا ازهر السمان عن ابن عون عن محمد قال قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لنا رقاب الارض۔

یعنی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا زمین کے مالک ہم ہیں۔

عدل فاروقی

ایک مصری نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی

یا امیر المومنین عائد بک من الظلم۔

امیر المومنین میں حضور کی پناہ لیتا ہوں ظلم سے۔

امیر المومنین نے فرمایا عدت معاذا تو نے سچی جائے پناہ کی پناہ لی

یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر پر امیر المومنین کے صوبہ تھے یہ فریادی مصری عرض کرتا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے کے ساتھ دوڑ کی میں آگے نکل گیا، صاحبزادے نے مجھے کوڑے مارنے اور کہا میں دو معزز و کریم والدین کا بیٹا ہوں، اس فریاد پر امیر المومنین نے فرمان فرما دیا کہ عمرو بن عاص مع اپنے بیٹے کے حاضر ہوں، حاضر ہوئے امیر المومنین نے مصری کو حکم دیا کوڑا لے اور مار اس نے بدلہ لینا

شروع کیا اور امیر المومنین فرماتے جاتے مارو دو لٹیہوں کے بیٹے کو، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم جب اس فریادی نے مارنا شروع کیا ہے ہمارا جی یہ چاہتا تھا کہ یہ مارے اور اپنا عوض لے اس نے یہاں تک مارا کہ ہم تمنا کرنے لگے کاش اپنا ہاتھ اٹھالے، جب مصری فارغ ہوا امیر المومنین نے فرمایا اب یہ کوڑا عمرو بن عاص کے چند یا پر رکھ (یعنی وہاں کے حاکم تھے انہوں نے کیوں نہ داد رسی کی بیٹے کا کیوں لحاظ پاس کیا) مصری نے عرض کی یا امیر المومنین ان کے بیٹے ہی نے مجھے مارا تھا اس سے میں عوض لے چکا۔

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مذکم تعبدتم الناس و ولدتہم امہاتہم احرارا۔

تم لوگوں نے بندگان خدا کو کب سے اپنا غلام بنا لیا حالاں کہ وہ ماں کے پیٹ سے آزاد پیدا ہوئے تھے۔

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا امیر المومنین نہ مجھے کوئی خبر ہوئی نہ یہ شخص میرے پاس فریادی آیا۔

ابن عبدالحکم نے اسے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمایا۔

تائید حق سے عمر کی درنگی

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو لم ابعث فیکم لبعث عمر اید اللہ عمر بملکین یوفقانه و یسد دانه فاذا اخطاء صرفاہ حتی یكون صوابا۔

اگر میں تم میں مبعوث نہ ہوتا تو بیشک عمر نبی کر کے بھیجا جاتا اللہ عزوجل نے دو فرشتوں سے عمر کی تائید فرمائی ہے کہ وہ دونوں عمر کو توفیق دیتے اور ہر امر میں اسے ٹھیک راہ پر رکھتے ہیں اگر عمر کی رائے لغزش کرتی ہے تو وہ فرشتے عمر کو ادھر سے پھیر دیتے ہیں تاکہ عمر سے حق ہی صادر ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے دیلمی نے ابو بکر صدیق و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بیشک عمر کا اسلام عزت تھا اور ان کی ہجرت فتح و نصرت اور ان کی خلافت میں رحمت، خدا کی قسم گرد کعبہ علانیہ نماز نہ پڑھنے پائے جب تک عمر اسلام نہ لائے، جب وہ مسلمان ہوئے کافروں سے قتال کیا یہاں تک کہ ہم نے علانیہ گرد کعبہ معظمہ نماز ادا کی

وانی لا حسب بین عینی عمر ملکا یسدہ

اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک فرشتہ ہے کہ انھیں راستی و درستی دیتا ہے اور بیشک میں سمجھتا ہوں کہ عمر سے شیطان ڈرتا ہے اور جب نیک بندوں کا ذکر ہو تو عمر کا ذکر لاؤ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اسے ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

عمر کی شہادت اور مشورہ خلافت

جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابولولو، مجوسی خبیث نے خنجر مارا اور امیر المومنین نے مشورے کا حکم دیا (کہ میرے بعد عثمان غنی و علی مرتضیٰ و طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم چھ صاحبوں سے مسلمان جسے مناسب تر جانیں خلیفہ بنائیں) حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت امیر المومنین میں آئیں اور کہا اے باپ میرے بعض لوگ کہتے ہیں یہ چھ شخص پسندیدہ نہیں، امیر المومنین نے فرمایا مجھے تکیہ لگا کر بٹھا دو، بٹھائے گئے ارشاد فرمایا :

علی کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اے علی اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں لا تو روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے میں داخل ہوگا۔

بھلا عثمان کی شان میں کیا کہہ سکتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جس دن عثمان انتقال کرے گا آسمان کے فرشتے اس پر نماز پڑھیں گے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ فضیلت خاص عثمان کے لیے ہے یا ہر مسلمان کے لیے فرمایا خاص عثمان کے لیے۔

طلحہ بن عبید اللہ کو کیا کہیں گے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوا پشت مبارک سے گر گیا تھا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کون ہے کہ میرا کجاوا ٹھیک کر دے اور جنت لے، یہ سنتے ہی طلحہ دوڑے اور کجاوا درست کر دیا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوئے اور ان سے ارشاد فرمایا

يا طلحة هذا جبريل يقرئك السلام و يقول انا معك في احوال يوم القيامة
حتى انجيك منها.

اے طلحہ یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں قیامت کے ہولوں میں تمہارے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ ان سے تمہیں نجات دوں گا۔

زبیر بن عوام کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور آرام فرماتے تھے زبیر بیٹھے پنکھا جھلتے رہے یہاں تک کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے فرمایا اے ابو عبد اللہ (زبیر کی کنیت ہے) کیا جب سے تو جھل رہا ہے عرض کی میرے ماں باپ حضور پر نثار جب سے برابر جھل رہا ہوں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

هذا جبريل يقرئك السلام و يقول انا معك يوم القيامة حتى ادب عن
وجهك شرر جهنم.

یہ جبریل ہیں تجھے سلام کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں کہ میں روز قیامت تمہارے ساتھ رہوں گا

یہاں تک کہ تمہارے چہرے سے جہنم کی اڑتی چنگاریاں دور کروں گا۔

سعد بن وقاص کو کیا کہیں گے میں نے روز بدر دیکھا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چودہ بار ان کی کمان چلہ باندھ کر انھیں عطا کی اور فرمایا تیرا تیرے قربان میرے ماں باپ۔

عبدالرحمن بن عوف کو کیا کہیں گے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے دونوں صاحبزادے رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھوکے روتے بلکتے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون ہے کہ کچھ ہماری خدمت میں حاضر کرنے اس پر عبدالرحمن بن عوف صیس (کہ خرمائے خستہ بر آورہ اور پنیر کو باریک کوٹ کر گھی میں گوندھتے ہیں) اور دو روٹیاں کہ ان کے بیچ میں روغن رکھا تھا لے کر حاضر ہوئے، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

كفاك الله امر الدنياك و اما امر آخرتك فانا لها ضامن

اللہ تعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست کر دے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔

اسے معاذ بن ثنی نے زیادات مسند مسدد میں، طبرانی نے اوسط میں، ابو نعیم نے فضائل الصحابہ میں ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں، ابوالحسن بن بشران نے فوائد میں، خطیب نے تلخیص المتشابہ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ امام جلال الدین سیوطی جمع الجوامع میں فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ (الاسن والعلی)

اسلام عمر کا واقعہ

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان لائے جب کل مرد و عورت ۳۹ مسلمان تھے آپ چالیسویں مسلمان ہیں اسی واسطے آپ کا نام متمم الاربعین ہے یعنی چالیس مسلمانوں کے پورا کرنے والے جب آپ مسلمان ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من

المومنین اے نبی تجھ کو کافی ہے اللہ اور اس قدر لوگ جو اب تک مسلمان ہو گئے۔ کفار نے جب سنا تو کہا آج ہم اور مسلمان آدھوں آدھ ہو گئے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو خوش خبری ہو کہ آج آسمانوں پر عمر کے اسلام لانے پر شادی رچائی گئی ہے۔

اور آپ کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ کفار ہمیشہ سرکار کی ایذا رسانی کی فکر میں رہتے۔ آئیہ کریمہ نازل ہوئی و اللہ یعضمک من الناس اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے کوئی تمہارا کچھ نہیں کر سکتا، اس وقت تک یہ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے ابو جہل لعین نے اعلان دیا کہ جو شخص اس کو اس قدر انعام دوں گا۔ ان کو جوش آیا تلوار نگی کر لی اور قسم کھائی کہ اس کو نیام میں نہ کریں گے جب تک کہ معاذ اللہ اپنے ارادے کو پورا نہ کر لیں گے معارج میں ہے کہ انھوں نے تو یہ قسم کھائی اور ادھر رب العزت جل جلالہ نے قسم یاد فرمائی کہ یہ تلوار نیام میں نہ ہوگی تا وقتیکہ کفار کو اسی سے قتل نہ کریں۔ جار ہے تھے راستہ میں عبد اللہ بن نعیم صحابی ملے دیکھا نہایت غصہ کی حالت میں سرخ آنکھیں، نگی تلوار لیے ہیں پوچھا کہاں جار ہے ہو انھوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ عبد اللہ بن نعیم نے کہا بنی ہاشم کے حملوں سے کیسے بچو گے انھوں نے کہا شاید تو بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ تجھی سے شروع کروں عبد اللہ بن نعیم نے فرمایا میری کیا فکر کرتے ہو اپنے گھر میں تو جا کر دیکھو تمہارے بہن بہنوں کی دونوں مسلمان ہو گئے ہیں۔ ان کو غیظ آیا سیدھے بہن کے مکان پر گئے دروازہ بند پایا اندر سے پڑھنے کی آواز آرہی تھی، ان کی بہن کو حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ طہ شریف سکھا رہے تھے۔

آواز اجنبی کلام اجنبی خیر آواز دی ان کی بہن نے صحیفہ کو کسی گوشہ میں چھپا دیا اور حضرت خباب ایک کوٹھری میں چھپ گئے دروازہ کھولا گیا آتے ہی بہن سے پوچھا تو دین سے پھر گئی (اسلام میں رافضیوں سا تقیہ کہاں) صاف کہہ دیا میں نے سچا دین اسلام قبول کیا۔ خیر انھوں نے تلوار سے تو نہیں مارا مگر ہاتھ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ خون بہنے لگا جب آپ کی بہن نے دیکھا کہ چھوڑتے ہی نہیں تو کہا اے عمر تم مار ہی ڈالو مگر دین اسلام ہم سے نہ چھوٹے گا۔ جب انھوں نے خون بہتا ہوا دیکھا غصہ فرو ہوا اپنی بہن کو چھوڑ

دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہا کہ میں نے نئے کلام کی آواز سنی تھی وہ مجھے دکھاؤ آپ کی بہن نے کہا تم مشرک ہو اس کو چھو نہیں سکتے انھوں نے زبردستی کر کے مانگ لیا دو تین آیتیں پڑھیں فوراً ان کے منہ سے نکلا و اللہ ما هذا کلام البشر خدا کی قسم یہ کلام بشر کا نہیں۔

یہ سن کر حضرت خباب فوراً کوٹھری سے نکل آئے اور کہا اے عمر تمہیں خوشخبری ہو کل ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی

اللهم اعز الاسلام بابی جهل بن هشام او بعمر بن الخطاب .

الہی اسلام کو عزت دے ابو جہل یا عمر کے ذریعہ سے۔

الحمد للہ کہ حضور کی دعا تمہارے حق میں قبول ہوئی انھوں نے فرمایا حضور کہاں تشریف فرما ہیں حضرت خباب نے فرمایا دار ارقم میں۔ انھوں نے کہا مجھے لے چلو حضرت خباب در دولت پر لے کر حاضر ہوئے یہاں مسلمان بخوف کفار چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ دروازہ پر آواز دی اندر سے آواز آئی کون؟ انھوں نے کہا عمر۔ ضعفائے مسلمین خائف ہوئے دو تین آوازیں دیں مگر جواب نہ دیا گیا جب انھوں نے سختی سے آواز دی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کواڑ کھول دیا جائے اگر خیر کے لیے آیا ہے تو فبھا اور اگر ارادہ شر سے آیا ہے تو واللہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا۔ دروازہ کھلا یہ اندر گئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کے شانہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا عمر کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تو مسلمان ہو؟ فرماتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک عظیم الشان پہاڑ میرے اوپر رکھ دیا گیا یہ عظمت نبوی تھی فوراً عرض کیا :

اشهد ان لا اله الا الله و حده لا شریک له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله .

یہ دیکھتے ہی مسلمانوں نے خوش ہو کر باواز بلند تکبیریں کہیں جن سے پہاڑ گونج اٹھے۔ انھوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کیا یا رسول اللہ کفار علی الاعلان اپنے معبودان باطل کی پرستش کریں اور ہم مسلمان

چھپ کر اپنے بچے خدا کی عبادت کریں۔ ہم علانیہ مسجد الحرام میں نماز پڑھیں گے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو لے کر برآمد ہوئے مسجد حرام شریف میں اذان کہی گئی دو صفیں ہوئیں ایک میں حضرت حمزہ شریک ہوئے اور دوسری میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جس کافر نے دیکھا چپکا اپنے گھر میں گھس گیا۔

حضرت عمر کی ہجرت

جب ضعفائے مسلمین نے ہجرت کی تو کفار سے چھپ چھپ کر چلے گئے۔ انہوں نے جب ہجرت فرمائی ایک ایک مجمع کفار میں ننگی شمشیر لے جا کر فرمایا جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا ہو وہ اب جان لے پہچان لے میں عمر ہوں۔ جسے اپنی عورت بیوہ اور اپنے بچے یتیم کرنا ہوں وہ میرے سامنے آئے میں اب ہجرت کرتا ہوں پھر یہ نہ کہنا کہ عمر بھاگ گیا تمام کفار سر جھکائے بیٹھے رہے کسی نے چوں بھی نہ کی۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اسی واسطے ان کی شدت اور ان کی رحم دلی درجہ کمال پر تھی۔ (المسئوٰظ حصہ سوم)

بد مذہبوں پر سختی

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مغرب پڑھ کر مسجد سے تشریف لائے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی کون ہے کہ مسافر کو کھانا دے۔ امیر المومنین نے خادم سے ارشاد فرمایا اسے ہمراہ لے آؤ وہ آیا۔ اسے کھانا منگا کر دیا مسافر نے کھانا شروع ہی کیا تھا کہ ایک لفظ اس کی زبان سے ایسا نکلا جس سے بد مذہب ہی کی بو آتی تھی فوراً کھانا سامنے سے اٹھوا لیا اور اسے نکال دیا۔ (المسئوٰظ حصہ دوم)

چالیسواں مسلمان

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ۳۳ مرد اور ۶ عورتیں اسلام قبول کر چکے تھے ان کے بعد حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی جماعت چالیس افراد پر مشتمل ہو گئی تو آیت کریمہ یا ایہا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المؤمنین نازل ہوئی۔ (تعلیقات رضا)

امت کے محدث

سید المحدثین امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انھیں کے واسطے حدیث محدثین آئی، انھیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منہم فانه
عمر بن الخطاب .

اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق والے اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ احمد و بخاری نے ابو ہریرہ سے احمد و مسلم و ترمذی و نسائی نے ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ حدیث روایت کی۔

عمر کی شان

فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے صرف ارشاد آیا

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب .

اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو ضرور عمر ہوتا۔ احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ بن عامر سے اور

طبرانی نے کبیر میں عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث بیان کی۔

(السوء والعقاب علی اسیح الکذاب)

عمر کی انکساری

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے بچوں سے اپنے لیے دعا کراتے کہ عمر بخشنا

(ذیل المدعا)

جائے۔

حضور کا جلال اور عمر کا طرز ادب

امام عبدالرحمن داری اپنی سنن میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم بنسخة من التوراة فقال یا رسول اللہ هذه نسخة من التوراة فسکت فجعل یقرأ

ووجه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر فقال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ثکلت الشواکل ما تری ما بوجه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فنظر عمر الی

وجه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب

رسوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و الذی

نفس محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ لو بد الکم موسیٰ لا تبعتموه و ترکتمونی

لضللت من سواء السبیل و لو کان حیا و ادرك نبوتی لا تبعنی.

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس

میں تو ریت کا ایک نسخہ لا کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ریت کا نسخہ ہے حضور نے سکوت فرمایا حضرت عمر اسے پڑھنے لگے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رخ انور متغیر ہونے لگا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عمر تجھ پر رونے والی عورتیں روئیں (کسی کو متنبہ کرنے کے لیے عرب میں ایسا جملہ بولا جاتا تھا) کیا حضور کے روئے مبارک کا تغیر نہیں دیکھ رہے ہو حضرت عمر نے نظر اٹھا کر حضور کا روئے انور دیکھا اور فوراً عرض کی میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے، ہم نے خدا کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نبی پسند کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تمہارے لیے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ظاہر ہو جائیں پھر تم ان کا اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم لوگ ضرور صراط مستقیم سے بہک جاؤ اور اگر موسیٰ علیہ السلام دنیا میں ہوتے اور میرا زمانہ نبوت پاتے تو ضرور میرا اتباع کرتے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۳)

حضرت عمر کی وصیت

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا بع فیہا اموال عمر فان وفات والا فسل بنی عدی فان وفات والا فسل قریشا ولا تعد عنہم۔

میرے دین میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہو جائے فسھا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا اضمناتم میرے قرض کی ضمانت کر لو، وہ ضامن ہو گئے اور امیر المومنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین و انصار کو گواہ کر لیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گزرا

تھا کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرما دیا۔ اسے ابن سعد نے طبقات میں عثمان بن عروہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۹۳)

معیقیب سے فاروق اعظم کا حسن سلوک

حدیث میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی ان میں معیقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے (کہ اہل بدر و مہاجرین سابقین اولین میں سے ہیں انھیں مرض جذام تھا) وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کیے گئے اور امیر المومنین نے ان سے فرمایا۔

خذ مما یلیک و من شقک فلو کان غیرک ما اکلنی فی صحفة و لکان
بینی و بینہ قید رمح.

اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجیے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اس میں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا۔ اسے ابن سعد و ابن جریر نے فقیہ المدینہ خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث میں ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ ان کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا :

ادن فاجلس و ایم اللہ لو کان غیرک بہ الذی بک ما جلس منی ادنی من قید رمح.
قریب آئیے بیٹھے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا۔

حدیث میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا

کہ عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اترو۔ میں نے کہا واللہ اگر عبد اللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا ان سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا :

كذبوا و الله ما حدثتم هذا و لقد رأيت عمر بن الخطاب يوتى بالاناء فيه الماء فيعطيه معيقب فيشرب منه ثم يناوله عمر من يده فيضع فمه ما يضع فمه حتى يشرب منه فعرفت انما يصنع عمر ذلك فرارا من ان يدخله شئ من العدوى.

واللہ انہوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث ان سے نہ بیان کی، میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی ان کے پاس لایا جاتا وہ معیقب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیتے معیقب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے امیر المومنین ان کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھ کر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لیے کرتے ہیں کہ بیماری اڑ کر لگنے کا خطرہ ان کے دل میں نہ آنے پائے۔ ابن سعد و ابن جریر نے محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی۔

جذام کا علاج

ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اس سے علاج چاہتے۔ دو حکیم یمن سے آئے ان سے بھی فرمایا وہ بولے جاتا رہے یہ تو ہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کر دیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا

عافية عظيمة ان يقف فلا يزيد.

بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔

انہوں نے دو بڑی زنجیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل لنگہ، ائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کیے اور معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لٹا رہا۔ انہوں نے ایک ایک ٹکڑے پر ایک ایک ٹکڑا لٹا شروع کیا جب وہ ختم ہو گیا دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں فواللہ ما زال معقیب متماسکا لا یزید و جمعہ حتی مات۔

واللہ معقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تا دم مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۴۲۔ الحق الجتلی)

عمر صالحین میں سے ہیں

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں

إذا ذکر الصالحون فحیہلا بعمر۔

جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق کا تذکرہ کرو۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۰۴)

ایک عورت کی خبر گیری

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ طیبہ کا طواف فرمایا کرتے۔ ابن عساکر تاریخ میں اسلم مولیٰ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاف لیلۃ فاذا هو بامراء ة فی جوف دارھا و حولھا صبیان یبکون . الحدیث

یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ کا طواف کرتے تھے دیکھا کہ ایک بی بی اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اور ان کے بچے ان کے گرد رو رہے ہیں اور چولہے پر ایک دیگچی چڑھی ہے۔ امیر المومنین قریب گئے اور فرمایا اے اللہ کی لوٹھی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں انھوں نے عرض کی یہ بھوکے روتے ہیں فرمایا تو اس دیگچی میں کیا ہے کہا میں نے ان کو بہلانے کو پانی بھر کر چڑھا دی ہے کہ وہ سمجھیں اس میں کچھ پک رہا ہے اور انتظار میں سو جائیں۔ امیر المومنین فوراً واپس آئے اور ایک بڑی بوری میں آنا اور گھی اور چربی اور چھوہارے اور کپڑے اور روپے منہ تک بھرے پھر اپنے غلام اسلم سے فرمایا یہ میری پیٹھ پر لاد دو اسلم کہتے ہیں میں نے عرض کی یا امیر المومنین میں اٹھا کر لے چلوں گا فرمایا اے اسلم بلکہ میں اٹھاؤں گا کہ اس کا سوال تو آخرت میں مجھ سے ہونا ہے پھر اپنی پشت مبارک پر اٹھا کر ان بی بی کے گھر تک لے گئے پھر دیگچی میں آنا اور چربی اور چھوہارے چڑھا کر اپنے دست مبارک سے چلاتے رہے پھر پکا کر انھیں کھلایا کہ سب کا پیٹ بھر گیا پھر باہر صحن میں نکل کر ان بچوں کے سامنے بلا تشبیہ ایسے بیٹھے جیسے جانور بیٹھتا ہے اور میں ہیبت کے سبب بات نہ کر سکا۔ امیر المومنین یوں ہی بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے اس نئی نشست کو دیکھ کر امیر المومنین کے ساتھ کھیلنے اور ہنسنے لگے۔ اب امیر المومنین واپس تشریف لائے اور فرمایا اسلم تم نے جانا کہ میں ان کے سامنے یوں کیوں بیٹھا میں نے عرض کی نہ، فرمایا میں نے انھیں روتے دیکھا تھا تو مجھے پسند نہ آیا کہ میں انھیں چھوڑ کر چلا جاؤں جب تک انھیں ہنسانہ لوں جب وہ ہنس لیے تو میرا دل شاد ہوا۔ اسے دینوری نے کتاب الجالست میں اور ابراہیم بن شاذان المزار نے اپنی مشیخت میں بھی بیان کیا ہے۔

امام محبت الدین طبری ریاض النضرۃ پھر شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء میں مناقب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں

انه كان يطوف ليلة في المدينة فسمع امرأة تقول

یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ میں طواف کر رہے تھے کہ ایک بی بی کو

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۲۳)

یوں کہتے سنا فذکر الحدیث.

عمر فاروق کا ادب

ابن جریر سماک بن حرب سے راوی قال سمعت معرورا او معرور التیمی قال

سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و صعد المنبر قعد دون مقعد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمقعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اوصیکم

بتقوی اللہ و اسمعوا و اطیعوا من و لاه اللہ تعالیٰ امرکم.

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر چڑھ کر وہاں قعود فرمایا جہاں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم مبارک رہتے تھے، اور فرمایا کہ میں تمہیں تقویٰ کی تاکید کرتا ہوں

اور یہ کہ تم سنو اور ان کی اطاعت کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر کا والی بنایا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۱۴۸)

عمر فاروق کی حق پسندی

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار خطبہ میں مغالات فی المہور یعنی

حیثیت سے زیادہ مہربان دھنے پر انکار شدید فرمایا حاضرین میں سے ایک بی بی انھیں آیہ کریمہ و آتیتم

احداھن قنطارا تلاوت کی جس میں سونے کا ڈھیر عورت کے مہر میں مقرر کرنا جائز فرمایا گیا فوراً امیر

المومنین نے انکار سے رجوع فرمایا اور بکمال تواضع فرمایا۔

اللهم كل احد افقه من عمر حتى المنخدرات في المحال

اے اللہ ہر ایک عمر سے زیادہ جانتا ہے یہاں تک کہ پردہ نشین خواتین بھی۔ (مؤلف)

(فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۱۹۴)

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک صاحب اپنی زوجہ کو وطن میں چھوڑ کر سفر کو گئے دو برس بعد واپس آئے تو عورت کو حاملہ پایا ایک مدت بعد بچہ ہوا۔

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم برجمها فقال له معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان كان لك عليها سبيل فلا سبيل لك علي ما في بطنها فتركها حتى ولدت ولدا قد نبت ثناياها يشبه اياه .

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا کہ عورت پر حد لگانے کا جواز تو ہے مگر جو اس کے پیٹ میں ہے اس کے لیے کیا راہ ہے، حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ بچہ پیدا ہوا اس کے اگلے چاروں دانت پیٹ ہی میں نکل چکے تھے صورت میں اپنے باپ سے مشابہ تھا۔

فلما راه الرجل قال ولدی ورب الکعبة .

جب ان صاحب نے اس بچے کو دیکھا کہا خدا کی قسم میرا بچہ ہے۔ اسے فتح میں بیان کیا گیا ہے۔ (مؤلف) (ہمارے ائمہ نے اکثر مدت حمل دو سال رکھی ہے۔) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۸۶۹)

حضرت ام کلثوم سے نکاح

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی ام کلثوم سے نکاح اور ان سے زید بن عمر کے پیدا ہونے سے متعلق

فرماتے ہیں :

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کنبطن پاک حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہیں، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں ہیں اور ان سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوئے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۴۶۲)

عمر کے جنازہ پر صحابہ کی دعا

صحیح حدیث سے ثابت کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جنازہ مبارک کے گرد ہجوم کیا اور چار طرف سے احاطہ کر کے کھڑے ہوئے اور امیر المومنین بنی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعائیں کرتے رہے یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم بھی اس مجمع میں شامل اور امیر المومنین شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا و ثنا میں شریک ہوئے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

و اللفظ لمسلم وضع عمر بن الخطاب علی سریرہ فتکفنه الناس یدعون و یسنون و یصلون علیہ قبل ان یرفع و انا فیہم قال فلم یرعنی الا برجل قد اخذ بمنکبی من ورائی فالتفت الیہ فاذا هو علی فترحم علی عمر و قال ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عملہ منک و ایم اللہ ان کنت لا ظن ان یجعلک اللہ مع صاحبیک .
و فی روایۃ للبخاری قال انی لواقف فی قوم یدعون اللہ لعمر بن الخطاب و قد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول رحمک اللہ ان کنت لا رجوا ان یجعلک اللہ مع صاحبیک . الحدیث .

یعنی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ رکھا تھا لوگ چاروں طرف سے احاطہ

کیے ہوئے ان کے لیے دعاء و صلاۃ و ثنا میں مشغول تھے میں بھی انھیں دعا کرنے والوں میں کھڑا تھا ناگاہ ایک شخص نے پیچھے سے آکر میرے شانہ پر کہنی رکھی میں نے پلٹ کر دیکھا تو علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تھے۔ جنازہ شریفہ کی طرف مخاطب ہو کر بولے اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا نہ چھوڑا جو مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہو کہ میں اس کے سے عمل کر کے اللہ تعالیٰ سے ملوں اور خدا کی قسم مجھے امید واثق تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفاقت نصیب فرمائے گا۔ الحدیث۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۲)

عبداللہ بن سلام کی دعا

عن عبد اللہ بن سلام لما فاتته الصلاة على عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ان سبقت بالصلوة فلم اسبق بالدعاء له .

یعنی عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ مبارک پر نماز میرے آنے سے پہلے ہو چکی تو کہا کہ دعا کی بندش تو نہیں میں ان کے لیے دعا کروں گا۔ اسے سید ازہری نے فتح اللہ لمبین میں بیان کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۹، النہی الحاجز)

اس سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں یہی احناف کا مذہب ہے۔

مسجد میں فاروق اعظم کا دورہ

بلاذری نے ابوسعید مولیٰ ابی اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی

قال كان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعس فی المسجد بعد العشاء

ولا يرى احدا الا اخرجہ الا رجلا قائما يصلى .

یہ المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشا کے بعد مسجد کریم میں دیکھ بھال کے لیے ... باہر سے دیکھتے مسجد سے باہر فرمادیتے مگر جو شخص کھڑا نماز پڑھ رہا ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۵۳۔ بریق المنار)

اولیس قرنی سے دعا کی درخواست

حضور نے اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا

من لقیہ منکم فلیامرہ فلیستغفر لہ .

تم میں جو اسے پائے اپنے لیے اس سے دعائے بخشش کرائے۔ مسلم اور بیہقی نے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت فرمایا۔

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق اعظم کو بالتخصیص بھی حکم ہوا ان سے دعا کرانا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والا ہے۔ ابن عساکر و خطیب نے اسے روایت کیا۔

حسب الحکم امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے دعا چاہی۔ اسے ابن سعد و حاکم و ابو عوانہ و رویانی اور بیہقی نے دلائل النبوة میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں بطریق اسیر بن جابر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ایک روایت میں ہے امیر المومنین فاروق و امیر المومنین مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو حضرت اولیس سے طلب دعا کا حکم تھا۔ دونوں صاحبوں نے اپنے لیے دعا کرائی۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا۔

عمر کو حضور کا سلام

امام ابو بکر ابن شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوة کی مجلد یازدہم میں بسند صحیح بطریق ابو معاویة عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک الدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال اصاب الناس قحط في زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل الى قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم استسق الله لامتك فانهم قد هلكوا فاتاه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في المنام فقال انت عمر فاقره السلام و اخبرهم انهم سيسقون . الحديث .

یعنی عہد معدلت مہد فاروقی میں ایک بار قحط پڑا ایک صاحب یعنی حضرت بلال بن حارث مزنی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزار اقدس حضور مجاہدے کساں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کے پاس جا کر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ اب پانی آیا چاہتا ہے۔

شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں یہ حدیث نقل کر کے کہتے ہیں۔

ابو عمر نے اسے استیعاب میں روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۴۷۔ حیات الموات)

اہل بقیع سے عمر کی ہم کلامی

ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انه مر بالبقيع فقال السلام عليكم يا اهل القبور اخبار ما عندنا ان نساء كم قد تزوجن و ديار كم قد سكنت و اموالكم قد فرقت فاجابه هاتف يا عمر بن الخطاب اخبار ما عندنا ان ما قدمناه فقد وجدناه و ما انفقنا فقد ربحنا و ما خلفنا فقد خسرناه .

یعنی ایک بار امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقیع پر گزرے اہل قبور پر سلام کر کے فرمایا ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لیے اور تمہارے گھروں میں اور لوگ بے تمہارے مال تقسیم ہو گئے، اس پر کسی نے جواب دیا اے عمر بن الخطاب ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے جو اعمال کیے تھے یہاں پائے اور جو راہ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو پیچھے چھوڑا وہ ٹوٹنے میں گیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۷۱۔ حیات الموات)

ایک جوان سے گفتگو

ابن عسا کرنے ایک حدیث طویل روایت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ عہد معدلت مہد فاروقی میں ایک جوان عابد تھا امیر المومنین اس سے بہت خوش تھے دن بھر مسجد میں رہتا بعد عشا باپ کے پاس جاتا، راہ میں ایک عورت کا مکان تھا، اس پر عاشق ہو گئی، ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی، جوان نظر نہ فرماتا، ایک شب قدم نے لغزش کی ساتھ ہولیا دروازے تک گیا جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بے ساختہ یہ آہ کریمہ زبان سے نکلی

ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطن تذکروا فاذا هم مبصرون .

ڈروالوں کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل

جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا۔ عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اٹھا کر اس کے دروازے پر ڈال دیا

- باپ منتظر تھا آنے میں دیر ہوئی، دیکھنے نکلا دروازے پر بے ہوش پڑا پایا، گھر والوں کو بلا کر اندر اٹھوایا رات گئے ہوش آیا باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے، کہا بتا دے نا چار قصہ کہا باپ بولا جان پدر وہ آیت کونسی ہے جو ان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا، جنبش دی مردہ پایا۔ رات ہی کونہلا کفنا کر دفن کر دیا صبح کو امیر المومنین نے خبر پائی، باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی۔ عرض کی یا امیر المومنین رات تھی، پھر امیر المومنین ہمراہیوں کو لے کر قبر پر تشریف لے گئے۔

آگے لفظ حدیث یوں ہیں

فقال عمر یا فلان و لمن خاف مقام ربہ جنتن فاجابہ الفتی من داخل القبر یا عمر قد اعطانیہا ربی فی الجنة مرتین .

یعنی امیر المومنین نے جو ان کا نام لے کر فرمایا اے فلاں جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے اس کے لیے دو باغ ہیں۔ جو ان نے قبر میں سے آواز دی اے عمر مجھے میرے رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دو بار عطا فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۷۲۔ حیات الموات)

جماعت سے غائب رہنے پر باز پرس

امام مالک موطا میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

فقد سلیمان بن ابی حثمة فی صلاة الصبح و ان عمر بن الخطاب غدا الی السوق و مسکن سلیمان بین السوق والمسجد فمر علی الشفا ام سلیمان فقال لہا لم ار سلیمان فی صلاة الصبح فقالت انه بات یصلی فغلبته عیناہ فقال عمر لان اشہد صلاة الصبح فی الجماعة احب الی ان اقوم لیلة. او .

ابوبکر بن ابی شیبہ کی روایت میں ہے

لان اصلها في جماعة احب الي من احى ما بينهما يعني الصبح و العشاء .
 ایک دن امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حمزہ کو جماعت صبح میں نہیں دیکھا، حضرت فاروق اعظم نے بازار جاتے ہوئے کہ ان کا مکان بازار اور مسجد کے درمیان تھا ان کی ماں شفاء سے پوچھا تو ان کی ماں نے عرض کی کہ اس نے پوری رات نماز پڑھی اور صبح کو سو گیا اس لیے جماعت میں حاضر نہ ہو سکا تو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو جماعت صبح میں حاضر ہونا زیادہ محبوب ہے پوری رات بیدار رہ کر عبادت کرنے سے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۱۳)

ایک شخص کو تنبیہ

ابوداؤد سنن میں اور حاکم متدرک میں ابورمضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال صليت هذه الصلاة او مثل هذه الصلاة مع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال و كان ابو بكر و عمر يقومان في الصف المقدم عن الامام و كان رجل قد شهد التكبير الاولي من الصلاة يشفع فوثب اليه عمر فاخذ بمنكبيه فهزه ثم قال اجلس فانه لم يهلك اهل الكتاب الا انهم لم يكن بين صلاتهم فصل لرفع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بصره فقال اصاب الله بك يا عمر بن الخطاب .

حضرت ابورمضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ (ظہر یا مغرب یا عشا) نماز یا اس کے مثل نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اگلی صف میں تھے اور ایک آدمی تکبیر اولیٰ میں شریک تھا بعد میں دو رکعت نماز کے لیے فوراً کھڑا ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر ان کا مونڈھا پکڑ کر ہلایا اور فرمایا بیٹھ جاؤ کیوں کہ اہل کتاب اس لیے ہلاک ہوئے کہ وہ نماز کے درمیان فصل نہیں کرتے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ رحمت اٹھا کر فرمایا اے عمر تجھے اللہ تعالیٰ

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۱۸۷)

نے درنگی دی ہے۔ (مولف)

صبیغ کا عبرت ناک قصہ

امیر المومنین غیظ المنافقین امام العادلین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب صبیغ سے جس پر بوجہ بحث تشابہات بد مذہبی کا اندیشہ تھا بعد ضرب شدید توبہ لی، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمان بھیجا کہ مسلمان اس کے پاس نہ بیٹھیں اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کریں بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو نہ جائیں مر جائے تو اس کے جنازے پر حاضر نہ ہوں۔ تعمیل حکم حکم ایک مدت تک یہ حال رہا کہ اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا سب متفرق ہو جاتے جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرضی بھیجی کہ اب اس کا حال اچھا ہو گیا ہے اس وقت اجازت فرمائی۔

نصر مقدسی کتاب الحجہ میں اور ابن عساکر ابو عثمان نہدی سے راوی :

عن صبیغ انه سأل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن المرسلات و الذاریات و النازعات فقال له عمر الق ما علی رأسک فاذا له ضفیرتان قال لو وجدتك محلوقا لضربت الذی فیہ عیناک ثم کتب الی اهل البصرة ان لا تجالسوا صبیغا قال ابو عثمان فلو جاء و نحن مائة تفرقنا عنه .

صبیغ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے والمرسلات، والذاریات اور والنازعات کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ جو تمہارے سر پر ہے اسے ڈال دو یعنی سر ننگا کر کے دکھاؤ جب اس نے سر ننگا کیا تو اس کے سر پر دو زلفیں تھیں یہ دیکھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیرا سر منڈا ہوا پاتا تو تیری گردن مار دیتا (کیوں کہ اس سے تیری شناخت ہو جاتی کہ تو اس گمراہ فرقہ سے ہے جس کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہوئی ہے) پھر اہل بصرہ کو لکھا کہ صبیغ سے میل جول نہ

کریں، ابو عثمان نے کہا کہ اگر ہم لوگ سو آدمی بیٹھے ہوتے اور وہ آتا تو سب متفرق ہو جاتے۔ (مولف)

ابو بکر بن الانباری کتاب المصاحف میں اور ابن عسا کر محمد بن سیرین سے راوی

قال كتب عمر بن الخطاب الى ابي موسى الاشعري رضي الله تعالى عنهما ان

لا تجالسوا صبيغا و ان يحرم عطاءه و رزقه .

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ صبیغ

سے مجالست نہ کریں وہ عطیہ و وظیفہ جو دیتے ہو اس سے محروم کر دیا جائے۔ (مولف)

نصر مقدسی اسحاق بن بشر قرشی سے راوی قال اخبرنا ابن اسحاق و ابو اسحاق قال كتب

اي امير المؤمنين رضي الله تعالى عنه الى ابي موسى اما بعد فان الا صبغ بن سليم

التيمي تكلف ما كفى و ضيع ما ولى فاذا جاءك كتابي هذا فلا تباعوه و ان مرض فلا

تعودوه و ان مات فلا تشهدوه قال فكان الا صبغ يقول قدمت البصرة فاقمت بها

خمسة و عشرين يوما و ما من غائب احب الى ان القائه من الموت ثم ان الله الهمة

التوبة و قذفها في قلبه فاتيت ابا موسى و هو على المنبر فسلمت عليه فاعرض عني

فقلت ايها المعرض انه قد قبل التوبة من خير منك و من عمر و اني اتوب الى الله

عز وجل مما اسخط امير المؤمنين و عامة المسلمين فكتب بذلك الى عمر فقال

صدق اقبلوا من اخيكم .

امير المؤمنين عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ اصبیغ بن سلیم تمہی

نے تکلف کیا جو اسے کافی تھا اور اسے ضائع کر دیا جو اس کے قریب تھا۔ جب میرا یہ خط تم کو مل جائے تو اس

سے خریدو فروخت نہ کرنا، وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرنا اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں

حاضر نہ ہونا۔ راوی نے کہا کہ اصبح کہا کرتا تھا کہ میں بصرہ آیا وہاں پر پچیس دن رہا تو ان ایام سے میرے لیے موت بہتر تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے توبہ کی توفیق دی اور اس کے دل میں ڈال دیا تو وہ ابو موسیٰ اشعری کے پاس آ کر انھیں سلام کیا جب کہ وہ منبر پر تھے انھوں نے مجھ سے اعراض کیا میں نے کہا اے روگردانی کرنے والے بیشک اس نے توبہ قبول کر لی ہے جو تم سے اور عمر سے بہتر ہے اور میں توبہ کرتا ہوں اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس جرم سے جس سے امیر المؤمنین اور عامہ مسلمین ناراض ہیں۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر فاروق کو یہ واقعہ لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اب اپنے بھائی کی بات قبول کرو یا اب اپنے بھائی کی طرف التفات کرو۔ (مولف)

دارمی و نصر مقدسی و اصہبانی کتاب الحجۃ میں اور ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور لاکائی کتاب السنۃ میں اور ابن عساکر تاریخ میں سلیمان بن یسار سے راوی :

ان رجلا من بنی تمیم یقال له صبیغ بن عسل قدم المدینۃ و کان عنده کتب فکان یسأل عن متشابہ القران فبلغ ذلك عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فبعث الیہ و قد اعد له اعراجین النخل فلما دخل علیہ قال من انت قال انا عبد اللہ صبیغ قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و انا عبد اللہ عمر و او ما الیہ فجعل یضربه بتلک العراجین فما زال یضربه حتی شجہ و جعل الدم یسبل علی وجهہ فقال حسبک یا امیر المؤمنین و اللہ فقد ذهب الذی اجد فی راسی .

بنو تمیم کا ایک آدمی جس کو صبیغ بن عسل کہا جاتا ہے مدینہ منورہ آیا اس کے پاس کچھ کتابیں تھیں اور وہ تشابہات قرآن کے بارے میں سوال کرتا تھا جب یہ خبر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اس کو بلا بھیجا اور اس کے لیے کھجور کی شاخوں کا ایک گچھا تیار کیا جب صبیغ حضرت عمر کے حضور حاضر ہوا تو عمر فاروق نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کہ اور میں اللہ کا بندہ عمر ہوں اور اس کی طرف اشارہ کیا پھر شاخہائے خرما سے مارتے رہے یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا اور اس کے چہرے پر سے خون بہنے لگا تو اس نے کہا اے امیر المومنین بس کیجیے بخدا میں جو اپنے دماغ میں پاتا تھا وہ جا چکا۔ (مولف)

دارمی و ابن عبد الحکیم و ابن عساکر مولیٰ ابن عمر سے راوی

ان صبیغ العراقی جعل یسأل عن اشیاء عن القران فی اجناد المسلمین (و ساق الحدیث الی ان قال) فارسل عمر الی یطلب الجرید فضر به بها حتی ترک ظهره و بره ثم ترک حتی بری ثم عاد له ثم ترک حتی بری ثم دعا به ليعود به فقال صبیغ یا امیر المومنین ان کنت ترید قتلی فاقتلنی قتلا جمیلا و ان کنت ترید تداوینی فقد و اللہ براءت فاذن له الی ارضه و کتب له الی ابی موسیٰ الأشعری ان لا یجالسه احد من المسلمین فاشتد ذلک علی الرجل فکتب ابو موسیٰ الأشعری الی عمر ان قد حسنت هیاته فکتب انا ائذن للناس فی مجالسته .

صبیغ عراقی قرآن کی باتوں کے بارے میں جماعت مسلمین سے سوال کیا کرتا تھا مولیٰ ابن عمر نے کہا کہ حضرت عمر نے مجھے کھجور کی ٹہنی ڈھونڈنے کے لیے بھیجا پھر اس سے مارتے رہے یہاں تک کہ اس کی پیٹھ پر آبلے پڑ گئے پھر اسے اچھا ہونے تک چھوڑے رکھا پھر دوبارہ مارا اور اچھا ہونے تک چھوڑے رکھا پھر سہ بارہ مانے کے لیے بلایا تو صبیغ نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے قتل کر دینا چاہتے ہیں تو مجھے یکدم قتل کر دیں اور اگر میرا علاج چاہتے ہیں تو بخدا میں اچھا ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے ملک میں جانے کی اجازت دے دی اور ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص اس کے پاس نہ بیٹھے یہ بات اس آدمی پر شاق ہوئی اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اب اس کی حالت اچھی ہو گئی ہے تو حضرت عمر نے لکھا کہ اب میں لوگوں کو

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۱۳)

اس سے مجاہد کی اجازت دیتا ہوں۔ (مولف)

ایک مسئلہ کی تلقین

حالیہ بحر اتراق میں ہے :

روی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رأی رجلا فعل ذلک فقال ا رأیت لو
ارسلتک الی بعض الناس اکت تمر فی ثیابک هذه فقال لا فقال عمر فالله احق ان
یتزین له .

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اچھے ہی کپڑوں میں نماز پڑھتے دیکھا
فرمایا بھلا بتا تو اگر میں کسی آدمی کے پاس تجھے بھیجوں تو انھیں کپڑوں سے چلا جائے گا کہانا نہ فرمایا تو اللہ
عزوجل زیادہ مستحق ہے کہ اس کے دربار میں زینت و ادب کے ساتھ حاضر ہو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۲۲)

سورۃ بقرہ کی تعلیم

خطیب بغدادی کتاب رواق مالک میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال تعلم عمر البقرة فی اثنی سنة فلما ختمها نحر جزورا .

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہ برس میں سورۃ بقرہ حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے پڑھی جب ختم فرمائی ایک اونٹ ذبح کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۶۸۔ وصاف الریح)

عمر فاروق کا صدقہ جاریہ

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصاب ارضا بخیر فاتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیستامرہ فیہا فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان شئت حبست اصلہا و تصدقت بہا فقال فتصدق بہا عمر انه لا یباع و لا یوہب و لا یورث و تصدق بہا فی الفقراء و فی القربی و فی الرقاب و فی سبیل اللہ و ابن السبیل و الضیف .

حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین ملی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اس کے متعلق حکم لینے آئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو اصل زمین روک لو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس زمین کو اس طرح صدقہ کیا کہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے نہ میراث ہو، بلکہ اس کو فقراء رشتہ داروں، غلاموں، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں میں صدقہ کر دیا۔ یعنی وقف کرنا بھی صدقہ ہے۔ (مولف)

یہ حدیث محرر المذہب سیدنا امام محمد نے مبسوط میں یوں روایت فرمائی :

اخبرنا صخر بن جویریۃ مولیٰ عبد اللہ بن عمر ان عمر بن الخطاب کان لہ ارض تدعی ثمفا و کان نخلا نفیسا فقال یا رسول اللہ انی استفدت مالا ہو عندی نفیس افا تصدق بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصدق باصلہ لا یباع و لا یوہب و لا یورث و لکن تنفق ثمرتہ فتصدق بہ عمر فی سبیل اللہ و فی الرقاب و للضیف و للمسافر و لابن السبیل و لذی القربی . الحدیث .

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک زمین تھی جس کو ٹمغ کہتے تھے اور کھجور کا ایک

اچھا باغ تھا عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے عمدہ مال جمع کیا ہے کیا میں اس کو صدقہ کر دوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اس طرح صدقہ کرو کہ نہ بیچا جائے نہ ہبہ کیا جائے اور نہ میراث ہو ہاں اس کے پھلوں کو خرچ کرو تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو راہ خدا اور غلاموں، مہمانوں، مسافروں، ابن السبیل اور رشتہ داروں میں صدقہ کر دیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۲۸-۶۲۹)

خلیفہ ہونے کے بعد عمر فاروق کا خطبہ

عسکری کتاب المواعظ میں ابو خالد غسانی سے راوی

قال حدثني مشيخة من اهل الشام ادر كوا عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قالوا لما استخلف سعد المنبر فلما راى الناس اسفل منه حمد الله ثم كان اول كلام تكلم به بعد الثناء على الله و على رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم.

هون عليك فان الامور

بكف الاله مقاديرها

فليس باتيك منهها

ولا قاصر عنك مامورها

یعنی جب امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے منبر پر تشریف لے گئے لوگوں کو اپنے سے نیچا دیکھ کر حمد الہی بجالائے پھر ثنائے خدا و نعت مصطفیٰ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد پہلا کلام جو زبان مبارک پر لائے یہ اشعار تھے جن کا حاصل یہ کہ اپنے اوپر نرمی کر کہ سب کاموں کے اندازے اللہ عزوجل کے دست قدرت میں ہیں جو مقدر نہیں وہ تیرے پاس آنے کا نہیں اور جو مقدر ہے وہ تجھ سے کمی کرنے کا نہیں۔

علامہ ابراہیم بن عبد اللہ الیمنی المدنی نے کتاب القبول الصواب فی فضل عمر بن الخطاب من کتابہ الاکتفاء فی فضل الاربعة الخلفاء کے سترہویں باب میں اس کو بیان کیا ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۸۵)

حضور کی نصیحت پر عمل

ترمذی وابن ماجہ و بیہقی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال رانی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انا ابول قائما فقال یا عمر لا تبلى قائما فما بلى قائما بعد .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا فرمایا اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو اس دن سے میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔

بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے غالباً اسی عادت کے مطابق شروع زمانہ اسلام میں حضرت عمر نے ایسا کیا یا ممکن ہے کہ کوئی ایسی تکلیف تھی جس سے وہ بیٹھ نہ سکتے تھے اس لیے کھڑے ہو کر پیشاب کیا مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد پھر دوبارہ کبھی ایسا نہ کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۷۳)

قرآن کریم کی عظمت

امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ فرماتے ہیں :

قرآن عظیم چھوٹی تقطیع پر لکھنا، حائل بنانا شرعاً مکروہ و ناپسند ہے۔ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کے پاس قرآن مجید باریک لکھا ہوا دیکھا اسے مکروہ رکھا اور اس شخص کو مارا

اور فرمایا عظموا کتاب اللہ۔ کتاب اللہ کی عظمت کرو۔

ابو عبید نے فضائل القرآن میں یہ حدیث روایت کی۔

امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم مصحف کو چھوٹا بنانا مکروہ رکھتے۔ عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی سے اسی طرح ابو عبید نے فضائل القرآن میں اسے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۲)

نماز و قرآن اسلام عمر کے معاون ہیں

ابن اسحاق اپنی سیرت میں اسلام عمر کی حدیث میں راوی :

فساق حدیث اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ فجعلت امشی
رویدا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم یصلی یقرأ القرآن حتی
قمت فی قبلتہ مستقبلة ما بینی و بینہ الا ثیاب الکعبة قال فلما سمعت القرآن
رق له قلبی . الحدیث .

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ
آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب
قبلہ ان کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ تھا حضرت عمر
نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہو گئی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۵۔ جمان التاج)

ابن سحر اپنی مسند میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرجت اتعرض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قبل ان اسلم فوجدته قد سبقني الى المسجد فقمتم خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تاليف القرآن فقلت هو شاعر كما قالت قريش فقراء انه لقول رسول كريم وما هو بقول شاعر فقليل ما تو منون فقلت كا هن علم ما فى نفسى فقراء و لا بقول كا هن فقليل ما تذكرون ، الى آخر السورة فوقع الاسلام فى قلبى كل موقع .

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لیے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جا چکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انہوں نے سورۃ الحاقہ شروع کی تو میں تالیف قرآن کی حسن و خوبی سے متعجب ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن ایک کرم وانے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو، میں نے کہا یہ کاہن ہیں میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک تلاوت فرمائی، تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۷۔ جمان التاج)

عمر نے تراویح رائج کی

ایک بار رمضان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب باجماعت نماز پڑھائی پھر فرضیت کے خوف سے ترک فرمادی گویا کہ یہ نماز تراویح کی شکل تھی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اسے باضابطہ رواج دیا تو اس کا حکم بھی موکد ہو گیا کیوں کہ خلفاء کی پیروی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی ہے، اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدين عضو علیہا بالنواجذ.

تم پر لازم ہے میری سنت کا اتباع اور خلفائے راشدین کی سنت کا اسے دانتوں سے مضبوط پکڑو۔

اور فرمایا اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر.

ابو بکر و عمر کی پیروی کرو جو میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوف فرضیت ترک فرمادی تو اس وقت تک وہ سنت موکدہ نہ ہوئی تھی جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اجرا فرمایا اور عامہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر مجتمع ہوئے اس وقت سے وہ سنت موکدہ ہوئی نہ فقط فعل امیر المومنین سے بلکہ ارشادات سید المرسلین سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۲)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انه سبحدث بعدی اشياء وان من احبها الی لما احدث عمر.

میرے بعد کچھ چیزیں ایجاد ہوں گی اور ان چیزوں میں میرے نزدیک سب سے محبوب و پسندیدہ

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۳)

چیز وہ ہے جو عمر نے رائج کی۔ (مولف)

عمر کی خلافت اور کارنامے

عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور ان کے کارناموں سے متعلق امام احمد رضا بریلوی

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

شواہد العبوة میں ہے، چوں نوبت خلافت بفاروق رسید سیاسی بردست او واقع شد کہ غیر نبی بر آن قادر نباشد و اگر عقل سلیم را اعمال نماید در امورے کہ خلافت انبیاء را شاید بہتر از حال وے متصور نگردد زیرا کہ حضرت پیغامبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدو چیز مشغول بودند۔

کیے تعلیم علم، وفاروق اعظم مسائل را تفحص کر دو ترتیب کتاب و سنت و اجماع و قیاس آورد و سد مدخل تحریف نمود چنانچہ علمائے صحابہ ہمہ گواہی دادند کہ وے علم زمان خود است۔

دیگر جہاد کفار، وفاروق تحمل اعبائے جہاد بوجہ نمود کہ خوب تر از اں صورت نگیرد۔

جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت پہنچی تو ان کے ہاتھ پر ایسی سیاستیں واقع ہوئیں جن پر نبی کے علاوہ کوئی قادر نہ ہوگا اور اگر عقل سلیم کو کام میں لائیں ان امور میں جو خلافت انبیاء کے لائق و مناسب ہے تو اسے بہتر کوئی دوسری حالت متصور نہیں ہوگی اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو چیزوں میں مشغول تھے۔

ایک علم سکھانے میں، اور فاروق اعظم نے مسائل کو تلاش کیا اور کتاب و سنت و اجماع اور قیاس کو مرتب و آراستہ کیا اور تحریف و تبدیل کے تمام راستوں کو بند کر دیا جیسا کہ تمام علمائے صحابہ نے گواہی دی ہے کہ وہی اپنے زمانے کے علم تھے یا سب سے زیادہ علم والے تھے۔

دوسرا کفار کے ساتھ جہاد، اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طریقے پر جہاد فرمایا کہ اس سے بہتر کوئی دوسری صورت نہیں ہو سکتی۔ (مولف)

در روضۃ الاحباب مذکور است کہ در زمان خلافت وے ہزار و بی شش شہر ہا توابع و لواحق آن فتح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت و چہار ہزار کنیہ خراب گردید و یک ہزار و نہ صد منبر بنا کردند۔ آھ۔

روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کے قصبات و دیہات کے ساتھ ایک ہزار چھتیس شہر فتح ہوئے اور چار ہزار مسجدیں تعمیر کی گئیں اور چار ہزار گرجے ویران کیے گئے اور ایک ہزار نو سو منبر بنائے گئے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۲، منیر العین)

اذان جمعہ کے لیے موزنون کو حکم فاروقی

جویر اپنی تفسیر میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امر موزنین ان یوذنا للناس الجمعة خارجا من المسجد حتی یسمع الناس و امر ان یوذن بین یدیه کما کان فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم قال عمر نحن ابتداء لکثرة المسلمین .

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موزنون کو حکم دیا کہ جمعہ کے روز لوگوں کے لیے خارج مسجد اذان دیں تاکہ لوگ سن لیں، اور یہ حکم دیا کہ آپ کے سامنے اذان دی جائے جیسا کہ عہد رسالت اور عہد صدیقی میں ہوتا تھا، اس کے بعد آپ نے فرمایا ہم نے آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے یہ نئی اذان شروع کی۔ مگر مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نئی اذان دلوانی شروع کی تھی۔ (مولف)

(شائم العنبر)

بعد خلافت فاروق اعظم کا فرمان

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبے میں برسر منبر فرمایا۔

قد كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فكنت عبده و خادمه .

میں حضور پر نور آقا و مولائے عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھاپس میں حضور کا بندہ اور

حضور کا خدمتگی تھا۔

اقول: یہ حدیث ابو حذیفہ نے فتوح الشام اور حسین بن بشران نے اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری

وغیرہ ائمہ تابعین سے نیز ابن بشران نے امالی، ابو احمد دہقان نے حرز حدیثی، ابن عساکر نے تاریخ، لاکائی

نے کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

جب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں پر ان کی شدت و جلال سے عجب ہیبت

چھائی یہاں تک کہ لوگوں نے باہر بیٹھنا چھوڑ دیا کہ جب تک امیر المومنین کا برتاؤ نہ معلوم ہو متفرق رہو۔

لوگ بولے کہ صدیق اکبر کی نرمی اس درجہ تھی کہ مسلمانوں کے بچے جب انھیں دیکھتے دوڑتے ہوئے باپ

باپ کہتے ان کے پاس جاتے وہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔ اور ان کی ہیبت کی یہ حالت ہے کہ مردوں

نے اپنی مجالس چھوڑ دیں۔ جب امیر المومنین کو یہ خبر پہنچی حکم دیا کہ جماعت نماز کے لیے پکار دیں لوگ حاضر

ہوئے امیر المومنین منبر پر وہاں بیٹھے جہاں صدیق اکبر اپنے قدم مبارک رکھتے تھے اور فرمایا کہ مجھے کافی ہے

صدیق کے قدموں کے نیچے بیٹھوں، جب سب جمع ہو لیے امیر المومنین نے منبر اطہر سید ازہر صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا حمد و ثنائے الہی و درود رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہا :

ایہا الناس انی قد علمت انکم کتمت تونسون منی شدة و غلظة و ذلک انی

كنت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و كنت عبده و خادمه .

لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں حضور کا بندہ اور حضور کا خدمت گار تھا۔

حضور کی نرمی و رحمت وہ ہے جس کی نظیر نہیں اللہ عزوجل نے خود اپنے اسماء کریمہ سے دو نام حضور کو عطا فرمائے رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو میں حضور کے سامنے شمشیر برہنہ تھا وہ چاہتے مجھے نیام فرماتے چاہتے چلنے دیتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے راضی تشریف لے گئے اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت، پھر صدیق مسلمانوں کے کام کے والی ہوئے ان کی نرمی و رحمت و کرم کی حالت تم سب پر روشن ہے فکنت خادمہ و عونہ میں ان کا خادم اور ان کا سپاہی تھا۔ اپنی شدت ان کی نرمی کے ساتھ لاتا ان کی تیغ عریاں تھا وہ چاہتے نیام کرتے خواہ رواں فرماتے میں اسی حال پر رہا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔

اور خدا کا شکر ہے اور میری سعادت اب کہ میں تمہارا والی ہوا جان لو کہ وہ شدت دو گنی ہو گئی، درجوں بڑھ گئی مگر کس پر ہوگی ان پر جو مسلمانوں پر ظلم و تعدی کریں اور دین داروں کے لیے تو میں خود ان کے آپس سے بھی زیادہ نرم و مہربان ہوں جسے ظلم و زیادتی کرتے پاؤں گا اسے نہ چھوڑوں گا اس کا ایک گال زمین پر رکھ کر دوسرے گال پر اپنا پاؤں رکھوں گا یہاں تک کہ حق کو قبول کر لے۔

سعید بن مسیب و ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے فرمایا فوفی عمر و اللہ بما قال و کان ابا العیال۔ خدا کی قسم عمر نے جو فرمایا پورا کر دکھایا وہ رعیت کے لیے مہربان باپ تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ دیکھو امیر المؤمنین فاروق اعظم سا اشد الناس فی امر اللہ بر ملا بر سر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ بتا رہا ہے اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا رہا اور اسے برقرار رکھتا ہے۔

عمر فاروق کا اعتراف

ایک دن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شہزادہ گلگلوں قبا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بر سر منبر گود میں لے کر فرمایا

هل انبت الشعر على رؤسنا الا ابوك .

ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں تمہارے ہی باپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگائے ہوئے ہیں۔ یعنی جو کچھ عزت و نعمت و دولت ہے سب حضور ہی کی عطا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابن سعد نے اسے طبقات میں شہید کر بلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(الامن والعلی)

اسلام عباس کی خوشی

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا:

انا باسلامک اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب

مجھے آپ کے اسلام کی جتنی خوشی ہوئی اپنے باپ خطاب کے اسلام کی اتنی نہ ہوتی۔

ابن اسحاق نے اسے اپنی سیرت میں بیان کیا ہے۔

(شرح المطالب فی بحث ابی طالب)

وصال اقدس کے بعد فاروق اعظم کا خطاب وندا

شفا شریف امام قاضی عیاض و احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام و مدخل امام ابن الحاج و اقتباس الانور علامہ ابو عبد اللہ محمد بن علی رشاطی و شرح البردہ ابو العباس قصار و مواہب لدنیہ امام قسطلانی و غیر ہا کتب معتمدین میں ہے۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات حضور سید الکائنات علیہ افضل

الصلوات والتحيات جو فضائل عالیہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو نذاو خطاب کر کے عرض کیے ہیں انھیں میں گزارش کرتے ہیں۔

بابی انت و امی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضيلتك عند الله ان بعثك آخر الانبياء و ذكرک فی اولهم فقال و اذاخذنا من النبين ميثاقهم و منك و من نوح . الآية .
 یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے، اور یاد کر جب ہم نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے علیہم الصلاۃ و السلام۔
 (جزی اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)

قافلہ حجاج کو عمر کی تنبیہ

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد حج تمام قوافل پر درہ لے کر دورہ فرماتے اور ارشاد کرتے اے اہل یمن یمن کو جاؤ، اے اہل شام شام کا راستہ لو، اے اہل عراق عراق کو کوچ کرو، کہ اس سے تمہارے رب کے بیت کی ہیبت تمہاری نگاہوں میں زیادہ رہے گی۔

(ابراہمقال فی استحسان قبلۃ الاجلال)

اشعار

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی یوں رقم طراز ہیں :

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا ستر
 اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
 فارق حق و باطل امام ہدی
 تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام

ترجمان بنی ہمزبان نبی جان شان عدالت پہ لآحوں سلام
 عمر وہ عمر جس کی عمر گرامی عمر قصر دین نبی کی عمارت
 عمر راحت روح شرع الہی عمر در مکنون درج کنانہ
 وہ ملک خدا کا او العزم ناظم رہا نام نامی پہ بھی عدل شیدا
 یہ معنی کہ اے آسمان خلافت یہ نکتہ کہ وہ عدل کان فضائل
 بتاتا ہے خود نام اقدس تمھارا عمر وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا
 کہ دشمن علی کا عمر کا عدو ہے نظر سوئے لو کان بعدی نبی
 یہ ارشاد بھی ہے کہ قرآن میں داخل عمر تجھ پہ قربان جان فضائل
 مدینہ کا پھول اس طرح گل فشاں تھا (حدائق بخشش)

ہوئی صرف ارضائے خلاق واہب عمر عمر باقی دین اطائب
 عمر آفت جان ادیان کاذب عمر کوکب دری برج غالب
 وہ شرع رسالت کا ذو القدر نائب یہ وصف عدالت ہے اے ابن حاجب
 تیرے دور میں خود شیاطیں ہیں غائب جسے جان خوبی کہیں سب مذاہب
 کہ بہتر ہے فتح و ظفر کار ناصب غضب کے مصائب سقر کے متاعب
 علی کا مخالف عمر کا محارب خیال اقتدا بالذین کی جانب
 جناب عمر کے ہیں آرائے ثاقب عمر تجھ پہ صدقے علو مراتب
 چلا جب تو گل زار کعبہ کی جانب (حدائق بخشش)



حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

در منشور قرآن کی سلک بھی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قیص ہدی
حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام

الذین بنفقوا أموالهم في سبيل الله
وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں

(البقرہ/۲۶۴)

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

ان کی ولادت عام الفیل سے چھٹے سال میں ہے اور آپ قدیم الاسلام ہیں، دار ارقم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داخل ہونے سے پہلے اسلام لائے یہ چوتھے مسلمان تھے۔

سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اسلام لائے جب وہ اسلام لائے تو حکم بن العاص نے ان کو پکڑ کر باندھ دیا اور بڑی اذیتیں پہنچائیں، جب دین میں ان کی صلابت و پختگی کو دیکھا تو انھیں چھوڑ دیا۔

ابن عساکر نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا وہ ایسے شخص ہیں جن کو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین (دو نور والے) کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

اور یہ بھی ابن عساکر نے حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت عثمان کے لیے فرماتے سنا ہے کہ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان کو دیتا جاتا۔

اور جب سیدہ ام کلثوم کا نکاح ان کے ساتھ فرمایا تو ان سے فرمایا تمہارے شوہر تمہارے جد اعلیٰ ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد ماجد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں میں سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ سے فرمایا کیا تم نے ان دو زوج سے بہتر

کسی زوجین کو دیکھا ہے انھوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں بکثرت حدیثیں وارد ہیں ان میں سب سے زیادہ مشہور حیا کرنے کی حدیث ہے۔

ابن عسا کر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان کی شان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ خدا کے فرشتوں میں سے تھا وہ کہتا تھا

شہید تقتله قومہ فاننا نستحي منه .

یہ شہید ہیں ان کو ان کی قوم کے لوگ قتل کریں گے ہم ان سے حیا کرتے ہیں اسے ترمذی و حاکم نے بیان کیا اور اس کو صحیح کہا ہے۔

ابن ماجہ مرہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اس کو بہت نزدیک بتایا اتنے میں ایک شخص سر سے چادر لپیٹے گزرا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اس دن راہ راست پر ہوگا پھر میں کھڑا ہوا کہ دیکھوں وہ کون ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ان کے قتل کا قصہ مشہور ہے یہ پہلا فتنہ ہے جو اسلام میں نمودار ہوا۔

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت بارہ سال ہے اور ان کی وفات ۳۵ھ کے ایام تشریق کے وسط میں روز جمعہ ہے اور شب شنبہ کو مغرب و عشا کے مابین دفن کے گئے۔ عمر شریف ۸۲ بیاسی سال کی ہوئی بعض چھبیاسی اور بعض اٹھاسی اور نواسی بھی بتاتے ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم)

حضرت عثمان کی نگاہ بصیرت

صحابہ میں سے ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت کدہ پر حاضر ہوا تو آپ نے اس سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے ایک شخص تم میں سے میرے پاس آتا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کے آثار نظر آتے ہیں اس صحابی نے عرض کی یا خلیفۃ رسول اللہ! کیا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد بھی وحی کا سلسلہ جاری ہے؟ آپ نے فرمایا یہ وحی نہیں بلکہ نور قرآن ہے۔

عثمان کو شہادت کی بشارت

جس رات کی صبح کو آپ شہید ہوئے آپ کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت ہوئی حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، اے عثمان! کل تم میرے ساتھ ہی افطار کرو گے۔ اگلے دن آپ نے اپنے کسی ساتھی کو اپنے مخالفوں سے مقاتلہ کی اجازت نہ دی اور خود شہید ہو گئے۔

عثمان کی دل آزاری کا نتیجہ

ان ہی ایام میں جمہاہ بن سعید غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا عصائے مبارک چھین لیا اور اپنے گھٹنے پر رکھ کر اسے توڑ دیا لوگوں نے اس کے فعل قبیح پر واویلا کیا اسی وقت اس کے گھٹنے میں ایک بیماری پیدا ہو گئی جس کے سبب سے ایک سال کے اندر اندر مر گیا۔

قاتلان عثمان کا انجام

ایک ثقہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک نابینا شخص کو طواف کرتے ہوئے دیکھا دوران طواف وہ کہتا تھا اے خدا! مجھے بخش دے اگرچہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ یہ سن کر میں نے کہا، ارے ایسی جگہ ایسی باتیں، کہنے لگا مجھ سے ایک گناہ عظیم سرزد ہو گیا ہے میں نے پوچھا وہ کونسا؟ اس نے کہا جس روز حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ ہوا میں نے ایک سخا بنی کے سامنے قسم کھائی تھی کہ اگر حضرت عثمان شہید ہو جائیں تو ہم ان کے ننگے چہرے پر طمانچہ ماریں گے۔ جب لوگوں نے انھیں شہید کر دیا تو ہم آپ کے گھر میں داخل ہوئے، اس وقت آپ کا سر آپ کی بیوی کی گود میں تھا میرے ساتھی نے آپ کی بیوی سے کہا ذرا ان کا چہرہ ننگا کرو۔ آپ کی بیوی نے ہم سے مقصد پوچھا میں نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کے منہ پر طمانچہ ماروں۔

آپ کی بیوی نے کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی صحبت و رفاقت اور آپ کی دو بیٹیوں سے نکاح کا کوئی پاس نہیں (انسانوں میں سے کسی کو یہ دولت سعادت حاصل نہیں ہوئی جس کے نکاح میں پیغمبر خدا کی دو صاحبزادیاں ہوں) آپ کی بیوی نے آپ کے بہت سے اور فضائل بیان کیے۔ میرا ساتھی سن کر واپس چلا گیا لیکن میں نے ان کی باتوں کی طرف چنداں التفات نہ کیا اور آپ کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ آپ کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے معاف نہ کرے۔ تیرا ہاتھ سوکھ جائے اور تیری آنکھیں اندھی ہو جائیں۔ خدا کی قسم میں ابھی آپ کے گھر کی دہلیز سے باہر نہ آیا تھا کہ میرا ہاتھ سوکھ گیا، آنکھیں بے نور ہو گئیں، اب مجھے یقین نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ مجھے معاف کرے گا یا نہیں۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو جنات تین دن تک مسجد نبوی کی چھت پر نوحہ کرتے رہے اور آپ کی شان میں اشعار بھی پڑھتے رہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے جس دن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے میں نے ہاتھ کو یہ کہتے ہوئے سنا

ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راحت و آسائش کی نوید دے دو وہ بے غصہ و غضب شہید ہوئے۔ انھیں بخشش و مغفرت اور باغ رضوان کی خوشخبری دے دو۔

جب میں نے دوبارہ دیکھا تو کوئی شخص موجود نہ تھا۔

تدفین و جنازہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا تو تین دن تک آپ کی تدفین نہ ہو سکی ناگاہ ہاتف نے آواز دی کہ

اسے دفن کر دو لیکن اس کا جنازہ نہ پڑھو کیوں کہ اس کا جنازہ تو اللہ جل و علانے پڑھ دیا ہے۔

تین دن کے بعد جب رات کے وقت آپ کو جنت البقیع کی طرف تدفین کے لیے لے جانے لگے تو چند سوار جنازہ اٹھانے والوں کے پیچھے ظاہر ہوئے، جنازہ اٹھانے والوں پر خوف و ہراس چھا گیا۔ چنانچہ قریب تھا کہ وہ آپ کے جنازہ کو چھوڑ کر بھاگ جاتے کہ ان سواروں میں سے ایک نے کہا جمع خاطر رکھو اور خائف و ہراساں نہ ہو ہم آگئے ہیں، ہم ان کے دفن میں شریک ہوں گے۔ آپ کو دفن کرنے والوں میں سے بعض کا بیان ہے بخدا وہ سوار فرشتگان رحمت تھے۔

ایک بدخواہ کا انجام

حج کے موسم میں ایک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا اس قافلہ میں ایک شخص ایسا تھا جو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عزت و توقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا تھا اچانک وہ قافلہ سے جدا ہو گیا اور قافلہ کے ساتھ حضرت عثمان کے مشہد پر اس پہانہ سے حاضر نہ ہوا کہ وہ دور ہے۔ تمام اہل قافلہ وہاں گئے اور سلامتی سے واپس آگئے، واپسی پر وہ بھی ان سے ملا اچانک قافلہ میں ایک درندہ آ گیا جس نے آتے ہی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ اہل قافلہ سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حرمتی کی وجہ سے ہوا ہے۔ (مولف)

(شواہد النبوة)

عثمان کو بشارت مغفرت

غزوہ تمک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا
... تحریر فرماتے ہیں :

بعث النبي صلى الله تعالى عليه وسلم الى عثمان يستعينه في جيش العسرة
بعث اليه عثمان عشرة الآف دينار .

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لیے لشکر اسلام کو تیاری کا حکم دیا
مسلمانوں پر بہت حالت تنگی و عسرت تھی اس باب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین
عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استعانت فرمائی، ان سے مدد چاہی۔ ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس
ہزار تھانیاں حاضر کیں، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان اللہ تیری چھپی اور ظاہر خطائیں
آج سے قیامت تک جو کچھ تجھ سے واقع ہو سب کی مغفرت فرمائے اس کے بعد عثمان کو کچھ پرواہ نہیں کوئی
نمل کرے۔ ابن عدی و دارقطنی و ابو نعیم نے فضائل الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے اس کو روایت کیا۔ (الاسن والعلی)

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بارہا فرمایا

ما علی عثمان ما فعل بعد هذه ما علی عثمان ما فعل بعد هذه

آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں، آج سے عثمان کچھ کرے اس پر مواخذہ نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۵۲، عجب الالذاد)

عثمان کے لیے جنت کی ضمانت

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں کسی سے فرمایا کہ اپنا گھر میرے ہاتھ بیچ ڈال کہ مسجد حرام میں زیادت فرماؤں اور تیرے لیے جنت میں مکان کا ضامن ہوں۔ اس نے عذر کیا، پھر فرمایا انکار کیا، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی یہ شخص زمانہ جاہلیت میں ان کا دوست تھا اس سے باصرار تمام دس ہزار اشرفی دے کر خرید لیا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ حضور اب وہ گھر میرا ہے

فهل انت اخذها بيت تضمن لي في الجنة

کیا حضور مجھ سے ایک مکان بہشت کے عوض لیتے ہیں جس کے حضور میرے لیے ضامن

ہو جائیں۔

قال نعم فرمایا ہاں۔

فاخذها منه وضمن له بيتا في الجنة و اشهد له على ذلك المومنين .

حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لیے ایک مکان کی ضمانت فرمائی اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ کر لیا۔ احمد الحاکمی نے فضائل عثمان میں سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اسے روایت کیا۔

چشمہ کے بدلے جنت

جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی ملک میں ایک شیریں چشمہ مسمی بہ رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا

بعنيها بعين في الجنة

یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔

عرض کی یا رسول اللہ میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے پینتیس ہزار روپے کو خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی

يا رسول الله اتجعل لي مثل الذي جعلت له عينا في الجنة ان اشتريتها.

یا رسول اللہ کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے

قال نعم فرمایا ہاں عرض کی میں نے بیرومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

طبرانی نے کبیر میں اور ابن عساکر نے بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

عثمان نے دوبار جنت خریدی

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

اشتری عثمان بن عفان من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم الجنة مرتين
يوم رومة و يوم جيش العسرة .

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنت خرید لی بیرومہ کے دن اور لشکر کی تنگ دستی کے روز۔

حاکم و ابن عدی اور ابن عساکر نے اسے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الاسن والاعلیٰ)

حضرت عثمان کی مقبولیت رسول

حافظ ابوسعید شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال سعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم المنبر ثم قال ابن عثمان بن عفان فوثب و قال انا ذيا رسول الله فقال ادن منى فدنا منه فضمه الى صدره و قبل بين عينيه . الخ .

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا عثمان کہاں ہیں، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اٹھے اور عرض کی حضور میں یہ حاضر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پاس آؤ، پاس حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سینے سے لگایا اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔

حاکم صحیح مستدرک میں باقائدہ تصحیح اور ابویعلیٰ اپنی مسند اور ابونعیم فضائل الصحابہ میں اور برہان بخندی کتاب اربعین مسکى بالماء المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال بينا نحن مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى نفر من المهاجرين منهم ابوبكر و عمر و عثمان و على و طلحة و الزبير و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابى وقاص فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لينهض كل رجل الى كفوه و نهض النبى صلى الله تعالى عليه وسلم الى عثمان فاعتقه و قال انت و لى فى الدنيا و الآخرة .

ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، حاضرین میں خاندانے اربعہ و طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعید بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اٹھ کر جائے اور خود حضور والا

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اٹھ کر تشریف لائے، ان سے معانقہ کیا اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں۔

ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ وہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجوہہما سے راوی :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عانق عثمان بن عفان و قال قد عانقت اخی عثمان فمن کان له اخ فلیعانقه .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا، جس کے کوئی بھائی ہو اسے چاہئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔

(وشاح الجیدی فی تحلیل معانقہ العید)

بیعت رضوان اور حضرت عثمان

صحیح بخاری شریف میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔ جب یہ بیعت ہوئی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب تھے بیعت حدیبیہ میں ہوئی اور وہ مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ لفظ حدیبیہ یہ ہیں۔

و اما تغیبہ عن بیعة الرضوان فلو کان احد اعز بطن مكة من عثمان لبعثه فبعث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان و كانت بیعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان الی مكة فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیده الیمنی هذه ید عثمان فضرب بها علی یده و قال هذه لعثمان .

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیعت رضوان سے غائب رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر مکہ میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کوئی اور عزیز ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عثمان کی بجائے ان کو بھیجتے اس لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور حضرت عثمان کے مکہ جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے پھر اسے اپنے دوسرے دست مبارک پر مار کر ان کی طرف سے بیعت فرمائی اور فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۵۴)

مسجد نبوی کی توسیع میں عثمان کا حصہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد نبوی کی تعمیر سادہ اور کچی تھی، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں دوبارہ اسی انداز میں تعمیر کی۔ پھر عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے از سرے نو بنایا منقوش پتھر لگائے اور چھت میں ساگوان کی لکڑی استعمال کی۔

عہد رسالت میں جب کہ مسجد نبوی کی توسیع کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مکان خرید کر وقف کیا تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔

جامع ترمذی شریف میں امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

رحم اللہ عثمان زاد فی مسجدنا حتی وسعنا . هذا مختصر

اللہ تعالیٰ عثمان پر رحمت فرمائے اس نے ہماری مسجد شریف بڑھادی یہاں تک کہ ابنِ مین ہم سب نمازیوں کے لیے وسعت ہوگئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۱۳)

اذان اول کی ایجاد

امام احمد رضا بریلوی اذان جمعہ سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں
اصل اذان زمانہ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زمانہ صدیق اکبر و فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں یہی تھی (یعنی خطبے کی) پہلی اذان امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زائد
فرمائی۔ کما ثبت فی الصحیحین وغیرہما۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۷۰)

جمع قرآن اور حضرت عثمان

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

قرآن عظیم کی جمع و ترتیب آیات و تکمیل و تفصیل سور زمانہ اقدس حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں بامر الہی حسب بیان جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام و ارشاد تعلیم حضور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم واقع ہوئی تھی۔ مگر قرآن عظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سینوں اور متفرق کاغذوں،
پتھروں کی تختیوں، بکری، دنبے کے پوستوں، شانوں، پسلیوں وغیرہا میں تھا ایک جگہ سارا قرآن عظیم مجموع
نہ تھا۔

جب جنگ یمامہ میں کہ مسلمہ کذاب ملعون مدعی نبوت سے زمانہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں ہوئی صدہا صحابہ کرام حفاظ قرآن نے شہادت پائی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل
الہام منزل میں حق جل و علانے القا کیا کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر
ہو کر گزارش کی کہ اس لڑائی میں بہت صحابہ جن کے سینوں میں قرآن عظیم تھا شہید ہوئے یوں ہی جہادوں
میں حفاظ صحابہ شہید ہوئے اور قرآن عظیم متفرق رہا تو بہت قرآن جاتے رہنے کا اندیشہ ہے میری رائے
میں حکم دیجیے کہ قرآن عظیم کی سب سورتیں یکجا کر لی جائیں خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی

رائے پسند فرمائی اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر جلیل کا حکم دیا کہ بجز اللہ سارا قرآن عظیم یکجا ہو گیا۔

ہر سورت ایک جدا صحیفے میں تھی وہ صحیفے تاحیات صدیقی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے بعد حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت ام المؤمنین حفصہ بنت الفاروق زوجہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

عرب میں ہر قوم و قبیلہ کی زبان بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھی مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف لام کہتا تھا، کوئی الف میم، کہ اسی لغت پر حدیث لیس من امیر مصیام فی امسر وارد ہے، علامات مضارع حروف اتین کو کوئی مفتوح پڑھتا تھا، کوئی مکسور، ماشبہ بلیس کی خبر کو کوئی منصوب کرتا، کوئی مرفوع، ان و ان وغیرہما کے اسم کو کوئی نصب دیتا کوئی رفع دیتا، بعض قبائل ہر جگہ (ب) کو میم بولتے، میم کو (ب) تا، رحمۃ ونحوہا کی حالت قننی میں کوئی (ہ) کہتا کوئی (ت) منصوب منون پر کوئی الف سے وقف کرتا، کوئی حرف سکون سے، بعض مرفوع و مجرور پر بھی واؤ، ویا سے وقف کرتے۔ بعض تو میں حروف مدہ سے حرکات موافقہ پر قناعت کرتیں، اَعُوذُ كُو اَعُوذُ، تعالیٰ کو تعالیٰ وغیرہ ذلک کہتیں۔ اسی قسم کے بہت سے تفاوت لہجہ و طرز ادا تھے۔ قرآن عظیم خاص لغت قریش پر اتر ا تھا کہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی تھے۔

گلبن تو کہ ز گلزار قریشی گل کرد

زاں سبب آمدہ قرآن بزباں قرشی

(قریشی باغ سے آپ کے پودے نے پھول کھلایا یہی وجہ ہے کہ قرآن مقدس قریشی کی زبان

میں نازل ہوا)

زمانہ اقدس حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں کہ قرآن عظیم نیا نیا اتر ا تھا اور ہر قوم و قبیلہ

کو اپنے مادری لہجہ قدیمی عادت کا دفعہ بدلی دینا دشوار تھا آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز و لہجہ میں قرأت قرآن عظیم کرے۔ زمانہ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا جس لہجہ و لغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یہاں تک کہ زمانہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر باہم جنگ و جدل و زد و کوب کی نوبت پہنچی۔ یہ کہتا تھا قرآن اس لہجہ میں ہے وہ کہتا تھا نہیں بلکہ دوسرے میں ہے ہر ایک اپنی لغت پر دعویٰ کرتا تھا جب یہ خبر امیر المومنین غنی کو پہنچی فرمایا ابھی سے تم میں یہ اختلاف پیدا ہوا تو آئندہ کیا امید ہے لہذا حسب مشورہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم و دیگر اعیان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ قرار پایا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب و لہجہ کی اجازت میں مصلحت نہ رہی بلکہ فتنہ اٹھتا ہے لہذا تمام امت کو خالص لغت قریش پر جس میں قرآن نازل ہوا ہے جمع کر دینا اور باقی لغات سے باز رکھنا چاہئے۔ صحیفہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حضرت ام المومنین بنت الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس محفوظ ہیں منگا کر ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیجیں کہ سب اسی لہجہ کا اتباع کریں اس کے خلاف اپنے اپنے طرز ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لیے تلف کر دیے جائیں۔

اسی رائے صائب کی بناء پر امیر المومنین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہلا بھیجا کہ صحیفہ خلیفہ صدیقی بھیج دیجیے ہم ان کی نقلیں لے کر شہروں کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس دیں گے ام المومنین نے بھیج دیے امیر المومنین نے زید بن ثابت و عبد اللہ بن زبیر و سعید بن عامر و عبد الرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا وہ نقلیں مکہ معظمہ و شام و یمن و بحرین و بصرہ و کوفہ کو بھیجی گئیں اور ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جمع فرمودہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس دیے۔ ان کی نسبت معاذ

اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کر دینے کا بیان محض جھوٹ ہے۔ وہ مبارک صحیفے خلافت عثمانی پھر خلافت مرتضوی پھر خلافت امام حسن پھر خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تک بعینہا محفوظ تھے یہاں تک کہ مروان نے لے کر چاک کر دیے۔

بالجملہ اصل جمع قرآن تو بحکم رب العزیز حسب ارشاد حضور پر نور سید الایاد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہولیا تھا سب سور کا یکجا کرنا باقی تھا۔ امیر المؤمنین صدیق اکبر نے بمشورہ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیا پھر اسی جمع فرمودہ صدیقی کی نقلوں سے مصاحف بنا کر امیر المؤمنین عثمان غنی نے بمشورہ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلاد اسلام میں شائع کیے اور تمام امت کو اصل لہجہ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی اسی وجہ سے وہ جناب جامع القرآن کہلائے ورنہ حقیقۃً جامع القرآن رب العزیز تعالیٰ شانہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا علینا جمعہ وقرآنہ (بیشک ہمارے ذمہ ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا) اور بنظر ظاہر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب میں پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حاکم مستدرک میں بشرط بخاری و مسلم حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نولف القرآن فی الرقاع . یعنی ہم زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قرآن پارچوں میں جمع کرتے تھے۔ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :

اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر رحمة الله علی ابی بکر هو اول من جمع کتاب الله .

مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب ابو بکر کا ہے اللہ ابو بکر پر رحمت کرے سب سے پہلے انھیں

نے قرآن جمع کیا۔ اسے ابو داؤد نے سند حسن سے صحف میں روایت کیا ہے۔

امام اجل عارف باللہ حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب فہم السنن میں فرماتے ہیں۔

كتابة القرآن ليست بمحدثه فانه صلى الله تعالى عليه وسلم كان يأمر بكتابه و لكنه كان مفرقا في الرقاع و الاكتاف و العصب فانما امر الصديق بنسخها من مكان الى مكان مجتمعا فكان ذلك بمنزلة اوراق و جدت في بيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فيها القرآن منتشر فجمعها جامع و ربطها بخيط حتى لا يضيع منها شي.

یعنی قرآن کا لکھنا تو زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بحکم اقدس ہو چکا تھا مگر متفرق تھا صدیق نے یکجا کر دیا تو گویا ایسا ہوا کہ قرآن کے اوراق جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاشانہ مبارک میں منتشر تھے وہ جمع کرنے والے تھے ایک ڈورے میں باندھ دیے۔

ابن اثنیۃ کتاب المصاحف میں راوی :

اختلفوا في القراءات على عهد عثمان رضي الله تعالى عنه حتى اقتل الغلمان و المعلمون فبلغ ذلك عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه فقال عندي تكذيبون به و تلحنون فيه فمن نأى عني كان اشد تكذيبا و اكثر لحنيا يا اصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم اجتمعوا فاكتبوا للناس اماما فاجتمعوا فكتبوا.

امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگوں نے قرأت قرآن میں اختلاف کیا یہاں تک کہ طلبہ و معلمین نے جنگ و جدل کیا یہ خبر جب حضرت عثمان کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ میری موجودگی میں قرآن عظیم کی تکذیب کرتے ہو اور اس میں غلطیاں کرتے ہو جو لوگ مجھ سے دور ہیں ان لوگوں کی تکذیب و غلطی کا کیا حال ہو گا وہ تو بہت ہی زیادہ اس میں ملوث ہوں گے اے رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابیو! لوگوں کے لیے ایک صحیفہ لکھو لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر اکٹھے ہوئے اور قرآن عظیم کو جمع کر کے لکھا۔
(مولف)

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں:

لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فوالله ما فعل الذی فی المصاحف الا عن ملامنا
قال فما تقولون فی هذا القرات فقد بلغنی ان بعضهم یقول ان قرأتی خیر من قرأتک و
هذا یکاد یکون کفرا قلنا فما تری قال اری ان نجمع الناس علی مصحف واحد فلا
یکون فرقة ولا اختلاف قلنا فنعیم ما رأیت.

یعنی عثمان کے حق میں سوا کلمہ خیر کے کچھ نہ کہو خدا کی قسم معاملہ مصاحف میں انہوں نے جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ و اتفاق سے کیا انہوں نے ہم سے کہا کہ تم ان مختلف لہجوں میں کیا کہتے ہو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ اوروں سے کہتے ہیں میری قرأت تیری قرأت سے اچھی ہے اور یہ بات کفر کے قریب تک پہنچی ہے ہم نے کہا بھلا آپ کی کیا رائے ہے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں کہ پھر باہم نزاع و اختلاف نہ ہو ہم سب نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے۔ اسے ابو بکر بن ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ابوبکر و عثمان کے جمع قرآن میں فرق

اتقان میں ہے ابن التین وغیرہ نے فرمایا ہے :

الفرق بین جمع ابی بکر و جمع عثمان ان جمع ابی بکر کان لخشیة ان
یذهب من القران شی بذهاب حیلتہ لانه لم یکن مجموعا فی موضع واحد فجمعه فی
صحائف مرتبا لایات سورة علی ما وقف علیہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

و جمع عثمان كان لما كثر الاختلاف في وجوه القراءات حين قرأوه بلغاتهم
على اتساع اللغات فادى ذلك بعضهم الى تخطئة بعض فخشي من تفاقم الامر في
ذلك فنبغ تلك المصحف في مصحف واحد مرتبا لسورة من مائر اللغات على
لغة قريش محتجا بانه نزل بلغتهم و ان كان قد وسع في قرأته بلغة غيرهم دفعا للحرج
و المشقة في ابتداء الامر فرأى ان الحاجة الى ذلك انتهت فاقصر على لغة واحدة .

حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جمع قرآن میں فرق یہ ہے کہ حضرت
ابو بکر صدیق نے اس خوف سے جمع کیا تھا کہ کہیں قرآن عظیم کا کچھ حصہ کسی طرح غائب نہ ہو جائے کیوں کہ
قرآن عظیم ایک جگہ جمع کیا ہوا نہیں تھا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے صحیفوں میں جمع فرمایا سورتوں کی
آیات کی ترتیب وہی رکھی جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتائی تھی۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت جمع فرمایا جب کہ قرآن کریم کے وجوہ قرأت
میں شدید اختلاف ہوا جب لوگوں نے اپنی اپنی لغت میں قرأت کی کیوں کہ اہل عرب کی لغت میں باہم
تفاوت و وسعت ہے اسی وجہ سے بعض نے بعض کو سمجھا کہ وہ غلطی پر ہیں اور ہر ایک اپنی قرأت کو بہتر
جاننے لگا یہ معاملہ بڑھ جانے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف ہوا تو انہوں نے صحیفائے
صدیقی کو ایک صحیفہ میں لکھوایا سورتوں کی ترتیب وہی رکھی مگر تمام قرأتوں کو نظر انداز کر کے صرف قریش کی
لغت پر جمع کیا اس دلیل سے کہ قرآن عظیم قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے اگرچہ شروع میں قریش کی
قرأت میں دوسری لغات کی وسعت و گنجائش تھی تاکہ لوگ حرج و مشقت میں نہ پڑ جائیں پھر انہوں نے
دیکھا کہ لغت قریش ہی سے ضرورت پوری ہو جاتی ہے تو صرف ایک ہی لغت پر اکتفا کیا دوسری کی اب
(مؤلف)

گنجائش نہ رہی۔

امام بدرالدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں :

كان هذا سببا لجمع عثمان القرآن في المصحف و الفرق بينه و بين الصحف ان الصحف هي الاوراق المحررة التي جمع فيها القرآن في عهد ابي بكر رضي الله تعالى عنه و كانت سورا مفارقة كل سورة مرتبة باياتها على حدة لكن لم يرتب بعضها اثر بعض فلما نسخت و رتب بعضها اثر بعض صارت مصحفا و لم يكن مصحفا الا في عهد عثمان رضي الله تعالى عنه .

امير المؤمنين حضرت عثمان غني رضي الله تعالى عنه کے مصحف میں قرآن عظیم جمع کرنے کا سبب یہی تھا یہ مصحف اور ان صحیفوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ صحیفے لکھے ہوئے وہ اوراق ہیں جن میں حضرت ابو بکر صدیق رضي الله تعالى عنه کے زمانہ خلافت میں قرآن عظیم جمع ہوا اور سورتیں مرتب تھیں ہر سورة آیات کی ترتیب سے علیحدہ و جدا گانہ تھی لیکن آیتیں یکے بعد دیگرے مرتب نہ تھیں پھر جب ان کو لکھا گیا اور ایک کے بعد دوسرے کو ترتیب دیا گیا تو یہی مصحف ہو گیا۔ اور قرآن عظیم مصحف کی شکل میں حضرت عثمان غني رضي الله تعالى عنه کے زمانہ خلافت میں ہوا۔ (مولف)

عمدة القاری و اتقان شریف میں ابو بکر بن ابی داؤد سے منقول :

قال سمعت ابا حاتم السجستاني يقول كتب سبعة مصاحف فارسل الى مكة و الى الشام و الى اليمن و الى البحرين و الى البصرة و الى الكوفة و حبس بالمدينة و احدا . ابو حاتم سجستاني کہتے ہیں کہ سات مصاحف لکھے گئے ان میں سے ایک ایک مصحف مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ بھیج دیا گیا اور ایک مدینہ منورہ میں رکھا گیا۔ (مولف)

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

حتى اذا نسخوا الصحف في المصاحف رد عثمان الصحف الى حفصة

فكانت عندها حتى توفيت فاخذها مروان حين كان امير اعلى المدينة من قبل معاوية
رضي الله تعالى عنه فامر بها فشققت و قال انما فعلت هذا لاني خشيت ان طال بالناس
زمان ان يرتاب فيها مرتاب رواه ابن ابي داؤد وغيره .

یہاں تک کہ جب ان صحیفوں کو مصاحف میں لکھ لیا گیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ان صحائف کو ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا ان کی وفات تک تمام صحیفے انھیں
کے پاس رہے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مروان مدینہ منورہ کا امیر بن کر آیا تو
ان صحیفوں کو لے کر چاک کر وادیا اور کہا کہ میں نے ایسا اس خوف سے کیا کہ یہ لوگوں میں اگر زمانہ دراز تک
رہیں تو کوئی ان میں شک کر سکتا ہے اس لیے میں نے انھیں ضائع کر وادیا۔ اسے ابن ابی داؤد وغیرہ نے
روایت کیا۔ (مولف)

اسی میں ہے :

كان التأليف في الزمن النبوي و الجمع في المصحف في زمن الصديق و
النسخ في المصاحف في زمن عثمان و قد كان القران كله مكتوبا في عهد صلي الله
تعالى عليه وسلم لكنه غير مجموع في موضع واحد و لا مرتب السور .

زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی میں قرآن کی تالیف ہو چکی تھی، زمانہ صدیق میں صحیفوں میں
جمع ہوا اور زمانہ عثمان میں مصاحف میں جمع کیا گیا۔ حالاں کہ پورا قرآن عظیم عہد رسالت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میں لکھا جا چکا تھا۔ لیکن ایک جگہ جمع نہیں کیا گیا تھا اور نہ سورتوں کی ترتیب تھی۔ (مولف)

حضرت عثمان کو جامع القرآن کیوں کہا جاتا ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

قرآن عظیم کا جامع حقیقی اللہ عزوجل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ان علينا جمعه و قرأه .

بیشک ہمارے ذمے ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔

پھر جامع اول کے مظہر اول و اتم و اکمل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے آیات قرآنیہ اسی ترتیب جمیل پر کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مطابق ترتیب لوح محفوظ حسب تبلیغ جبریل و تعظیم جلیل صاحب تنزیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ اقدس میں اپنی اپنی سورتوں میں جمع ہوئیں۔

قرآن عظیم ۲۳ برس میں حسب حاجت عباد متفرق آیتیں ہو کر اتر کسی سورت کی کچھ آیات اتریں، پھر دوسری سورت کی آیتیں آئیں، پھر سورت اولیٰ کی نازل ہوئیں، حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیت فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں کے پہلے رکھی جائیں۔ اسی طرح سورت قرآنیہ منتظم ہوئیں۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی ترتیب پر اسے نمازوں، تلاوتوں میں پڑھتے۔

قرآن عظیم صرف ایک واحد لغت قریش پر نازل ہوا عرب میں مختلف قبائل اور ان کے لہجے باہم حرکات و سکنات و بعض اجزائے کلمات میں مختلف تھے۔ علامت مضارع کو قریش مفتوح رکھتے دیگر بعض قبائل اتان کو مکسور کر کے بعد بستعین کہتے۔ لغت قریش میں ”تابوت“ آخری میں تائے قرشت سے تھا، دوسروں کی لغت میں ”تابوۃ“ ہائے ہوز سے۔ اسی قسم کے بالائی اختلافات بکثرت تھے جن سے معنی کلام بلکہ جو ہر نظم کو بھی کوئی ضرر نہ پہنچتا اور مادری لہجہ زبانوں پر چڑھا ہوا دفعہ بدل دینا سخت دشوار۔

لہذا حضور پر نور رحمت مہدائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب سے عرض کر کے دیگر قبائل والوں کے لیے ان کے لہجوں کی رخصت لے لی تھی جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر رمضان مبارک میں

جس قدر قرآن عظیم اب تک اتر چکا ہوگا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس کا دور کرتے۔ جو سنت سیدہ اب تک بحمد اللہ تعالیٰ حفاظ اہل سنت میں باقی ہے اور باقی رہے گی حتیٰ یاتسی امر اللہ و ہم علی ذلک سال اخیر امین وحی علیہ الصلاۃ والسلام نے دو بار صرف اصل لغت قریش پر جس میں قرآن نازل ہوا تھا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دور کیا اور اس کی تکرار سے اشارہ ہوا کہ وہ رخصت منسوخ اور اب صرف اسی لغت پر جس میں اصل نزول ہے استقرار امر ہوا۔

سور اگر چہ زمانہ اقدس میں مرتب ہو چکی تھیں مگر یکجا مجتمع نہ تھیں متفرق پرچوں، بکری کے شانوں وغیرہا میں متفرق جگہ تھیں سو ان مبارک سینوں کے جن میں سارا قرآن عظیم محفوظ تھا حال یہی تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نظر عوام سے احتجاب فرمایا خلافت خلیفہ برحق صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ یمامہ واقع ہوئی جس میں بکثرت صحابہ کرام حافظان قرآن شہید ہوئے۔ حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ نے اپنا وعدہ صادق و انالہ لحافظون پورا فرمانے کو پہلے یہ کریم داعیہ قلب کریم حضرت موافق الرائے بالوحی والکتاب سیدنا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ڈالا حضرت فاروق اعظم نے بارگاہ صدیقی میں عرض کی کہ جنگ یمامہ میں بہت حفاظ شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ یوں ہی قرآن متفرق پرچوں میں رہا اور حفاظ شہادت پاتے گئے تو بہت سا قرآن مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ حضرت جمع قرآن کا حکم فرمائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابتدا اس میں تامل ہوا کہ جو فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہم کیوں کر کریں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر اللہ وہ کام خیر کا ہے۔ بالآخر رائے صدیق بھی موافق ہوئی اور زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمان خلافت نسبت جمع کتاب اللہ صادر ہوا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وہی شبہ پیش آیا کہ کیوں کر کیجیے گا وہ کام جو حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے نہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہی جواب دیا کہ اگرچہ حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر کا ہے۔ یہاں تک کہ صدیق و فاروق و زید بن ثابت و جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اجماع سے یہ مسئلہ طے ہوا اور قرآن عظیم متفرق مواضع سے جمع کر لیا گیا۔

سور قرآنیہ اگرچہ متفرق مواقع سے ایک دعا میں مجتمع ہو گئی تھیں اور وہ مجموعہ صدیق پھر فاروق پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تھا مگر ہنوز تین کام باقی تھے۔

(۱) ان مجموع صحیفوں کا ایک مصحف واحد میں نقل ہونا۔

(۲) اس مصحف کے نسخے معظم بلاد اسلام مملکت اسلامیہ کی عظیم عظیم قسموں میں تقسیم ہونا۔

(۳) رخصت سابقہ کی بنا پر جو بعض اختلافات لہجہ کے آثار کتابت قرآن عظیم میں متفرق لوگوں کے پاس تھے اور وہ قرآن عظیم کے حقیقی اصل منزل من اللہ ثابت مستقر غیر منسوخ محفوظ لہجہ سے جدا تھے دفع فتنہ کے لیے ان کا محو ہونا۔

یہ تینوں کام حفظ حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ اپنے تیسرے بندے امیر المومنین جامع القرآن ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا اور قرآن عظیم کا جمع کرنا حسب وعدۃ الہیہ تام و کامل ہوا اس لیے اس جناب کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ (جمع القرآن و بزم عزوہ لعثمان)

اشعار

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

زاہد مسجد احمدی پر درود
 در منشور قرآن کی سلک ہی
 یعنی عثمان صاحب قیص ہدی
 دولت جیش عسرت پہ لاکھوں سلام
 زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
 حلہ پوش شہادت پہ لاکھوں سلام
 (حدائق بخشش)



حضرت علی مرتضیٰ

کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

مرتضیٰ شیر حق اشع الاجمین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

زینب کبریٰ (رضی اللہ عنہا) حج حجہ مکینا ونب زریور
اور کھانا کھاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیروں کو۔

(الدرء/۸)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

علی ان کا نام ہے اور ابوالحسن و ابوتراب ان کی کنیت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے فرزند اور برادر مواخات ہیں۔ فاطمہ بتول سیدہ نساء العالمین کے شوہر، اور سبطین سعیدین حضرت امام حسن و حسین سیدی شباب اہل الجنتہ کے والد نامدار ہیں، زمانہ جاہلیت اور عہد رسالت میں ان کا نام علی ہے۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے اپنے باپ کے نام پر جو اسد تھا ان کا نام حیدر رکھا جب ابوطالب تشریف لائے تو انھوں نے یہ نام ناپسند کیا اور علی نام رکھا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام صدیق رکھا جیسا کہ ریاض النضرۃ میں ہے اور ان کی کنیت ابوالریحانین رکھی گئی۔ اور آپ کا لقب بیضۃ البلد، امین شریف، ہادی، مہدی ذی الاذن الزرعیہ، یعسوب الامۃ تھا۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ ان کی ولادت جوف کعبہ میں ہوئی تھی، یہ قدیم الاسلام تھے، حضرت ابن عباس، زید بن ارقم، سلمان فارسی، مقداد بن اسود اور بکثرت صحابہ کرام اس پر ہیں کہ وہ اول الاسلام ہیں۔ شیخ ابن حجر نے، اصابہ فی معرفۃ الصحابہ، میں کہا ہے کہ اکثر اہل علم کا قول یہی ہے۔ ابو یعلیٰ نے حضرت علی سے روایت کی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو شنبہ کے دن مبعوث ہوئے اور میں دو شنبہ کے دن ہی اسلام لایا۔

ابن عبدالبر نے استیعاب میں فرمایا کہ حضرت علی مرتضیٰ اسلام لائے اور اپنے والد سے انھوں نے اسلام کو چھپایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اور اس کا اظہار کیا۔

جس وقت حضرت علی مرتضیٰ اسلام لائے ان کی عمر دس سال یا آٹھ سال کی تھی جیسا کہ علامہ سیوطی

نے نقل کیا ہے۔ جامع الوصول میں ہے کہ اس دن ان کی عمر میں اختلاف کیا گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے پندرہ سال تھی، بعض کا چودہ سال، مگر صحیح یہ ہے کہ صغریٰ میں قبل از بلوغ ایمان لائے۔ انھوں نے کبھی بتوں کی پرستش نہ کی تھی، ان کی داڑھی بہت بڑی اور طویل تھی۔

فصل الخطاب میں تاج الاسلام کی اربعین سے منقول ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودہویں رات کی مانند حسین الوجہ تھے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے بجز غزوہ تبوک کے کیوں کہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اہل بیت کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ ان کے فضائل مذکور اور ان کے آثار شجاعت مشہور ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو روز خیبر علم دیا اور فرمایا آج میں اسے علم دوں گا جو خدا اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور خدا اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتا ہے۔

اور فرمایا جس نے علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، جس نے علی مرتضیٰ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور علی مرتضیٰ سے مومن و مسلمان ہی محبت رکھیں گے اور حضرت علی مرتضیٰ سے منافق ہی بغض و عداوت رکھیں گے۔

خلافت راشدہ کی تیس سالہ مدت کی تکمیل کے ابتدائی سال میں ان کو شہید کیا گیا۔ ان کی خلافت کی مدت چار سال سات مہینہ اور چھ روز یا بارہ روز ہے۔ بعض چار سال نو مہینے بتاتے ہیں اور پانچویں سال کو ان کے فرزند ارجمند امام حسن مجتبیٰ حسن بن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پورا فرمایا۔ (مولف)

(مدارج النبوة، ج ۲)

حضرت علی کی کرامات

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ سواری کرتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے۔

دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

اسماء بنت عمیس نے حضرت سیدہ زہرا سے روایت کی کہ جس رات حضرت سیدنا علی نے میرے ساتھ شب زفاف گزارا مجھے آپ سے بہت خوف لاحق ہوا کیوں کہ میں نے زمین کو آپ سے ہم کلام ہوتے ہوئے سنا۔ صبح ہوئی تو میں نے یہ سارا قصہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنایا جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک طویل سجدہ کیا اور سر اٹھا کر فرمایا اے فاطمہ! تجھے پاکیزہ اولاد کی خوشخبری ہو جن کو خدائے تعالیٰ نے تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور زمین کو حکم دیا کہ وہ آپ کو ایسے تمام واقعات بتلائے جو مشرق و مغرب تک اس پر واقع ہونے والے ہیں۔ (مولف)

(شواہد النبوة)

علی تقسیم دوزخ ہیں

امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب میں امام احمد رضا بریلوی نے تحریر

فرمایا ہے :

سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا انا قسیم النار میں تقسیم دوزخ ہوں۔ یعنی وہ اپنے دوستوں کو جنت اور اعداء کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ اسے شاذان فضلی نے جزر الشمس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ بلکہ امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے احادیث حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ میں داخل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ کو تقسیم النار فرمایا۔

شفا شریف میں فرماتے ہیں :

قد خرج اهل الصحيح و الائمة ما اعلم به اصحابه صلى الله تعالى عليه وسلم

مما وعدهم به من الظهور على اعدائه (الی قوله) و قتل علی و ان اشقاها الذی یخضب
هذه من هذه ای لحيته من راسه و انه قسيم النار یدخل اولیاءه الجنة و اعداءه النار .

پیشک اصحاب صحاح و ائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے اور مولیٰ علی کی شہادت اور
یہ کہ بد بخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کورنگے گا اور یہ کہ مولیٰ علی قسیم دوزخ ہیں
اپنے دوستوں کو بہشت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرمائیں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدارج شریف میں ہے

آمدہ است کہ ایستادہ میکند اور پروردگار وے یمین عرش و در روایت بر عرش و در روایت بر کرسی و
می سپارد بوی کلید جنت۔

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی کو عرش کی داہنی طرف یا عرش کے اوپر، یا کرسی پر کھڑا کرے گا اور
جنت کی کنجی ان کے سپرد فرمائے گا۔
(مولف)

علی کارساز ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من كنت وليه فعلي وليه .

جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اس کا مددگار و کارساز ہے۔ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم۔

احمد و نسائی اور حاکم نے بسند صحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

علامہ مناوی نے شرح میں فرمایا یدفع عنه ما یکرہ

علی اس کے مددگار ہیں اس سے مکروہات و بلیات دفع فرماتے ہیں۔

علی کی حاجت برآری

حضور سید عالم تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کے نائب کریم علی مرتضیٰ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

انی لا استحی من اللہ ان یکون ذنب اعظم من غفری او جہل اعظم من حلمی
او عورة لا یواریها ستری او خلة لا یسدھا جودی.

بیشک اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ کسی کا گناہ میری صفت مغفرت سے بڑھ جائے وہ گناہ کرے اور میری مغفرت اس کی بخشش میں تنگی کرے کہ میں نہ بخش سکوں یا کسی کی جہالت میرے علم سے زائد ہو جائے کہ وہ جہل سے پیش آئے اور میں حلم سے کام نہ لے سکوں یا کسی عیب، کسی شرم کی بات کو میرا پردہ نہ چھپائے یا کسی حاجت مندی کو میرا کرم بند نہ فرمائے۔

ابن عسا کرنے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کو روایت کیا۔

فرماتے ہیں کرم اللہ تعالیٰ وجہہ لا ادری ای النعمتین اعظم علی منة من رجل بذل
مصاص وجہہ الی فرانی موضعا لحاجته و اجری اللہ قضاءھا او یسرہ علی یدی و لان
اقضی لامرء مسلم حاجة احب الی من ملاء الارض ذہبا و فضة.

بیشک میں نہیں جانتا کہ ان دو نعمتوں پر کون سی مجھ پر زیادہ احسان ہے کہ ایک شخص میری سرکار کو
اپنی حاجت روائی کا محل جان کر اپنا معزز منہ میرے سامنے لائے اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کاروا ہونا اس
کی آسانی میرے ہاتھ پر روا فرمائے، یہ تمام روئے زمین بھر کر سونا چاندی ملنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے کہ
میں کسی مسلمان کی حاجت روا فرما دوں۔ (الامن والعلی)

ابوالغنائم نرسی نے قضاء الحوائج میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کو روایت کیا۔

اسلام علی کی بحث

امام احمد رضا بریلوی سے سوال کیا گیا کہ :

زید کہتا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ چوں کہ بلوغ سے پہلے ایمان لائے اس لیے وہ کفر و شرک میں کبھی بھی مبتلا نہ ہوئے کیوں کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

اور عمر یہ کہتا ہے کہ بچے والدین کے تابع ہوتے ہیں اور آپ کے والدین حالت کفر میں تھے لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ پہلے علی مرتضیٰ کافر تھے پھر بعد میں مسلمان ہوئے۔ اس صورت میں زید کا قول صحیح ہے یا عمر کا۔

آپ نے اس سوال کا جو محققانہ اور فاضلانہ جواب تحریر فرمایا ہے وہ بعینہ ملاحظہ فرمائیں۔

قول زید حق و صحیح و قول عمر باطل و قبیح ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: یہ تو ظاہر و معلوم و ثابت ہے کہ حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی وقت بعثت سراپا برکت حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً مشرف بتصدیق و ایمان ہوئے۔

وقت اسلام حضرت علی کی عمر

اس وقت عمر مبارک حضرت مرتضوی آٹھ دس سال تھی اور بالیقین جو عاقل بچہ اسلام لائے حکم اسلام میں مستقل بالذات ہے کہ پھر کسی کی تبعیت سے اس پر حکم دیگر حلال نہیں۔

فی المواہب، قال سن علی رضی اللہ تعالیٰ انہ اذا ذاک عشر منین فیما حکاہ

الطبری .

مواہب لدنیہ میں ہے، اس وقت حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس سال تھی جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے۔

قال الزرقانی و هو قول ابن اسحق و اقتصر المصنف علیہ لقول الحافظ انہ ارجح الاقوال .

زرقانی نے فرمایا یہی ابن اسحاق کا بھی قول ہے، مصنف نے صرف اسی قول کو اس لیے ذکر کیا کہ حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ سب سے راجح قول یہی ہے۔

روی ابن سفیان باسناد صحیح عن عروة قال اسلم علی و هو ابن ثمان سنین و صدر به فی العیون .

اور ابن سفیان نے بسند صحیح حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی آٹھ برس کی عمر میں اسلام لائے، عیون الاثر (لابن سید الناس) میں اسی قول کو پہلے ذکر کیا۔

و فی رد المحتار ، قوله و سنه سبع و قيل ثمان و هو الصحیح ، و اخرجہ البخاری فی تاریخہ عن عروة و قيل عشر ، اخرجہ الحاكم فی المستدرک و قيل خمسة عشر و هو مردود و تمام ذلك مبسوط فی الفتح .

رد المحتار میں ہے، ان کی عمر سات تھی اور کہا گیا ہے کہ آٹھ سال تھی، یہی صحیح ہے اسی کو امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت عروہ سے روایت کیا۔ اور کہا گیا کہ دس سال تھی، اسے حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور کہا گیا کہ پندرہ سال تھی یہ قول مردود و نامقبول ہے۔ پوری تفصیل فتح القدر میں ہے۔

قبل بلوغ اسلام کا حکم

و فی نکاحہ احکام الصغار للاسترواحنی انہ قبل البلوغ تبع لابیہ فی الدین ما

لم یصف الاسلام، قال فافادان التبعیة لا تنقطع الا بالبلوغ او بالاسلام بنفسه و به
صرح فی البحر و المنح من باب الجنائز.

رد المحتار کتاب النکاح میں احکام الصغار استروثنی سے نقل ہے، بچہ قبل بلوغ دین میں اپنے
والدین کا تابع ہے جب کہ خود مسلمان نہ ہوا ہو۔ شامی نے کہا، افادہ فرمایا کہ یہ تبعیت بالغ ہونے یا خود
اسلام لانے ہی سے ختم ہوتی ہے۔ اسی کی تصریح بحر الرائق اور مخ الغفار باب الجنائز میں ہے۔

علی بتوں کی آلودگی سے پاک رہے

تو بعد بعثت تو اس خیال شنیع کی زہار گنجائش نہیں بلکہ اس سے پیشتر بھی، کہ جب قریش بتلائے قحط
ہوئے تھے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب پر تخفیف عیال کے لیے امیر المؤمنین کرم اللہ
تعالیٰ وجہہ الکریم ک اپنی بارگاہ ایمان پناہ میں لے آئے تھے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں بیان
کیا ہے۔

حضرت مولیٰ نے حضور مولیٰ الکل سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کنار اقدس میں پرورش پائی
حضور کی گود میں ہوش سنبالا آنکھ کھلتے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا دیکھا، حضور
کی باتیں سنیں، عادتیں سیکھیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وسلم۔ تو جب سے اس جناب عرفاں مآب کو
ہوش آیا قطعاً یقیناً رب عزوجل کو ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ہرگز ہرگز بتوں کی نجاست سے ان کا دامن پاک
کبھی آلودہ نہ ہوا۔ اسی لیے لقب کریم ”کرم اللہ تعالیٰ وجہہ“ ملا۔

نا سمجھ بچہ کا کفر اور تبعیت والدین کا مسئلہ

اب رہ گئے صرف چند برس جو روز پیدائش سے بالکل نا سمجھی کے ہوتے ہیں جن میں بچہ نہ کچھ
ادراک رکھتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے ظاہر ہے کہ اس عمر میں حقیقت تو کوئی بچہ کافر نہیں کہا جاسکتا کہ صدق مشتق قیام

مبدء کو مستلزم، کفر تکذیب ہے اور تکذیب بے ادراک و تمیز نامتصور۔ (نتیجہ یہ نکلا کہ کفر بے ادراک و تمیز غیر متصور ہے لہذا تا سمجھ بچہ کفر سے خالی ہوگا، جب کفر اس کے ساتھ قائم نہیں تو اس پر کافر کا اطلاق بھی درست نہیں۔ کیوں کہ کافر کفر سے مشتق ہے اور کسی پر مشتق صادق ہونے کے لیے مصدر سے اس کا متصف ہونا لازم ہے۔ جیسے لفظ عالم کسی پر صادق آنے کے لیے علم سے اس کا متصف ہونا لازم ہے۔ لہذا بچہ جب مبدء (کفر) سے خالی ٹھہرا تو اس پر مشتق (کفر) کا اطلاق بھی نہیں ہو سکتا) بلکہ اس وقت تک ہر بچہ کا دین فطری اسلام ہے۔

ہاں جس کے والدین کافر ہوں اس پر ان کی تبعیت کا حکم کیا جاتا ہے جب کہ تبعیت متصور بھی ہو ورنہ نہیں جیسے وہ بچہ جسے دارالاسلام میں اسیر کر لائیں اور اس کے کافر ماں باپ دارالحرب میں رہیں کہ بوجہ اختلاف دارتبعیت ابوین منقطع ہوگئی اب بہ تبعیت دارا سے مسلم کہا جائے گا۔

فی جنائز الدر، صبی سبی مع احد ابوہ لا یصلی علیہ لانہ تبع لہ و لو سبی بدونہ فمسلم تبعاً للدار او للسابی . و فی نکاحہ الولد یتبع خیر الابوین دینا ان اتحدت الدار.

در مختار کتاب الجنائز میں ہے، کوئی بچہ اپنے حربی والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ دارالحرب سے گرفتار کر کے دارالاسلام میں لایا گیا اور مر گیا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیوں کہ وہ کافر حربی کے تابع ہے ہاں اگر تنہا گرفتار ہو تو دارالاسلام یا گرفتار کرنے والے کے تابع ہونے کے باعث مسلم ہے۔ در مختار کتاب النکاح میں ہے، باعتبار دین ماں باپ میں سے جو بہتر ہو بچہ اسی کا تابع ہوتا ہے اگر دار ایک ہو۔

دوام

جب یہ امر منسوخ ہو لیا تو اب یہاں اس نرے نا سمجھ بچہ کی عمر پر بھی یہ ناگوار و ناسزا خیال دوام کے

ثبوت کافی کے محتاج۔

امرا اول، حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابوطالب دونوں کا اس وقت تک کافر ہونا کہ ان میں ایک بھی موحّد ہو تو بچہ اسی کی تبعیت سے موحّد کہا جائے گا، کافر کی تبعیت ہرگز نہ کرے گا۔

لما نصوا علیہ قاطبة من ان الولد يتبع خیر الابوين دینا۔

کیوں کہ تمام نے نص فرمایا ہے کہ ماں باپ میں سے باعتبار دین جو بہتر ہو بچہ اسی کے تابع ہوتا

ہے۔

امردوم، اس وقت حکم تبعیت صادق و ثابت ہوتا۔

ان دو امر سے اگر ایک بھی پایہ ثبوت سے ساقط رہے گا تو یہ بیہودہ خیال، خیال کرنے والے کے منہ پر مارا جائے گا مگر مولیٰ علی کے رب جل و علا کو حمد و ثنا ہے کہ بفضلہ تعالیٰ ان دو میں سے ایک بھی ثابت نہیں۔

و علی هذا استدلال به السيد العلامة علی نزهة الابوين الشریفین عن الکفر، رضی اللہ تعالیٰ عنہما و عن کل من احب اجلالہما اجلالا لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اسی بنیاد پر اس سے سید علامہ طحطاوی نے والدین کریمین کے کفر سے منزہ ہونے پر استدلال کیا ہے اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو اور ہر اس شخص سے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکرام کی خاطر ان کا اکرام پسند کرے۔

ولہذا ائمہ اشاعرہ میں سے کوئی انہیں مسلم کہتا ہے کوئی معنی مسلم میں۔

قال الزرقانی ، ثم اختلف عبارة الاصحاب فيمن لم تبلغه الدعوة فاحسنها من قال انه ناج و اياها اختار السبكي و منهم من قال على الفطرة (و يترای لی انه ، الفطرة ، بالطاء) .

زرقانی نے فرمایا پھر اصحاب (ائمہ رحمہم اللہ) کی عبارتیں اس کے بارے میں مختلف ہو گئیں جسے دعوت نہ پہنچی، سب سے عمدہ عبارت اس کی ہے جس نے کہا کہ وہ ناجی ہے اسی کو امام سبکی نے اختیار کیا کسی نے کہا وہ فطرت پر ہے۔ (امام احمد رضا فرماتے ہیں میرے نسخہ میں اسی طرح تاء سے ہے میرا خیال ہے کہ یہ طاء کے ساتھ فطرۃ ہے)

و منهم من قال مسلم ، قال الغزالی و التحقيق ان يقال في معنى مسلم .

کسی نے کہا مسلم ہے، امام غزالی نے فرمایا کہ تحقیق یہ ہے کہ اسے معنی مسلم میں کہا جائے گا۔

اس طور تو خود ابو طالب پر حکم کفر اس وقت سے ہوا جب بعثت اقدس تسلیم و اسلام سے انکار اور یہ

وقت وہ تھا کہ حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی خود اسلام لا کر حکم تبعیت سے قطعاً منزہ ہو چکے تھے۔

ہم پوچھتے ہیں مخالف کے پاس کیا حجت ہے کہ زمانہ فطرت میں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ

تعالیٰ عنہا موحدہ یا غافلہ نہ تھیں۔ حالاں کہ بہت عورتوں کی نسبت یہی مظنون، مخالف جو دلیل رکھتا ہو پیش

کرے اور جب نہ پیش کر سکے تو رجماً بالغیب (انکل سے) حکم تبعیت پر کیوں کر منہ کھول دیا۔ کیا اطلاق کفر

اور وہ بھی معاذ اللہ ایسی جگہ محض اپنے تراشیدہ اوہام پر ہو سکتا ہے؟ کیا محتمل نہیں کہ وہ اس وقت بھی ان لوگوں

میں ہوں جو بالاتفاق ناجی ہیں؟ تو ولد انھیں کا تابع ہوگا اور بالتبع بھی حکم کفر ہرگز صحیح نہ ہو سکے گا۔

علامہ شامی قدس سرہ السامی رد المحتار میں مسلم و کافرہ سے مولود بالزنا کی نسبت فرماتے ہیں :

يظهر لي الحكم بالاسلام للحديث الصحيح كل مولود يولد على الفطرة حتى

يكون ابواه هما اللذان يهودانه او ينصرانه فانهم قالوا انه صلى الله تعالى عليه وسلم جعل اتفاقهما ناقلا عن الفطرة فان لم يتفقا بقى على اصل الفطرة . و ايضا حيث نظروا الجزئية فى تلك المسائل احتياطا فلينظر اليها ههنا احتياطا ايضا . فان الاحتياط بالدين اولى و لان الكفر اقبح القبيح فلا ينبغى الحكم به على شخص بدون امر صريح .

• مجھے اس کے مسلمان ہونے کا حکم کرنا ہی سمجھ میں آتا ہے اس لیے کہ حدیث صحیح ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کے ماں باپ دونوں ہی اس کو یہودی یا نصرانی بناتے ہیں۔ علماء نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ماں اور باپ دونوں کے اتفاق دین فطرت سے منتقل کرنے والا ٹھہرایا۔ تو اگر دونوں متفق نہ ہوں تو بچہ اصل فطرت پر رہے گا دوسری وجہ یہ ہے کہ علماء نے جب ان مسائل میں احتیاطاً جزئیت کا لحاظ کیا تو یہاں بھی احتیاطاً لحاظ جزئیت ہونا چاہیے کیوں کہ دین کے معاملہ میں احتیاط ہی اولیٰ ہے اور اس لیے بھی کہ کفر سب سے بدتر قبیح ہے تو کسی شخص پر کسی امر صریح کے بغیر حکم لگانا مناسب نہیں۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ روشن ہو گیا کہ بجمہ سبحانہ تبعاً حکما اسما و ہا کسی طرح، کسی نوع یہ لفظ شنیع حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پر صادق نہ ہوا۔ روز الست سے ابد الابد تک ان کا دامن ایمان مامن اس لوٹ سے اصلاً جزماً قطعاً مطلقاً پاک و صاف و منزہ رہا۔ (تذریۃ الکلمۃ الحمیدریۃ عن وصیۃ عہد الجاہلیۃ)

حضرت علیؑ ہمیشہ مسلمان رہے

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہمیشہ کے مسلمان تھے یا آٹھ دس برس کی عمر میں ایمان لائے اور اگر ہمیشہ مسلمان تھے تو پھر ایمان لانے کا کیا معنی؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین، امام الواصلین، سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی اور حضرت امیر المومنین امام المشاہدین افضل الاولیاء الحمدین سیدنا و مولانا صدیق اکبر عتیق اطہر علیہ الرضوان الاجل الاظہر دونوں حضرات عالم ذریت سے روز ولادت، روز ولادت سے سن تمیز، سن تمیز سے ہنگام ظہور پر نور آفتاب بعثت، ظہور بعثت سے وقت وفات، وقت وفات سے ابدالآباد تک بحمد اللہ تعالیٰ موحد و موقن و مسلم و مومن و طیب و زکی و طاہر و نقی تھے، اور ہیں اور رہیں گے۔ کبھی کسی وقت کسی حال میں ایک لمحہ، ایک لحظہ، ایک آن کو لوٹ کفر و شرک و انکار ان کے پاک مبارک سحرے دامنوں تک اصلانہ پہنچانہ پہنچے۔

عالم ذریت سے روز ولادت تک اسلام میثاقی تھا الست بربکم قالوا بلی

روز ولادت سے سن تمیز تک اسلام فطری کہ کل مولود یولد علی الفطرة۔

سن تمیز سے روز بعثت تک اسلام توحیدی کہ ان حضرات والا صفات نے زمانہ فترت میں بھی کبھی بت کو سجدہ نہ کیا، کبھی غیر خدا کو خدا نہ قرار دیا، ہمیشہ ایک ہی جانا، ایک ہی مانا، ایک ہی کہا، ایک ہی سے کام رہا۔

پھر ظہور بعثت سے ابدالآباد تک حال تو ظاہر و قطعی و متواتر ہے۔

ثم اقول وباللہ التوفیق: ظاہر ہے کہ تا اوان فترت اس زمان جاہلیت و مکان امیت سے بیجان غفلت میں سمعیات پر اطلاع کے تو کوئی معنی ہی نہ تھے۔ اسی طرح نبوت و کتاب کہ وہ لوگ ان امور سے واقف ہی نہ تھے ولہذا براہ عجب کہتے

ابعث اللہ بشرا رسولا۔

کیا خدا نے آدمی کو رسول بنایا۔

اور کہتے :

مال هذا الرسول ياكل الطعام و يمشى في الاسواق.

یہ رسول کیسا ہے کہ ہماری طرح کھانا کھاتا اور بازاروں میں چلتا ہے۔

اور پر ظاہر کہ حکم، بے تصور محکوم علیہ مجال قطعی، تو جس چیز سے ذہن اصلاً خالی اس کی تصدیق و تکذیب دونوں ممتنع عقلی۔

لہذا اس زمانے میں صرف توحید مدار اسلام و مناظرات و ثانی کفر تھی۔ موحدان جاہلیت کا مسئلہ اجماعیہ کسے نہیں معلوم؟ بایں ہمہ وہ اسلام ضروری تھا کہ اس وقت اسی قدر ممکن تھا اصل دین و مرضی رب العالمین جسے ان الدین عند اللہ الاسلام فرمایا گیا تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہے کل آمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسوله یہ بغیر بعثت و بلوغ دعوت ناممکن۔ اور اس کا بھی فرد اکمل وہ ہے جس کی نسبت ابراہیم خلیل و اسماعیل ذبیح صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم نے دعا کی و من ذریتنا امة مسلمة لک، جس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے ہو سماکم المسلمین من قبل یعنی اس نبی کریم افضل الرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کی امت مرحومہ میں داخل ہونا، یہ اسلام کا اطلاق اخص و اکمل و اجل و اجمل ہے۔ ان دونوں معنی پر ان حضرات عالیات رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ یا دس برس کی عمر میں اسلام لائے، یہ ارشاد اقدس سنتے ہی فوراً بلا تامل مسلمان ہوئے۔

معہذا اس میں ایک سر یہ ہے کہ بعد بعثت و بلوغ دعوت صرف اس اسلام ضروری پر قناعت کافی و وجہ نجات نہیں، اگر کوئی شخص فترت میں صد ہا سال موحد رہتا اور بعد دعوت تصدیق نہ کرتا وہ اسلام سابق یقیناً زائل ہو کر کافر مخلد فی النار ہو جاتا۔ تو جس نے فوراً تصدیق کی اس پر حکم اسلام اس وقت سے تام و قائم و محکم و

مستقر ہوا۔

علاوہ بریں رب العزت عزوجل اپنے خلیل جلیل سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت فرماتا

ہے :

اذ قال ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین .

جب اس سے فرمایا کہ اس کے رب نے کہ اسلام لا بولا میں اسلام لایا رب العالمین کے لیے۔

جب خلیل کبریٰ علیہ الصلاۃ والثناء کو اسلام لانے کا حکم ہونا اور ان کا عرض کرنا کہ میں اسلام لایا معاذ

اللہ! ان کے ایمان قدیم و اسلام مستمر کا منافی نہ ہوا کہ حضرات انبیاء علیہم التحیۃ والثناء کی طرف بعد نبوت و پیش

از نبوت کبھی کسی وقت ایک آن کے لیے بھی غیر اسلام کو اصلاً راہ نہیں تو صدیق و مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

نسبت یہ الفاظ کہ فلاں دن مسلمان ہوئے، اس روز اسلام لائے، ان کے اسلام سابق کے معاذ اللہ کیا

مخالف ہو سکتے ہیں۔

صدیق و علی کے اسلام میں فرق

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لحاظ سے تو یہ تخصیص ہی غلط کہ وہ بھی اس فضل جلیل میں شریک

حضرت اسد اللہ الغالب، بلکہ انصاف کیجیے تو شریک غالب ہیں اگرچہ دونوں حضرات قدیم الاسلام ہیں کہ

ایک آن ایک لمحہ کو ہرگز ہرگز متصف بکفر نہ ہوئے مگر اسلام میثاقی و اسلام فطری کے بعد اسلام توحیدی و

اسلام اخص دونوں میں صدیق اکبر کا پایہ ارفع و اعلیٰ ہے۔

توحیدی میں یوں کہ صدیق اکبر کی ایک عمر کثیر اس زمانہ ظلمت و جہالت میں گزری، ابتداء میں

مدتوں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اسلام پناہ سے دوری رہی، اس پر بچنے کی کچی سمجھ

میں ان کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ اس وقت تک بتلائے شرک تھے اپنے دین باطل کی تعلیم دینا،

بت خانے میں۔ لے جا کر سجدہ بت کی تفہیم کرنا، غرض رہنما مفقود، رہزنی موجود، بایں ہمہ ان کا توحید خالص پر قائم رہنا، اللہ اکبر ایسا اجل و اعظم ہے۔

حضرت امیر المومنین مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے آنکھ کھولی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال جہاں آراء دیکھا، حضور ہی کی گود میں پرورش پائی، حضور ہی کی باتیں سنیں، حضور ہی کی عادتیں سیکھیں، شرک و بت پرستی کی صورت ہی اللہ نے کبھی نہ دکھائی، آٹھ یا دس سال کے ہوئے کہ آفتاب جہاں تاب رسالت اپنی عالمگیر تابشوں کے ساتھ چمک اٹھا۔

اسلام انصاف میں یوں کہ صدیق اکبر نے فوراً اپنا اسلام سب پر ظاہر و آشکارا کیا، ہدایتیں فرمائیں، کفار کے ہاتھوں سے اذیتیں پائیں۔

اور امیر المومنین مولیٰ علی کی نسبت آیا کہ کچھ دنوں اپنے باپ ابوطالب کے خوف سے کہ لازمہ صغر سن ہے اپنے اسلام کا اخفا فرمایا۔

امام حافظ الحدیث خیرمہ بن سلیمان قرشی و امام دارقطنی، و محبت الدین طبری وغیر ہم حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

ان ابا بکر سبقنی الی اربع لم اوتھن ، سبقنی الی افشاء الاسلام و قدم الهجرة و مصاحبته فی الغار و اقام الصلاة و انا یومئذ بالشعب یتظہر اسلامہ و اخفیہ .
الحدیث .

بیشک ابوبکر چار باتوں کی طرف سبقت لے گئے کہ مجھے نہ ملیں۔

(۱) انھوں نے مجھ سے پہلے اسلام آشکارا کیا۔

(۲) اور مجھ سے پہلے ہجرت کی

(۳) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یار غار ہوئے اور نماز قائم کی اس حالت میں کہ میں ان دنوں گھروں میں تھا۔

(۴) وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے اور میں چھپاتا تھا۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

اول ذکر اسلم علی بن ابی طالب و هو صبی لم يبلغ الحلم و كان مستخفيا باسلامه ، و اول رجل عربی بالغ اسلم و اظهر اسلامه ابو بکر بن ابی قحافة .

بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور وہ اپنا اسلام اخفا فرماتے تھے، اور بالغ عربی مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے اور وہ اپنا اسلام آشکار کر رہے تھے۔ (مولف)

امام عمر بن عبدالبر روایت فرماتے ہیں :

ان محمد بن كعب القرظی سئل عن اولهما اسلاما فقال سبحان الله علي اولهما اسلاما و انما اشتبه علي الناس لان عليا اخفى اسلامه عن ابيه و ابو بكر اظهره .

محمد بن كعب قرظی سے پوچھا گیا کہ صدیق و علی دونوں میں کون پہلے اسلام لائے فرمایا کہ سبحان اللہ! حضرت علی پہلے اسلام لائے مگر یہ لوگوں پر مشتبہ تھا کیوں کہ حضرت علی اپنے باپ سے اسلام کو چھپاتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق آشکارا فرماتے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہما (مولف)

ولہذا احادیث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کہ صدیق کا اسلام سب کے اسلام سے افضل، اور ان کا ایمان تمام امت کے ایمان سے ازید و اکمل ہے۔

رہے امیر المومنین فاروق و امیر المومنین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما مذہب جمہور اہل سنت میں امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو وہ دونوں افضل اور امیر المومنین صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ سب سے افضل، مگر اس وجہ سے افضل نہیں کہ یہ قدیم الاسلام ہیں وہ جدید الاسلام، کہ یہ فضل جزئی ہے جو مفضول کو بھی افضل پر مل سکتا ہے، فضل کلی اورشی ہے۔ قدم اسلام اگر موجب افضلیت ہو تو لازم آئے کہ من و تو زید و عمر کہ بعونہ تعالیٰ باپ دادا پر دادا پشچہا پشت سے مسلمان چلے آتے ہیں عمر و عثمان ابوذر و سلمان و حمزہ و عباس و غیر ہم صحابہ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے معاذ اللہ! افضل ٹھہریں، تو اس بناء پر افضلیت محض جہالت اور فضل جزئی و کلی کے تفرقہ سے غفلت ہے۔

(تزییہ المکانۃ الحیدریہ عن وصمۃ عہد الجاہلیہ)

ایک اور سوال کے جواب میں اسی مضمون کو امام احمد رضا بریلوی اس انداز میں بیان فرماتے ہیں:
 بیشک حضرت مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی ہمیشہ سے مسلمان صحیح الایمان تھے اور بیشک انہوں نے آٹھ دس برس کی عمر میں اسلام قبول کیا، ان دونوں باتوں میں اصلاً تانی نہیں، یہ اسلام متاخر وہ ہے جس کا ذکر آ یہ کریمہ :

ما الكتاب و لا الايمان و لكن جعلنه نورا الایة

یعنی اور یوں ہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جاں فزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ (ایمان) احکام شرع کی تفصیل، ہاں ہم نے اسے (کتاب و ایمان) نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

یعنی اسلام خاص زمان بعثت کہ کتاب و رسول پر ایمان اور عقائد سمعیہ کے اذعان پر مشتمل ہو، بے شک بعد بعثت حاصل ہوا، اس کا حدوث قدم اسلام تو حیدی کا منافی نہیں۔

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ مجملہ وجوہ تاویل مذکور۔

الرابع ، الايمان الاقرار بجميع ما كلف الله تعالى به و انه قبل النبوة ما كان عارفا بجميع تكاليف الله تعالى بل انه كان عارفا بالله تعالى و ذلك لا ينافي ما ذكرناه.

الخامس ، صفات الله تعالى على قسمين ، منها ما يمكن معرفته بمحض دلائل العقلية ومنها ما لا يمكن معرفته الا بالدلائل السمعية فهذا القسم الثاني لم تكن معرفته حاصلة قبل النبوة .

وجہ چہارم، ایمان ان تمام چیزوں کے مان لینے کا نام ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکلف بنایا اور حضور قبل نبوت اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ تمام احکام و تکالیف سے واقف نہ تھے بلکہ وہ خداوند تعالیٰ کے عارف تھے اور یہ اس کے منافی نہیں جو ہم نے ذکر کیا (کہ قبل وحی بھی انبیاء کا کفر سے منزہ ہونا اجماعی ہے) وجہ پنجم، صفات الہی کی دو قسمیں ہیں :

(۱) وہ جن کی معرفت عقلی دلیلوں سے ہو سکتی ہے۔

(۲) وہ جن کی معرفت سمعی دلیلوں کے بغیر ممکن نہیں۔

تو اسی قسم دوم کی معرفت قبل نبوت نہ تھی۔ (تتزیہ المکانۃ الحیدریۃ عن وصمة عہد الجاہلیۃ)

حضرت علی کی محبوبیت رسول

ابو یعلیٰ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

قالت رأيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم التزم عليا و قبله و هو يقول بابي

الوحید الشہید .

میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے مولیٰ علی کو گلے لگایا اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ ثار اس وحید شہید پر۔
(وشاح الجید فی تحلیل معانقہ العید)

حضرت امیر معاویہ کا فرمان

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع نہیں نہ میں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا ہم سر سمجھتا ہوں۔

فقد صح انہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان ینکر دعویٰ الخلافة و یقول انی لا اعلم انہ یعنی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ افضل منی و احق بالامر و لکن لستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما و انا ابن عمہ و ولیہ اطلب بدمہ . رواہ یحییٰ بن سلیمان الجعفی شیخ البخاری فی کتاب الصغیر بسند جید عن ابی مسلم الخولانی .

بالتحقیق صحیح یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعویٰ خلافت کا انکار فرماتے تھے اور فرماتے بیشک میں جانتا ہوں کہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں، لیکن کیا تم لوگ جانتے نہیں ہو کہ تحقیق عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً قتل کیے گئے ہیں اور میں ان کے چچا کا بیٹا، ان کا بھائی اور ان کا ولی ہوں میں ان کے خون کا بدلہ طلب کرتا ہوں۔ اس کو یحییٰ بن سلیمان جعفی شیخ بخاری نے سند جید کے ساتھ ابو مسلم خولانی سے روایت کیا۔

حضرت طلحہ کی بیعت

جب حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خطائے اجتہادی سے رجوع فرما کر دست حق پرست

حضرت امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ پر تجدید بیعت چاہی ظالم کے ہاتھ سے زخمی ہو چکے تھے، امیر المومنین تک وصول کی طاقت نہ تھی۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لشکر کا ایک سپاہی گزرا اسے بلا کر حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے ہاتھ پر تجدید بیعت فرمائی اور روح اقدس جو اراقدس رحمت الہی میں پہنچی۔ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے یہ حال سن کر فرمایا

ابی اللہ ان یدخل طلحة الجنة الا و بیعتی فی عنقه .

اللہ عزوجل نے طلحہ کا جنت میں جانا نہ مانا جب تک میری بیعت ان کی گردن میں نہ ہو۔

(نقاء السلافة فی احکام البیعة والخلافة)

حضرت علی کی احتیاط

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دائمًا حلق فرمودہ وازاں رو کہ زیر ہر موجنابت ست مباد کہ آب بجائے نہ رسدومی فرمودو من ثم عادیت راسی و من ثم عادیت راسی و من ثم عادیت راسی

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہمیشہ سر کے بال منڈواتے اور اس کا سبب یہ ہے کہ ہر بال کے نیچے ناپاکی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی بال کی جڑ میں پانی نہ پہنچے۔ (اس لیے وہ بالوں کو منڈواتے) اور فرماتے پھر میں اپنے سر کا دشمن ہو گیا، پھر میں نے اپنے سر سے دشمنی مول لی۔ پھر میں نے اپنے سر سے عداوت کی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۲۱)

تعظیم کی بات

سعید بن منصور سنن میں محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال القی لعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وسادة فقعد علیہا و قال لا یابی الکرامة الاحمار ، ورواه الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکرہ .

امیر المومنین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی امیر المومنین اس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۷۳)

حضرت علی کا علم

امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لو شئت لا وقرت من تفسیر الفاتحة سبعین بعیرا .

میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستواونٹ بھروادوں۔

ایک اونٹ کئی من بوجھ اٹھاتا ہے اور ہر من میں کئی ہزار اجزاء، حساب سے تقریباً پچیس لاکھ جز آتے ہیں، یہ فقط سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی۔ پھر یہ علم، علم علی ہے اس کے بعد علم صدیق کی باری ہے ذہب عمر بہ تسعة اعشار العلم .

عمر علم کے نو حصے لے گئے۔ کان ابو بکر اعلمنا ہم سب میں زیادہ علم ابو بکر کو تھا۔ پھر علم نبی تو علم نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱۸)

علی جنت کی طرف

نہا یہ ابن الاثیر میں ہے :

منہ الحدیث یزف علی بنی و بین ابراہیم علیہ الصلاة والسلام الی الجنة ان کسرت الزای (فی یزف) فمعناه یسرع من زف فی مشیتہ و ازف اذا اسرع و ان فتحت فهو من زفت العروس ازفها اذا اهدیتها الی زوجها.

یعنی اسی باب سے ہے یہ حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاة والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف خوش خوش تیز چلیں گے، یا میرے اور ان کے بیچ میں جنت کی طرف انھیں یوں لے جائیں گے جیسے نئی دلہن کو دو دلہنوں کے ساتھ لے جاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۰۱)

حضرت علی کا قاتل

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احواء العلوم میں فرماتے ہیں :

لا تجوز نسبة مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا و قتل ابو نولوء عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فان ذلک ثبت متواترا فلا یجوز ان یری المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق.

یعنی کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت بلا تحقیق حرام ہے۔ ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ ابن ملجم نے مولیٰ علی اور ابولولوء نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو شہید کیا کہ یہ تواتر سے ثابت ہے، تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۰۸۔ حجب العوار)

حضرت علی کا انصاف

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا :

روزے پیش امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کیے گفت کہ فلاں در خواب با مادر آن کس زنا کرده است، امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ فرمود اور اور آفتاب قائم کردہ سایہ اش را درہ زن۔

ایک دن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک شخص نے کہا کہ فلاں نے اس کی ماں کے ساتھ خواب میں زنا کیا ہے تو امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ کو کوڑے مارو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۹۵۹)

جنگ صفین میں حق پر کون

امیر المومنین علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین جو اختلافات و نزاع ہوئے ان میں حق پر کون ہے اور اس سلسلے میں کیسا اعتقاد رکھنا چاہیے اس کو واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ہم اہل حق کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور پر نور امیر المومنین مولیٰ المسلمین سیدنا و مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی کے درمیان فرق مراتب بے شمار اور حق بدست حیدر کرار مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن ان پر بھی کار فجار، جو معاویہ کی حمایت میں عیاذ باللہ اسد اللہ کی سبقت و اولیت و عظمت و اکملیت سے آنکھ پھیر لے وہ ناموسی یزیدی اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت و خدمت و نسبت حضرت بارگاہ رسالت بھلا دے وہ شیمی زیدی۔ یہی روش آداب بھم اللہ تعالیٰ ہم اہل توسط و اعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۴۸۔ رادع العسف)

وقد كان سيدنا عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما حامل
لواء صفين مع ابيه رضي الله تعالى عنه طاعة له من دون قتال مع علمه ان الحق مع امير
المؤمنين علي كرم الله تعالى وجهه و كان يعتذر عن ذلك بان رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم امره بطاعة ابيه رضي الله تعالى عنه.

حضرت سيدنا عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما جنگ صفين میں اپنے والد گرامی رضی
الله تعالیٰ عنہ کے ساتھ جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے یہ باپ کی فرماں برداری تھی ورنہ وہ لڑائی میں شریک نہیں
تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت علی کرم الله تعالیٰ وجہہ حق پر ہیں۔ اور اس کا عذر وہ یہ بیان کرتے تھے کہ
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے باپ کی فرماں برداری کا حکم فرمایا ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۹۲)

حضرت فاطمہ سے نکاح اور مہر اقدس

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے :

مہر اقدس حضرت سیدۃ النساء بتول زہراء صلی اللہ تعالیٰ علیٰ آئینہا الکریم و علیہا وسلم میں اگرچہ روایات
بظاہر مختلف ہیں مگر اس بارے میں روایات مندرجہ معتمد بہا تین ہیں۔

اول، یہ کہ مہر مبارک درہم و دینار نہ تھے بلکہ ایک زرہ کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
حضرت امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمائی تھی وہی مہر میں دی گئی۔

دوم، چار سو اسی درم تھے۔

سوم چار سو مشقال چاندی۔

ان کے سوا جو اقاویل مجہولہ ہیں کہ پانسو درم مہر تھا، یا چالیس مثقال سونا یا انیس مثقال ذہب، سب بے اصل ہیں۔^۹

پس حاصل یہ قرار پایا کہ اصل مہر کریم جس پر عقد اقدس واقع ہوا، چار سو مثقال چاندی تھی، ولہذا علمائے سیر نے اس پر جزم فرمایا۔

مرقاۃ میں ہے ذکر السید جمال الدین المحدث فی روضة الاحباب ان صداق فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان اربعة مائة مثقال فضة و کذا ذکرہ صاحب المواہب الخ.

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر میں چار سو مثقال چاندی تھی۔ (مولف)

زرہ برسم پیشگی وقت زفاف دی گئی کہ بحکم اقدس چار سو اسی درم کو بکی۔

احمد مسند میں بطریق ابن ابی نجیح ایک شخص سے راوی :

انه سمع علیا یقول اردت ان اخطب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابنتہ فقلت و اللہ ما لی من شیء ثم ذکرته نحلته (صلته) وعادته فنخطبتہا الیہ فقال و هل عندک من شیء قلت لا قال فابین درعک الحطمية التي اعطیت یوم کذا و کذا قلت هو عندی قال فاعطها ایاہا.

ایک آدمی نے سنا کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کبرہ رہے تھے کہ میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے لیے پیغام نکاح دوں گا پھر میں نے سوچا کہ بخدا میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے اس کے بعد مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا و بخشش یاد آئی تو میں نے حضرت بتول زہرا کے لیے حضور کی خدمت اقدس میں پیغام دے دیا حضور نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا

نہیں، فرمایا تمہاری ہلمیہ زرہ کہاں ہے جسے میں نے تمہیں فلاں دن دیا تھا میں نے عرض کی وہ میرے پاس موجود ہے حضور نے فرمایا اسی کو مہر میں دے دو۔
(مولف)

ابن اسحاق سیرت کبریٰ میں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی

انہ خطب فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال له النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هل عندک من شی قلت لا قال فما فعلت الدرع المہی سلحتکھا یعنی من مغانم بدر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے پیغام نکاح دیا تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ ہے میں نے عرض کی نہ فرمایا تم نے اس زرہ کو کیا کیا جو میں نے تمہیں پہنائی تھی یعنی بدر کی غنیمت میں سے۔
(مولف)

امام احمد مناقب میں ابوداؤد اور ابوحاتم رازی اور ابن حبان حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی :

قال جاء ابو بکر ثم عمر یخطبان فاطمة الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فسکت ولم یرجع الیہما شیئا فانطلقا الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یامر انہ بطلب ذلک قال علی فنبہانی لامر کنت عنہ غافلا فقلت اجر ردائی حتی اتیت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت تزوجنی فاطمة قال عندک شی فقلت فرسی و بدنی قال فاما فرسک فلا بد لک منها و اما بدنک فبعها فبعتها باربعة مائة و ثمانین درهما فجنتہ بها فوضعتها فی حجرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبض منها قبضة فقال ای بلال ابتع بها طیبا و امرهم ان یجهزوها فجعل لها سریر مشروط و وسادة من ادم

حشوہا لیف و قال لعلی اذا اتک فلا تحدث شیئا حتی اتیک فجاءت مع ام ایمن
حتی قعدت فی جانب البیت و انا فی جانب و جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم . الحدیث .

حضرت ابو بکر صدیق پھر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے
لیے پیغام نکاح لے کر خدمت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور نے سکوت فرمایا
اور کوئی جواب نہیں دیا دونوں حضرات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے کہ ان سے اس کے طلب
کرنے کے لیے کہیں، حضرت علی نے کہا مجھے ان دونوں نے ایسے معاملہ کی تشبیہ کی جس سے میں غافل تھا
پھر میں چادر سمیٹتے ہوئے اٹھا اور خدمت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فاطمہ سے
میرا عقد فرمادیجئے حضور نے فرمایا تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی میرے پاس میرا گھوڑا اور میرا
اونٹ ہے حضور نے فرمایا گھوڑا تو تمہارے لیے ضروری ہے رہا اونٹ تو اسے فروخت کر دو تو میں نے اسے
چار اسی درہم میں فروخت کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آغوش رحمت میں لا کر رکھ دیا۔ حضور
نے ان میں سے ایک مشت لے کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس سے خوشبو خرید لاؤ اور
جہیز تیار کرنے کا بھی حکم فرمایا تو ان کے لیے ایک بان کی چار پائی بنوائی اور ایک چڑے کا تکیہ جس میں کھجور
کے درخت کی چھال تھی۔ اور حضور نے حضرت علی سے فرمایا جب فاطمہ تمہارے گھر آئے تو میرے آنے
تک ان سے کچھ بات نہ کرنا، پھر حضرت فاطمہ ام ایمن کے ساتھ آ کر گھر کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں اور میں
بھی ایک گوشہ میں تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

اور خمیس کی روایت میں ہے:

خطبہا فنزوجہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اربع مائۃ و ثمانین

درہما الخ.

علی نے فاطمہ کے لیے پیغام نکاح دیا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چار سو اسی درہم پر عقد فرما دیا۔
(مولف)

حافظ رضی الدین ابوالخیر احمد بن اسماعیل القزویٰ الحاکمی و ابوعلی الحسن بن شاذان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل میں راوی :

قال فیہ فی خطبة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ان اللہ امرنی ان ازوج فاطمة من علی بن ابی طالب فاشهدوا انی قد زوجتہ علی اربعمائة مثقال فضة ان رضی بذلك علی ثم دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطبق من بسر ثم قال انتهبوا فانتہبوا و دخل علی فتبسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی وجهہ ثم قال ان اللہ عزوجل امرنی ان ازوجک فاطمة علی اربعمائة مثقال فضة ارضیت بذلك فقال قد رضیت بذلك یا رسول اللہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع اللہ شملکما و اعز جدکما و بارک علیکما و اخرج منکما کثیرا طیباً قال انس فواللہ لقد اخرج منہما الکثیر الطیب .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں علی سے فاطمہ کا نکاح کر دوں تو تم لوگ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے چار سو مثقال چاندی پر اس سے نکاح کر دیا بشرط کہ علی اس پر راضی ہو جائے۔ پھر حضور نے تازہ کھجوروں کا ایک طشت منگا کر فرمایا کہ اسے لوٹو ہم نے انہیں لوٹا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے تو حضور مسکرائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ چار سو مثقال چاندی پر تم سے فاطمہ کا عقد کر دوں کیا تم اس سے راضی ہو، علی نے عرض کی یا رسول اللہ میں اس سے راضی ہوں پھر حضور نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متفرق امور کو جمع فرمادے اور تمہارے نصیب کو معزز بنادے اور تم پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں سے بہت زیادہ طیب و طاہر اولاد ظاہر کرے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ بخدا ان دونوں سے بہت زیادہ طیب اولاد ظاہر فرمائی۔
(مولف)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں :

ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا لما تزوج بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اراد ان یدخل بہا فمنعه رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی یعطیہا شیئا فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیس لی شیء فقال اعطیہا درعک فاعطاہا درعہ ثم دخل بہا. لفظ ابی داؤد و رواہ النسائی.

بیشک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی کی اور ان کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ دینے سے پہلے جانے سے منع فرما دیا۔ علی نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے حضور نے فرمایا اپنی زرہ دے دو تو حضرت علی نے فاطمہ کو زرہ دے دی پھر دخول فرمایا۔ یہ ابوداؤد کے لفظ ہیں اور اسے نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن سعد طبقات میں جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

اصدق علی فاطمة درعا من حديد

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لوہے کی ایک زرہ مہر میں دی۔
(مولف)

ابن سعد طبقات میں عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لعلی حین زوجہ فاطمة اعطیہا درعک الحطمية .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت بتول زہرا سے کر دیا تو حضور نے حضرت علی سے فرمایا کہ فاطمہ کو حطمیہ زرہ مہر میں دے دو۔ (حطمیہ وہ زرہ جو

ایک شخص حضرت عائشہ کی جانب منسوب ہے اور بقول بعض طوارق توڑ دینے والی زرہ اور بعض کے نزدیک ایک زرہ جو بھاری اور چوڑی ہو۔ (مولف)

ابو داؤد سنن میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال لما تزوج علي فاطمة رضي الله تعالى عنهما قال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اعطيا شيئا قال ما عندي شي قال اين درعك الحطمية .

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد فرمایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ فاطمہ کو کچھ دو عرض کی میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ حضور نے فرمایا تمہاری کٹی زرہ کہاں ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵)

حضرت علی جنت البقیع میں

امام احمد تاریخ نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر دمشق میں سعید بن مسیب سے راوی :

قال دخلنا مقابر المدينة مع علي بن ابي طالب فنادي يا اهل القبور السلام عليكم ورحمة الله تخبرونا باخباركم تريدون ان نخبركم قال فسمعت صوتا و عليك السلام ورحمة الله وبركاته يا امير المؤمنين خبرنا عما كان بعدنا فقال علي رضي الله تعالى عنه اما ازواجكم فقد تزوجن و اما اموالكم فقد اقتسمت و الاولاد فقد حشروا في زمرة اليتامى و البناء الذي شيلتم فقد سكن اعداءكم فهذه اخبار ما عندنا فما عندكم فاجابه ميت فقد تحرقت الاكفان و انثرت الشعور و تقطعت الجلود و سالت الاحداق على الخدود و سالت المناخير بالقبح و الصديد و ما قد منا و ربحناه و ما خلفناه خسرناه و نحن مرتهنون بالاعمال .

یعنی ہم مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے ہمراہ مقابر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ حضرت مولانا نے اہل قبر پر سلام کر کے فرمایا تم ہمیں اپنی خبریں بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں خبر دیں۔ سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں نے آواز سنی کسی نے حضرت مولانا کو جواب سلام دے کر عرض کی یا امیر المؤمنین آپ بتائیے ہمارے بعد کیا گزری۔ امیر المؤمنین کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا تمہاری عورتوں نے تو نکاح کر لیے اور تمہارے مال سووہ بٹ گئے اور اولاد یتیموں کے گروہ میں اٹھی اور وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام کیا تھا اس میں تمہارے دشمن بے۔ ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں۔ اب تمہارے پاس کیا خبر ہے ایک مرد نے عرض کی کہ کفن پھٹ گئے، بال جھڑ پڑے، کھالوں کے پرزے پرزے ہو گئے، آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں تک آئے، نتھنوں سے پیپ اور گندہ پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اس کا نفع ملا اور جو پیچھے چھوڑا اس کا خسارہ ہوا اور ہم اپنے اعمال میں محبوس ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۷۱۔ حیات الموات)

مولیٰ علی کی نماز عصر

حضور پر نور سید الانوار ماہ عرب و مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔

اسے طحطاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب حیسری و امام حافظ الشان عسقلانی و امام خاتم الحفاظ سیوطی وغیرہم اجلہ اکرام نے حسن و صحیح کہا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۴۔ منیر العین)

اذان دافع غم ہے

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المؤمنین مولیٰ المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

الکریم سے مروی

قال رانى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم حزينا فقال يا ابن ابى طالب انى اراك حزينا فمتر بعض اهلك يوذن فى اذنك فانه درء اللهم .

یعنی مجھے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے اذان غم و پریشانی کی دافع ہے۔

مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا

فجربته فوجدته كذلك

ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ اسے ابن حجر نے بیان کیا ہے جیسا کہ مرقاۃ میں ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۷۶۔ ایذان الاجر)

حضرت علی کو کھانا کھلانا محبوب ہے

سیدنا امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی فرماتے ہیں :

لان اجمع نفر من اخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی من ان ادخل سوقکم فاشتری رقبة فاعتقها .

میں اپنے چند برادران دینی کو تین سیر، چھ سیر کھانے پر اکٹھا کروں تو یہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں۔ (راد القحط ۱۰ لوباء)

علم علی کی وسعت

ابن النجار ابو المعتمر مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی کہ امیر المومنین ابو الائمہ

الطاهرین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا :

سلونی قبل ان تفقدونی فانی لا اسئل عن شیء دون العرش الا اخبرت عنه .

مجھ سے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ کہ عرش کے نیچے جس کسی چیز کو مجھ سے پوچھا جائے میں

بتا دوں گا۔

عرش کے نیچے کرسی ہفت آسمان ہفت زمین اور آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے تحت اثریٰ تک سب داخل ہے، مولیٰ علی فرماتے ہیں کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے ان میں جوشی مجھ سے پوچھو میں بتا دوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

امام ابن الانباری کتاب المصاحف میں اور امام ابو عمر بن عبدالبر کتاب العلم میں ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال شهدت علی بن ابی طالب یخطب فقال فی خطبته سلونی فواللہ لا تسالونی عن شیء الی یوم القیامة لا حدثکم بہ .

میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے خطبہ میں حاضر تھا امیر المومنین نے خطبہ میں ارشاد فرمایا مجھ سے دریافت کرو کہ خدا کی قسم قیامت تک جو چیز ہونے والی ہے مجھ سے جو کچھ پوچھو میں بتا دوں گا۔

امیر المومنین فرماتے ہیں کہ میرا علم قیامت تک کی تمام کائنات کو حاوی ہے۔

یہ دونوں حدیثیں امام جلیل جلال الملتہ والدین سیوطی نے جامع کبیر میں ذکر فرمائیں۔

جفر و جامعہ دو کتاب

علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں :

الجفر و الجامعة کتابان لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد ذکر فیہما علی طریقۃ علم الحروف الحوادث التي تحدث الي انقراض العالم و كانت الائمة المعروفون من اولاده يعرفونها و يحكمون بهما فی کتاب قبول العهد الذي كتبه علی بن موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما الی المامون انک قد عرفت من حقوقنا ما لم يعرفه آباءک فقبلت منك عهدک الا ان الجفر و الجامعة يدلان علی انه لا يتم . و لمشاخ المغاربة نصيب من علوم الحروف ينتسبون فیہ الی اهل البيت و رایت انا بالشام نظما اشیر فیہ بالرموز الی احوال ملوک مصر و سمعت انه مستخرج من ذینک الكتابین .

یعنی جفر و جامعہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی دو کتابیں ہیں بیشک امیر المؤمنین نے ان دونوں میں علم الحروف کی روش پر ختم دنیا تک جتنے وقائع ہونے والے ہیں سب ذکر فرمادیے ہیں اور ان کی اولاد امجاد سے ائمہ مشہورین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کتابوں کے رموز پہچانتے اور ان سے احکام لگاتے تھے اور مامون رشید نے جب حضرت امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے بعد ولی عہد کیا اور خلافت نامہ لکھ دیا۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قبول میں فرمان بنام مامون رشید تحریر فرمایا اس میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم نے ہمارے حق پہچانے جو تمہارے باپ دادا نے نہ پہچانے، اس لیے میں تمہاری ولی عہدی قبول کرتا ہوں مگر جفر و جامعہ بتا رہی ہیں کہ یہ کام پورا نہ ہوگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مامون رشید ہی کی زندگی میں شہادت پائی) اور مشائخ مغرب اس علم سے حصہ اور اس میں اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اپنے انتساب کا سلسلہ رکھتے ہیں۔ اور میں نے ملک شام میں ایک نظم دیکھی جس میں شاہان مصر کے احوال کی طرف رموز میں اشارہ کیا ہے میں نے سنا کہ وہ احکام انھیں دونوں کتابوں سے نکالے ہیں۔

(خالص الاعتقاد)

علی بمنزلہ ہارون ہیں

متعدد ائمہ حدیث نے یہ حدیث روایت کی کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوة تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المؤمنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا :

اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي .

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہو اور سرے کے لیے نبوت نہیں۔

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے۔

الا ترضی ان تكون بمنزلة هارون من موسى الا انك لست بنبي .

کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے

قالت هبط جبريل على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا محمد ان ربك يقرنك السلام و يقول لك علي منك بمنزلة هارون من موسى لكن لا نبي بعدك .

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر

تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا فرمایا :

اسأل عنها عليا فهو اعلم .

مولیٰ علی سے پوچھیو وہ اعلم ہیں۔

سائل نے کہا یا امیر المؤمنین مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا

بئسما قلت لقد كرهت ، رجلا كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعزه بالعلم عزا و لقد قال له انت منى بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى و كان عمر اذا اشكل عليه شى اخذ منه .

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

خطیب حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

انما على بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبى بعدى .

علی ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصراً اور بغوی و طبرانی اپنی معاجیم باوردی معرفت ابن عدی کامل ابو احمد حاکم کنی میں بطریق امام بخاری ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حدیث طویل مواخات صحابہ میں راوی۔

جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارا کیا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی۔ یہ دیکھ کر حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور کے لیے منانا اور عزت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

و الذی بعثنی بالحق ما اخرتک الالنفسی و انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی .

قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو امیر المومنین نے عرض کی مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی فرمایا جو اگلے انبیاء کو ملی عرض کی انہیں کیا ملی تھی؟ فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہو گے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

ابن عساکر عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابو طالب کو تم سے محبت تھی۔ اے جعفر تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں۔

واما انت یا علی فانت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ غیر انی لا نبی بعدی .

تم اے علی مجھ سے ایسے بوجھے ہوئی سے بارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔ عسی اللہ تعالیٰ عنہ
عظیم وبارک وسلم۔

نبوت میں علی کا حصہ نہیں

ابو نعیم حلیہ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا علی اخصمک بالنبوة و لا نبوة بعدی .

اے علی میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت
اصلاً نہیں۔

حضرت علی کی شفایابی

امین ابی عامر اور امین جریر باقادۃ صحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شہین کتاب السنۃ میں امیر المؤمنین
مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈر
لیا پھر بعد نماز فرمایا۔

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیک ما سألت اللہ لی شینا الا سألت لک
مثله و لا سألت اللہ شینا الا اعطانیہ غیر انہ قبل لی انہ لا نبی بعدک .

اے امین ابی طالب تم اچھے ہو گئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لیے
مانگا تمہارے لیے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے

یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہو گیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔

فائدہ

یہ حدیث امیر المومنین کے لیے مرتبہ صدیقیت کا حصول بتاتی ہے صدیقیت ایک مرتبہ تلو نبوت ہے کہ اس کے اور نبوت کے بیچ میں کوئی مرتبہ نہیں مگر ایک مقام ادق و اخفی کہ نصیبہ حضرت صدیق اکبر اکرم و اتقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے تو اجناس و انواع و اصناف فضائل و کمالات و بلندی درجات میں خصائص و ملزومات نبوت کے سوا صدیقین ہر عطیہ بہیہ کے لائق و اہل ہیں۔ اگرچہ باہم ان میں تفاوت و تقاضل کثیر وافر ہو۔

حضرت علی کو "کرم اللہ تعالیٰ وجہہ" کہنے کی وجہ

علماء فرماتے ہیں ابو بکر صدیق صدیق اکبر ہیں اور علی مرتضیٰ صدیق اصغر، صدیق اکبر کا مقام اعلیٰ صدیقیت سے بلند و بالا ہے۔ نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں ہے :

اما تخصیص ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلانہ الصدیق الاکبر الذی سبق الناس کلہم لتصدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لم یصدر منہ غیرہ قط و کذا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فانہ یسمی الصدیق الاصغر الذی لم یتلبس بکفر قط و لم یسجد لغير اللہ مع صغره و کون ابیہ علی غیر الملة و لذا خص بقول علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ .

خاص طور سے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ تصدیق رسالت میں سب لوگوں پر سبقت و فوقیت لے گئے اور اس کے خلاف ان سے کبھی کوئی بات سرزد نہیں ہوئی

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو صدیق اصغر کہا جاتا ہے کیوں کہ وہ کبھی کفر و شرک کی آلودگی سے ملوث نہ ہوئے نہ غیر اللہ کو سجدہ کیا جب کہ وہ ایمان لانے کے وقت چھوٹے تھے اور ان کے باپ ابو طالب ملت کفر پر تھے اس لیے حضرت علی کو خاص طور سے ”کرم اللہ تعالیٰ وجہہ“ کہا جاتا ہے اور یہ ان کی خصوصیت ہے۔

دو شخص ہلاک ہوں گے

عبداللہ بن احمد زوائد مسند میں اور ابو یعلیٰ و دورقی و حاکم و ابن ابی عاصم و ابن شاہین امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا :

دعانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا علی ان فیک من عیسیٰ مثلاً ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ و احببہ النصارى حتى انزلوه بالمنزلۃ الی لیس بہا و قال علی الا و انی یہلک فی رجلاں محب مطر لی یقرظنی بما لیس فی و مبغض مفتر یحملہ شنائی علی ان یبھتی الاوانی لست بنبی و لا یوحی الی و لکنی اعمل بکتاب اللہ فحق علیکم طاعتی فیما احببتم و کرھتم او بمعصیۃ انا و غیری فلا طاعة لاحد فی معصیۃ اللہ انما الطاعة فی المعروف.

مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا اے علی تجھ میں ایک کہاوت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ہے یہود نے ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور نصاریٰ ان کے دوست بنے یہاں تک کہ جو مرتبہ ان کا نہ تھا وہاں جاتا رہا۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں سن او میرے معاملہ میں دو شخص ہلاک ہوں گے ایک دوست میری تعریف میں حد سے بڑھنے والا جو میرا وہ مرتبہ بتائے گا جو مجھ میں نہیں اور ایک دشمن مفتری جسے میری عداوت اس پر باعث ہوگی کہ مجھ پر تہمت اٹھائے سن لو میں نہ تو نبی

ہوں نہ مجھ پر وحی آتی ہے میں تو جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں تو میں جب تمہیں اطاعت الہی کا حکم دوں تو میری فرماں برداری تم پر لازم ہے چاہے تمہیں پسند ہو خواہ ناگوار اور اگر معصیت کا حکم دوں، میں یا کوئی تو اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اطاعت تو مشروع بات میں ہے۔ (جزاء اللہ عدوہ بابا، ہ ختم النبوة)

فاتح باب خیبر

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیبر کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کل ضرور یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہیں دوسرے دن وہ نشان حضور نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو عطا فرمایا۔

حضرت علی کو اپنی شہادت کا علم

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

جب وہ رات آئی جس کی صبح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے شہادت پائی اس رات میں بار بار مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر فرماتے اور کہتے خدا کی قسم نہ میں غلط کہتا ہوں نہ مجھ سے غلط کہا گیا، یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے اور بطین حضور کی طرف حضور کے مواجہہ میں چلاتی ہوئی آئیں لوگوں نے ان کو ہانکا فرمایا رہنے دو کہ یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ (الدولة الحکمیة)

حضرت علی کی نماز عصر

حضور پر نور سید الانوار ماہ عرب مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا، مغرب

ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔

اسے طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب حیضری و امام حافظ الشان عسقلانی و امام خاتم الحفاظ سیوطی وغیر ہم اجلہ علمائے کرام نے حسن و صحیح کہا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۶۳۳۔ منیر العین)

ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز اور تعظیم و محبت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم و اعظم۔ غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوائے مبارک پر سراقوس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم و محبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتی تواریت بالحجاب .

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق میں کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سب دریافت کیا عرض کی یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی :

اٰہی علی تیرے رسول کے کام میں تھا۔ اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا سورج افق

غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا۔ امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔
امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

حضرت علی حضور کی پرورش میں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احسانات و نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بے پایاں احسانات ہیں، انہوں نے پرورش ہی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مال سے پائی۔

حدیث میں ہے قبل ظہور نور نبوت مکہ معظمہ میں گرانی ہوئی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا تم دیکھتے ہو کہ زمانہ گرانی کا ہے اور ابوطالب کے عیال کثیر، آؤ کہ ہم ان پر تخفیف فرمادیں یہ فرما کر حضور اور حضور کے ہمراہ رکاب حضرت عباس، ابوطالب کے پاس تشریف لائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کو اپنی پرورش میں لے لیا اور حضرت عباس نے حضرت جعفر یا حضرت عقیل کو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پھر تمہیں نعمت کبریٰ تزویج حضرت بتول زہرا سے ہوئی۔ صلی اللہ تعالیٰ علی ایہا وعلیہا وعلیٰ بعلہا وانبیہا وبارک وسلم۔ (ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی توصیف میں یہ نغمہ سرائی کی ہے:

در نجف ہوں گوہر پاک خوش آب ہوں
یعنی تراب رہ گزر بو تراب ہوں

اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
اور حفظ جاں تو جاں فروض غرر کی ہے
پر وہ کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
ہاں تو نے ان کو جان انھیں پھیر دی نماز
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

سرور لشکر کشا مشکل کشا امداد کن
یا علی یا بو الحسن یا بو العلی امداد کن
من زپا افتادم اے دست خدا امداد کن
بو تراب اے خاکیاں را پیشوا امداد کن
اے دم شدت فدائے مصطفیٰ امداد کن
اے علو سنت و دین ہدیٰ امداد کن

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیر کشا
اے خدا را تیغ وائے اندام احمد را سپر
یا ید اللہ یا قوی یا زور بازوئے نبی
اے تنت در راہ مولیٰ خاک و جانت عرش پاک
اے شب ہجرت بجائے مصطفیٰ بر رخت خواب
اے عدوئے کفر و رفس و تفضیل و خروج

حمزہ سردار شہیدنا عم اکبر آمدہ
گوشت و خون تو بلخمش شیر و شکر آمدہ
بہر گل چینت زمین باغ بر تر آمدہ
اے بنام تو مسلم فتح خیر آمدہ
در ظلال ذو الفقارت شور محشر آمدہ

السلام اے احمدت صبر و برادر آمدہ
بنت احمد رونق کاشانہ و بانوے تو
ہر طور ریحان نبی گلہائے تو زاں گل زمیں
اھل مشکل کشا کن بروئے من در رحمت کشا
مرحبا اے قاتل مرحب امیر الأشجعین

بہر تسلیم علی میاں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواریوں کے

در درج نجف مہر برج شرف	رنگ روئے شہادت پہ لاکھوں سلام
مرتضیٰ شیر حق اشجع الاجمین	ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام
اصل نسل صفا وجہ وصل خدا	باب فضل ولایت پہ لاکھوں سلام
اولیں دافع اہل رفس و خروج	چار می رکن ملت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیر شکن	پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
ماہی رفس و تفصیل و نصب و خروج	حامی دین و سنت پہ لاکھوں سلام

تشنہ لب تر دامنو مردہ کہ ہیں	ساقی نہر لبین مولیٰ علی
باغبان اللہ گلبن مصطفیٰ	عندلیب نغمہ زن مولیٰ علی

علی مرتضیٰ تو ہے وہی مصطفیٰ تو ہے
میرا حاجت روا تو ہے مرا مشکل کشا تو ہے

(عدائق بخشش)



اصحاب صفہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبون کا دودھ سے منہ پھر گیا

لذئذ ذر الذين احصروا في سبيل الله لا يستعبوا ضربا في الارض بعبهم الجاهل اغنياء من
 (النعف نعرفهم بعبهم لا يستعبوا الناس العاقل و ما تنفقوا من غير فاه الله به عليم
 ان فقيروں کے لیے جو راہ خدا میں روکے گئے زمین میں چل نہیں سکتے نادان انھیں تو نگر سمجھے بچنے کے سبب
 تو انہیں ان کی صورت سے پہچان لے گا لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑ گڑانا پڑے اور تم جو خیرات کروا لہ
 اسے جانتا ہے۔ (البقرة/۲۷۳)

اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ صفہ مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختتام پر ایک سا بن تھا جس میں فقراء و مساکین صحابہ جو اہل و عیال نہیں رکھتے تھے رہتے تھے۔ اسی مکان کی نسبت سے ان کو اصحاب صفہ کہتے ہیں۔

اور ذہبی کہتے ہیں کہ تحویل سے پیشتر قبلہ مسجد کے شمالی جانب تھا لیکن جب قبلہ کی تحویل ہوئی تو قبلہ اول کی دیوار اس کی جگہ پر قائم رکھی تاکہ مساکین و فقراء کے لیے بھی جگہ رہے۔

اصحاب صفہ کے نکاح کر لینے، موت آجانے یا مسافرت کے اختیار کرنے کی وجہ سے ان کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔

حافظ ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیفہ میں ایک سو سے زیادہ ان کے نام شمار کیے ہیں۔ ان کی خواب گاہ بھی مسجد میں تھی یہ لوگ اس کے علاوہ کوئی دوسری جگہ نہیں رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بحکم الہی و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم (اور روکیے اپنی جان کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو) ان لوگوں کے ساتھ آپ کی ہم نشینی مخصوص تھی۔

دلا خوش باش کاں سلطان دیں را

بدر ویشاں و مسکیناں سرے ہست

اے دل خوش رہو کہ سلطان دین و دنیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیروں اور مسکینوں کے سردار ہیں۔

اکثر اوقات ان حضرات کی کئی کئی جماعتیں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے در پر بھوک کی تختی

اور انتہائی پریشانی سے پڑی رہتی تھیں۔ انھیں دیکھ کر آنے والوں کو خیال گزرتا تھا کہ شاید یہ دیوانے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے اور تسلی دیتے ہوئے فرماتے کہ تم لوگ بہ امن ہو۔ اور مزید فرماتے کہ اگر تم لوگ اپنے اس مرتبہ سے آگاہ ہو جاؤ جو تمہارا مرتبہ خدا کے سامنے ہے تو تم لوگ یہ خواہش کرنے لگو کہ فقر و فاقہ زائد ہو جائے۔

کبھی کبھی ان میں سے دو دو ایک ایک کو اپنے مالدار اصحاب کے سپرد فرما دیتے تھے کہ ان کی مہمانی کریں جو باقی رہ جاتے ان کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے، صدقات میں سے جو کچھ آتا ان کو دے دیتے، تحفہ تحائف میں بھی ان کا ایک حصہ تھا، ان کو اضياف المسلمین کہتے تھے۔

ایک پیالہ دودھ اور ستر اصحاب

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں (یہ خور اصحاب صفہ میں سے ہیں) میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے پاس سوائے ایک تہبند کے جو آدمی پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کوئی کپڑا نہ تھا سجدہ کے وقت ان کو ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے تاکہ ستر نہ کھل جائے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں اکثر بھوک کی شدت میں پیٹ سے پتھر باندھ لیتا تھا اور کلیجے کو زمین پر مارتا تھا۔ ایک دن میں قوم کی رہ گزر پر بیٹھا ہوا تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس راستے سے گزرے میں نے قرآن کی ایک آیت ان کو سنانے کے لیے پڑھی تاکہ وہ میری حالت کو دریافت کریں لیکن انہوں نے کچھ توجہ نہ کی اور چلے گئے اس کے بعد ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے مجھے اس حالت میں دیکھا تو مسکرا کر فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کی کہ لبیک یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ یہاں آؤ میں اٹھاؤ اور حضور کے پیچھے پیچھے حجرہ شریف پر پہنچا۔

ہدیہ میں دودھ کا پیالہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دودھ ہی کتنا ہے جس کے لیے اصحاب صفہ طلب فرمائے جاتے

ہیں اگر مجھے ہی دے دیتے تو میں پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا لیکن خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور ان کو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں بلا لایا سب آگے اور حضور کے حجرہ میں ایک جگہ بیٹھ گئے۔

آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! فرمایا دودھ کا پیالہ لو اور اصحاب کو دودھ پھر تو پیالہ اٹھا کر میں نے ان اصحاب کو دیا ہر ایک آسودہ ہو کر پیتا تھا اور دودھ اپنی مقدار میں باقی رہتا تھا۔ جب سب پی چکے تو میں نے پیالہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا تبسم کر کے فرمایا کہ بس ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا کہ صدقت یا رسول اللہ فرمایا بیٹھو اور جس قدر بھوک ہو پیو، میں نے دودھ کو خوب سیر ہو کر پیا باقی حضور کو دیا، حق جل و علا کا خطبہ شکر پڑھ کر پیالہ میں جو دودھ باقی بچا تھا نوش فرمایا۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

اور دوسرے وقت کے لیے بھی طعام میں کثرت اور برکت اور اصحاب صفہ کے لیے کافی ہونے کی روایت بھی ابو ہریرہ کے ذریعہ ثبوت کو پہنچی ہے۔

اصحاب صفہ کے لیے کھجور

متعدد روایتوں میں آیا ہے کہ جملہ انصاری اپنی کھجور سے خوشے لاتے اور ان خوشوں کو ایک رسی سے باندھ کر مسجد کے دو اسطوانوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے اس کے نیچے اصحاب صفہ کو بٹھاتے اور خوشوں کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ یہ لوگ بے تکلف کھائیں۔

ایک دن ایک آدمی نے خراب خرمہ کے خوشے لا کر لٹکائے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس صدقہ کا مالک اس سے بہتر خرے لانا چاہتا تو لاسکتا تھا لیکن اس نے نہ چاہا کہ قیامت

کے دن اس سے بہتر خرے کھائے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عن اصحابہ اجمعین۔ (مولف)
(جذب القلوب)

بعض اصحاب صفہ کا ترکہ

اصحاب صفہ انتہائی قانع اور صابر و شاکر رہا کرتے تھے عبادت و ریاضت ہی ان کا مشغلہ تھا بعض لوگ دن کو ازواج مطہرات کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتے تھے، زہد و پرہیزگاری ان کی زندگی کا ایک حصہ تھی ان میں سے بعض اصحاب کی وفات پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا وہ یہ ہے امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

احمد و طبرانی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

توفی رجل من اهل الصفة فوجد في منزره دينار فقال رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم كية ثم توفى آخر فوجد في منزره ديناران فقال رسول الله صلى الله
تعالى عليه وسلم كيتان.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اصحاب صفہ میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوا
ان کے ازار بند میں ایک دینار ملا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک داغ ہے۔ پھر
دوسرے کا انتقال ہوا ان کے ازار میں دو دینار ملے تو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو
داغ ہیں۔ (مولف)

احمد و ابن حبان ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال توفى رجل من اهل الصفة فوجد و في شملته دينارين فذكروا ذلك للنبي
صلى الله تعالى عليه وسلم فقال كيتان.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اصحاب صفہ میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوا ان کی چادر میں دو دینار ملے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ یہ دو داغ ہیں۔

(مولف)

احمد و ابن حبان اور امام بخاری سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

كنت جالسا عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فاتي بجنابة فقال هل ترك شيئا قالوا نعم ثلاثة دنانير فقال باصابعه ثلث كيات.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ آیا تو حضور نے فرمایا کہ کیا انہوں نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہاں تین دینار چھوڑے ہیں تو حضور نے انگشت مبارک کے اشارے سے فرمایا کہ تین داغ ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۳، ۵۰۴)

اصحاب صفہ کا قیام

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ اقدس میں جنوباً شمالاً یعنی دیوار قبلہ سے پائیں مسجد تک سو گز طول رکھتی تھی اور اسی قدر شرقاً و غرباً عرض تھا اور پائیں میں یعنی جانب شام ایک مسقف دالان جنوب رویہ تھا جسے صفہ کہتے اور اہل صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں سکونت رکھتے یہ بھی جزء مسجد تھا۔

علامہ طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں :

اهل الصفة فقراء المهاجرين و من لم يكن له منهم منزل يسكنه فكانوا يابون
الى موضع مظلل في مسجد المدينة .

اصحاب صفہ مهاجرین کے فقراء تھے اور ان میں سے جن کے لیے رہنے کا گھر نہ تھا وہ مسجد مدینہ
طیبہ کی سایہ دار جگہ میں رہتے تھے۔ (مولف)

وقال عبد الرحمن بن ابي بكر رضى الله تعالى عنهما قال كان اصحاب
الصفة الفقراء .

عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقراء و مساکین تھے۔

(مولف)

علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

الصفة بضم الصاد و تشدید الفاء موضع مظلل فی اخريات المسجد النبوی
تاوی الیه المساکین .

صفہ صاد کے پیش اور فا کی تشدید کے ساتھ، وہ سایہ دار جگہ جو مسجد نبوی کے آخر میں تھی جس میں
مساکین رہا کرتے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۷۹۔ التہمیر المنجد)

ایک دوسرے مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مسجد اقدس میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد اقدس میں حکم انور سے اصحاب صفہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم قیام پذیر تھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۹۷)



امت محمدیہ کے فضائل

نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامان شہ اہرار ہم

كذلك جمعناكم امة وسطا لتكولوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا
 اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے
 نگہبان و گواہ۔
 (البقرہ/۱۲۳)

امت محمدیہ کے فضائل

امت مرحومہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و خصائص بھی بے شمار ہیں اور یہ فضائل و خصائص بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوتے ہیں کیوں کہ آپ تابع و فرمانبردار امت رکھتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ انسان و جنات سب ہی آپ کی امت ہیں۔ لیکن اس خصوصیت و قابلیت کے لحاظ سے جو انسان میں ہے، عنایت ربانی انسانی رافت کے ساتھ ظاہر ہوئی اور آپ نے انسانوں میں ظہور فرمایا کنتم خیر امة اخرجت للناس تم تمام امتوں میں بہترین امت ہو۔ یہ خطاب بے واسطہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہے، ایمان میں سبقت پانے والے مقربین بارگاہ ہیں۔

اور فرمایا کہ تسمرون بالمعروف و تنہون عن المنکر نیکیوں کا حکم دیتے اور برائیوں سے بچاتے ہیں۔ درحقیقت یہی سبب افضلیت اور بہتری کی شرط ہے۔ صحابہ کرام میں یہ خوبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کی فضیلت کی وجہ سے اتم و اکمل اور سب سے فائق ہے کیوں کہ صحابہ کرام مشاہدہ جمال جہاں آرا اور آپ کے انوار و آثار کا بے واسطہ اقتباس و استفادہ کرنے میں مخصوص ہیں۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس امت کے اولین بعد والوں سے افضل ہیں اس کی ایک ترتیب بھی اس ضمن میں شارع علیہ السلام سے واقع ہے۔ فرمایا

خیر القرون قرنی الذین انا فیہم ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔

سب سے بہتر زمانہ میرا وہ زمانہ ہے جس میں میں ہوں پھر وہ جو ان سے متصل ہے پھر وہ جو ان سے متصل ہے۔

مشہور یہ تین مرتبے ہیں۔ اول صحابہ، دوم تابعین، سوم تبع تابعین۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث سے مرتبہ چہارم بھی معلوم ہوتا ہے جس کو اتباع تبع کہتے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم یفشوا الکذب پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ مطلب یہ کہ ان تین یا چار مرتبوں کے بعد جس طرح اوائل زمانہ میں دین، صدق، تصوف اور یقین میں جو ربط و ضبط تھا اس کے بعد کذب، جھوٹ اور افتراء عام ہو جائے گا۔

اس امت کے فضائل و خصائص علی الاطلاق بے شمار اس بارے میں اخبار و آثار بکثرت ہیں ان سب سے بڑی اور اتم و اکمل فضیلت یہی ہے کہ وہ امت محمدیہ میں ہیں۔ جس طرح یہ نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین اور تمام نبیوں کے فضائل و کمالات کے جامع ہیں اور آپ پر مکارم اخلاق اور صفات حمیدہ تمام ہیں۔ اسی طرح آپ کی امت خاتم الامم ہے اور کمال دین اور اتمام نعمت سے مخصوص ہے جیسا کہ فرمان الہی ہے کہ

اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتي

آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی تمام نعمتیں تم پر تمام کر دیں۔

حضرت موسیٰ کا امتی ہونے کی تمنا کرنا

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب توریت کی تختیوں میں امت نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریباً ستر صفات کو پڑھا تو انہوں نے بارگاہ الہی میں عرض کیا اے خدا! اس امت کو میری امت بنا دے۔ فرمان باری آیا کہ اے موسیٰ! اس امت کو تمہاری امت کیسے بناؤں وہ امت تو نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی اے سب تو مجھے ہی امت میں بنا دے۔ اس پر حق تعالیٰ نے انہیں اپنے اس ارشاد میں دو خوبیاں مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ فرمایا:

یا موسیٰ انی اصطفتیک علی الناس برسالتی و بکلامی فخذما آتیک و کن من الشاکرین.

اے موسیٰ میں نے تمہیں لوگوں پر اپنی رسالت اور اپنے کلام کے ساتھ برگزیدہ فرمایا تو تم لو میں نے جو تمہیں دیا اور شکر گزاروں میں ہو جاؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی اے خدا میں اس پر راضی ہو گیا۔

بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر توریت نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا اور اس میں انہوں نے اس امت مرحومہ کا ذکر پایا تو عرض کیا کہ اے خدا میں توریت کی ان تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو آخر بھی ہے اور سابق بھی ہے۔

مطلب یہ کہ وجود زمانی میں تو وہ آخری امت ہوگی اور فضل و شرف میں سابق یعنی اول و فائق ہوگی، ان کے لیے شفاعت کی جائے گی، ان کی دعاؤں سے بارشیں ہوں گی، ان کے سینوں میں کلام الہی محفوظ ہوگا جنہیں وہ از بر بطور حافظ پڑھیں گے، غنیمتوں کو کھائیں گے، اور صدقات کو ان کے اپنے ہی شکموں کے لیے گردانا گیا، یہ اسی امت کے خواص ہیں جن پر احکام کو آسان کیا گیا ہے اور غنیمتوں اور صدقات کو ان پر حلال کیا گیا۔ بخلاف پچھلی امتوں کے کہ یہ ان پر حلال نہ تھیں اور جب وہ کسی بدکارادہ کریں تو اسے نہ لکھا جائے گا اور جب وہ بدی کا ارتکاب کریں گے تو ایک ہی بدی لکھی جائے گی اور جب نیکی کا قصد کریں گے تو اسے لکھا جائے گا اور جب نیکی کر لیں گے تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور انہیں اول و آخر کا علم دیا جائے گا اور دجال کو وہ قتل کریں گے۔

امت محمدیہ کی افضلیت و اوصاف

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا اے رب تیرے نزدیک میری امت جیسی بھی کوئی امت ہے جس پر تو نے بادلوں کا سایہ فرمایا ہو، اور ان کے لیے من و سلویٰ اتارا ہو، حق تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا اے موسیٰ تم امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت کو نہیں جانتے۔ جتنا میرا فضل ہے تمام خلق پر اتنا تنہا اس امت پر ہے۔ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کیا اے رب مجھے اس امت کو دکھا دے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا تم ان کو دیکھ نہیں سکتے (کیوں کہ وہ آخر زمانے میں ہے) لیکن میں تمہیں ان کا کلام سنواتا ہوں، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ندا فرمائی تو سب نے بیک آواز جواب دیا۔

لیک اللہم لیک .

(حاضر ہوں اے خدا حاضر ہوں) حالاں کہ اس وقت وہ سب اپنی ماؤں اور باپوں کے رحموں اور پشتوں میں تھے۔ اس کے بعد حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا :

صلوتی علیکم و رحمتی سبقت غضبی و عفوی سبق عذابی .

میرا کرم تم پر ہے اور میری رحمت میرے غضب پر اور میرا مغفوم میرے عذاب پر سبقت کر گیا۔

اس سے پہلے کہ تم دعا مانگو، میں نے تمہاری دعا کو قبول کیا اور جو کوئی میرا ادراک اس حال میں کرے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتا ہو، میں اس کے تمام گناہوں کو بخش دوں گا، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حق تبارک و تعالیٰ نے چاہا کہ مجھ پر اس نعمت کا اظہار و احسان فرمائے۔ تو حق تعالیٰ نے فرمایا :

و ما کنت بجانب الطور اذ نادیناہ .

یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نشاء عصری میں جس وقت ہم نے تمہارے نور کو ندا کی اور ندا کی ہم نے تمہاری امت کو ندا کہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کا کلام سنائیں تو اس وقت آپ طور پر تشریف

فرمانہ تھے۔

اس حدیث کو قتادہ نے روایت کیا؛ اس میں اتنا اور زیادہ کیا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اے رب تعجب ہے کہ امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز کتنی اچھی اور پیاری ہے۔ اے پروردگار مجھے دوبارہ سنا۔

اور ابو نعیم حلیہ میں بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نبی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی فرمائی کہ جو کوئی مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا منکر ہے تو میں اسے آتش دوزخ میں جھونک دوں گا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون ہے؟ فرمان باری تعالیٰ ہوا کہ احمد وہ ذات گرامی ہے کہ میں نے اپنے نزدیک اس سے بڑھ کر گرامی تر کسی کو پیدا نہ فرمایا، اور زمین و آسمان کی پیدائش سے قبل اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا۔ اور اس وقت تک میری تمام مخلوق پر جنت حرام ہے جب تک کہ وہ اور اس کی امت اس میں پہلے داخل نہ ہو جائیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت آپ کی تبعیت میں داخلہ جنت میں دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پہلے ہے۔ اور جب مہمان عزیز ہے تو اس کا طفیلی بھی عزیز ہوگا۔ خلق سے مراد غیر انبیاء ہیں حالاں کہ جمیع خلق کہا گیا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ امت انبیاء سے فاضل تر یا برابر ہے، حاشا وکلا ایسا ہرگز ہرگز نہیں اس لیے کہ کوئی ولی، نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

امت کے بارے میں حضرت شعیا کی طرف وحی

حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت شعیا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نبی امی کو بھیجوں گا جو کہ بہرے کانوں، اندھی آنکھوں اور ان دلوں کو جو پردہ

غفلت سے پوشیدہ ہیں کھولے گا، اس کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اور اس کا مقام ہجرت مدینہ طیبہ اور اس کا ملک شام ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفتوں کا ذکر کیا، اللہ تعالیٰ نے یہاں تک فرمایا کہ ان کی امت کو تمام امتوں میں بہترین بناؤں گا، وہ نیکی کا حکم دے گی اور بدی سے روکے گی، میری وحدانیت کو مانے گی، مجھ پر ایمان لائے گی، مجھ سے اخلاص برتے گی، اور میں نے جو کچھ نبیوں پر نازل کیا ہے وہ سب کی تصدیق کرے گی، آفتاب و ماہتاب کی حفاظت کرے گی یعنی عبادت کے اوقات کے لیے ان کی محافظت کرے گی۔

خوش نصیب ہیں وہ دل، چہرے اور روحیں جو مجھ سے اخلاص برتی ہیں، میں انہیں تسبیح و تکبیر اور تحمید و توحید کو ان کی مجلسوں میں، ان کی آرام گاہوں میں اور ان کے سفر و حضر اور ہر حرکت و سکون میں الہام کروں گا۔ مسجدوں میں ان کی صفیں، فرشتوں کی صفوں کی مانند ہیں، فرشتے عرش کے گرد ہیں، وہ میرے دوست اور میرے مددگار ہیں، میں ان کے ذریعہ اپنا کینہ بت پرست دشمنوں سے نکالوں گا، وہ میرے لیے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور رکوع و سجود کے ساتھ نمازیں ادا کریں گے، وہ میری خوشنودی کی خاطر اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکلیں گے اور میری راہ میں جہاد و قتال کریں گے اور اور میں ان کی کتاب یعنی قرآن سے دیگر کتابوں کو، ان کی شریعت سے دیگر شریعتوں کو، اور ان کے دین سے دیگر دینوں کو ختم کروں گا۔

اور جو کوئی ان کے زمانہ کو پائے اور ان کی کتاب پر ایمان نہ لائے اور ان کے دین و شریعت کو نہ مانے وہ میرا نہیں ہے میں اس سے بیزار ہوں، میں نے انہیں ساری امتوں سے افضل اور اہمیت وسط بنایا جو تمام لوگوں پر گواہ ہیں۔ جب غضب میں آئیں گے تو میری تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگائیں گے اور جب نزاع کریں گے تو تسبیح کریں گے اور میری پاکی بیان کریں گے یعنی سبحان اللہ و بحمدہ کہیں گے۔ اور اپنے چہروں اور اعضاء کو پاک و صاف کریں گے اور منہوں سے اوپر ازار باندھیں گے، ہر چہ حائی و اتار پر اللہ اکبر کہیں گے اور خون بہا کر قربانی دیں گے۔ ان کی کتاب یعنی قرآن ان کے سینوں میں ہے۔

رات میں عبادت گزار اور دن میں شیر یعنی مجاہد ہیں۔ وہ کتنا خوش نصیب ہے جو ان کے ساتھ ہے، ان کے مذہب اور ان کی راہ و رسم پر ہے یہ میرا فضل ہے جسے میں چاہتا ہوں اسے دیتا ہوں میں خداوند فضل عظیم ہوں۔ اسے ابو نعیم نے روایت کیا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

امت کے بارے میں رب کا حضور سے مشورہ

امت مرحومہ کے اوصاف و خصائل اور رب تعالیٰ کے مشورہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بہم .

پیشک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں :

فقلت ما شئت یا رب ہم خلقک و عبادک .

میں نے عرض کی اے رب میرے جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔

فاستشارنی الثانية .

اس نے دوبارہ مجھ سے مشورہ پوچھا :

فقلت له کذلبک .

میں نے اب بھی وہی عرض کی :

فاستشارنی الثالثہ

اس نے سہ بارہ مجھ سے مشورہ لیا :

فقلت له كذلك .

میں نے پھر وہی عرض کی :

فقال تعالیٰ انی لن اخزیک فی امتک یا احمد .

اس پر رب عزوجل نے فرمایا اے احمد بیشک میں ہرگز تجھے تیری امت کے معاملہ میں رسوا نہ کروں گا۔

و بشرنی ان اول من یدخل الجنة معی من امتی سبعون الفامع کل الف سبعون الفالیس علیہم حساب .

اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہوں گے ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے حساب تک نہ لیا جائے گا۔

آگے حدیث اور طویل و جلیل ہے جس میں اپنے اور اپنی امت مرحومہ کے فضائل جلیلہ ارشاد ہوئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

امام احمد و ابن عساکر نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

(الاسن والعلی)

امت کی عمر

حدیث میں ہے دنیا کی عمر سات دن ہے میں اس کے پچھپے دن میں مبعوث ہوا۔ دوسری حدیث

میں ہے میں امید کرتا ہوں کہ میری امت کو خدائے تعالیٰ نصف دن اور عنایت فرمائے۔ ان حدیثوں سے امت کی عمر پندرہ سو برس ثابت ہوئی ان یومئذ عند ربک کالف سنة مما تعدون تیرے رب کے یہاں ایک دن تمہاری گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے۔

ان احادیث کے مطابق بعض علماء نے لکھا کہ یہ امت ہزار سال سے متجاوز نہ ہوگی اور بعض نے اس سے آگے بڑھنے کی طرف اشارہ کیا۔

امام احمد رضا بریلوی نے ان احادیث و علوم کے پیش نظر یہ تحقیق فرمائی کہ یہ امت پندرہ سو برس سے بھی آگے بڑھے گی آپ فرماتے ہیں ان حدیثوں سے جو استفاد ہو اس میں وہ توقیت کے منافی نہیں۔ جو اس علم (جفر) سے میرے خیال میں آئی ہے کیوں کہ یہاں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے رب عزوجل سے استدعا ہے آئندہ انعام الہی وہ جس قدر زیادہ عمر عطا فرمائے، جیسے جنگ بدر میں حضور نے صحابہ کرام کو تین ہزار فرشتے مدد کے لیے آنے کی امید دلائی۔

کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے اتار کر تمہاری مدد فرمائے، اس پر حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرشتوں کا اضافہ فرمایا کہ کیوں نہیں اگر تم صبر کرو اور تقویت پر رہو اور کافر ابھی کے ابھی تم پر آئیں تو تمہارا رب پانچ ہزار نشانوں والے فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ (المفلووظ حصہ اول)

یہ پچھلی امت ہے

حدیث میں ارشاد ہوا انتم تتمون سبعین امة من قبلکم و انتم آخرہم۔

تم سے پہلے ۶۹ امتیں گزریں اور تم سب سے پچھلے ہو۔ شب معراج رب العزت جل جلالہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا اغم علیک ان جعلتک اخر الانبیاء۔

کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمہیں سب سے پچھلا نبی کیا۔ عرض کی نہیں ارشاد فرمایا کہ

تمہاری امت کو اس بات کا غم ہوا کہ میں نے انہیں سب سے پچھلی امت کیا عرض کی نہیں اے رب میرے۔ ارشاد فرمایا میں نے انہیں اس لیے سب سے پچھلی امت کیا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں کسی کے سامنے رسوا نہ کروں۔

حساب کا پتہ نہ چلے گا

روز قیامت تمام امتوں کو منادی پکارے گا جب اس امت کی باری آئے گی ندا کرے گا کہاں ہیں امت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور دامن رحمت وسیع کیا جائے گا اس میں سب کو لے لیا جائے گا کسی کو ان کے حساب کا پتہ بھی نہ چلے گا۔

ایک حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرض کی اے رب میری امت کا حساب مجھے دے دے ارشاد فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیری امت میرے بندے ہیں خود حساب لوں گا اور خود ہی بخش دوں گا۔ روز قیامت دامن رحمت میں تمام امت کو جمع فرمایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا میں نے اپنے حقوق معاف کیے تم آپس میں ایک دوسرے کے حقوق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔ یہ سب صدقہ ہے سرکار کا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (المعلووظ حصہ سوم)

امت کے تہتر فرقے

(قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان تفرق امتی علی ثلاث و سبعین ملة کلہم فی النار الاملة واحدة ما انا علیہ و اصحابی .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب دوزخی ہیں سوا ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

ابن ماجہ انس سے اور احمد و طبرانی معاویہ سے اور عبد بن حمید سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سے راوی :

كلها في النار الا واحدة و هي الجماعة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب فرقے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت

(فتاویٰ الحرمین برجف ندوة المین)

ہے۔

امت محمدیہ کی تین خصلتیں

حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثلاث لم تسلم منها هذه الامة الحسد و الظن و الطيرة الا انبثكم بالمخرج

منها اذا ظنت فلا تحقق و اذا حسدت فلا تبغ و اذا تطيرت فامض .

تین خصلتیں اس امت سے نہ چھوٹیں گی حسد اور بدگمانی اور بدشگون، کیا میں تمہیں ان کا علاج نہ

بتادوں؟ بدگمانی آئے تو اس پر کار بند نہ ہو اور حسد آئے تو محسود پر زیادتی نہ کرو اور بدشگونی کے باعث کام

سے رک نہ رہو۔

اسے ائمہ ستہ نے کتاب الایمان میں امام حسن بصری سے روایت کیا۔ نیز ابن عدی ابو ہریرہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلفظ اذا حسدتم فلا تبغوا و اذا ظنتم

فلا تحققوا و اذا تطيرتم فامضوا و علی اللہ فتوکلوا .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارے دل میں حسد آئے تو زیادتی نہ کرو اور

بدگمانی آئے تو اسے جمانہ دو اور بدشگونئی آئے تو رکوع نہیں اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ (فتاویٰ افریقہ)

امت کا اول و آخر

امام ترمذی نے بسند حسن حضرت انس اور امام احمد نے حضرت عمار بن یاسر اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں عمار بن یاسر و سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی اور محقق دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بنظر کثرت طرق اس کی صحت پر حکم دیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر او آخرہ .

میری امت کی کہاوت ایسی ہے جیسے مینہ کہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اگلا بہتر یا پچھلا۔

شیخ محقق شرح میں لکھتے ہیں۔ کنایہ است از بودن ہمہ امت خیر چنانکہ مطر ہمہ نافع است۔

یعنی یہ پوری امت کے بہتر ہونے سے کنایہ ہے جیسا کہ بارش سب کی سب نفع بخش ہے۔

(مولف)

امت کا غلبہ

امام مسلم اپنی صحیح میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی :

لا تزال طائفة من امتی قائمة بامر اللہ لا یضرهم من خذلہم او خالفہم حتی

یاتی امر اللہ و ہم ظاہرون علی الناس .

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ خدا کے حکم پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ پہنچائے گا جو انہیں

چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آئے گا اس حال میں کہ وہ لوگوں پر غالب

ہوں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۸۲۔ اقامۃ القیامۃ)

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تزال طائفة من امتی ظاہرین علی الحق لا یضرہم من خذلہم و لا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ و ہم علی ذلک .

میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا انہیں نقصان نہ دے گا جو انہیں چھوڑے گا یا ان کا خلاف کرے گا وہ اسی پر رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے گا۔
(مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۷۶۔ تدبیر فلاح)

امتی کی عمر

حدیث میں فرمایا اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر سال کے درمیان ہے۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۳۴)

امت کی آزمائش

ابن قتیبہ کتاب الاثر بہ میں زید بن علی بن حسین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں :

انہ شرب ہو و اصحابہ نبیذا شدیدا فی ولیمۃ فقیل لہ یا ابن رسول اللہ حدثنا بحديث سمعته من آبائک عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النبذ فقال حدثنی ابی عن جدی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال ینزل امتی علی منازل بنی اسرائیل حذو القذوة بالقذوة و النعل بالنعل ان اللہ تعالیٰ ابتلی بنی اسرائیل بنہر طالوت و احل لہم منہ الغرقة و حرم منہ الری و ان اللہ ابتلاکم بہذہ النبذ و احل منہ الری و حرم منہ السكر .

زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے اصحاب نے ایک ولیمہ میں تیز نبیذ پی تو ان سے کہا گیا کہ اے ابن رسول ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی حدیث شریف نبیذ کے بارے میں بیان فرمائیے جو آپ نے اپنے آباء کرام سے سنی ہو فرمایا کہ میرے باپ نے میرے دادا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے ایک حدیث بیان کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت بنی اسرائیل کے مرتبے کے مقابل برابر برابر ہے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نہر طالوت سے آزمایا اور ان کے لیے اس کا ایک چلو حلال فرمایا اور سیرابی کو حرام، اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تم کو اس نبیذ سے آزمایا کہ اس سے سیرابی حلال اور اس کی نشہ آوری حرام کی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۵۵۔ الفقہ التجلی)

امت کے لیے پیشین گوئی

روی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال یشر بن ناس من امتی الخمر و یسمونها باسماء .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب پیئیں گے اور شراب کے مختلف نام رکھیں گے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ص ۵۶۔ الفقہ التجلی)

امت کے لیے حضور کی دعا

امام احمد و حاکم کنی میں اور بغوی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں ابو بردہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی

اللهم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالظن.

الہی میری امت کو اپنی راہ میں شہادت نصیب کر دشمنوں کے نیزوں اور طاعون سے۔

ماوردی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی
اللہم اجعل فناء امتی بالطعن و الطاعون۔

الہی میری امت کو دشمن کے نیزوں اور طاعون سے وفات نصیب کر۔

طبرانی اوسط میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا :

لا تفسی امتی الا بالطعن و الطاعون غدة كغدة الابل المقيم فيها كالشہيد و
الفار منها كالفار من الزحف۔

میری امت کا خاتمہ دشمن کے نیزوں اور طاعون سے ہی ہوگا، اونٹ کی سی گلٹی ہے جو اس میں ٹھہرا
رہے وہ شہید کے مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے وہ ایسا ہے جیسا کفار کو پیٹھ دے کر جہاد سے بھاگنے
والا۔

صحیح مستدرک میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون و خزاعدا انکم من الجن و هو لکم شہادة۔

طاعون تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور وہ تمہارے لیے شہادت ہے۔

مسند احمد و معجم کبیر میں ابو موسیٰ اور اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فرماتے ہیں

فناء امتی بالطعن و الطاعون و خزاعدا انکم من الجن و فی کل شہادة۔

میری امت کا خاتمہ جہاد و طاعون سے ہے کہ تمہارے دشمن جنوں کا چوکا ہے اور دونوں میں

شہادت ہے۔

طاعون امت کے لیے شہادت

شیرازی القاب میں معاذ سے رفاہ راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الطاعون رحمة لكم و دعوة نبيكم و موت الصالحين قبلكم و هو شهادة .

بیشک طاعون تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور اگلے نیکوں کی موت ہے اور وہ

شہادت ہے۔

احمد و طبرانی و ابن عساکر انہیں سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فيشهد الله به انفسكم و ذراريتكم و يزكي به اعمالكم .

اللہ تعالیٰ طاعون سے تمہیں اور تمہارے بچوں کو شہادت دے گا اور اس کے سبب تمہارے اعمال

سفرے کرے گا۔

طبرانی نے معجم اوسط اور ابو نعیم نے فوائد ابو بکر بن خالد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

الطاعون شهادة لامتي .

طاعون میری امت کے لیے شہادت ہے۔

احمد و ابن سعد عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

الطاعون شهادة لامتي و رحمة لهم و رجس على الكافرين .

طاعون میری امت کے لیے شہادت و رحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۸۲)

امت گمراہ نہ ہوگی

قوله عليه الصلاة و السلام لا تجتمع امتي على الضلالة

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۸، ص ۲۱۲۔ کتاب المنی والدرر)

قرض دار امتی

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من حمل من امتي دينا ثم جهد في قضائه ثم مات قبل ان يقضيه فانا وليه .

میرا جو امتی کسی دین کا بار اٹھائے پھر اس کے ادا میں کوشش کرے پھر بے ادا کیے مر جائے تو میں اس کا ولی و کفیل کار ہوں۔ اسے احمد نے سند جید سے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اوسط میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۸۳)

سحری اور افطار

حدیث میں فرمایا لا تزال امتي بخير ما عجلوا الفطر و اخروا السحر .
ہمیشہ میری امت خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۴۹)

امت اور عمامہ

دیلمی رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تزال امتی علی الفطرة ما لبسوا العمام علی القلائس.

میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپوں پر عمامے باندھے۔

ابو عبد اللہ محمد بن وضاح فضل لباس العمام میں خالد بن معدان سے مرسل راوی کہ رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان اللہ تعالیٰ اکرم هذه الامة بالعصائب . الحدیث .

بیشک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں سے مکرم فرمایا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۷۷، ۷۸)

امت اور نماز پنجگانہ

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نماز پنجگانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی، بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں صبح و شام وہ بھی ان سے نہ تھی۔

سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں :

ثم رددت الی خمس صلوات قال فارجع الی ربک فاسأله التخفیف فانه فرض علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بهما.

یعنی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انھیں بھی بجا نہ لائے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں:

ورد ان بنی اسرائیل کلفوا برکتین غداة و رکعتین بالعشی قیل و رکعتین عند الزوال فما قاموا بما کلفوا به .

بنی اسرائیل پر چار رکعت نماز فرض کی گئی دو صبح کو اور دو شام کو اور کہا گیا ہے کہ دو رکعت زوال کے وقت لیکن وہ انھیں بجا نہ لائے۔ (مولف)

اور امتوں کا حال خدا جانے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ پانچوں نمازیں ان میں کسی کو نہ ملیں، علماء نے بے خلاف اس کی تصریح فرمائی۔

مواہب شریف بیان خصائص امت مرحومہ میں لکھا

و منها مجموع الصلوات الخمس و لم تجمع لاحد غیرهم .

امت مرحومہ کے فضائل میں سے نماز پنجگانہ ہے کہ ان کے علاوہ کسی کے لیے پانچوں نمازیں جمع نہیں کی گئیں۔ (مولف)

شرح زرقانی مقصد معراج مقدس میں زیر حدیث مذکور نسائی لکھا۔

هذا هو الصواب و ما وقع فی البضاوی انه فرض علیہم خمسون صلاة فی

اليوم و الليلة فال السيوطي هذا غلط و لم يفرض على بنى اسرائيل خمسون صلاة قط بل و لا خمس صلاة و لم تجمع الخمس الا لهذه الامة و انما فرض على بنى اسرائيل صلاتان فقط كما في الحديث.

یہی درست ہے اور وہ جو بیضاوی میں ہے کہ بنی اسرائیل پر دن و رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں تو امام جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ یہ غلط ہے، بنی اسرائیل پر پچاس نمازیں کبھی بھی فرض نہ ہوئیں۔ پانچ بھی نہ ہوئیں، اور پانچ نمازیں صرف امت مرحومہ کے لیے جمع ہوئی ہیں ہاں بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض تھیں جیسا کہ حدیث میں ہے۔ (مولف)

معانی شیخ محقق دہلوی و شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی میں ہے۔

مجموع هذه الخمس من خصوصياتنا.

یعنی ان پانچوں کا مجموعہ ہماری خصوصیات میں سے ہے۔ (مولف)

معنی المنعمات میں ہے

مجموع خمس اوقات مخصوص این امت است۔

پانچوں اوقات کا مجموعہ اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ (مولف)

ابن ابی شیبہ مصنف اور ابوداؤد و بیہقی سنن میں بسند حسن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عشا کی نسبت فرمایا۔

اعتموا بهذه الصلاة فانكم فضلتم بها على سائر الامم و لم تصلها امة قبلكم.

اس نماز کو دیر کر کے پڑھو کہ تم اس سے تمام امتوں پر فضیلت دیے گئے ہو تم سے پہلے کسی امت

نے یہ نماز نہ پڑھی۔

پر ظاہر کہ جب نماز عشا ہمارے لیے خاص ہے تو پانچوں نماز کا مجموعہ بھی ہمارے سوا کسی امت کو نہ ملا۔ رہا ہمارے نبی سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کے سوا کسی نبی کو یہ پانچوں نہ ملنا علماء اس کی بھی تصریحیں فرماتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں ایک باب وضع فرمایا باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجموع الصلوات الخمس و لم تجمع لاحد۔
امام محمد محمد بن امیر الحاج حلبی حلیہ میں بعض علماء سے ناقل۔

ہذہ الصلوات تفرقت فی الانبیاء و جمعت فی ہذہ الامۃ۔

یہ پانچ نمازیں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں متفرق رہیں اور اس امت میں جمع کر دی گئیں۔
(مولف)

علامہ زرقانی شرح مواہب میں لکھتے ہیں :

لم یجتمع لاحد غیرہم من الانبیاء و الامم۔

امت مرحومہ کے سوا انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور امم سابقہ میں سے کسی کے لیے پانچ نمازیں جمع نہیں ہوئیں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۳-۱۹۴)

ذکر فی الحلیۃ عن بعضهم قال ہذہ الصلوات تفرقت فی الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام و جمعت فی ہذہ الامۃ ف ذکر الفجر لآدم و الظهر لابراہیم و العصر لسلیمن و المغرب لعیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام ثم قال و اما العشاء فنخصت بہا

هذه الامة .

حلیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ یہ نمازیں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں متفرق رہیں اور اس امت میں جمع کر دی گئیں۔ پھر ذکر کیا کہ فجر حضرت آدم کے لیے اور ظہر حضرت ابراہیم کے لیے اور عصر حضرت سلیمان کے لیے اور مغرب حضرت عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے پھر فرمایا کہ عشا اس امت کے ساتھ مخصوص ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۸)

نماز عشا امت مرحومہ کی خصوصیت ہے

حدیث سیدنا معاذ الصحیح المار فی العشا انکم فضلتم بہا علی سائر الامم .

سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نماز عشا کی وجہ سے تم تمام امتوں پر فضیلت

(مولف)

والے ہو۔

قال الامام السیوطی فی الباب المزبور اخرج البخاری عن ابی موسیٰ

الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اعتم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلة بالعشاء

حتى ابھار اللیل ثم خرج فصلى فلما قضی صلاته قال لمن حضره ابشروا ان من نعمة

اللہ علیکم انه لیس احد من الناس یصلی هذه الساعة غیرکم او قال ما صلی هذه

الساعة احد غیرکم .

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک

رات عشا کی نماز میں آدمی رات تک تاخیر فرمائی پھر تشریف لائے اور نماز پڑھی نماز پوری کرنے کے بعد

فرمایا جو حاضر ہے اس کو بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر یہ نعمت ہے کہ اس وقت کوئی تمہارے علاوہ دوسرا

نماز نہیں پڑھ رہا ہے۔ یا یہ فرمایا کہ اس وقت تمہارے علاوہ کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ (مولف)

امام سیوطی نے فرمایا کہ احمد و نسائی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال اخر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم صلاة العشاء ثم خرج الى المسجد فاذا الناس ينتظرون الصلاة فقال اما انه ليس من اهل هذه الاديان احد يذكر الله تعالى هذه الساعة غيركم.

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عشا میں تاخیر فرمائی پھر جب مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے فرمایا کہ ان دین والوں میں تمہارے سوا کوئی اس وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر رہا ہے۔ (مولف)

للبخاری و مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما لیس احد من اهل الارض .

بخاری و مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ روئے زمین میں کوئی نہیں ہے۔ (مولف)

زاد مسلم اللیلة . ينتظر الصلاة غيركم .

مسلم نے اور زیادہ کیا کہ رات کو سوائے تمہارے کوئی نماز کا انتظار کر رہا ہو۔ (مولف)

بخاری و مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے۔

و فيه ما ينتظرها احد من اهل الارض غيركم .

انہیں میں ہے کہ روئے زمین میں تمہارے علاوہ کوئی منتظر نماز نہیں ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۹، ۲۰۰)

امت بارش کی مانند ہے

امام ابن حجر نے فرمایا مسند ابی یعلیٰ میں ایک حدیث ہے۔

حدثنا جویریة بن اشرس قال اخبرنا عقبه بن ابی الصهباء الباهلی قال سمعت
الحسین یقول سمعت علیا یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثل امتی
مثل المطر لا یدری او له خیر ام آخره .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے معلوم نہیں کہ
اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۰۵۔ منیر العین)

امت کے لیے مجدد

مسلم میں ہے

ان اللہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لہا دینہا . صحیحہ
الحاکم و رواہ ابو داؤد .

بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لیے ایک مجدد بھیجے گا جو امت کے لیے اس کا دین
تازہ کرے گا۔ اسے حاکم و ابو داؤد نے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح کہا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۴۳۔ منیر العین)

اعضائے وضو روشن ہوں گے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان امتی یدعون یوم القیامة غرا محجلین من آثار الوضوء فمن استطاع منکم ان یطیل غرته فلیفعل.

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

ابو ہریرہ سے مسلم کے لفظ یہ ہیں

انتم الغر المحجلون یوم القیامة من اسباغ الوضوء فمن استطاع منکم فلیطیل غرته و تحجیلہ .

یعنی میری امت کے چہرے اور چاروں ہاتھ پاؤں روز قیامت وضو کے نور سے روشن و منور ہوں گے تو تم میں جس سے ہو سکے اسے چاہیئے کہ اپنے اس نور کو زیادہ کرے۔ یعنی چہرہ کے اطراف میں جو حدیں شرعاً مقرر ہیں اس سے کچھ زیادہ دھوئے اور ہاتھ نصف بازو اور پاؤں نیم ساق تک۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۵۹۔ بارق النور)

اضاعت مال سے ممانعت

عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال و انہی امتی عن اضاعۃ المال .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو اضااعت مال سے روک دیا ہوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۸۰۸۔ الطلۃ البدریۃ)

خطا و بھول پر مواخذہ نہیں

قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفع عن امتی الخطا و النسیان .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میری امت کی بھول پر مواخذہ نہیں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۱۹۸۔ بارق النور)

امت عافیت میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

کل امتی معافی الا المجاہرین۔

میری سب امت عافیت میں ہے سوا ان کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث روایت کی۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۵۵)

سز امتوں میں بہتر

اللہ تعالیٰ اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس۔

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ و اکمل اور حضور کی امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لا جرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین و امت والوں سے افضل و اعلیٰ۔

امام احمد ترمذی و ابن ماجہ و حاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

انکم تتمون سبعین امة انتم خیرھا و اکرمھا علی اللہ .

تم سترامتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

امت کا نور، نور انبیاء کے مثل ہوگا

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی :

اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے، میں نے انھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء و رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا، اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دخول جنت میں امت کی سبقت

امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری اور مفسر ثعلبی پھر علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں، حق جل و علانے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا :

الجنة حرام علی الانبياء حتی تدخلھا و علی الامم حتی تدخلھا امتک .

جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم نہ داخل ہو اور امتوں پر حرام ہے جب تک تمہاری امت نہ

جائے۔ (تجلی الیقین)

روز قیامت امت بلندی پر ہوگی

طبری تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

هو يرفق صلى الله تعالى عليه وسلم و امته على قوم فوق الناس .

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

ابن جریر و ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا و امتی يوم القيامة على قوم مشرفين ما من الناس احد الا و د انه منا .
الحديث .

میں اور میری امت روز قیامت بلندیوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم میں سے ہوتا۔
(تجلی الیقین)

اللہ کے دو ناموں پر امت کا نام

اسحاق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ مصنف میں امام کھول تابعی سے راوی :

امیر المؤمنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا امیر المؤمنین نے اس کے طمانچہ مارا یہودی بارگاہ رسالت میں ناشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین کو تو حکم دیا تم نے اس کے تھپڑ مارا ہے راضی کر لو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

بلکہ اویہودی آدم صغی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں، بلکہ اویہودی اللہ نے اپنے دوناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا۔ اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا بلکہ اویہودی بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔ (تجلی الیقین)

امت رسوائی سے محفوظ ہے

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

شب اسری مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اس میں دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پیچھے بھیجا میں نے عرض کی نہ، فرمایا کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا میں نے عرض کی نہ، فرمایا اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انھیں سب سے پیچھے اس لیے کیا اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)

اولیائے کرام اور مردان غیب

اس امت کے خصائص میں سے ان میں اقطاب، اوتاد، نجباء اور ابدال کے وجود کا ہونا بھی ہے۔

حدیث مرفوع میں بروایت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ابدال چالیس مردوزن ہیں جب

ان مردوزن سے کوئی مر جاتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے بدلے کسی دوسرے مردوزن کو پیدا فرماتا ہے۔ ابن خلال نے کرامات اولیاء میں اسے نقل کیا ہے۔

اور طبرانی اوسط میں اسے یوں روایت کرتے ہیں کہ زمین ایسے چالیس شخصوں سے خالی نہیں رہتی جو خلیل الرحمن (علیہ السلام) کی مانند ہیں ان کے ساتھ زمین قائم ہے اور ان کی برکت سے لوگوں کے لیے بارشیں ہوتی ہیں، ان میں کوئی نہیں مرتا مگر یہ کہ حق تعالیٰ کسی دوسرے مرد کو اس کا بدل فرمادیتا ہے۔ ان کا نام ابدال اسی بنا پر رکھا گیا ہے۔

اور بعض مشائخ نے فرمایا انھیں ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے بری صفتوں کو صفات حمیدہ سے بدل دیا ہے اور یہ صفات بشریت سے باہر آئے ہوئے ہیں۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ وہ خلیل الرحمن کی مانند ہیں یہ ان کی کمالی صفتوں میں سے ایک خاص صفت کمال مراد ہے جو انھیں صفات ہیں اور اس میں حضرت خلیل علیہ السلام سے مشارکت رکھتے ہیں۔ اور یہی مطلب مشائخ کرام کے اس قول کا ہے کہ ”ہر ولی نبی کے قدم پر ہے“ حاشا وہ نبی کے تمام صفات میں ہم مثل مراد نہیں ہے۔

اور ابن عدی کامل میں نقل کرتے ہیں کہ ان چالیس ابدال میں سے بائیس افراد ملک شام کے ہوتے ہیں اور اٹھارہ افراد ملک عراق سے اور جب حکم الہی ہوگا تو وہ سب انتقال کر جائیں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

ابو نعیم حلیہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اختیار امت پانچ شخص ہیں۔ اور ابدال چالیس ہیں نہ کہ پانچ سو۔ یہ چالیس سے نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ جب ان میں سے کوئی مرتا ہے تو دوسرا اس کے بدل میں آ جاتا ہے یہ تمام روئے زمین میں ہوتے ہیں۔

نیز حلیہ میں سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے چالیس مرد ایسے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے خلق کو بلاؤں سے محفوظ فرماتا ہے انھیں کو ابدال کہا جاتا ہے۔ انھوں نے یہ درجہ روزہ و نماز اور صدقہ سے نہیں پایا۔ حضرت ابن مسعود نے دریافت کیا پھر کس چیز سے یہ درجہ پایا فرمایا مسلمانوں کی خیر خواہی اور سخاوت سے۔ مطلب یہ کہ نماز، روزہ و صدقہ میں تو مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں لیکن ان کی وہ خاص صفت جس کی بناء پر انھیں یہ درجہ ملا یہی دو صفتیں ہیں۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص روزانہ یہ دعا مانگے کہ

اللهم ارحم امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم (اے خدا امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم فرما) تو حق تعالیٰ اسے ابدال میں لکھتا ہے۔

اور حلیہ میں ہے کہ جو روزانہ دس بار ان لفظوں کو کہے :

اللهم اصلح امة محمد اللهم فرخ عن امة محمد اللهم ارحم امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم. (اے خدا امت محمد کی اصلاح فرما اے خدا امت محمد پر کثرتاً فرما اے خدا امت محمد پر رحم فرما) تو اللہ تعالیٰ اسے ابدال میں لکھتا ہے۔

ابدال کی نشانی یہ ہے کہ ان سے اولاد پیدا نہیں ہوتی اور وہ کسی چیز پر لعنت نہیں کرتے۔

زید بن ہارون سے مروی ہے کہ ابدال اہل علم ہیں۔ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ابدال اگر محدثین نہ ہوں گے تو پھر کون ہوں گے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں ایک کتاب سے نقل کیا ہے کہ نقباء تین سو ہیں اور نجباء ستر، ابدال چالیس، اخبار سات، عمد (غالباً اوتاد) چار اور غوث ایک ہے۔ نقباء کا مسکن مغرب اور نجبا کا مسکن مصر اور

ابدال کا مسکن شام اور اختیار زمین میں سیاح ہیں۔ عمد زمین کے گوشوں میں ہیں۔ اور غوث کا مسکن مکہ مکرمہ ہے۔ اور جب کوئی امر عام عارض ہوتا ہے تو نقباء عا کرتے ہیں اور اس حاجت کے پوری ہونے کے لیے وہ عاجزی کرتے ہیں ان کے بعد نجباء، ان کے بعد ابدال، ان کے بعد اختیار، ان کے بعد عمد۔ اگر ان کی دعائیں مستجاب ہو جائیں تو فہماور نہ غوث عاجزی کرتے ہیں، گز گزاتے ہیں اور سوال کے تمام ہونے سے پہلے غوث کی دعا قبول کر لی جاتی ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

فقراء کے مدارج و مراتب

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ جب طالب سلوک کی راہ چلتا ہے تو اسے رفتہ رفتہ یہ درجات حاصل ہوتے ہیں۔

صلحا، سالکین، فانیین، واصلیین۔

اب ان واصلوں کے مراتب ہیں۔

نجباء، نقباء، ابدال، بدلاء، اوتاد، امامین، غوث، صدیق، نبی، رسول۔

تین پہلے سیرالی اللہ کے ہیں باقی سیر فی اللہ کے، اور ولی ان سب کو شامل ہے۔

(المسلمون حصہ چہارم)

افراد کسے کہتے ہیں

افراد کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ اجلہ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں ولایت کے درجات میں غوثیت کے بعد فردیت ہے۔

ایک صاحب اجلہ اولیائے کرام سے کسی نے پوچھا، حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں؟

فرمایا: ابھی ابھی مجھ سے ملاقات ہوئی تھی۔ فرماتے تھے جنگل میں ٹیلے پر ایک نور دیکھا جب میں قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے ایک صاحب اسے اوڑھے سو رہے ہیں میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا اٹھو مشغول بخدا ہو۔ کہا آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالت پر رہنے دیجیے۔ میں نے کہا کہ میں مشہور کیے دیتا ہوں کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ کہا میں مشہور کر دوں گا کہ یہ خضر ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے لیے دعا کرو، کہا دعا تو آپ ہی کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا

و فر اللہ حظک منہ .

اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔

اور کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائیے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالاں کہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نگاہ سے غائب ہو سکے۔

میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک اور اسی طرح کا نور دیکھا کہ نگاہ کو خیرہ کرتا ہے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا غیب سے ندا آئی اے خضر! احتیاط کیجیے۔ اس بی بی نے آنکھ کھولی اور کہا حضرت نہ ر کے یہاں تک کہ روکے گئے میں نے کہا اٹھ مشغول بخدا ہو۔ کہا حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے اپنی حالت پر رہنے دیں۔ میں نے کہا تو میں مشہور کیے دیتا ہوں یہ ولی اللہ ہے۔ کہا میں مشہور کر دوں گی یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا میرے لیے دعا کرو کہا دعا تو آپ کا حق ہے میں نے کہا تمہیں دعا کرنی ہوگی کہا :

و فر اللہ حظک منہ .

اللہ اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔

پھر کہا اگر میں غائب ہو جاؤں تو ملامت نہ فرمائے گا۔ میں نے (دل میں) کہا یہ بھی جاتی ہے

اس لیے ان سے کہا یہ تو بتائے جا کیا تو اسی مرد کی بی بی ہے؟ کہا ہاں۔ یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم تھا۔ یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔

(وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے) حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ لوگ "افراد" ہیں میں نے کہا وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رجوع لاتے ہیں فرمایا ہاں! شیخ عبدالقادر جیلانی۔

کیا غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں :

بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ انھیں مراقبے کی حاجت نہیں بلکہ انھیں ہر حال یوں ہی مثل آئینہ پیش نظر۔

ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب "عبداللہ" ہوتا ہے۔ وزیر دست راست عبدالرب اور وزیر دست چپ عبدالملک۔ اس سلطنت میں وزیر دست چپ، وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا۔ اس لیے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ۔

غوث اکبر و غوث ہر غوث حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ صدیق اکبر حضور کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم وزیر دست راست۔

پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا ہوئی۔ اس کے بعد امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے۔ پھر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی و امام

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر مولیٰ علی کو مرتبہ غوثیت عنایت ہو اور امامین محترمین سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے۔ پھر امام حسن سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث۔ حضور تنہا درجہ غوثیت کبریٰ پر فائز ہوئے۔ حضور غوث اعظم بھی ہیں اور سیدالافراد بھی۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک، سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔

غوث کے انتقال کے بعد ان کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے۔ امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے، اوتاد کی جگہ بدلا سے، بدلا کی جگہ ابدال سبعین سے، اور ان کی جگہ تین سونقبا سے، پھر اولیاء سے، اور اولیاء کی جگہ عامہ مومنین سے کر دیا جاتا ہے کبھی بلا لحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے۔

رجال الغیب

رجال الغیب، ملائکہ میں سے نہیں بلکہ انسانوں میں سے ہیں اور یہ بھی سلسلے میں ہوتے ہیں البتہ افراد، سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی کے ماتحت نہیں۔ اسی واسطے فرد کہلاتے ہیں سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

(المملفوظ حصہ چہارم)

اشعار

امت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء کے فضائل میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نازئیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامان شہ ابرار ہم

●

اہل صراط روح امیں کو خبر کریں
جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں

(حدائق بخشش)



حضور سرور کونین ﷺ
کے رشتہ دارو متعلقین

جس مسلمان نے دیکھا انھیں اک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

ﷻ اللہ (خمارنی و (خمارنی اصحابا و اصهارا
بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب و رشتہ دار پسند کیے۔
(الحديث)

چچاؤں کی تعداد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچاؤں کی تعداد میں مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد نو، بعض نے کہا کہ دس، اور بعض کا قول ہے کہ ان کی تعداد گیارہ ہے۔ مگر صاحب مواہب لدنیہ نے ”ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربی“ سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ حضور کے والد ماجد حضرت عبد اللہ کے علاوہ عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حارث (۲) ابوطالب (۳) زبیر (۴) حمزہ (۵) عباس (۶) ابولہب (۷) غیدق (۸) مقوم (۹) ضرار (۱۰) قثم (۱۱) عبد الکعبہ (۱۲) ححل۔

ان میں سے صرف حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اسلام قبول کیا۔ ابوطالب و ابولہب نے زمانہ اسلام پایا لیکن اسلام کی توفیق نہ پائی۔



سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعمارہ اور لقب سید الشہداء ہے۔ معجم بغوی میں مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس خدائے عزوجل کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ عزوجل کے نزدیک ساتویں آسمان میں لکھا ہوا ہے۔

حمزة اسد اللہ و اسد رسولہ . (اللہ اور رسول کا شیر)

ان کا اسلام لانا بعثت کے دوسرے سال میں تھا۔ بعض نے بعثت کے چھٹے سال میں دار ارقم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داخل ہونے کے بعد کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے تین دن قبل اسلام لائے۔ یہ غزوہ بدر میں موجود تھے اور انھوں نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کو مقابلہ میں قتل کیا۔

ان کے اسلام لانے کا سبب یہ تھا کہ ایک دن ابو جہل لعین حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا پہنچا رہا تھا اور دشنام طرازی کر رہا تھا اور حضور تحمل فرما رہے تھے۔ حضرت حمزہ شکار کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ان کی باندی نے بتایا کہ آج ابو جہل تمہارے بھتیجے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اس طرح ایذا پہنچا رہا تھا۔ حضرت حمزہ کو غصہ آیا اور ابو جہل کے پاس گئے۔ اور اپنی کمان سے اس کے سر پر مارا اور اس کا سر پھاڑ دیا اور اسلام لے آئے۔ اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت سرور ہوئے۔

اسلام میں سب سے پہلے جو علم تیار ہوا وہ حضرت حمزہ کے لیے تھا، اور جو پہلا لشکر بھیجا گیا وہ ان کا تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے تمام چچاؤں میں سب سے بہتر حمزہ ہیں اور فرمایا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کو مقتول دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ انھیں مثلہ کیا گیا ہے تو حضور کی چیخ نکل گئی اور فرمایا کہ میں آج جتنا مصیبت زدہ ہوں کبھی تمھاری مانند مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی مانند غضب ناک کھڑا ہوں گا جیسا کہ آج اس جگہ کھڑا ہوں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس دن شہادت پائی اس دن وہ ۵۹ سال کے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عمر میں چال سال بڑے تھے، بعض کتابوں میں دو سال کہا گیا ہے۔ (مولف)
(مدارج النبوة دوم، سیرت مصطفیٰ)

حضرت حمزہ کی نماز جنازہ

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

ایک اثر مرسل ابوداؤد نے مراسیل میں بسند ثقات ابومالک غفاری تابعی سے روایت کیا۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی علی قتلی احد عشرة عشرة فی کل
عشرة حمزة رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیشک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہدائے احد پر دس دس کر کے نماز جنازہ پڑھائی ہر دس
میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۶۔ انہی الحاجز)

حضرت حمزہ کا عرفان

ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل میں عطف مخزومی کی خالہ سے راوی :

ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز پڑھی اس وقت جنگل بھر میں کسی
آدمی کا نام و نشان نہ تھا بعد نماز مزار مطہر پر سلام کیا جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا :

من ینخرج من تحت القبر اعرف کما اعرف ان الله خلقنی و کما اعرف الیل
و النهار.

جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں اسے ایسا پہچانتا ہوں جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۶۴۔ حیات الموات)

حضرت حمزہ دافع البلاء ہیں

ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ پر فرمایا :

یا حمزة یا کاشف الکربات

یا ذاب عن وجه رسول الله

اے حمزہ اے دافع بلا اے حمزہ اے چہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۸۱)

کرنے والے۔



حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو الفضل ہے کیوں کہ ان کے سب سے بڑے فرزند کا نام فضل تھا ان کی نسبت سے یہ کنیت ہے اور وہ عبد اللہ بن عباس سے بڑے تھے لیکن حضرت عبد اللہ ہی ”ابن عباس“ سے مشہور ہوئے اور یہی ان کے نام پر غالب آ گیا۔

حضرت عباس کی والدہ کا نام نثیلہ بنت حباب بن کلب ہے۔ یہ سب سے پہلی عرب عورت ہیں جنہوں نے بیت الحرام پر دیبا کا غلاف چڑھایا اس لیے کہ حضرت عباس ایک مرتبہ بچپن میں گم ہو گئے تھے تو ان کی والدہ نے نذر مانی تھی کہ وہ آجائیں تو بیت اللہ پر غلاف چڑھائیں گی۔

حضرت عباس بڑے حسین و جمیل دو گیسو والے اور طویل القامت تھے۔ منقول ہے کہ لوگوں کا قد حضرت ابن عباس کے کندھوں تک پہنچتا تھا اور حضرت ابن عباس کا قد حضرت عباس کے کندھوں تک پہنچتا تھا اور حضرت عباس کا قد عبدالمطلب کے کندھوں تک۔

ان کی ولادت عام الفیل سے تین سال پہلے ہے یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو یا تین سال عمر میں زیادہ تھے اور وہ قریش میں سردار تھے اور بیت اللہ کی تعمیر اور اس کی دیکھ بھال ان کے سپرد تھی اور منصب سقایہ یعنی حاجیوں کو پانی پلانا بھی ان کے ہاتھ میں تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبہ کی رات جس میں انصار نے عقد بیعت کی تھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس مجلس میں انہوں نے فرمایا اے گروہ انصار تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں بزرگ و عظیم ہیں مبادا اس وقت جو تم عہد و پیمانہ باندھ رہے ہو تو تم توڑ دو۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

جب بدر کے قیدیوں میں ان کے بند سخت ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے کراہنے اور ان کی حالت کے تصور سے سونہ سکے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نیند نہ آنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا عباس کی وجہ سے اس کے بعد ایک شخص اٹھا اور ان کی بندشوں کو ڈھیلا کر دیا اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ تمام قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کر دی جائیں۔ اور یہ کہ حضرت عباس اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے اور مشرکوں کے جبر و قہر کی بنا پر ساتھ آئے تھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ جس کسی کو حضرت عباس ملیں وہ ان کو قتل نہ کرے اس لیے کہ انھیں جبر الا یا گیا ہے یعنی ناگواری اور عدم رضا سے ساتھ آئے ہیں کیوں کہ ابو جہل اور کافروں نے یہ نہ چاہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں رہیں اور بدر میں نہ جائیں۔

اہل سیر کہتے ہیں کہ بدر سے پہلے بھی وہ مسلمان تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکوں کے حالات اور ان کی خبریں لکھ کر بھیجا کرتے تھے اور مکہ مکرمہ میں باقی مسلمانوں کی اطلاعات دیا کرتے تھے اور حضور ان کی اطلاع پر اعتماد فرماتے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے سے پہلے ہی سے حضور ان سے محبت فرماتے تھے اسی بناء پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو لکھا تھا کہ میرے بعد تمہارا مکہ مکرمہ میں رہنا بہتر ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا اے میرے چچا اپنے گھر رہنا اور اپنے بچوں کو بھی باہر نہ بھیجنا میں کل تمہارے یہاں آؤں گا مجھے تم سے کام ہے پھر جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے یہاں رونق افروز ہوئے اپنی چادر مبارک ان سب پر ڈالی، ایک روایت میں ہے کہ ان سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی چادر شریف میں ڈھانپ لیا اور فرمایا۔

اے خدا یہ میرے چچا اور میرے والد کے قائم مقام ہیں اور ان کے یہ فرزند میرے اہل بیت ہیں ان سب کو آتش دوزخ سے ایسا ہی چھپا جس طرح میں نے انھیں اپنی چادر میں چھپا لیا ہے، اس پر ان سب نے آمین کہی اور گھر کے در و دیوار نے بھی آمین آمین کہی۔ ایک روایت میں ہے کہ گھر کا کوئی پتھر اور ڈھیلا

ایسا نہ تھا جس نے آمین نہ کہی ہو۔

ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سب کو اپنی چادر اقدس میں چھپالیا اور فرمایا:

اللهم اغفر للعباس و ولده مغفرة ظاهرة و باطنة لا تغادر ذنبا اللهم احفظه في ولده .

اے اللہ عباس اور ان کی اولاد کی طاہری و باطنی مغفرت فرما ان کا کوئی گناہ باقی نہ رہے اے اللہ ان کی اولاد کی حفاظت فرما۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ان کی شہادت سے دو سال پہلے ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر شریف اٹھاسی یا نواسی سال کی تھی وہ ۳۲ سال زمانہ اسلام میں رہے بقیع شریف میں وہ مدفون ہوئے اور ان کو ان کے فرزند حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قبر میں اتارا۔

خاتم المہاجرین

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت عباس مکہ سے ہجرت کر کے راہ میں حضور کے ساتھ شامل ہو گئے تھے حضور نے ان کے عیال کو مدینہ طیبہ بھیج دیا اور عباس کو اپنے ہمراہ رکھا اور وہ فتح مکہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہی تھے، حضور نے ان سے فرمایا تمہارے ساتھ اب ہجرت ختم ہو گئی۔ (مولف) (مدارج النبوة جلد دوم)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے

ہیں :

ابو یعلیٰ و طبرانی و شاشی و ابو نعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر و ابن النجار حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصوٰلاً اور رویانی و ابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسلہ راوی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مدینہ معظمہ سے عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو جاؤں اس کے جواب میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا۔

يا عم اقم مكانك الذي انت فيه فان الله يحسب بك الهجرة كما ختم بي

النبوة.

اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)



رضاعی برادران

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی یعنی دودھ شریک بھائیوں میں سے ایک تو حضور کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

دوسرے ابو سلمہ بن عبد الاسد، شوہرام اسلمہ ان کی والدہ برہ بنت عبد المطلب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں، ان کو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ثویبہ، ابولہب کی باندی نے اپنے بیٹے مسروح بن ثویبہ کا دودھ چار برس کے فرق سے پلایا، پہلے حضرت حمزہ کو، ان کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پھر عبد اللہ بن عبد الاسد کو ثویبہ نے دودھ پلایا۔

ابوسفیان بن الحارث جو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حارث کے بیٹے ہیں یہ بھی حضور کے رضاعی بھائی ہیں۔ ان کو اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیدہ دایہ حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔

اور حلیمہ سعدیہ کی اولاد بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بہن ہیں۔

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لشکر ہوازن پر تاخت کر رہا تھا تو ان میں ایک عورت قید ہو کر آئی اس نے کہا میں تمہارے آقا کی بہن ہوں، جب اسے حضور کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں آپ کی رضاعی بہن ہوں اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے مرحبا فرمایا اور اپنی چادر مبارک بچھا کر اس پر اسے بٹھایا اور گزشتہ حالات کی یاد سے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم مبارک میں آنسو آگئے حضور نے اس سے فرمایا اگر تم چاہو تو میرے پاس رہو، عزت و احترام اور محبت کے ساتھ رہو گی اور اگر تم چاہو تو تمہیں تمہارے لوگوں کی طرف لوٹا دوں اور حلہ و انعام و اکرام تمہیں عطا فرما دوں۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کی طرف جانا چاہتی ہوں پھر وہ مسلمان ہو گئی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے تین غلام و باندی اور بہت سے اونٹ و بکریاں مرحمت فرمائیں۔

مروئی ہے کہ بی بی حلیمہ سعدیہ بھی بارگاہ رسالت میں آئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا بھی بہت ادب و احترام اور اکرام و انعام فرمایا۔ اور ابولہب کی باندی ثویبہ کو بھی اکرام و انعام سے نوازا۔ ان کے اسلام لانے میں علماء اختلاف کرتے ہیں جس طرح کہ بی بی حلیمہ سعدیہ کے اسلام میں اختلاف ہے۔ یقیناً میں ان کا چھوٹا سا قبہ تھا جسے قبہ حلیمہ سعدیہ کہتے تھے (مگر اب نجدی ملعونوں نے اسے بھی شہید کر دیا ہے) کہتے ہیں کہ ان کی قبر پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغرض زیارت تشریف لے جایا کرتے تھے اور بی بی حلیمہ کے شوہر کے اسلام میں بھی اختلاف ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ انھوں نے اسلام قبول کیا۔

ثویبہ باندی کو ابولہب نے اس وقت آزاد کیا جب کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت طیبہ کا مژدہ لا کر اسے سنایا تھا۔ اسی بنا پر مروئی ہے کہ روزِ دو شنبہ یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ ثویبہ بارگاہ رسالت میں حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد آئی تو سیدہ خدیجہ نے اس کا احترام فرمایا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ اس کے لیے حلہ اور کپڑے بھیجا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ فتح خیبر کے بعد فوت ہو گئی۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم)

حلیمہ اور حارث بارگاہ رسالت میں

حضرت حلیمہ سعدیہ اور ان کے شوہر حضرت حارث سعدی کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حضرت حلیمہ جب روزِ حنین حاضر بارگاہ ہوئیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا۔ ان کے شوہر جن کا شیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

نوش فرمایا، حارث سعدی، یہ بھی شرف اسلام و صحبت سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے راہ میں قریش نے کہا اے حارث تم اپنے بیٹے کی سنو وہ کہتے ہیں، مردے جنیں گے اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ اے میرے بیٹے حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے فرمایا ہاں میں ایسا فرماتا ہوں اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتا دوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا یعنی روز قیامت۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے تھے اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو انشاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمائیں۔ اسے یونس بن بکیر نے روایت کیا ہے۔

(شمول الاسلام لاصول الرسول اکرام)



حضور کے موالی

اس جگہ موالی سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام مراد ہیں۔ اور وہ کئی

ہیں۔

(۱) زید بن حارثہ بن شرامیل بن کعب، یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور غلام سابقین اولین میں سے ہیں۔ جب انہوں نے اپنی قوم میں جانے سے انکار کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا اے لوگو تم گواہ رہو میں نے زید کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے وہ میرا متبنی ہے وہ میرا وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس کے بعد لوگ ان کو زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے یہاں تک کہ اسلام کا دور آیا تو حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ادعوہم لابانہم ہو اقسط عند اللہ .

منہ بولے بیٹوں کو ان کے اصلی باپ کے نام سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

پھر ان کو زید بن حارثہ کہہ کر بلایا جانے لگا۔ ایک قول کے مطابق یہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خط و کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے حضور نے ان کا نکاح اپنی باندی ام ایمن کے ساتھ کر دیا جن سے ان کے فرزند حضرت اسامہ پیدا ہوئے اس کے بعد ان کا نکاح حضرت زینب بنت جحش سے کر دیا۔ یہ غزوہ بدر، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک رہے یہ تیر اندازی میں مشہور صحابہ میں سے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب غزوہ مریسج کے لیے تشریف لے گئے تو مدینہ میں ان کو اپنا خلیفہ بنایا، ان کو سات لشکروں پر امیر مقرر کیا گیا۔ قرآن پاک میں ان کے علاوہ کسی صحابی کا نام مذکور نہیں فلما قضی زید منها و طراز و جنکھا الآية . یہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے اس روز وہ لشکر اسلام کے

امیر تھے انھوں نے پچپن سال کی عمر پائی۔

(۲) اسامہ بن زید بن حارثہ، لوگ ان کو ”حب رسول اللہ“ کہا کرتے تھے اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی آغوش مبارک میں ایک جانب حضرت امام حسن کو اور دوسری جانب حضرت اسامہ بن زید کو لیتے اور دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ یہ دونوں میرے محبوب ہیں تو بھی ان سے محبت فرما۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اسے لازم ہے کہ وہ حضرت اسامہ سے محبت رکھے۔ حضور کے وصال اقدس کے وقت یہ انیس یا بیس سال کے تھے انھوں نے ۷۵ سال کی عمر پائی۔ ان کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ اسح یہ ہے کہ ان کی وفات ۵۷ھ میں ہوئی۔

(۳) ثوبان بن بجدومہ، ان کی کنیت ابو عبیدہ یا ابو عبد الرحمن ہے، یہ سراقہ کے رہنے والے تھے جو مکہ و یمن کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یہ ہمیشہ سفر و حضر میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر رہے یہاں تک حضور اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ بعد میں یہ شام چلے گئے اور مقام رملہ میں سکونت اختیار کی ان کی وفات ۵۴ھ میں ہوئی۔

(۴) ابو کبشہ فارسی، ان کا نام سلیم ہے بعض نے کہا کہ اوس یا سلمہ ہے۔ یہ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے۔ جس دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے اسی دن (۱۳ھ) میں ان کی وفات ہوئی۔

(۵) آنسہ یا ابو آنسہ، ان کی کنیت ابو مرح ہے، یہ لوگوں کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حاضر ہونے کی اجازت لیتے تھے جب کہ لوگ اجازت چاہتے تھے حضور انھیں فرماتے کہ آنے کی اجازت دے دو، یہ بدر و احد میں شریک رہے اور خلافت صدیقی میں ان کی وفات ہوئی۔

(۶) صالح، ان کا لقب شقران ہے۔ انھیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ یہ بدر میں حاضر ہوئے مگر انھیں سہم نہ دیا گیا کیوں کہ اس وقت وہ غلام تھے لیکن وہ بدر کے قیدیوں پر محافظ تھے اور جو کوئی فد یہ دیتا اس میں سے کچھ انھیں مرحمت فرمادیتے تھے اس طرح ان کو اتنا کچھ حاصل ہو گیا جتنا دوسروں کو سہم میں نہ ملا تھا۔

(۷) رباح، یہ حبشی تھے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں کے حاضر ہونے کی اجازت لبا کرتے تھے اور یہ کبھی کبھی اذان بھی دیتے تھے۔

(۸) یسار، ان کو عربوں نے چراگاہ میں شہید کیا اور مثلہ کر دیا تھا۔

(۹) ابورافع، ان کا نام اسلم، یا ثابت، یا یزید، یا ابراہیم یا ہر مڑ ہے۔ بخاری نے اسلم کے ساتھ جزم کیا ہے یہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔

(۱۰) مویبہ، بعض ان کو ابو مویبہ اور ابو مویبہ کہتے ہیں۔ یہ مزینہ کے رہنے والے تھے اور غزوہ مریسج میں حاضر ہوئے یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اونٹ کو کھینچتے تھے۔

(۱۱) ابوالہبی، اصابہ میں ان کا نام رافع اور کنیت ابوالہبی بتایا ہے۔

(۱۲) مدغم، یہ حبشی ہیں ان کو رفاعہ بن زید بن جزامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہارگاہ رسالت میں پیش خدمت کیا یہ خیبر میں ایک نامعلوم تیر سے شہید ہوئے۔

(۱۳) زید، ہلال بن یسار کے دادا ہیں۔ ابن شاہین نے کہا ہے کہ زید قید خانہ میں مجبوس تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ بنی ثعلبہ میں پہنچ کر انھیں آزادی بخشی۔

(۱۴) عبید بن عبد الغفار، ان کو عبد اللہ بن الغفار بھی کہتے ہیں۔

(۱۵) سفینہ ابو عبد الرحمن، بعض کہتے ہیں کہ سیدہ ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غلام ہیں ان کو اس شرط پر آزادی دی تھی کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بجالایا کریں۔ سفینہ ان کا لقب ہے باختلاف روایت ان کا نام مہرمان یا ملہمان یا رومان یا کیسان یا فروخ ہے۔

(۱۶) مابور قبلی، یہ خواجہ سرا ہیں جو حضرت ماریہ ام ولد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عزیز ہیں انھیں مقوقس شاہ اسکندریہ نے سیدہ ماریہ کے ہدیہ میں بھیجا تھا۔

(۱۷) واقد یا ابو واقد، استیعاب میں واقد بغیر کنیت کے ذکر کیا گیا ہے۔

ان کے علاوہ ہشام، ابو ضمیرہ، حسین، ابو عسیب، ابو عبید، اسلم بن عبید، فلح، انجشہ حبشی، بازام، حاتم، بدر بن ابو عبد اللہ، رویفح، زید بن ہلال، سعید بن زید، سعید بن کندیہ، سلمان فارسی، سندر، شمعون، ضمیرہ، عبد اللہ بن اسلم ہاشمی، غیلان، فضالہ، نفیر، کریب، محمد بن عبد الرحمن، ناہیہ، مکحول، نافع ابوالسائب، مدیہ، نہیک، نفع، ہرمز ابو کیسان، وردان، ابواشیلہ، ابوالبشیر، ابو صفیہ، ابوقبیلہ، ابولبابہ، ابولقیط، ابوالیسر، ذکوان، وغیرہم بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزادہ کردہ غلاموں میں سے ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم)



محافظین بارگاہ رسالت ﷺ

کذا رچوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور ہر وقت اس تاک میں لگے رہتے تھے کہ اگر ایک ذرا بھی موقع مل جائے تو آپ کو شہید کر ڈالیں بلکہ بارہا قاتلانہ حملہ بھی کر چکے تھے، اس لیے آچھ جاں نثار صحابہ کرام باری باری سے راتوں کو آپ کی خواب گاہوں اور قیام گاہوں کا شمشیر بکف ہو کر پہرہ دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب کہ یہ آیت نازل ہو گئی۔

و اللہ بعصمک من الناس .

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب پہرہ دینے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مجھ کو میرے تمام دشمنوں سے بچائے گا۔ ان جاں نثار پہرہ داروں میں چند خوش نصیب صحابہ کرام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ روز بدر عریش میں شمشیر برہنہ لے کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرہانے کھڑے ہو کر پہرہ دے رہے تھے تاکہ کوئی مشرک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب نہ آسکے، ان کے فضائل و مناقب آسمان کے تاروں سے زیادہ ہیں۔

(۲) حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو اہل اوسی ہیں اور اکابر و اجلہ اصحاب میں سے ہیں انصار میں سے انھیں کا گھرانہ سب سے پہلے اسلام لایا یہ اپنی قوم میں مخدوم و پیشوا اور بزرگ تھے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں سید الانصار کا لقب مرحمت فرمایا تھا اور وہ بدر واحد میں حاضر ہوئے، روز احد وہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت

قدم رہے غزوہ خندق میں ان کی رگ اکھل میں تیر لگا اور ایک ماہ کے بعد اسی زخم سے ان کی وفات ہوئی۔

(۳) محمد بن مسلمہ انصاری مدنی اشہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تبوک کے سوا بدر اور تمام غزوات میں حاضر ہوئے اور وہ فضلاء صحابہ میں سے تھے اصحاب رسول اللہ میں سب سے پہلے انھیں کا نام محمد رکھا گیا یہ حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر قبل از ہجرت اسلام لائے اور ان کی تمام اولاد مسلمان ہوئی۔ ۴۶ھ یا ۴۷ھ میں ۷۷ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) ذکوان بن عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ میں حاضر ہوئے، اس کے بعد مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آئے، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اسی بنا پر ان کو مہاجر اور انصاری کہتے ہیں، بدر میں حاضر ہوئے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب احد کے لیے باہر تشریف لائے تو فرمایا جو ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرے جس کے پاؤں کو جنت کے سبزہ زاروں کو روندیں گے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

(۵) حضرت زبیر بن العوام قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صفیہ ان کی والدہ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں اور اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی زوجہ ہیں۔ یہ حضرت ابو بکر صدیق کے ہاتھ پر سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ کفار کی ایذاؤں کے سبب سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ روز احد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے اور غزوہ خندق میں وہ حضور کی نگہبانی کرتے تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے کچھ حواری و مددگار ہوتے ہیں اور میرے حواری میری امت میں سے زبیر ہیں۔

- (۶) سعد بن ابی وقاص سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ابی وقاص مالک کی کنیت ہے یہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے تیر چلایا۔ فاتح عراق و حاکم کوفہ ہوئے۔ یہ مستجاب الدعوات تھے۔ سترہ یا انیس سال کی عمر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے، ان کے ہاتھ پر مدائن اور ممالک عجم مفتوح ہوئے، شاہان فارس کی بنیادیں انہوں نے منہدم کیں۔ ۵۵ھ یا ۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی ان کی عمر شریف ستر سال سے کچھ زائد ہوئی بعض بیاسی سال بتاتے ہیں۔
- (۷) عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ بدر واحد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہت خدمت کرتے تھے اور غزوہ خندق میں انہوں نے حضور کی پاسبانی کا فریضہ انجام دیا تھا۔ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ان کی عمر شریف پچپن سال کی ہوئی۔
- (۸) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان کا نام خالد بن زید ہے، یہ قبیلہ بنی نجار سے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر تک ان کے گھر میں قیام فرمایا انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ضیافت و میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ عقبہ، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر رہے۔ زمین روم قسطنطنیہ میں ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے زمانہ میں وفات پائی اور قلعہ قسطنطنیہ کے نیچے دفن ہوئے۔
- (۹) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو مقرب بارگاہ اور خاصان درگاہ میں سے تھے وہ وادی القرئی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاسبان تھے۔
- (۱۰) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مواہب لدنیہ میں کہا گیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ روز حدیبیہ برہنہ شمشیر لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاسبانی میں حضور کے سرہانے کھڑے ہوئے تھے۔ (مولف)
(مدارج النبوة جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)



بارگاہ رسالت کے سفراء اور قاصد

وہ صحابہ کرام جن کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعوت اسلام و مکتوب گرامی کے ساتھ سلامتین و امر کی طرف بھیجا وہ خوش نصیب حضرات یہ ہیں :

کہاں بھیجا

اسمائے گرامی

- | | |
|---|--|
| شاہ حبشہ نجاشی کی طرف | (۱) عمر و ابن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| قیصر روم کی طرف | (۲) دینار بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| کسریٰ شاہ فارس کی طرف | (۳) عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| مقوقس شاہ اسکندریہ کی طرف | (۴) حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف | (۵) شجاع بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| ہودہ بن علی حنفی کی نب | (۶) سلیط بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| منذر بن ساوی والی بحرین کی جانب | (۷) علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| طائف کے باشاہ ذی الکلاع کی طرف | (۸) جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| حارث بن عبد کلال حمیری شاہ یمن کی طرف | (۹) مہاجر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| ملک عمان جلندر کے بیٹے جیفر و عبد کی جانب | (۱۰) عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ |
| دعوت اسلام لے کر اپنی قوم کی طرف | (۱۱) عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ |

بعض اہل سیر نے حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت معاذ بن جبل، و برہ بن محسن، اور ضعیب بن

زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفیروں اور قاصدوں کے ضمن میں شمار کیا ہے۔

مواہب لدنیہ میں امیر المومنین علی مرتضیٰ، عیینہ بن حصین، بریدہ، عباد بن بشر، رافع بن مکیث، ضاحک بن سفیان، بشیر بن سفیان، عبداللہ بن نسیر۔ کو بھی سفراء اور قاصدوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم)



بارگاہ رسالت کے خطیب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطیب ہونے سے مراد وہ خطیب نہیں جو جمعہ اور عیدوں میں خطبہ دیتے ہیں اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنفس نفیس خود جمعہ و عیدین کے خطبے دیا کرتے تھے بلکہ یہ خطیب کسی قوم کے خطیب ہوتے تھے کیوں کہ اگر کوئی قوم اپنی منافرت و مکابرت اور اپنے تعصب میں کھڑی ہو جائے تو یہ خطیب ان کے مقابل کھڑے ہو کر ان سے معارضہ و مصادقہ کرتا تھا اور بہ نصرت الہی غالب و مظفر رہتا تھا۔ جس طرح کہ بنی تمیم کے جہال آئے اور انہوں نے اپنے شعراء خطبا کے ذریعہ منافرت و برتری کا اظہار کیا تھا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان کے شاعروں سے معارضہ کرو ان پر حضرت حسان نے قصیدہ غراء برسمیل بدایت و ارتجال پڑھا اور غالب آئے۔ اسی طرح حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ان کے خطیبوں کا جواب دیں تو حضرت ثابت نے فی البدیہہ ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو ان کے فہم و فراست سے اونچا تھا جس سے وہ لوگ خاموش ہو گئے۔ یہ سب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید و تقویت اور آپ کی نصرت و اعانت تھی۔ اقرع بن حابس جو بنی تمیم کا بزرگ ترین شخص تھا کہنے لگا خدا کی قسم! حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تائید و نصرت عالم غیب سے کی جاتی ہے اور اس اقرار میں ہمیں کوئی باک نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطیب ہمارے خطیبوں اور حضور کے شاعر ہمارے شاعروں سے بہت برتر و افضل ہیں۔ پھر وہ حق و انصاف کی راہ پر آگئے اور سب مطیع و منقاد ہو گئے۔

حضرت ثابت بن قیس

ان کی کنیت ابو محمد یا ابو عبد الرحمن تھی یہ انصار کے خطیب تھے اور ان کو خطیب رسول اللہ، کہا جاتا تھا جس طرح حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شاعر رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ حضرت ثابت احد اور بعد کے تمام

غزوات میں حاضر ہوئے اور جنگ یمامہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں شہید ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو ثابت بن قیس کو بلایا انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میں حضور کو اس چیز سے روکتا اور باز رکھتا ہوں جس سے خود کو اور اپنی اولاد کو منع کرتا ہوں تو اس کی جزا میرے لیے کیا ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمھاری جزا جنت ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم)



سُبْحَانَ اللَّهِ
وَرَبِّ الْعَالَمِينَ

موزنین بارگاہ رسالت ﷺ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ

موزنین بارگاہ رسالت ﷺ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک موزن حضرت بلال بن رباح حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کی والدہ حمامہ ہیں ان کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو حازن ہے وہ سراقہ کے رہنے والے تھے۔ یہ مکہ و یمن کے درمیان ایک مقام ہے قدیم و صادق الاسلام اور طاہر القلب تھے اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اپنا اسلام ظاہر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ابو بکر سیدنا اعتق سیدنا یعنی بلال حضرت صدیق ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال کو آزادی دی۔

مشہور یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت بلال شام چلے گئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چند اصرار کیا کہ وہ مدینہ میں رہیں اور ان کے لیے اذان کہیں یہاں تک کہ وہ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے ابو بکر اگر تم نے مجھے رضائے الہی کے لیے خرید کر آزاد کیا ہے تو اب بھی مجھے چھوڑ دو گے اور آزادی دو گے۔ پھر وہ شام چلے گئے۔ ابن عبد البر استیعاب میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اذان کہی۔

مروی ہے کہ ابو جہل ملعون نے حضرت بلال کو دیکھا اور اس نے کہا تم بھی وہی کہتے ہو جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں اور ان کو پکڑ کر منہ کے بل اوپر سے گرا دیا اور دھوپ میں لٹا کر ان کے سینہ پر چکی کا پاٹ رکھ دیا۔ حضرت بلال برابر احدا احدا کہتے رہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کسی دوست کو بھیجا یہاں تک کہ اس نے ان کے لیے بلال کو خرید لیا۔ اور جب حضرت فاروق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت آیا تو ان سے اجازت طلب کی۔ حضرت فاروق نے فرمایا کیا چیز تم کو میرے پاس رہنے اور اذان کہنے سے روکتی ہے حضرت بلال نے عرض کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اذان کہی ہے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اذان کہی ہے کیوں کہ وہ ولی نعمت تھے۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے زمانہ میں شام تشریف لے گئے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف فرما تھے پھر انہوں نے ان کے لیے اذان کہی اور حضرت عمر اور ان کے تمام ساتھی رونے لگے۔ اور بیان کرتے ہیں کہ اس دن سے کسی کو اتنا شدید روتا ہوا نہ دیکھا گیا۔ (اسی طرح ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں ہوا) انہوں نے دمشق میں وفات پائی اور باب صغیر کے پاس مدفون ہوئے ان کی وفات ۲۰ھ یا ۱۸ھ میں ہوئی ہے۔

حضرت ابن ام مکتوم

دوسرے مؤذن حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کا نام عبد اللہ بن عمر۔ ایک اور قول سے عمرو بن قیس بن زائدہ ہے۔ اور بعض عبد اللہ بن صریح بن قیس بتاتے ہیں۔ جس نے عبد اللہ بن زائدہ کہا ہے اس نے ان کے جد کی طرف نسبت کی ہے۔ وہ قرشی عامری ہیں جو بنی عامر بن لوی سے ہیں۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عبد اللہ بن مخزومی تھا قدیم الاسلام کی ہیں اور حضرت مصعب بن عمیر کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مدینہ کی۔

واقعی نے کہا ہے کہ بدر کے کچھ عرصہ بعد ہجرت کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ میں اکثر غزوات میں ان کو خلیفہ بنایا ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ تیرہ مرتبہ ان کو خلیفہ بنایا۔ اور غزوہ تبوک میں بھی ان کو خلیفہ بنایا تھا اور امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل و عیال پر چھوڑا تھا۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اذان کہا کرتے تھے انھیں کے حق میں سورہ عبس و تولى نازل ہوئی۔ مدینہ طیبہ میں وفات پائی بعض کہتے ہیں کہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابو محذورہ

تیسرے موزن حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کا نام اوس بن مغیرہ جمحی قرشی ہے ان کی کنیت ان کے نام پر غالب آگئی۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے، مکہ مکرمہ میں اذان دیا کرتے تھے اور مکہ میں ابو محذورہ کی اذان میں ان کے بھائیوں میں سے جو بنی سلیمان بن ربیعہ بن سعد بن جمح میں سے تھے وارث ہوئے۔

وہ مکہ مکرمہ میں ۵۹ھ میں فوت ہوئے ایک قول یہ ہے کہ اس کے بعد فوت ہوئے۔ انھوں نے ہجرت نہیں کی اور ہمیشہ مکہ میں ہی رہے تھے ان سے ان کے بیٹے عبد الملک اور عبد اللہ بن محیریز اور ابن ابی ملیکہ نے روایت کی ہے۔ مسلم اور اربوعہ نے ان سے روایت نقل کی ہے کہ ابو محذورہ اذان میں ترجیع کرتے تھے اور اقامت میں تنبیہ کرتے تھے اور حضرت بلال اذان میں ترجیع نہیں کرتے تھے اور اقامت میں افراد کرتے تھے اور بعض موزن نہ اذان میں ترجیع کرتے اور نہ اقامت میں تنبیہ کرتے تھے ہر ایک نے اس میں سے ایک طریقہ کو اختیار کیا ہے۔

حضرت سعد قرظ

چوتھے موزن سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کو سعد قرظی بھی کہتے ہیں ان کا نام سعد بن عائد ہے اور حضرت عمار بن یاسر کے مولیٰ ہیں اور سعد قرظ کے ساتھ مشہور ہیں ان کو صحبت حاصل ہے۔

سعد قرظ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ قرظ کی تجارت کرتے تھے اور اس سے بہت نفع کھاتے تھے اس

سے پہلے جس چیز کی بھی تجارت کرتے تھے نقصان اٹھاتے تھے پھر انھوں نے قرظ کی تجارت کو لازم کر لیا۔
 قرظ، ورقِ سلم کو کہتے ہیں جس سے چمڑے کو پکایا جاتا ہے اور ایسے چمڑے کو ادم قرظی کہتے ہیں۔
 حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مسجدِ قبا شریف میں موزن مقرر فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینی چھوڑ دی تو حضرت سعد قرظی کو مسجدِ نبوی شریف میں منتقل کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اپنی تمام حیات اذان دیتے رہے ان کے بعد ان کی اولاد میں اذان متوارث ہوئی یہاں تک کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ تک یہ ان کی اولاد میں رہی اور ان کے بعد بھی۔

بعض روایتوں میں آیا ہے کہ مسجدِ نبوی میں اذان دینے کے لیے حضرت فاروقِ اعظم نے سعد قرظی کو منتقل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ پہلے حضرت ابو بکر کے لیے وہ اذان دیتے تھے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اور یہ اس بات پر مبنی ہو سکتا ہے جب کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے شام کی جانب منتقل ہو گئے یا تو حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں یا حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔ حضرت سعد قرظی حجاز پر حجاج کی حکومت کے زمانہ تک یعنی ۹۴ھ تک زندہ رہے۔

(مولف)

بلال کو جنت میں حضور نے آگے دیکھا

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف اور انھیں حضور کے جنت میں دیکھنے سے متعلق امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا اے بلال کیا سبب ہے کہ میں جنت میں تشریف لے گیا تو تم کو آگے آگے جاتے دیکھا عرض کی یا رسول اللہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں جب وضو کرتا ہوں دو رعت نماز نفل پڑھ لیتا ہوں فرمایا یہی سبب ہے۔

(المسلفوظ حصہ اول)

جنت میں بلال کی پہچل

مسلم اپنی صحیح اور ابوداؤد طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه قالوا هذا بلال ، ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ما هذه قالوا هذه الغميصاء بنت ملحان .

میں جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل سنی میں نے پوچھا یہ کیا ہے ملائکہ نے عرض کی یہ بلال ہیں پھر تشریف لے گیا پہچل سنی پوچھا کہا غميصاء بنت ملحان ، یعنی ام سلیم مادر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ان کا انتقال خلافت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوا۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اسے تقریب میں بیان کیا ہے۔

امام احمد و ابویعلیٰ بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل میں بسند حسن ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

دخلت الجنة ليلة اسرى بي فسمعت في جانبها و جسا فقلت يا جبريل ما هذا قال هذا بلال الموزن .

میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشہ میں ایک آواز نرم سنی پوچھا اے جبریل یہ کیا ہے عرض کی یہ بلال موزن ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (عرفان شریعت حصہ سوم)

حضرت بلال کا خواب

ابن عساکر سند جید سے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان بلالا رای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و هو یقول له ما هذه الجفوة یا بلال اما ان لک ان تزورنی فانتبه حزینا خائفنا فرکب راحلته و قصد المدینة فاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل ینکی عنده و یمرغ وجهه علیہ .

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار انور پر حاضر ہو کر رونا شروع کیا اور اپنا منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۹)

بلال کو توکل کی تاکید

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ خرے جمع دیکھے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کی شی اذخرتہ لغد۔

میں نے آئندہ کے لیے جمع کر رکھے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے اعدد ذلک لا ضیالک .

حضور کے مہمانوں کے خیال سے انہیں رکھا ہے۔

فرمایا اما تخشی ان یکون لک دخان فی نار جہنم انفق یا بلال و لا تخش من

ذوی العرش اقلالا .

کیا ڈرتا نہیں کہ تیرے لیے آتش دوزخ کا دھواں ہواے بلال خرچ کر اور عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کر۔

اسے بزار نے بسند حسن اور طبرانی نے کبیر میں ابن مسعود سے اور ابو یعلیٰ و طبرانی نے اوسط میں بسند حسن اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک بار انھیں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے بلال فقیر مرنا اور غنی ہو کر نہ مرنا۔ عرض کی اس کی کیا سبیل ہے فرمایا جو ملے نہ چھپانا اور جو مانگا جائے منع نہ کرنا (ظاہر ہے کہ جب نہ مال چھپانا ہونہ کسی کا سوال رد کیا جائے تو ساکلمین کسی وقت بھی کچھ پاس نہ چھوڑیں گے) عرض کی کہ ایسا کیوں کر کروں فرمایا ہو ذاک او النار۔

یا تو یوں ہی کرنا ہو گا یا آگ۔ اسے طبرانی نے کبیر میں، ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۳)

اذان فجر کے لیے بلال کو تنبیہ

قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لبلاى رضى الله تعالى عنه لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا و مديديه عرضا. اه .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس وقت تک اذان نہ دو جب تک صبح یوں روشن نہ ہو جائے اور آپ نے دونوں ہاتھوں کو عرض میں پھیلا دیا۔

(شائم العنبر)

اذان فجر اکثر عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت بلال چوں کہ دیگر اوقات کے ساتھ طلوع فجر سے پہلے بھی ایک اذان دیا کرتے تھے، مگر جب ابن ام مکتوم موجود نہ ہوتے تو وہ فجر کی اذان بھی پکارتے تھے وہ چوں کہ طلوع فجر سے پہلے تاریکی میں اذان دینے کے عادی تھے اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے اذان فجر سے متعلق فرمایا کہ جب صبح روشن ہو جائے تب اذان دو۔ (مولف)

بلال کی پہلی اذان

ابن ماجہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان صاحبكم قد رأى رؤيا فاخرج مع بلال الى المسجد فالتقىها عليه و لناد بلال فانه اندى صوتا منك قال فخرجت مع بلال الى المسجد فجعلت الفيتها عليه و هو ينادى بها.

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی (عبد اللہ بن زید) نے خواب دیکھا ہے تو اے عبد اللہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف جاؤ، تم تلقین کرو اور بلال پکار کر اعلان کریں کہ وہ تم سے بلند آواز ہیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا، میں بلال پر کلمات اذان تلقین کرتا اور حضرت بلال اسے پکار کر دہراتے۔ (مولف)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے۔

جب عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں اذان دیکھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی ارشاد ہوا بلال کو سکھا دو کہ ان کی آواز بلند تر ہے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی جب تکبیر کہنی چاہی عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نادم ہوئے اور عرض کی خواب تو میں نے دیکھا تھا میں

تکبیر کہنا چاہتا ہوں فرمایا تو تم ہی کہو انہوں نے تکبیر کہی۔

اسے امام احمد و ابو داؤد اور طحاوی نے عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۶۲)

ام نوار کے گھر کی چھت پر بلال کی اذان

ابن سعد طبقات میں نوار ام زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قالت كان بيتي اطول بيت حول المسجد فكان بلال يوذن فوقه من اول ما يوذن الى ان بنى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم المسجد فكان يوذن بعد على سقف المسجد وقد رفع له شئ فوق ظهره .

حضرت زید بن ثابت کی ماں نوار رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ مسجد کے پڑوس میں میرا گھر سب سے اونچا تھا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابتداء سے اسی پر اذان دیتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد بنالی اور اس کی چھت پر کچھ اونچا کر دیا تو اسی پر اذان دینے لگے۔ (مولف)

(شائم العنبر)

ابو محذورہ کو موزن مقرر فرمایا

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف شریف فتح فرمایا اذان ہوئی بچوں نے اس کی نقل کی ان میں ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے ان کی آواز بہت اچھی تھی حضور نے آپ کو بلایا اور سر پر دست مبارک رکھا اور ان کو موزن مقرر فرما دیا۔ ماں نے برکت کے لیے پیشانی کے ان بالوں کو جن پر دست اقدس رکھا گیا تھا محفوظ رکھا جس وقت بال کھولے جاتے تو زمین پر آجاتے تھے۔ (المملووظ حصہ دوم)

عبداللہ بن ام مکتوم کی اذان

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کی اذان دیا کرتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر چار اوقات کی، ایک روایت میں ہے کہ طلوع فجر سے پہلے حضرت بلال ایک اذان دیا کرتے تھے تاکہ روزہ رکھنے والے سحری کھائیں اور نماز تہجد پڑھنے والے بیدار ہو جائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری کھاؤ پو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں، صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

قال كان رجلا لا ينادى حتى يقال له اصبح اصبح.

وہ اذان نہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان سے کہا جاتا صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔

ابن ام مکتوم امی تھے انھیں وقت کا صحیح اندازہ نہیں ہوتا تھا اس لیے انھیں کہنے کی حاجت ہوتی تھی کہ صبح ہو گئی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۳۶۔ حجاز البحرین)



کاتبان بارگاہ رسالت ﷺ

زنا لوجنا الیکن کما لوجنا الی نوح ز النبیس من بعدہ

بے شک اے مجاہد، ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

(النساء/۱۶۳)

کاتبان بارگاہ رسالت ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کئی کاتب تھے، بعض وحی کی کتابت کرتے تھے اور بعض سلاطین و امرا وغیرہ کے نام خطوط لکھا کرتے تھے اور بعض صدقات کے اموال کی کتابت کرتے تھے اور بعض مداینات، معاملات اور شروط وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خط و کتابت سے پاک و منزہ تھے اور اکثر صحابہ بھی عرب کی عادت کے مطابق اس ہنر سے عاری تھے تو لامحالہ ان اصحاب میں سے جو خط و کتابت کے ہنر سے متصف تھے انہیں اس خدمت پر مقرر کیا جاتا تھا۔

کاتبان وحی

روضۃ الاحباب میں فرماتے ہیں کہ کاتبوں کا تقرر اس طرح تھا کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وحی کی کتابت کیا کرتے تھے۔ اگر یہ دونوں موجود نہ ہوتے تو حضرت ابی بن کعب اور زید بن ثابت لکھا کرتے تھے اگر ان چاروں صحابہ میں سے کوئی موجود نہ ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے جو موجود ہوتا اس سے لکھواتے تھے۔

جو صحابہ کرام قرآن کی نازل ہونے والی آیتوں اور دوسری خاص خاص تحریروں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق لکھا کرتے تھے ان معتمد کاتبوں میں خاص طور پر مندرجہ ذیل حضرات قابل ذکر ہیں۔

- | | | | |
|-----|------------------------|-----|----------------------|
| (۱) | حضرت ابو بکر صدیق | (۲) | حضرت عمر فاروق اعظم |
| (۳) | حضرت عثمان غنی | (۴) | حضرت علی مرتضیٰ |
| (۵) | حضرت طلحہ بن عبید اللہ | (۶) | حضرت سعد بن ابی وقاص |

- | | | | |
|------|---------------------|------|------------------------------------|
| (۷) | حضرت زبیر بن العوام | (۸) | حضرت عامر بن فہیرہ |
| (۹) | حضرت ثابت بن قیس | (۱۰) | حضرت حنظلہ بن ربیع |
| (۱۰) | حضرت زید بن ثابت | (۱۲) | حضرت ابی بن کعب |
| (۱۳) | حضرت امیر معاویہ | (۱۴) | حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم |

(مولف)۔ (مدارج النبوة دوم و سیرت مصطفیٰ)

قرآن کے اعراب

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی، عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمان غنی و حضرت زید بن ثابت و امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسے لکھتے ان کی تحریروں میں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۰)



خدا م بارگاہ رسالت ﷺ

رضی اللہ عنہم

خدا م بارگاہ رسالت ﷺ

زیستہ تمام ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شمع نبوت کے پروانے تھے اور انتہائی جاں نثاری کے ساتھ آپ کی خدمت گزاری کے لیے سبھی تن من دھن سے حاضر رہتے تھے مگر پھر بھی چند ایسے خوش نصیب ہیں جن کا شمار حضور تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصوصی خدام میں ہے۔ ان خوش بختوں کی مقدس فہرست میں مندرج ذیل صحابہ کرام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت انس بن مالک

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشہور و ممتاز خادم ہیں انھوں نے دس برس مسلسل ہر سفر و حضر میں آپ کی وفادارانہ خدمت گزاری کا شرف حاصل کیا ہے ان کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص طور پر یہ دعا فرمائی تھی کہ

اللهم اكثر ماله وولده و ادخله الجنة .

اے اللہ اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کی ان تین دعاؤں میں سے دو دعاؤں کی مقبولیت کا جلوہ تو میں نے دیکھ لیا کہ ہر شخص کا باغ سال میں ایک مرتبہ پھلتا ہے اور میرا باغ سال میں دو مرتبہ پھلتا ہے اور پھلوں میں مشک کی خوشبو آتی ہے اور میری اولاد کی تعداد ایک سو چھ ہے جن میں ستر لڑکے اور باقی لڑکیاں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ میں تیسری دعا کا جلوہ بھی ضرور دیکھوں گا یعنی جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ انھوں نے دو ہزار دو سو چھیالیس حدیثیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور حدیث میں ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان کی عمر سو برس سے زائد ہوئی بصرہ میں ۹۱ھ یا ۹۲ھ یا ۹۳ھ میں وفات پائی۔

امام احمد رضا بریلوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

وقد كان انس بن مالك رضى الله تعالى عنه يخدم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم على شبع بطنه .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بلا معاوضہ صرف بھرپیت کھانے پر کرتے تھے۔ (مولف)

(خیر الآمال فی حکم الکسب والسوال)

ربیعہ بن کعب سلمی

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وضو کرانے کی خدمت انجام دیتے تھے یعنی پانی اور مسواک وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو جنت کی بشارت دی تھی ۶۳ھ میں وفات پائی۔

ایمن بن ام ایمن

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک چھوٹی مٹک جس سے آپ استنجا اور وضو فرمایا کرتے تھے ہمیشہ آپ ہی کی تحویل میں رہا کرتی تھی۔ یہ جنگ خیبر کے دن شہادت سے سرفراز ہوئے۔

عقبہ بن عامر مہنی

یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے نچر کی نگام تھامے رہتے تھے۔ قرآن مجید اور فرائض کے علوم میں بہت ہی ماہر تھے اور اعلیٰ درجہ کے فصیح و خلیب اور شعلہ بیان شاعر تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حکومت کے دور میں ان کو مصر کا گورنر بنا دیا تھا۔ ۵۸ھ میں مصر کے امیر ہی ان کا وصال ہوا۔

حضرت ارفع بن شریک

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹ پر کجاوہ باندھنے کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ذر غفاری

یہ بہت ہی قدیم الاسلام صحابی ہیں انتہائی تارک الدنیا اور عابد و زاہد تھے اور دربار نبوت کے بہت ہی خاص خادم تھے ان کے فضائل میں چند حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔ ۳۱ھ میں مدینہ منورہ سے کچھ دور ”بذہ“ نامی گاؤں میں ان کا وصال ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

امام احمد رضا بریلوی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق یہ حدیث نقل کی ہے جس سے ان پر حضور اکرم الا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کرم نوازی کا اندازہ ہوتا ہے۔
ابوداؤد میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

ما لقیته صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قط الا صافحنی و بعث الی ذات یوم و لم اکن فی اہلی فلما جنت اخبرت بہ فاتیتہ و هو علی سریر فالتزمتنی فکانت تلک اجود و اجود۔

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا آیا تو خبر پائی، حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ فرماتے، گلے سے لگایا تو اور زیادہ جید اور نفیس تر تھا۔
(وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

مہاجر مولیٰ ام سلمہ

یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ پانچ برس تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کا بھی شرف حاصل کیا۔ بہت ہی بہادر مجاہد بھی تھے۔ مصر کو فتح کرنے والی فوج میں شامل تھے کچھ دنوں تک مصر میں رہے پھر ”ملحاً“ چلے گئے اور وہاں

اپنی وفات تک مقیم رہے۔

حضرت حسین موٹی عباس

یہ پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام تھے اور دن رات آپ کی خدمت کرتے تھے پھر آپ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس کو عطا فرمادیا اور یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہو گئے، لیکن چند ہی دنوں کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اس لیے آزاد کر دیا تھا کہ یہ دن رات بارگاہ نبوت میں حاضر رہیں اور خدمت کرتے رہیں۔

نعیم بن ربیعہ سلمی

یہ بھی خادمان بارگاہ رسالت کی فہرست خاص میں شمار کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود

یہ سادس الاسلام صاحب نعلین و مسواک و مکیہ و عصا والے تھے یہ تمام چیزیں ان کے سپرد تھیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو یہ نعلین مبارک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنانے جب حضور نشست فرماتے تو پائے اقدس سے نعلین اتارتے اور اپنی آہستہوں میں محفوظ رکھتے تھے۔ آپ مقرران بارگاہ اور حاضرین مجلس مبارک میں سے تھے چنانچہ آنے والے لوگ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل میں سے خیال کرتے تھے۔ آپ نے مدینہ طیبہ میں ۳۱ھ یا ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں وفات پائی ایک قول یہ ہے کہ آپ کی وفات کوفہ میں ہوئی۔ ان کی عمر شریف ۶۲ سال کی ہوئی آپ سے خلفاء اربعہ اور دیگر صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے روایتیں لی ہیں۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

فرماتے ہیں :

بخاری مسلم ترمذی نسائی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قدمت انا واخي من اليمن فمكثنا حينما ما نرى الا ان عبد الله بن مسعود
رجل من اهل بيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لما نرى من دخوله و دخول امه
على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم.

میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو مدت تک ہم سمجھا کیے کہ عبد اللہ بن مسعود حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت سے ہیں انھیں اور ان کی ماں کو جو بکثرت کا شانہ رسالت میں آتے جاتے
دیکھتے تھے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علقمہ سے مروی میں ملک شام میں گیا دو رکعت پڑھ کر دعا مانگی الہی
مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر فرما پھر ایک قوم کی طرف گیا ان کے پاس بیٹھا تو ایک شیخ تشریف لائے میرے
برابر آ کر بیٹھ گئے میں نے پوچھا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نے کہا میں نے اللہ
عزوجل سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ہم نشین مجھے میسر کرے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملائے فرمایا تم کون ہو میں
نے کہا اہل کوفہ سے فرمایا :

اوليس عندكم ابن ام عبد صاحب النعلين و الوسادة و المطهرة .

کیا تمہارے پاس عبد اللہ بن مسعود نہیں ہیں وہ نعلین و مسند خواب و ظروف و وضو و طہارت

والے۔

یعنی جن کے متعلق یہ خد متیں تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس مجلس میں تشریف فرما
ہوں نعلین اٹھا کر رکھیں، اٹھتے وقت سامنے حاضر کریں، سوتے وقت بچھونا بچھائیں، اوقات نماز پر پانی حاضر
لائیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۹۲۔ حجاز البحرین)

ابن مسعود کی نسبت حدیث میں ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

تمسکوا بعهد ابن ام عبد.

ان کے عہد کو لازم پکڑو۔

اسے ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

مرقاۃ میں ہے اسی لیے ہمارے ابام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت و قول کو خلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں۔

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (ابن مسعود کے بارے) میں فرماتے ہیں :

ان اشبه الناس دلا وسمتا وهديا برسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لابن ام عبد.

بیشک چال و حال روش میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بخاری و ترمذی و نسائی نے حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کنیف ملیء علما.

ایک گٹھری ہیں علم سے بھری ہوئی۔

نہایت یہ کہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

رضیت لامتی ما رضی لہا ابن مسعود.

میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمایا جو کچھ عبد اللہ بن مسعود اس کے لیے پسند کرے۔

اسے حاکم نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۴۱۲-۴۱۳، جزء ۱، بحرین)

حضرت ابوالحمر

ان کا نام ہلال بن الحارث تھا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص ہیں۔ وفات نبوی کے بعد یہ مدینہ سے حمص چلے گئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

حضرت ابوالسبح

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام تھے پھر آپ نے ان کو آزاد فرما دیا مگر یہ دربار نبوت سے جدا نہیں ہوئے بلکہ ہمیشہ خدمت گزاروں میں مصروف رہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اکثر یہی غسل کرایا کرتے تھے ان کا نام ”آباد“ تھا۔

حضرت بلال حبشی

ان کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں ان کی منقبت میں صرف یہی روایت کافی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

السباق اربعة انا سابق العرب و بلال سابق الحبشة ، الحدیث .

سبقت لے جانے والے چار شخص ہیں میں اہل عرب پر سبقت لے گیا اور بلال اہل حبشہ پر سبقت لے گئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

ابو بکر سیدنا اعتق سیدنا یعنی بلالا .

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہیں انہوں نے ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد فرمایا۔

حضرت بلال دمشق میں ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ ایک قول ہے کہ ۱۸ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر شریف ساٹھ سال سے زائد ہوئی۔ ایک روایت ستر سال کی بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نفقات کی خدمت ان کے سپرد تھی۔

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں :

حضرت مولوی قدس سرہ المصنوعی مثنوی شریف میں حدیث ثرائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا اس پر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

(احکام شریعت اول)

یا رسول اللہ ہم دونوں آپ کی گلی کے غلام ہیں ہم نے بلال کو آپ ہی کی رضا و خوشنودی کے لیے

آزاد کیا ہے۔

بارگاہ رسالت کے ان خالص خدام کے علاوہ دیگر خدام صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام

یہ ہیں۔

حضرت سعد موٹی ابی بکر۔ ذوتمر۔ بکیر بن شداخ لیثی۔ شریک۔ اسد بن مالک اسدی۔ ہند۔

اسماء۔ ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاری۔ جزر بن مالک۔ سالم۔ سابق بن حاطب۔ ابو سلام۔ ابو سعیدہ مولائے

رسول اللہ۔ ام ایمن۔ خولہ۔ ام رافع۔ میمونہ بنت سعد۔ ام عیاش۔ سلمی۔

(مؤلف)
(مدارج النبوة دوم، سیرت مصطفیٰ)



شعراء وحداء

بارگاہ رسالت ﷺ

توشہ میں غم و اشک کا سماں بس ہے
افغان دل زاری حدی خواں بس ہے
رہبر کی رہ نعت میں گر حاجت ہو
نقش قدم حضرت حسان بس ہے

اللهم لولا انت ما اتدبنا
ولا تمدقنا ولا صلينا

خدا گواہ یا رسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ نماز پڑھتے۔

(ابن رواحہ)

شعرائے بارگاہ رسالت ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعرائے کرام میں سے جو حضرات کافروں کے شر کو اسلام اور مسلمانوں سے دفع کرتے اور باز رکھتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح کرتے اور کافروں کی ہجو و مذمت کرتے تھے۔ وہ تین اشخاص شمار کیے گئے ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت۔ کعب بن مالک اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

روضۃ الاحباب میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خدام شعراء مردوں میں سے ایک سوساٹھ تھے اور عورتوں میں سے بارہ تھیں۔ (انتہی)

ان تین اشخاص کے سوا مشاہیر شعرا اور بھی تھے مثلاً جاہلیت کے شاعر نابغہ ہے جو طویل العمر تھا وہ سویا ایک سو اسی برس کی عمر پائی تھی۔ اسکی عجیب و غریب حکایتیں اور قصے مشہور ہیں۔ دوسرے لبید بن ربیعہ ہیں جو جاہلیت و اسلام میں شریف تھے جن کی ایک سو چالیس یا ایک سو ستاون سال کی عمر تھی۔ تیسرے حبان وائل ہیں جن کی مثالیں اور کہاوتیں فصاحت و بلاغت میں زبان زد اور مشہور ہیں جیسا کہ مائل نے شہادت میں اور شیخ ابن حجر نے اصابہ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حبان وائل کی کہاوتیں فصاحت و بلاغت میں مشہور ہیں۔ ان کو ابن عساکر نے تاریخ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ از قسم مخضر مین ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت اور عہد اسلام پایا تھا انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور کوئی ثبوت ایسا وارد نہیں ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے ہوں خواہ وہ حضور کی حیات میں اسلام لائے ہوں یا نہ لائے ہوں اور یہ باتفاق محدثین صحابی نہیں ہیں اگرچہ بعض علماء نے ان کو معرفۃ الصحابہ کی کتابوں میں بہت زیادہ ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے تصریح کی ہے کہ ان کا تذکرہ طبقہ صحابہ کے متصل ہونے کی بناء پر کیا گیا ہے ورنہ وہ صحابی کے طبقہ میں سے نہیں ہیں۔

ابونعیم اپنی کتاب خطبات میں کہتے ہیں کہ سہان عرب کا غیر مدافع خطیب تھا جب یہ خطبہ دیتا تو وہ ایک حرف کو دوبارہ نہیں کہتا تھا نہ وہ ٹھہرتا اور نہ وہ سوچتا تھا بلکہ تسلسل جاری رہتا تھا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سہان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعرا میں سے نہ تھا۔ اس نے نہ تو حضور کو دیکھا اور نہ خلفاء اربعہ ہی کو پایا ہے مگر اس کا مسلمان ہونا متحقق ہے خواہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لائے ہوں یا بعد میں۔

حسان بن ثابت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو الولید ہے یا عبد الرحمن یا ابو الحسام۔ ان کا نام حسان بن ثابت بن المنذر بن حرام انصاری نجاری مرزی شاعر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ جاہلیت و اسلام کے فحول شعراء میں سے ہیں اہل عرب نے اس پر اجماع کیا ہے کہ وہ اہل بدر و اہل یرب ہیں۔ یہ اشعر یعنی اول درجہ کے شاعر ہیں ان کے بعد عبد القیس پھر ثقیف ہیں اور اس پر بھی اجماع کیا ہے کہ اشعر اہل مدینہ حضرت حسان بن ثابت ہیں ان کی اور ان کے والد ثابت، ان کے دادا منذر، ان کے جد اعلیٰ حرام ہر ایک کی عمریں ایک سو بیس سال کی ہوئیں۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ عرب میں ان کے سوا کوئی اور کسی کا سلسلہ نسب ایسا علم میں نہیں ہے جن کے اجداد کی چار پشتیں مسلسل ایک عمر کی گزری ہوں۔ ان کے بیٹے عبد الرحمن بن حسان بن ثابت جب اس کو بیان کرتے تو خود کو سیدھا ڈال کر پاؤں پھیلا دیتے اور خوب ہنستے اور اپنے مرنے سے بے فکر ہو جاتے اور گمان کرتے کہ میں بھی اتنی ہی عمر پاؤں گا لیکن یہ اڑتالیس سال ہی میں فوت ہو گئے۔

اہل سیر بیان کرتے ہیں کہ ان کی جاہلیت کے اشعار، اسلام کے شعروں سے زیادہ اجود و عمدہ

تھے۔ اس لیے کہ اسلام کذب سے باز رکھتا اور اس سے منع کرتا ہے۔ اور شعروں کو کذب اور تو صیغ میں مبالغہ ہی زینت دیتا ہے اور ایسی تزئین ناحق ہے یہ سب کذب ہے۔ حضرت حسان ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں زندہ رہے۔ انھوں نے نابغہ اور آشی کو پایا اور ان کے سامنے اپنے اشعار پڑھے اور ان دونوں نے ان کو مسلم رکھا اور کہا کہ تم شاعر ہو۔ حضرت حسان نے مشرکین قریش کی مذت کی اور ان لوگوں کی ہجو کی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رفیع میں گستاخی کرتے تھے۔

کعب بن مالک

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوسرے شاعر حضرت کعب بن مالک ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن یا ابو عبد اللہ ہے۔ یہ انصاری خزرجی، سلمی، مدنی صحابی عقبی ہیں عقبہ ثانیہ میں حاضر ہوئے اور یہ ان ستر اصحاب میں سے ایک ہیں جو عقبہ ثالثہ میں حاضر ہوئے تھے۔ غزوہ بدر میں ان کے حاضر ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے اور یہ تمام غزوات میں حاضر ہوئے ہیں بجز غزوہ تبوک کے بعض کہتے ہیں کہ بدر میں بھی حاضر ہوئے۔ غزوہ احد میں یہ گیارہ زخموں سے مجروح ہوئے اور یہ ان تین اصحاب میں سے ایک ہیں جنہوں نے غزوہ تبوک سے تخلف کیا تھا۔ اس کے بعد توبہ کی اور رحمت الہی کے خواست گار ہوئے تو حق تعالیٰ نے رحم فرمایا اور ان کی توبہ مقبول ہوئی۔

یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاعروں میں سے تھے اور یہ عمدہ شاعر اور مطیع تھے جاہلیت میں ان پر شعر گوئی غالب آگئی تھی اور وہ اس میں مشہور ہو گئے تھے۔ اور ان کا کام یہ تھا کہ وہ کافروں کو جنگ سے ڈراتے تھے جس طرح حسان بن ثابت ان کی ہجو کرتے اور ان کی قباحتیں اور برائیاں بیان کیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور ان سے ان کے بیٹوں عبد اللہ، عبد الرحمن، محمد، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت جابر بن عبد اللہ اور ابو جعفر محمد

باقرا اور بہت سوں نے روایت کی ہے ۵۰ھ یا ۵۳ھ میں فوت ہوئے ان کی عمر ستر سال کی ہوئی۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت عبداللہ بن رواحہ

حضو اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیسرے شاعر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہیں۔ یہ انصاری خزرجی سابقین اولین اور نقباء انصار میں سے تھے۔ عقبہ کمالیہ، غزوہ احد و خندق اور تمام
مشاہدات میں حاضر ہوئے بجز فتح مکہ اور مابعد کے غزوات کے۔ کیوں کہ وہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے
تھے۔ یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاعروں میں سے ہیں ان کا کام یہ تھا کہ مشرکوں کو کفر و
بت پرستی پر توبیح و تنبیہ کرتے تھے۔

مذکورہ تینوں شعرائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا صحابہ میں اور شعرا بھی بیان کیے گئے
ہیں۔ (موانف) (مدارج النبوة جلد دوم)

حسان نے شفاوی

شاعر بارگاہ رسالت حضرت حسان بن ثابت انصاری کی شعر گوئی سے متعلق امام احمد رضا بریلوی
قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ہجاءم حسان فشفاء و اشتفاء.

حسان نے کافروں کی ججوکھی تو شفاوی شفاوی۔ مسلم نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
سے روایت کیا۔

جب کفار قریش نے شان اقدس ارفع حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اشعار گستاخی کئے۔ عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم جواب ہوا انہوں نے جواب دیا حضور نے نا کافی پایا پھر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا ان کا جواب بھی پسند خاطر اقدس میں نہ آیا۔ پھر حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد ہوا انہوں نے کفار کی بجو کہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لقد شفیت باحسان و اشتفیت۔

حسان تم نے شفا دی اور شفا لی۔ ابن عساکر عن ابی سلمة بن عبد الرحمن رضی اللہ

تعالیٰ عنہما

حسان کے لیے صدیقہ نے مسند بچھوائی

حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر آئے ام المؤمنین نے ان کے لیے مسند بچھوائی عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے گزارش کی آپ انہیں مسند پر بٹھاتی ہیں۔ وقد قال ما قال ام المؤمنین نے فرمایا

انه كان يجيب عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و يشفى صدره من

اعدائه .

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا کرتے اور رنج اعدا سے سینہ اقدس کو شفا دیتے۔ اسے ابن عساکر نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا۔ (الاسن والعلی)

حضور نے حسان کے لیے مسند بچھوائی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

لیے منبر بچھاتے اور وہ اس پر قیام کر کے نعت اقدس سناتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۱۷)

صحیح بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علیٰ زوجہا الکریم و ابیہما و علیہا وسلم سے ہے۔

قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یضع لِحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او ینافع و یقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ یزید حسان بروح القدس ما نافع او فاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد اقدس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں منبر بچھاتے حسان اوپر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و مفاخر بیان کرتے، حضور کی طرف سے طعنائے کفار کا رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل جبریل امین سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۱)

کعب بن زہیر کو انعام

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصیدہ نعتیہ استماع فرما کر دوائے مبارک عطا فرمائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۷۳)

ایک شاعر کا سوال

ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا

اقطع عنی لسانہ

میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے۔

(احکام شریعت حصہ سوم)



حداۃ بارگاہ رسالت ﷺ

شعرا نے بارگاہ رسالت کی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدی پڑھنے والے صحابہ کرام بھی متعدد حضرات تھے جو حدی پڑھتے تھے۔

حدی کے معنی تمسین رجز مباح بصورت نزم و شیریں اور گداز کے ہیں۔ یہ سفر کی کوفت کو کم کرنے اور نفس کے سرور و جذب کے بڑھانے کے لیے ہے۔ اس سے اونٹ تیز رفتاری کے ساتھ راہ قطع کرتا ہے اور بیماری بوجھوں کو اٹھاتا ہے چونکہ اہل عرب کی عادت تھی کہ جب ان پر راہ کی تھکن لاحق ہوتی اور اونٹ چلنے سے مجبور ہو جاتے تو حدی (اشعار) پڑھتے یہاں تک کہ اونٹ مست ہو کر تیزی کے ساتھ مسافت طے کر لیتے۔

ایک قسم اور ہے جسے، رکیانی، کہتے ہیں جسے سفر کی کلفت کم کرنے کے لیے سوار یوں میں گاتے ہیں، یہ بھی مباح ہے۔ امیر المومنین سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفروں میں بہت سنا کرتے تھے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیبر کی جانب تشریف لیے جا رہے تھے تو اثنائے سفر میں ایک رات حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن رواحہ کے رجز یہ اشعار حدی میں پڑھ رہے تھے کہ

اللهم لولا انت ما اهدينا .

ولا نصدفنا ولا صلينا

یہاں تک کہ تمام صحابہ کرام مست و مجوم اٹھے اور اونٹوں کی رفتار از حد تیز ہو گئی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا یہ حدی پڑھنے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ابن الاکوع ہیں۔ فرمایا رحمہ

اللہ ایک روایت میں ہے غفر لک ربک (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت و مغفرت فرمائے)

جب عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی پڑھنے سے خاموش ہو گئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تم ہمارے لیے حدی نہ کہو گے؟ اس کے بعد انہوں نے بھی حدی کہی، ان کو بھی جنت کی عادی۔

حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حبشی غلام تھے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ان کے بھائی تھے مردوں کے لیے حدی کہتے اور انجشہ عورتوں کے لیے حدی کہتے تھے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے اے انجشہ! اونٹوں کو آہستہ چلاتا کہ آ بگینوں کو بھیس نہ لگے۔ آ بگینوں سے مراد عورتیں تھیں، چوں کہ وہ کمزور ہوتی ہیں اور اونٹوں کے تیز دوڑنے سے انھیں تکلیف ہوتی ہے۔ (مدارج النبوة جلد دوم ملتقطاً)

بعض کہتے ہیں کہ مقصود رفع خاطر ہے جو تمنا کے ساتھ سننے سے لاحق ہوتا ہے۔ (مولف)

عامر بن اکوع کی حدی خوانی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خوانی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

غزوہ خیبر شریف میں خیبر کو جاتے ہوئے حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور میں رجز (عبد اللہ بن رواحہ کے اشعار) پڑھتے چلے۔

اللهم لولا انت ما اهتدین
ولا تصدقنا ولا ضلینا

فَاغْفِرْ لِدَاءِ لِكَ مَا اَبْقَيْنَا

وَالسَّيِّئِ مَكِينًا عَلَيْنَا

وَلَبِئْسَ الْاَلْقَامُ اِنْ لَّا يَنْبَا

وَنَحْنُ عَنِ الضَّلٰكِ مَا اسْتَفِئْنَا

خدا گواہ ہے یا رسول اللہ اگر حضور نہ ہوتے تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ زکوہ دیتے نہ نماز پڑھتے تو بخش دیجیے ہم حضور پر قربان جو گناہ ہمارے رہ گئے ہیں اور ہم پر حضور کی نجات تاریں اور جب ہم دشمنوں سے مقابل ہوں تو حضور ہمیں ثابت قدم رکھیں ہم حضور کے فضل سے بے نیاز نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی و مسند امام احمد و غیرہا میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بطریق عدیدہ ہے اور پچھلا مصرع زیادات صحیح مسلم و امام احمد سے ہے۔ (الامن و العلی)

وعامر بن الاكوع كان يحدو بين يديه صلى الله تعالى عليه وسلم و استشهد

يوم خيبر.

حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حدی

پڑھتے اور وہ روز خیبر شہید ہوئے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۲)

براء بن مالک کی حدی خوانی

محمود و مباح اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا زمانہ صحابہ و تابعین و ائمہ دین سے مجوز و مقبول

ہے بلکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ماثور و منقول، بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کے سامنے ہوتا، حضور سنتے اور انکار نہ فرماتے، بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے کہ اپنی خوش الحانیوں، دلکش حدی خوانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود موکب اقدس کے حدی خواں تھے عجب آواز دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے۔ یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا بہت الجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پرواہ نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے براء بن مالک ہیں۔

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم۔ فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بچھونے پر مردوں کا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا۔ سو کافر تو میں نے تہا قتل کیے اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ۔ جب خلافت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں قلعہ تستر پر جہاد ہوا ہے اور مسلمانوں کو سخت دقت پیش آئی، حدیث مذکور نے ہوئے تھے ان سے کہا اپنے رب پر قسم کھائیے انھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم ان کی مشکلیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا۔ ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمزان مارا گیا کافر بھاگ گئے اور براء شہید ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

صحیحین میں حضرت انس سے ہے :

کان براء بن مالک اخو انس شهد المشاهد الا بدرا قال صلى الله تعالى عليه وسلم رب اشعث اغبر لا يوجه له لو اقسم على الله لا يره منهم البراء بن مالک قال انس فلما كان يوم تستر من بلاد فارس انكشف الناس فقال المسلمون يا براء اقسم على ربك فقال اقسم عليك يا رب لما منحتنا اکتانهم و الحقنى بنبيك فحمل و حمل الناس معه فقتل هرمرزان من عظماء الفرس و اخذ سلبه و انهزم الفرس و قتل البراء . رواه العرملى و الحاكم و ذلك فى خلافة عمر سنة عشرين .

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا بہت الجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پروا نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے براء بن مالک ہیں۔ انس نے کہا کہ شہر فارس میں قلعہ تستر پر جب جہاد ہوا مسلمانوں کو سخت وقت پیش آئی ان سے کہا اے براء اپنے رب پر قسم کھائیے انھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم ان کی مشکلیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا، ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمزان مارا گیا اور سامان لوٹ لیے اور انھیں شکست ہوئی اور براء شہید ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ یہ واقعہ خلافت فاروقی ۲۰ھ کا ہے۔ (مولف)

اصلاح فی معرفۃ الصحابہ میں ہے بغوی سند صحیح حضرت انس سے راوی :

قال دخلت على البراء بن مالک و هو يتغنى فقلت له ابدلك الله ما هو خير منه فقال اترهب ان اموت على فراشي لا والله ما كان الله ليحرمنى من ذلك وقد قتلت مائة منفردا سوى من شاركت فيه .

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت براء کے پاس آئے وہ اس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی ہے جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم، فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے تنہا قتل کیے اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ۔ (مولف)

انجشہ کی حدی خوانی

بی بیوں کے ہود جوں پر انجشہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ آہستہ، شیشیوں کے ساتھ نرمی کر۔ شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزارو۔

وانجشۃ العبد الاسود کان حسن الحداء فی الصحیح عن انس حسن

الصوت.

حبشی غلام حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی حدی پڑھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح میں مروی ہے کہ ان کی آواز بھی اچھی تھی۔ (مولف)

فی الصحیحین عن انس ان انجشۃ حدا بالنساء فی حجۃ الوداع فاسرعت

الابل فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا انجشۃ رفا بالقراریر.

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی تو اونٹ بہت گرمائے تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ شیشیوں کے ساتھ نرمی کرو۔ (مولف)

عبداللہ بن رواحہ کی حدی خوانی

سیدنا عبداللہ بن رواحہ و سیدنا عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے۔ روز عمرۃ القضا جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہزاراں جاہ و جلال داخل مکہ ہوا ہے، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے کافروں کے جگر پر تیر برساتے جا رہے تھے۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے ارشاد فرمایا اے عمر ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔

مواہب لدنیہ و شرح علامہ زرقانی میں ہے :

كان يحدو بين يديه عليه الصلاة والسلام في السفر عبد الله بن رواحة الامير
المستشهد بموتة .

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر میں حدی خوانی کرتے اور یہ جنگ موتہ میں اسلامی لشکر کے امیر تھے اور وہیں پر شہید ہوئے۔ (مولف)

ترذی میں حضرت انس سے ہے :

انه صلى الله تعالى عليه وسلم دخل مكة في عمرة القضية ابن رواحة يمشي
يديه ويقول .

خلوا بني الكفار عن سبيله

اليوم نضر بكم على تنزيله

ضربا یزید الہام عن مقلہ

یذہل الخلیل عن خلیلہ

فقال عمر یا ابن رواحہ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فی حرم اللہ تقول الشعر فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فلی فیہم اسرع من نضح النبل.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز عمرۃ القضا جب داخل مکہ ہوئے عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے جا رہے تھے۔

یعنی کافروں کا راستہ چھوڑ دو، آج تو ہم ان کے جائے نزول پر حملہ کریں گے، ایسا حملہ کہ ان کے دماغ کا مغز آنکھوں کے راستے سے باہر ہو جائے گا، اور ایک دوست دوسرے دوست کو بھول جائے گا۔

امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔ (مولف)

و فی روایۃ انہ لما انکر عمر علیہ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا عمر اسمع فاسکت یا عمر.

اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن رواحہ کو منع کیا تو حضور

اقدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۷۲، ۱۷۳)



حقیقت محمدیہ

وہی علیہ السلام
صلی اللہ

مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

اے بے عرفی حقیقت خبر لینی
میرے رب کے علاوہ میری حقیقت کو کسی نے نہیں پہچانا

(الحديث)

حقیقت محمدیہ ﷺ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احوال و اوصاف شریف دو قسم کے ہیں۔

ایک تو وہ ہیں جو ثقہ راویوں کے ساتھ احادیث و اخبار میں منقول ہیں اور سیر کی کتابوں میں جو اخلاق و صفات مذکور و مسطور ہیں وہ آپ کی نبوت و رسالت اور تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آپ کے افضل و اکمل ہونے میں بہت کافی و وافی ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو مکاشفان اسرار حقیقت اور مشاہدان انوار وحدت نے دیدہ بصیرت سے پایا ہے اور ان کے اطہار و ابراز کی طرف گئے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حق تبارک و تعالیٰ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا کیے گئے ہیں اور اولیائے کرام اسماء صفاتیہ کی مخلوق ہیں۔ بقیہ ساری کائنات صفات فعلیہ سے پیدا ہوئی ہے۔

سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین ذات حق سے مخلوق ہیں اور ظہور حق آپ میں بالذات ہے چوں کہ صفات و اسماء میں ظہور و بروز کے اقتضاء سے بیشتر و ظاہر تر ہے حق تعالیٰ کی صفات سے ہر صفت میں خوب ظاہر ہوا ہے اور جو کچھ جلال و جمال سے مخصوص تھا ظاہر ہوا اور اسماء حسنی میں سے ہر اسم نے جو اس کے معنوی کمال کے اقتضاء میں سے تھا ظہور ہوا۔ اور کنہ ذات الہی جس طرح پر خفا میں حقیقت سر یہ پر بطون میں تھی باقی رہی پھر ان اسماء صفات کے حقائق مشہد معنوی میں مجتمع ہوئے، ذات حیث لا کیف والا این اور ندا ہوئی اور الہا ما فرمایا۔ اگرچہ میں نے اس کمال کو ظاہر کیا اور ان جمال و جلال کے مقامات کو ہویدا کیا جو حد حصر و احصار سے باہر ہیں لیکن یہ سب بحر وحدت کا ایک قطرہ ہے اور ذات بیضا کا ایک ذرہ ہے۔

لہذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مظہر اسماء وصفات ہوئے اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مظہر ذات، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام اجلال و اکرام کے بالذات ختام ہیں اور انبیاء و اولیاء بالواسطہ۔ جب کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات حق سے مخلوق ہیں اور ظہور برحق ان پر بالذات ہے تو ان کے سوا جو بھی ہے سب سے تمام صفات اور جمیع کمالات میں فائق و منفرد ہیں نیز اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے اس لیے کہ بروز ذات کے بعد صفات مشہود نہیں رہتے۔ نیز اسی بناء پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عروج فوق عرش ہے کیوں کہ ذات جمیع اسماء پر فائق ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمانیت حق کے محل ہیں جو عرش سے فوق وسیع ہے اور عرش محیط اجسام ہے اور رحمت ہر شی پر وسیع ہے رحمتی وسعت کل شی لہذا محمدی حقیقت جمیع موجودات کا مصدر اور تمام کا مبداء اور تمام فیوض و برکات کا واسطہ و سرچشمہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

واضح ہو کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ہر عالم میں اس عالم کے مطابق ظہور ہے۔ لہذا جس طرح عالم اجسام میں آپ کا ظہور ہے عالم ارواح میں اس کی مانند ظہور نہیں ہے اس لیے کہ عالم اجسام تنگ ہے اور وہ اتنی وسعت نہیں رکھتا جتنی عالم ارواح میں وسعت ہے اور آپ کا ظہور جس طرح عالم ارواح میں ہے اس کی مانند عالم معنی میں آپ کا ظہور نہیں اس لیے کہ عالم معنی، عالم ارواح سے زیادہ لطیف اور زیادہ وسیع ہے اور زمین میں جس طرح آپ کا ظہور ہے اس جیسا آسمان میں ظہور نہیں ہے اور آسمان میں جیسا ظہور ہے اس جیسا ظہور یمین عرش میں نہیں ہے کیوں کہ وہاں ایند کیفیت نہیں ہے۔ لہذا ہر مقام اعلیٰ میں مقام انزل سے اکمل و اتم ظہور ہوتا ہے اور ہر ظہور میں اس کے محل کے مطابق خاص جلال و عظمت و اسرار ہیں، یہاں تک کہ ایسے محل تک متناہی ہوتا ہے کہ جہاں کسی نبی و ولی کی استطاعت نہیں کہ اس جگہ آپ کے ظہور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کے یہی معنی ہیں کہ :

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ غیر ربی

میرے لیے ایک وقت ایسا ہوتا ہے کہ میرے رب کے سوا کسی کو اس میں گنجائش نہیں ہوتی۔

ایک اور روایت میں ہے :

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب و لا نبی مرسل

اللہ کے ساتھ میرے لیے ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں کسی مقرب فرشتے اور نبی و رسول کی بھی گنجائش نہیں ہوتی۔

حضرت احدیت سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزول فرمانے کے بعد جب مقام واحدیت میں ظہور ہوا جو محل اسماء و صفات ہے تو اس وقت حضرت کمالیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر متوجہ ہوئی جس طرح کہ اسم اپنے مسمی سے اور صفت اپنے موصوف سے لگاؤ رکھتی ہے۔ اور ان کمالات معانی میں سے ہر معنی اپنی حقیقت کی طرف اشارہ نہیں کرتا مگر اسی کی طرف اور اپنی ہویت سے دلالت نہیں کرتا مگر اسی پر اب اگر ان مشار الیہا کمالات میں سے کوئی کمال متحقق ہوتا ہے تو وہ اسی پر معطوف ہوگا اور اسی کا تابع ہوگا اور صفت نوریت کی حقیقت اسی میں منحصر ہے اور نور اس کے اسماء میں سے ہے اگرچہ تمام انبیاء و اولیاء اس صفت نوری سے متصف اور اس کے ساتھ متحقق ہیں لیکن سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس صفت کی حقیقت ہیں۔ اور حقیقت شی اور جو اس شی کے ساتھ متحقق ہو دو نون کے درمیان فرق ہے۔ تمام اشیاء اس نور کے مظاہر اور اس کے ظہور کے محل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کہ :

انا من نور اللہ و المؤمنون من نوری .

میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مسلمان میرے نور سے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے :

انا من اللہ و المؤمنون منی .

میں اللہ سے ہوں اور تمام مسلمان مجھ سے ہیں۔

اسی مفہوم و مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ مومنین کی تخصیص اتفاقی اور مقام کی مناسبت و موافقت کی وجہ سے ہے۔

اور جب وجود کوئی کے ساتھ نزول فرمایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وساطت سے عقول، نفوس، اوج، قلم، عرش، کرسی، افلاک، کواکب، ارکان، معادن، نباتات، حیوانات اور انسان جو کہ حقائق کوئیہ کانسٹہ جامعہ ہے پیدا فرمائے۔ اور اسی واسطہ کے ساتھ کارخانہ وجود کو اس ترتیب کے ساتھ جو عرفاء حکماء کے کلام میں بیان کیا گیا ہے اس کے انتظام کو پیوست کیا ہے کیوں کہ ان موجودات کی موجودیت کی ترتیب اسی ترتیب کے ساتھ ہے جو گنتی میں ہے۔ کہ ایک سے دو ہے اور دو اس وقت تک متحقق نہیں ہوگا جب تک کہ اس میں ایک نہ ہو۔ اسی طرح تین اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک دو اس میں موجود نہ ہو۔ اسی طرح چار ہے، چار اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک اس میں تین نہ ہو، اسی طرح اوپر تک شمار کرتے چلے جائے۔ لہذا کوئی عدد اس وقت تک موجود نہ ہوگا جب تک کہ مرتبہ میں اس کے ما قبل کے وجودات کو نہ مانا جائے اور تمام، واحد یعنی ایک سے موجود ہیں اور واحد عدد نہیں ہے اس لیے کہ ہر عدد کو جب کسی عدد میں ضرب دیا جاتا ہے تو اس سے عدد نکل آتا ہے اور اگر تمام اعداد کو ایک میں ضرب دیا جائے تو اس سے کوئی چیز نہیں نکلتی۔ لہذا عقل اول جو کہ روح محمدی کی ہیئتہ تعبیر ہے وہ تمام عالم کے وجود کی اصل ہے، خواہ عالم امر ہو، خواہ عالم خلق، اور وہ تمام عقل کی حقیقت میں علت ہے اور اللہ تعالیٰ پاک و منزہ ہے کہ کسی چیز کے وجود کے لیے علت ہو۔

لہذا جو کچھ بیان کیا گیا اس سے وجود محمدی کی حقیقت کی تفصیل معلوم ہوگئی ہوگی۔ اسی لیے حضور

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول وجود اور آخر وجود ہیں۔ اسی معنی و مفہوم کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس قول سے اس طرح ظاہر فرمایا کہ

اب زمانے نے اسی ہیبت پر پلٹا کھایا ہے، جو آسمانوں کی تخلیق کے وقت تھی۔

اور دائرہ وجود کے اعلیٰ درجات میں اس صورت و معنی میں اس کے ظہور سے تمام ہوا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس طرح کہ بطون ذات میں حق کے ساتھ اقرب خلق تھے، اسی طرح آخر میں حیات میں اعلیٰ و اکمل خلق ہوں گے اور اس درجہ کا نام وسیلہ رکھا گیا اور اس کا وعدہ کیا گیا اور امت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اس کی دعا کرنے کا حکم دیا گیا۔ وسیلہ کے معنی سبب ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابتدا میں وجود خلق کے اول سبب ہیں اور انتہا میں حق کے ساتھ ان کے لیے سبب قرب ہوں گے لہذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اقرب صوری و معنوی دونوں حاصل ہوئے اور علو مکان اور علو زمان دونوں کامل ہوئے اور صفت و حال کے لحاظ سے اکمل عالم ہوئے اور اعظم عالم میں صورت و معنی ہیں اور خلق کے اعتبار سے اتم و اعدل ہیں۔

کمالات صوری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ کمالات صوری جو آپ کے لیے بارگاہ الہی میں علو مکان کی تحقیق پر شاہد ہیں یہ کمالات صوری تین قسموں پر ہیں۔

قسم اول ذاتی ہے۔

قسم دوم فعلی ہے۔

قسم سوم قولی ہے۔

قسم اول، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات شریف اور آپ کی صورت جمیل ہے اور آپ کی ذات اجمل ذوات، اکمل وافضل واطہر اور انور تھی۔ اور آپ کی صورت احسن، اجمل، اجلا اذکائے صورت تھی۔ ملانا، کرام کو جو کچھ آپ کا حلیہ شریف معلوم ہوا اور ان کے فہم میں آیا انہوں نے اس کو جمع کیا اور بیان کر دیا اس سے مقصود آپ کا تصور جمال، مطالعہ کمال اور ہر گھڑی اسے ملحوظ خاطر رکھنا، اور اس کام کی مشق کرنا اور اس کا مراقبہ کرنا اور اسے اپنا نصب العین بنانا تاکہ اس جمال جاں فزا کو پیش نظر رکھ کر دائمی محبت قائم رہے اور کبھی جدا نہ ہوا۔

یہ طریقہ حصول کمال ووصال کے لیے اقرب بننے اور یہ درجہ محبت کے حصول اور اصحاب وافر انصاف میں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ محبت معنوی اور سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کا سبب ہے۔ اگر اس پر بر طریق اتصال و دوام استطاعت نہیں ہے تو صلاۃ و سلام کے وقت جو کہ روشنی راہ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اقرب طرق ہے اسے نگاہ میں رکھے۔

لیکن دوسری قسم جو فعلی ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال زکیہ اور احوال مرضیہ ہیں جو معلوم و ماثور ہیں اور صحف و دفاتر ان سے مملو و مشحون ہیں۔ اس باب میں یہ بات کافی نہیں ہے کہ سارا جہان اور ان کے تمام اعمال و صفات آپ کے میزان میں ہیں اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہی رشد و ہدایت کے طریقوں کی بنیاد رکھی اور آپ نے ہی لوگوں کو ضلالت و گمراہی سے باہر نکالا اور احکام کو وضع کر کے سنت قائم فرمائی، نماز و روزہ اور حلال و حرام کی روشنی دکھائی اور بھلائی جو اہل جہان کے حصے میں آئی وہ آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہے۔

اور تیسری قسم قولی ہے، وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال فصیحہ اور کلمات طیبہ ہیں جن سے اسلامی کتابیں بھری ہوئی ہیں وہ سب دریا کے مقابلے میں ایک قطرہ اور روشنی میں ایک ذرہ کی مانند ہیں آپ کی عظمت شان میں حق تبارک و تعالیٰ کا وہ قول جو کہ آپ کا کلام ہے کافی ہے کہ اللہ لیسول رسول

کریم جو ظاہر میں آپ کا کہا ہوا تھا مگر حقیقت میں خدا کا کلام ہے۔

اور حق تبارک و تعالیٰ نے فرمایا

و ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى .

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، نہیں ہے وہ مگر وحی جو ان کی طرف کی گئی۔ (مولف)

(مدارج النبوة، جلد دوم)

حقیقت محمدیہ کا ظہور

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں:

لما تعلق ارادة الحق تعالى بايجاد خلقه ابرز الحقيقة المحمدية من الانوار الصمدية في الحضرة الاحدية ثم سلخ منها العوالم كلها علوها و سفليها .

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا پھر اس سے تمام عالم علوی و سفلی نکالے۔

شرح علامہ میں ہے:

و الحضرة الاحدية هي اول تعينات الذات و اول رتبها الذي لا اعتبار فيه لغير الذات كما هو اشار اليه لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم كان الله و لا شى معه ، ذكره الكاشاني .

یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا اسے سیدی کا شانی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

حضور ذات حق سے پیدا ہوئے

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں :

انبیاء مخلوق انداز اسماء ذاتیہ حق و اولیاء از اسماء صفاتیہ و بقیہ کائنات از صفات فعلیہ و سید رسل مخلوق است از ذات حق و ظہور حق دروے بالذات است۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسل ذات حق سے اور حق کا ظہور بالذات ہے۔

ہاں میں ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی، ذات رسالت کے لیے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوں۔ یا عیاذ باللہ ذات الہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عزوجل جسے اور نمزے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شی میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شی کو جز، ذات الہی خواہ کسی مخلوق کو میں و نفس ذات الہی ماننا کفر ہے۔ اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جائیں، جل و علاہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃً غیر ربی .

اے ابو بکر مجھے جیسا میں اپنی حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔

ذات الہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کے مفہوم ہو، مگر اس میں فہم ظاہر ہیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عز جلالہ نے تمام جہاں کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لولاک ما خلقت الدنیا

اے محبوب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔ (مولف)

آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا۔

لولا محمد ما خلقتک و لا ارضا و لا سماء.

اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین و آسمان کو۔

تو سارا جہان ذات الہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے، حضور کے طفیل۔

لا انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرة العزة ثم هو

افاض الوجود علی سائر البریة کما تزعم کفرة الفلاسفة من توسط العقول ، تعالیٰ اللہ

عما یقول الظلمون علوا کبیرا هل من خالق غیر اللہ .

یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے

وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

نالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے؟

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے اب

کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے :

ای من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة به
بلا واسطة شي في وجوده .

یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا
بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔

نور قدیم کی پہلی جلی

سیدی ابوسالم عبداللہ عیاشی، ہم اسٹاذ علامہ محمد زرقانی، تلمیذ علامہ ابوالحسن شبراہلی اپنی کتاب
"الرحلة" پھر سیدی علامہ عثمانی "شرح صلاة" حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے
ہیں۔ صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کا ادراک حقیقہ وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد اللہ نور السموات و الارض
کا معنی جانتا ہے کیوں کہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندے کے
دل میں اس نور کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شعاعوں سے ہی سمجھا جاسکتا ہے پس نور اللہ کو اس نور ہی کے ذریعہ سمجھا
جاسکتا ہے۔

حدیث (ان اللہ قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره) کے معنی کو سمجھنے کے لیے
قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی جلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا
وہی سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے۔ جب یہ نور اول چمکا اور
منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی کے اعتبار

سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اس کی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جب کہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔

ایک فیض دینے والا۔

دوسرا فیض پانے والا۔

حالاں کہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں، یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ظاہر ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اس طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جب کہ یہ تمام انوار بالواسطہ یا بلاواسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

مرتبہ ایجاد و تکوین

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پر تو وجود سے موجود، یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے، اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے۔

خالق کل الوری ربک لا غیرہ

نورک کل الوری غیرک لم یس لن

کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے آپ ہی کا نور کل مخلوق ہے اور آپ کا غیر کچھ بھی نہ

(صلاة الصفاء فی نور المصطفیٰ)

تسا نہ ہے، نہ ہوگا۔

یہی مضمون ۱۰۰ سے متقدم پر اس طرح ہے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جس طرح مرتبہ وجود میں صرف اللہ ہے، کل شی ہالک الا وجہہ .

ذات کبریٰ کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

الا کل شی ما خلا اللہ باطل

سن لو اللہ کے سوا ہر چیز باطل و فانی ہے۔

حقیقت وجود اسی کی ذات کریم سے خاص ہے۔ جہاں و جہانیاں کا اس میں کچھ حصہ نہیں مگر

جس پر وجود حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کا پرتو ڈالا وہ بقدر نسبت و قابلیت تام موجودیت سے

بہرہ ور ہوا۔

یوں ہی مرتبہ ایجا د میں صرف ذات کریم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

حضور ہی سرالوجود منبع الوجود و اصل ہر بود ہیں۔ وجودات عالم ضرور وجود حقیقی کے ظلال و پرتو ہیں۔

مگر اولاً، وبالذات پرتو ذات و ظل صفات جامع الکمالات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلاۃ و

اکمل التسلیمات ہے۔

پھر ثانیاً، وبالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بہ مرتبہ تمام عالم اس تجلی نور سے روشن ہے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند
اس گھر میں ایک چراغ ہے جس کی روشنی سے ہر جگہ انجمن ہی انجمن ہے۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

حضور کی حقیقت صرف اللہ جانتا ہے

امام احمد رضا بریلوی ایک موقع پر فرماتے ہیں :

خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عرف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں اس واسطے ان کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔ معرفت الہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الہی بھی زائد ہے۔ صدیق اکبر جیسے عرف الناس کہ تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں ان سے ارشاد فرمایا۔

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابو بکر جیسا میں ہوں سو میرے رب کے اور کسی نے نہ پہچانا۔

صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں، جبریل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں، انبیاء و مرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق، باقی رہا حقیقتہ ان کو پہچاننا تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے، تبارک و تعالیٰ۔ ان کا بنانے والا ان کا نوازنے والا، ان کی حقیقت کے پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رکھا۔ بلا تشبیہ محبت نہیں چاہتا کہ جو ادا محبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو۔ اللہ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں:
انہ لغبور و انا اغبر منه و اللہ اغبر منی .

وہ غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔
وہ کیوں کر روار کھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی
واسطے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔ (المسئلہ النبویہ)

حضور سبب وجود و بقاء ہیں

مطالع المسرات شریف میں ہے :

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معی حیوۃ جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم فہو روحہ و حیاتہ و سبب وجودہ و بقائہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے
جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے :

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الاکوان و حیاتها و سر وجودها و لولاه
لذہبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا شی الا و هو بہ
منوط اذ لولا الواسطۃ لذهب کما قبل الموسوط .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم
نہیں ہوتا و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطے سے تھا آپ

ہی فنا ہو جائے۔

ہمز یہ شریف میں ارشاد فرمایا:

كل فضل في العلمين فمن فضل

النبي استعارة الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے

مانگے کوئی ہے۔

شرح سیدی عثمانوی میں ہے :

نعمتان ما خلا موجود عنهما ، نعمة الایجاد و نعمة الامداد ، هو صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم الواسطة فیہما اذ لولا سبقت وجودہ ما وجد موجود و لولا وجود

نورہ فی ضمائر الکون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولاً و له تبع الوجود و

صار مرتبطاً به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود و نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد و نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود

نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھے جائیں تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا

طفیلی اور حضور سے وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔

حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا

یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و بارک وسلم۔ (صلاة الصفانی نور المصطفیٰ)

حضور کا وقت مخصوص

بعض احادیث میں مذکور ہے :

لی مع اللہ وقت لا یسعی فیہ ملک مقرب و لانی مرسل .
 یہ ہے لیے خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں کسی مقرب فرشتے یا مرسل نبی کی منجائش نہیں۔
 اسے شیخ متقی نے مدارج المنہج و شریف میں ذکر فرمایا ہے۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

حقیقت یہ ہے سنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

نبی سرور ہر رسول و ولی ہے
 نبی راز دار مع اللہ لی ہے

پہ تو اسم ذات احد پر درود
 مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
 مصدر مظہریت پہ اظہر درود
 وصف جس کا ہے آئینہ حق نما

نسخہ جامعیت پہ لاکھوں سلام
 مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
 مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام
 اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

غایت و علت سب بہر جہاں تم ہو سب
 تم سے بنا تم بنا تم پہ کروں درود

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
 لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود

اللہ کی سرتا بہ قدم شان ہیں یہ
 ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
 ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ
 (حدائق بخشش)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باعث تخنیق کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کاملہ اور غوث و رضا کی نگاہ التفات سے "سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چوتھی اور آخری جلد بھی بحسن و خوبی اپنے اختتام کو پہنچی، میں اپنی اس کاوش کو اپنے نبی اکرم امیر مومنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش و قار میں بطور ارمغان عقیدت و محبت کے اس خیال سے پیش کرنے کی سعادت و برکت حاصل کر رہا ہوں کہ یہ میرے لیے سرمایہ آخرت اور سامان نجات ہو، ذات واجب الوجود کے سوا ہر چیز فنا کی منزل سے ہم کنار ہوگی، اس کے ذکر جلیل کے ساتھ اس کے محبوب حقیقی کا تذکرہ جمیل باقی رہے گا۔

وما من كاتب الا ينبغي

ويقتي الدهر ما كتبت به

العاجز

محمد عیسیٰ رضوی

ماخذ و مراجع

ماخذ و مراجع

(اس کتاب سے ماخذ و مراجع کتابوں کی وہ تصانیف جن سے مضامین ماخوذ ہیں)

نمبر شمار	اسماء کتب	سن تصنیف ہجری
۱	فتاویٰ رضویہ جلد اول	۱۳۲۶
۲	الحدود الحلو فی ارکان الوضو	۱۳۲۳
۳	سہ القوہ ان الوضو من ای نوم	۱۳۲۵
۴	بارق الورد فی مقادیر ماء الطهور	۱۳۲۷
۵	الورد و الورق لاسفار الماء المطلق	۱۳۲۳
۶	تویر القدیل فی اوصاف المنذیل	۱۳۲۳
۷	المیقة الانقی فی فرق الملاقی و الملقى	۱۳۲۷
۸	حسن التعمیم لبيان حد التیمم	۱۳۲۵
۹	الطلبۃ البدیعة فی قول صدر الشریعة	۱۳۲۵
۱۰	عطاء النبی لاحکام ماء الصبی	۱۳۲۷
۱۱	قوانین العلماء فی متیمم علم عند زید ماء	۱۳۲۵
۱۲	الطرس المعدل فی حد الماء المستعمل	۱۳۲۰

۱۳۲۶	فتاویٰ رضویہ جلد دوم	۱۳
۱۳۱۶	جمان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج	۱۴
۱۳۱۳	حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین	۱۵
۱۳۲۳	منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین	۱۶
۱۳۳۳	نیج السلامة فی حکم تقبیل الابهامین فی الاقامة	۱۷
۱۳۰۷	ایذان الاجر فی اذان القبر	۱۸
۱۳۰۳	الاحلی من السكر لطلبہ سکر رو سر	۱۹
۱۳۲۶	فتاویٰ رضویہ جلد سوم	۲۰
۱۳۱۶	اجتناب العمال عن فتاویٰ الجہال	۲۱
۱۳۱۲	القلادة المرصعة فی نحر الاجوبة الاربعة	۲۲
۱۳۱۲	وصاف الرجیح فی بسملة التراویح	۲۳
۱۳۰۷	سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاة العید	۲۴
۱۳۰۵	انهار الانوار من یم صلاة الاسرار	۲۵
۱۳۰۵	النهی الاکید عن الصلاة و راء عدی التقليد	۲۶
۱۳۱۰	رعاية المذهبین فی الدعاء بین الخطبتین	۲۷

۱۳۰۷	التبصير المنجد بان صحن المسجد مسجد	۲۸
۱۳۲۳	هداية المتعال في حد الاستقبال	۲۹
۱۳۲۰	اوفي اللمعة في اذان الجمعة	۳۰
۱۳۲۶	فتاوى رضويه جلد چهارم	۳۱
۱۳۳۱	بريق المنار بشموع المزار	۳۲
۱۳۰۵	حيات الموات في بيان سماع الاموات	۳۳
۱۳۱۶	الوفاق المتين بين سماع الدفين وجواب اليمين	۳۳
۱۳۰۸	الحرف الحسن في الكتابة على الكفن	۳۵
۱۳۱۵	النهي الحاجز عن تكرار صلاة الجنائز	۳۶
۱۳۰۴	البدور الاجلة في امور الاهلة	۳۷
۱۳۰۴	شرح نور الادلة للبدور الاجلة	۳۸
۱۳۰۴	حاشيه . رفع العلة عن نور الادلة	۳۹
۱۳۲۶	الهادي الحاجب عن جنازة الغائب	۴۰
۱۳۱۲	العروس المعطار في زمن دعوة الافطار	۴۱
۱۳۲۹	انوار البشارة في مسائل الحج و الزيارة	۴۲

- ۱۳۳۹ ۴۳ جمل النور فی نہی النساء عن زیارة القبور
- ۱۳۰۷ ۴۴ تجلی المشکوۃ لانارة اسئلة الزکوة
- ۱۳۰۷ ۴۵ الزهر الباسم فی حرمة الزکوة علی بنی ہاشم
- ۱۳۰۹ ۴۶ اعز الاکتناه فی رد صدقة مانع الزکاة
- ۱۳۰۷ ۴۷ الحجة الفاتحة لطیب التعین و الفاتحة
- ۱۳۱۸ ۴۸ رادع التعسف عن الامام ابی یوسف
- ۱۳۰۵ ۴۹ صیقل الرین عن مجاورة الحرمین
- ۱۳۲۶ ۵۰ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
- ۱۳۱۲ ۵۱ اطائب التهانى فی النکاح الثانی
- ۱۳۲۶ ۵۲ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
- ۱۳۲۹ ۵۳ القمع المبین لآمال المکذبین
- ۱۳۰۷ ۵۴ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح
- ۱۳۳۹ ۵۵ حجب العوار عن مخدوم بہار
- ۱۳۲۶ ۵۶ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
- ۱۳۲۹ ۵۷ کاسر السفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدراہم

۱۳۴۳	۵۹	الہیة الاحمدیہ فی الولاية الشرعية و العرفیة
۱۳۲۶	۵۹	فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
۱۳۱۱	۶۰	کتاب المسی و الدرر لمن عمد منی آرڈر
۱۳۲۶	۶۱	فتاویٰ رضویہ جلد پہم
۱۳۲۴	۶۲	الحق المحتلی فی حق المنلی
۱۳۳۹	۶۳	الرمر المرصف علی سوال مولانا سید آصف
۱۳۱۵	۶۴	شفاء انوالہ فی صور الحبیب و مرارہ و نعالہ
۱۳۱۵	۶۵	لمعہ الصحی فی اعفاء اللحنی
۱۳۱۰	۶۶	اعحب الامداد فی مکرمات حقوق العباد
۱۳۴۷	۶۷	زبدۃ الرکیۃ فی تحریم سجود التحیة
۱۳۲۸	۶۸	الکشف سافیا فی حکم فونو جرافیا
۱۳۴۱	۶۹	العضایا القدیر فی حکم التصویب
۱۳۰۷	۷۰	حک العیب فی حرمة تسوید الشیب
۱۳۱۰	۷۱	مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد
۱۳۲۶	۷۲	فتاویٰ رضویہ جلد دہم

۱۳۱۸	الفقه التسجیلی فی عجین النار جیلی	۷۳
۱۳۲۰	رد الرفضة	۷۴
۱۳۲۶	فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم	۷۵
۱۳۱۸	قوارع القہار علی المجسمة الفجار	۷۶
۱۳۲۶	فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم	۷۷
۱۲۹۸	اقامة القيامة علی طاعن القيام لنبي تهامة	۷۸
۱۳۳۱	تدبير فلاح و نجات و اصلاح	۷۹
۱۳۳۹	نزول آیات فرقان بسكون زمين و آسمان	۸۰
	الميلاد النبوية في الالفاظ الرضويه	۸۱
۱۳۲۹	اراءة الادب لفاضل النسب	۸۲
۱۳۱۵	شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام	۸۳
۱۳۱۶	شرح المطالب في مبحث ابي طالب	۸۴
۱۳۰۵	اسماع الاربعين في شفاعة سيد المحبوبين	۸۵
۱۳۲۰	منبه المنية لوصول الحبيب الى العرش و الروية	۸۶
۱۳۱۷	نطق الهلال بارخ و لاد الحبيب والوصال	۸۷

- ۸۸ انباء المصطفى بحال سر و الخفی ۱۳۱۸
- ۸۹ خالص الاعتقاد ۱۳۲۸
- ۹۰ الدولة المکبة بالمادة الفیبة ۱۳۲۳
- ۹۱ نعلی البقین بان سنا سید المرسلین ۱۳۰۵
- ۹۲ جزاء الله عدوه باباءه ختم النبوة ۱۳۱۷
- ۹۳ صلاة الصفا فی نور المصطفى ۱۳۲۹
- ۹۴ نفی الفی عن استار بنوره کل شی ۱۲۹۶
- ۹۵ فمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام ۱۲۹۶
- ۹۶ بدر الانوار فی آداب الآثار ۱۳۲۶
- ۹۷ فقه شهنشاه و ان القلوب بيد المحبوب بعطاء الله ۱۳۲۶
- ۹۸ النور و الضیاء فی احکام بعض الاسماء ۱۳۲۰
- ۹۹ اعتقاد الاحباب فی الجمیل و المصطفى و الآل و الاصحاب ۱۳۹۸
- ۱۰۰ غایة التحقیق فی امامة العلی و الصدیق ۱۳۱۱
- ۱۰۱ الامن و العلی لناعتی المصطفى بدافع البلاء ۱۳۱۱
- ۱۰۲ تنزیه المکانة الحیدریة عن وصمة عهد الجاهلیة ۱۳۱۲

۱۳۱۱	برکات الامداد لاهل الاستمداد	۱۰۳
۱۳۰۴	انوار الانتباه فی حل نداء یا رسول اللہ	۱۰۴
۱۳۱۱	منية اللیب ان التشریح بید الحیب	۱۰۵
۱۳۳۸	الملفوظ مکمل چار حصے	۱۰۶
۱۳۳۹	الحجة الموتیة فی آية الممتحنة	۱۰۷
	احکام شرعیة مکمل تین حصے	۱۰۸
۱۳۲۷	مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء	۱۰۹
	تعلیقات رضا	۱۱۰
۱۲۹۵	النیرة الوضیة شرح الجوهرة المضیئة	۱۱۱
۱۳۱۲	سل السیوف الہندیة علی کفریات بابا النجدیة	۱۱۲
۱۲۹۸	انفس الفکر فی قربان البقر	۱۱۳
۱۳۲۲	اهلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین	۱۱۴
۱۳۱۲	وشاح الجید فی تحلیل معانقہ العید	۱۱۵
۱۳۱۹	نقاء السلافة فی احکام البیعة و الخلافة	۱۱۶
۱۳۱۲	الکوکبة الشہابیة فی کفریات ابی الوہابیة	۱۱۷

۱۳۲۱	۱۱۸	اعالی الافادہ فی تعزیه الہند و بیان الشہادۃ
۱۳۱۸	۱۱۹	خیر الآمال فی حکم الکسب و السؤال
۱۳۰۶	۱۲۰	صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین
۱۳۲۰	۱۲۱	السوء و العقاب علی المسیح الکذاب
۱۳۲۶	۱۲۲	المین ختم النبیین
۱۳۱۷	۱۲۳	فتاوی الحرمین برجف ندوة المین
۱۳۲۳	۱۲۴	الاجاراة المتینة لعلماء بکة و المدينة
	۱۲۵	عرفان شریعت مکمل تین حصے
۱۳۳۶	۱۲۶	السنية الانيقة فی فتاوی افریقہ
۱۳۰۶	۱۲۷	ذیل المدعاء لاحسن الوعاء
۱۳۲۶	۱۲۸	تمهید ایمان بآیات قرآن
۱۳۲۷	۱۲۹	ثمانم العنبر فی ادب النداء امام المنبر
۱۳۲۰	۱۳۰	المعتمد المستند بناء نجات الابد
۱۳۳۰	۱۳۱	انوار المنان فی توحید القرآن
۱۳۳۰	۱۳۲	ازاحة العیب بسيف الغیب

سن تصنیف ہجری

اسمائے کتب

نمبر شمار

- ۱۳۱۲ راد القحط و الوباء بدعوة الجيران و مواساة الفقراء
- ۱۳۰۸ كشف حقائق و اسرار دقائق
- ۱۳۲۰ دوام العيش في الائمة من قریش
- ۱۳۰۸ ابرالمقال في استحسان قبلة الاجلال
- ۱۳۲۲ جمع القرآن و بم عزوه لعثمان
- ۱۳۰۰ الزلال الانقى من بحر سبقة الاتقى
- ۱۳۹ مسائل المعراج
- ۱۳۲۵ حدائق بخشش



